کرنی کا پھل

(دی پیپر اینڈ دی وومن)

یہ کتاب

لائبریریوں کے لئے منظور ہے

مطابق سرکلر نمبر ۲۴۳۷۹/PR(LIB)51 و نمبر ۱۳۹۳۶/PR(LIB)51 اور نمبر ۳۰۹۰/PR(LIB)51 [illegible]

مورخہ [illegible] ڈائرکٹر آف پبلک ریلیشنز و سکریٹری پنجاب سٹیٹ سنٹرل لائبریری [illegible]

نے جاری کیا۔

مصنفہ

ای۔ فلپس آپنہیم

مترجمہ

تیرتھ رام فیروزپوری

ہندوستانی و پاکستانی سکہ

قیمت فی جلد ——— چار روپے

ناشران

نرائن دت سہگل اینڈ سنز چوک فتحپوری۔ دہلی

جالندھر میں سٹاکسٹ

سہگل ناول سٹور محلہ تھاپراں۔ جالندھر شہر

کرنی کا پھل

مقدمہ

۱

لنڈن کے ایک عالی شان مکان کے دو منزلہ پر کھڑے ہوئے ارل آف السسٹن اور ان کی خوبصورت بیگم جلسۂ رقص میں شامل ہونے والے احباب کی تقدیم میں مصروف تھے۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ لیکن مہمانوں کی کثرتِ تعداد بدستور تھی۔ اور اس فراخ مرمری زینہ پر جس کے اطراف میں خوشبودار پھولوں اور پھیلی ہوئی پاموں کے خوش رنگ گملے سجے تھے۔ خوبصورت عورتیں بے اندازہ قیمت کے لباس اور لہلہاتی چمک کے زیورات پہنے اکثر حالتوں میں دراز قد۔ وجیہہ، فوجی افسروں کے ساتھ جن کی شاندار وردیاں تمغوں اور نشانوں سے مزین تھیں۔ اور بعض صورتوں میں سادہ پوشاک کے سویلین اہلکاروں کے پہلو میں چلتی نظر آتی تھیں۔ چونکہ سیزن کے آغاز کا یہ سب سے پہلا، خاص اہمیت رکھنے والا ناچ تھا۔ اس لئے لنڈن کی سوسائٹی کے حلقہ متمول میں کوئی مرد، کوئی خاتون ایسی نہ تھی جسے اس کی شرکت سے گریز ہوتا یا ہو سکتا۔ اور اس طرح سرخ رنگ کی مخمل سے ڈھکی ہوئی سیڑھیوں پر امیر و رئیس، مسرف اور بخیل، تاجر اور ادیب، شاعر اور مدبر۔ آخر الذکر اکثر حالتوں میں اپنی عورتوں کے ساتھ، اور اول الذکر ان کے بغیر مشترک ہجوم کی صورت میں آرام و اطمینان کے ساتھ چلتے بال روم کی طرف جا رہے تھے۔ جس کے دروازہ پر با اقبال ارل اور ان کی خوش اخلاق بیگم کسی سے ایک اور کسی سے دو اور اوقات بعید میں) چند الفاظ خیر مقدم کے کہہ

اور اس کے ساتھ ہی اپنے چہروں پر جس طرح کا موقع ہو۔ تبسم کے حقیقی یا مصنوعی آثار پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

خود لارڈ ڈبسٹن کے بارہ میں اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ وہ اپنے عہد کے بڑے نامی امیر، سیاستداں اور مدبر تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنے حلقہ میں پورے ہر دل عزیز۔ جو بات چنداں باعث حیرت نہیں ہو سکتی۔ آپ اس وقت ان کو دیکھئے۔ جب وہ ڈچس آف ڈنبارٹن کے فربہ ہاتھ پر جھک کر ایک بہت چھوٹے جملہ کے چند الفاظ کہتے ہیں۔ جو اپنے اندر مدح و تعریف بھی رکھتے ہیں۔ اور خیر مقدم کے لوازم بھی۔ ان کا چہرہ خالص رئیسانہ، پُرسطوت اور بارعب تھا۔ مگر نخوت یا تکبر کا شائبہ تک اس میں نہیں۔ آنکھیں ہلکے نیلے رنگ کی، اور دہانہ بہت چھوٹا۔ مگر ان میں نہ سرد مہری، نہ اس میں فیصلہ کی کمزوری۔ جو چہرہ کی اس ساخت کا عیب سمجھی گئی ہے۔ آنکھیں باز کی آنکھوں کی طرح تیز۔ اور گو چند روپہلی تار ان کے نرم سیاہ بالوں میں کنپٹی کے پاس نظر آتے ہیں۔ تاہم ان کی موجودگی باعث نقص نہیں۔ زینت ہے۔ کیونکہ اس سے ان کے چہرہ کا وقار دوبالا نظر آتا ہے اسی طرح ان کے شانوں کا جھکاؤ بدنی کمزوری سے زیادہ شہسواری اور کثرتِ مطالعہ کا نشان ہے۔ اور قامت کی درازی میں وہ ان سب مہمانوں سے بالا و بلند نظر آتے ہیں۔ جن کی آمد ان کی عزت اور کثرت وجہ رونق ہے شکل و صورت، چال ڈھال اور عادات و آداب میں وہ اس شانِ تمکنت کے مالک ہیں۔ جو کسی آسودہ حال امیر خاندانی شریف اور مکمل انگریز کی خوبیوں کا جوہر سمجھی گئی ہے بس یہ مختصر تصویر ان کی شکل و سیرت کی جو اوپر پیش کی گئی ہے۔ کافی ہے۔ کیونکہ ان کو اس قصہ کے اسٹیج سے بہت جلد رخصت ہو جانا ہے۔ رہ گئیں ان کی بیگم، تو ان کی نسبت اتنا ہی لکھنا بہت ہے کہ وہ حسین و باوقار، نیک باطن اور خلیق ہیں۔ یا شاید یوں کہنا بہتر ہو، کہ لندن کی سوسائٹی اگر لارڈ ڈبسٹن کی مداح ہے تو ان کی بیگم کی ثناخواں اور پرستار ہے۔

رفتہ رفتہ مہمانوں کی قطار ہلکی ہونی شروع ہوئی، ایک آخری جماعت کسی ڈیوک

کی ڈنر پارٹی سے فارغ ہو کر آتی تھی۔ جب وہ لوگ رسمی آداب و مصافحہ کے بعد اس پردہ دار دروازہ کی پشت پر غائب ہو گئے۔ جہاں گارڈ کا فوجی بینڈ وال ٹوٹل کے والز کی گت بجاتا تھا، تو سیڑھیوں پر انکی دُکی صورتیں باقی رہ گئیں۔ بیگم صاحبہ نے پنکھا بند کر کے پہلے خالی زینہ اور اس کے بعد اپنے شوہر کی طرف دیکھا۔ لارڈ السسٹن نے جمائی ضبط کرتے مصنوعی تبسم پیدا کیا۔ اور اس کے بعد اس انداز سے اٹھا بازو پیش کر کے جو کسی دوسرے آدمی کی حالت میں تکلف سمجھا جاتا۔ بڑے اخلاق سے فرمایا۔

"میرے خیال میں آپ تھک گئی ہوں گی۔ آیئے اب چلیں۔"

بیگم نے اپنے شانوں کو حرکت دی۔ جس کے ساتھ اس کی گردن کے الماس سے روشنی کی لاتعداد کرنیں نکلیں۔ پھر اپنا دستِ نازک شوہر کی آستین پر رکھ کر اس نے کہا۔

"چلئے۔ لیکن ..... نیلسن اس وقت کس لئے اوپر آتا ہے؟"

لارڈ السسٹن رُک گئے۔ اور پیچھے مُڑ کر دراز قد، سنجیدہ صورت نوکر کی طرف دیکھنے لگے۔ جو سیاہ رنگ کا سوٹ پہنے زینہ کے اطراف میں کھڑے ہوئے نوکروں کے بیچ سے اوپر چڑھا آتا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چاندی کا قاب تھا۔ اور اس قاب پر ایک چھٹی۔

"کیا یہ بہت ضروری تھی؟" ارل نے پیشانی پر بل ڈال کر پوچھا۔

"سرکار! اسی خیال سے حاضر ہوا ہوں" نوکر نے جواب دیا۔ "ورنہ ٹھہر جاتا۔ جو شخص اس کو لے کر آیا تھا۔ اس نے جواب کا بھی انتظار نہیں کیا۔"

فقرہ کے آغاز میں لارڈ السیسٹن کی نظر بے مدعا چھٹی کے سرنامہ کی طرف گئی تھی۔ اور اس عرصۂ محدود میں جو اس کو پورا کرتے لگا۔ ایک حیرت انگیز تبدیلی ان کی صورت میں پیدا ہو گئی۔ نہ انہوں نے حرکت کی۔ نہ کوئی بات پوچھی۔ جس جگہ کھڑے تھے۔ سنگی صورت کی مانند بے حرکت کھڑے لفافہ پر لکھے ہوئے پتہ کی ایک سطر کو دیکھا کئے۔ بالکل اسی طرح کی حالت ان کی تھی۔ گویا نفس کی آمد و شد بھی بند ہے۔ اور آنکھیں قوتِ بینائی سے

محروم تار این کر اس لفافہ کی طرف لگی ہیں۔ اتنا عظیم سحری اثر اس رقعہ کی تحریر میں تھا، کہ انہوں نے اس کو اٹھانے کے لئے اس وقت تک ہاتھ آگے نہیں بڑھایا۔ جتے کہ نیلسن کو یاد دہانی کے طور پر مکرر عرض کرنا پڑا۔

"لیجئے۔ یہ حاضر ہے۔"

اس وقت لارڈ اسپسٹن نے ہاتھ نکال کر ایک عارضی تامل کے بعد رقعہ لے لیا۔ مگر ایسا کرتے ہوئے ایک نامعلوم تھرتھری ان کے بدن کے ہر حصہ میں پیدا ہوتی معلوم ہوئی۔ تاہم رقعہ ہاتھ میں لے لینے کے بعد وہ پھر اپنی اصلی حالت پر آگئے۔ اضطراب جو کچھ بھی تھا۔ فوراً پردۂ ضبط میں دب گیا۔

انہوں نے ایک گھومتی ہوئی نظر، یہ معلوم کرنے کے لئے چاروں طرف ڈالی، کہ ان کی یہ اضطرابی کیفیت کسی اور نے تو نہیں دیکھی۔ سیڑھیوں پر کھڑے ہوئے نوکر کچھ اپنے بے داغ سپید لباس کی درستی اور کچھ اپنے فرضوں کی تعمیل میں مشغول تھے۔ بیگم اپنے گلے میں پہنے ہوئے جواہرات ہار کی چھوٹی سی الجھن رفع کر رہی تھیں۔ صرف نیلسن ادب مجسم بنا ان کے سامنے کھڑا تھا۔ اسی نے .... ممکن ہے کچھ دیکھا ہو....

لارڈ اسپسٹن گلا صاف کر کے بولے۔

"نیلسن! تم نے بہت اچھا کیا۔ اس کو لے آئے۔" اور پھر بیگم کی طرف مڑ کر 'ایک لمحہ کی غیر حاضری معاف ہو.... فوری توجہ کی چیز ہے۔"

ناتوان نے انداز سے سر ہلا کر "ہاں" کہی۔ اور وہیں ایک صوفے پر بیٹھ کر پنکھا جھلنے لگی۔ اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر لارڈ اسپسٹن ایک طرف کو ہو لئے۔ مگر راستہ میں ان کی انگلیاں بے اختیار بند رقعہ کو کھولنے کی کوشش کرتی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے پہلے وہ اس لفافہ کو چاک کرنے میں متامل تھے۔ اور اسے بندکی بند صورت میں تلف کر دینا چاہتے تھے۔ لیکن یہ ایک عارضی کیفیت تھی، جو فوراً رفع ہو گئی۔ تھوڑی دور جا کر پہلی

ہوئی۔ پام کی اوجھل میں انہوں نے مضطربانہ اس کو کھولا۔

معلوم نہیں رقعہ کا مضمون کیا تھا۔ بہرحال وہ چند لفظوں تک محدود تھا۔ کیونکہ لارڈ اسسٹن نے ایک ہی نظر میں اس کو پڑھ لیا۔ تاہم اس وعدہ کو فراموش کرکے جو انہوں نے ایک لمحہ کی غیر حاضری کے بارہ میں بیگم سے کیا تھا۔ اور اپنے میزبانی کے فرائض اور مہمان نوازی کی ضروریات کو بھی بھول کر وہ عجیب طرح کی صورت بنائے وہیں پیڑوں کی پشت پر، بیگم کی طرف پیٹھ کئے چپ چاپ کھڑے رہے۔ نوکر اور مہمان ادھر سے ادھر آ جا رہے تھے۔ بیگم وہیں اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی ان کی واپسی کا انتظار کرتی تھیں۔ لیکن گہرے انہماک میں انہیں ان میں سے کسی کی پروا نہ تھی۔ وہیں اپنی جگہ پر وہ ایک ہاتھ پہلو سے لگائے۔ گویا کسی درد کی چھپی ہوئی ٹیس کو رفع کرنے کی کوشش کرتے۔ دوسرے رقعہ کے آدھے تختہ کاغذ کو تشنجی انداز سے مروڑ کر نا قابل شناخت صورت دیتے۔ فکروں کے ہجوم سے دبے ہوئے کھڑے تھے۔ ان کی حالت ٹھیک اس آدمی سے ملتی تھی۔ کوئی بہت بڑا صدمہ جس کو پہنچا ہو۔ اور اس صدمہ نے اس کے ذہنی قواء کو عارضی طور پر بالکل معطل کر دیا ہو۔ خط و خال ٹھیک تھے۔ لیکن چہرہ بے رنگ، نگاہ سرد اور آنکھوں کی روشنی مدھم اور بے نور تھی۔

اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی لیڈی اسسٹن ان کی واپسی کی بڑھتی ہوئی تاخیر پر حیران تھی۔ مجبور ہو کر وہ اٹھی۔ اور اس مقام کی طرف گئی۔ جہاں وہ اب تک صورتِ تصویر بے حرکت کھڑے تھے۔ دبیز نرم قالین پر گو اس کے پاؤں بے آواز پڑتے تھے۔ تاہم ارل نے اس کے بیش قیمت ریشمی لباس کی ہلکی سرسراہٹ کو سنا۔ اور چونک کر پیچھے مڑتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

"آپ آ گئیں۔ لیکن میرے لئے.... اس رقعہ کا جواب لکھنا ضروری ہے پس اگر کوئی پوچھے، تو میرے بارہ میں کچھ معذرت کر دیجئے۔"

بیگم کے ابرو کمان ہوئے۔ مگر طبقۂ اعلیٰ کی تعلیمیافتہ خاتون کی حیثیت میں نہ اس نے کوئی حیرت، نہ استفہامی استعجاب ظاہر کیا۔ سرسری طور پر بولی۔

"کیا ڈاؤننگ سٹریٹ[1] سے آیا ہے؟ گو میں نے اس پر لگی ہوئی سرکاری مُہر نہیں دیکھی۔"

"ہاں، ڈاؤننگ سٹریٹ سے" لارڈ اسسٹن نے جواب دیا۔ "جواب تحریر کرنے میں بہت سا وقت صرف ہوگا۔ تاہم جتنا جلد ممکن ہو۔ میں فارغ ہونے کی کوشش کرونگا"

وہ سر کو ہلکا خم دے کر بال روم کی طرف ہولی۔ مگر لارڈ نے دو قدم بڑھ کر اپنے ہاتھ سے دروازے کا پردہ اُٹھایا۔ اور اس کے بعد پیچھے لوٹ کر ایک نجی دروازہ کی راہ سے ایک ہموار زینہ سے اُترے۔ پھر ایک اور دروازے سے نکل کر لمبی غلام گردش کو طے کرکے نچلی منزل کے اس کمرہ میں جا پہنچے۔ جو مطالعہ اور تحریر کے لئے وقف تھا۔

یہ ایک عالیشان کمرہ تھا۔ خوبصورتی سے بنا ہوا۔ اور عمدگی سے آراستہ۔ جس میں پختہ فرش سے اونچی چھت تک لاتعداد الماریاں کتابوں سے بھری ہوئی سجی تھیں۔ بہ حیثیتِ مجموعی وہ لارڈ اسسٹن ایسے محقق اور ادیب اور سیاستداں مدبّر کے لئے شایانِ شان کمرہ تھا۔ جس میں پہنچ کر ممدوح اس آدمی کی طرح جو عالمِ خواب میں چلتا ہو۔ سیاہ قالین سے گذرے۔ اور خطوں، دستاویزوں اور نیلی کتابوں سے بھری ہوئی آبنوسی میز کے پاس گھومنے والی کرسی پر بیٹھ گئے۔ ایک لمحہ وہ بیٹھے بیٹھے کرب سے مدعا سمت خلا میں، یا شاید ان موٹے قرمزی پردوں کی طرف جو اُن کے بالمقابل لٹکے ہوئے تھے دیکھتے رہے۔ اس کے بعد ان کا سر لپٹے ہوئے بازوؤں پر جھک

---

[1] انگلستان میں وزیراعظم کا دفتر ڈاؤننگ سٹریٹ میں واقع ہے۔ اور وہیں سے سرکاری دستاویزات جاری ہوتی ہیں۔ (مترجم)

گیا۔ قریباً پاؤ گھنٹہ وہ اس حالت میں رہے۔ اس کے بعد جب انہوں نے دوبارہ گردن اُٹھائی۔ تو کچھ اس طرح کی جھریاں اور لکیریں ان کے چہرہ پر پڑی تھیں، گویا اس عرصۂ محدود میں ان کی زندگی کسی امتحانِ عظیم یا نہایت کڑی آزمائش سے گذری تھی۔

کانچ کی اس صراحی سے جو میز پر ایک جانب رکھی تھی۔ انہوں نے ایک گلاس پانی کا بھر کر پیا۔ پھر خالی گلاس رکھ کے، آگے کی طرف جھک کر میز پر لگا ہوا بجلی کا بٹن دبایا۔

ایک نہایت ہلکی دستک دروازہ پر سُنائی دی۔ اور فوراً ان کا نوکر نیلسن حاضر ہوا۔ بڑی دیر تک وہ اس کے چہرے کو اس طرح کی متجسّس نظروں سے دیکھتے رہے۔ گویا اس کی تہ میں کوئی راز تحقیق کرنا چاہتے تھے۔ لیکن یہ ارادہ اگر واقعی ان کا تھا تو ان کو اس کوشش میں شکست ہوئی۔ کیونکہ نوکر کا چہرہ ساکن و صاف تھا۔ ادب و احترام کے آثار تو بے شک اس پر موجود تھے۔ لیکن ان کے سوا ..... کچھ نہیں۔

"نیلسن!" اس کے بعد انہوں نے کہا۔ "میرا السٹر کوٹ لا دو۔ اور ایک کرایہ کی موٹر پچھلے دروازہ پر لا کے کھڑی کر دو۔"

"بہتر ہے۔"

اس میں شک نہیں کہ نیلسن بہت پُرانا، تجربہ کار، واقف حال نوکر تھا۔ اور اس نے اونچے خاندانوں میں رہ کر اعلیٰ تربیت پائی تھی۔ تاہم اس موقعہ پر وہ بھی حیرت کے دبے ہوئے آثار ظاہر کئے بغیر نہ رہ سکا۔ لارڈ السٹن نے یہ دیکھا، تو پیشانی پر بل ڈال کر فرمایا۔

"نیلسن! کیا یاد ہے۔ تم جب نوکر ہوئے تھے۔ تو میں نے کیا ہدایت کی تھی؟"

نوکر نے سر کو خم دیا۔

"جی ہاں سرکار یاد ہے۔ آپ نے فرمایا تھا، کہ خواہ کوئی حکم دیا جائے، اس پر

حیرت ظاہر نہ ہو۔ اور اس کی فوراً تعمیل کی جائے۔"

"تو جاؤ ایسا کرو۔"

دروازہ بند ہو گیا۔ اور لارڈ اسسٹن نے پھر ایک بار اپنے کمرہ میں تنہا رہ جانے پر ایک گھومتی ہوئی محتاط نظر چاروں طرف ڈالی۔ بظاہر وہ اس بات کا یقین کرنا چاہتے تھے، کہ کوئی اور اس کمرہ میں موجود نہیں۔ میز پر رکھا ہوا برقی لمپ گہرے شیڈ سے ڈھکا ہوا اور اس لئے اس تاریکی کو جو کمرہ کے دور افتادہ حصوں میں پھیلی ہوئی تھی۔ رفع کرنے سے قاصر تھا۔ اپنی اس نگاہ سے مطمئن نہ ہو کر وہ اٹھے۔ اور دبے پاؤں چلتے (اندھیرے میں) چھپے ہوئے اس سیاہ رنگ کی بلوطی الماری کے پاس گئے۔ جس کے خانوں میں پرانی طرز کے پیتل کے چھلّے لگے تھے۔ مگر اس کو کھولنے سے پہلے وہ پھر ایک بار سننے کے لئے ٹھہر گئے.... ہر طرف خاموشی تھی نیلسن کی واپسی کے کوئی آثار اس وقت تک نظر نہ آتے تھے۔ انہوں نے جیب سے کنجیوں کا گچھا نکال کر پچھلے خانوں میں سے ایک کو کھولا۔ اور اپنا ہاتھ اس کے پچھلے حصہ تک لے جا کر کسی چیز کو ٹٹولنا شروع کیا۔ بظاہر وہ ان کو مل گئی۔ کیونکہ جلدی سے ہاتھ نکال کر انہوں نے کوئی چیز اپنی جیب میں ڈالی۔ خانہ بند کیا۔ اور اس کے بعد اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔

اس کے ایک لمحہ بعد نیلسن ان کا بھاری کوٹ بازو پر رکھے داخل ہوا۔ تو وہ اطمینان کے ساتھ اپنی جگہ پر بیٹھے تھے۔

"سرکار! موٹر تیار ہے۔" اس نے کوٹ پیش کرتے ہوئے کہا۔" اور وہ پچھلے دروازہ پر کھڑی ہے۔"

لارڈ اسسٹن نے اٹھ کر نیلسن کی مدد سے بھاری کوٹ پہنا۔

"تم آپ جا کر لائے تھے؟" اس کے بعد انہوں نے موٹر کے بارے میں دریافت کیا

"جی سرکار! میں آپ لینے گیا تھا۔"

ارل نے گردن تک کوٹ کے سارے بٹن بند کئے۔ اور ایک مڑی ہوئی لچلچی ٹوپی اس کی جیب سے نکال کر پیشانی پر جھکالی۔ لیکن روانگی سے پہلے انہوں نے پھر ایکبار تامّل کیا۔

"بس۔ فی الحال اور کوئی کام نہیں ہے۔" اس کے بعد انہوں نے آہستگی سے کہا۔ "میں دروازہ کو باہر سے بند کردوں گا۔ اور اگر میری غیر حاضری میں کوئی شخص میرے بارہ میں دریافت کرے۔ تو کہنا وہ ایک دستاویز کی تحریر میں مصروف ہیں۔"

نوکر آداب بجالا کر چلا گیا۔

لارڈ السسٹن نے کوٹ کی جیب سے کنجی نکالی۔ اور نیلیسن کے پیچھے جاکر دروازہ اندر سے بند کیا۔ پھر کمرہ کو عبور کر کے دیوار کے ایک اور حصّہ پر لٹکی ہوئی جاپانی چلمن ہٹائی۔ اندر سبز رنگ کی بانات کا دروازہ تھا۔ اس سے گذر کر لارڈ السسٹن نے اس کو پھر باہر سے بند کیا۔ اور ایک لمبے اور تاریک مسقف رستہ میں پہنچ گئے۔ جس کا دہانہ ایک چھوٹی تنگ گلی میں جاکر کھلتا تھا۔ اس گلی کے ناکہ پر موٹر کار تیار تھی۔ ڈرائیور سے کچھ کہے بغیر وہ اس پر سوار ہوئے۔ اور کھڑکی کا شیشہ چھوڑ دیا۔

ڈرائیور نے پیچھے مڑ کر شگاف کی راہ سے دیکھا۔ اور دریافت کیا۔

"فرمایئے۔ کہاں؟"

جواب دینے سے پہلے لارڈ السسٹن آدھا منٹ چپ رہے۔ اس کے بعد رُکتی ہوئی آواز سے اس قدر مدھم لہجہ میں کچھ کہا۔ کہ ڈرائیور اس کو نہ سُن سکا۔ اور ان کو اپنے الفاظ دُہرانے پر مجبور ہونا پڑا۔

پتہ دریافت کر کے موٹر والے نے سلام کیا۔ اور شگاف بند کر کے موٹر چھوڑ دی۔۔۔

(۲)

دو گھنٹے گزر گئے۔

لارڈ اسٹن پھر ایک بار اپنے مکان پر واپس آکر مہمانوں کی خاطرداری میں مشغول تھے اور انصافاً کہنا پڑتا ہے کہ اب وہ اپنی لمبی غیر حاضری کی تلافی کا سامان بوجہ احسن پیدا کر رہے تھے۔ سارے آدمی خوش تھے۔ ہر شخص ان کے اخلاق کا گرویدہ اور ان کی مہمان نوازی سے مطمئن تھا۔ ایک ہی وقت میں وہ ہر جگہ موجود نظر آتے تھے۔ تھکن کا احساس گویا ان کو چھو بھی نہ گیا تھا۔ ایک لمحہ پیشتر وہ سیاستدانوں کے ہجوم میں کھڑے نظر آتے تھے۔ اور اس کے فوراً بعد مالدار بیواؤں کی ایک جماعت کے پاس جو اُن کے مذاق سے مسرور اور نکتہ سنجی پر متبسم تھی۔ پھر آنِ واحد میں وہ بعض شخصوں کے تعارف میں مشغول ہو گئے۔ اور اس کے بعد کسی زہرہ جبیں خاتون کے ساتھ مل کر اس شان سے محو رقص ہوئے کہ نوجوانوں کو بھی ان کی پھُرتی اور تیزیٔ رفتار پر رشک ہونے لگا۔ غرض جس جگہ وہ جاتے، اُداسی اور خاموشی اس طرح دور ہو جاتی، جیسے روشنی سے اندھیرا، افسردگی اور مایوسی ان کی موجودگی سے گویا پَر لگا کے اُڑتی تھی۔ ان کی اپنی بیگم نظرِ تعریف سے ان کو دیکھتی۔ اور دل ہی دل میں کہتی تھی کہ ان کی یہ رنگینی اور شگفتگی کاش ہر وقت قائم رہ سکے۔ کیونکہ بارہا ایسا ہوتا تھا، جب وہ کئی کئی روز تک افسردہ و پژمردہ اور مضطر و خاموش رہا کرتے تھے۔ لیکن آج ..... نہ معلوم کیا بات تھی، آج وہ اتنے چہکے ہوئے تھے۔ جتنے اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئے تھے۔ آج ان کی خوش خصالی اور سرمستی حدِ انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ جس وقت ان کی بیگم ایک گرینڈ ڈیوک کے بازو کا سہارا لئے اس کے رسمی باتوں کا ظاہری تبسم، لیکن باطنی بے مہری سے جواب دیتی۔ کمرۂ رقص کے ایک حصّہ سے دوسرے کی طرف جاتی تھی۔ تو یہ سوچے بغیر نہ رہ سکی، کہ وہ ڈاؤننگ اسٹریٹ کی چٹھی کیا کوئی خاص خوشخبری لائی

تھی جو اس مسرت و اہتزاز کا موجب بنی ؛ اپنے شوہر کے حلقۂ وزارت میں اعلیٰ جگہ پانے اور اس کے اس تقریب پر دھوم دھام کا جلسہ کرنے کے خواب اس کی آنکھوں میں پھرنے لگے۔ اور وہ ان میں اتنی محو ہوئی، کہ اپنے ساتھی کی گفتگو میں حصّہ لیتے رہنے کا فرض بھی بھول گئی۔ آخرکار وہ جب اس کی بڑھتی ہوئی سرد مہری کو دیکھ کر چپ رہنے پر مجبور ہوا۔ تو یہ سنبھلی۔ تاہم اپنے جی میں اس نے اس بات کا مصمم ارادہ کرلیا کہ فارغ ہونے کے بعد میں ان سے اس رقعہ کے مضمون پر دریافت حال کروں گی۔

بڑی رات گئے، شاہی جماعت کے رخصت ہو جانے کے بعد مہمانوں کا ہجوم بھی کم ہونا شروع ہوا۔ پہلے ایک ایک دو دو کی تعداد میں معذرتوں کے ساتھ۔ پھر بڑھتی ہوئی کثرت سے سب لوگ رخصت ہونے لگے۔ پھولوں کی بو ماند ہوئی۔ روشنیاں مدھم ہونے لگ گئیں۔ اور ان حالات کو دیکھ کر لندن کا حسن شب بیدار جو دن کی روشنی سے گھبراتا اور رات کے اندھیرے میں ہی بہتر جگمگاتا ہے۔ آمادۂ رخصت ہو گیا۔

آخرکار جب رات بالکل بھیگ گئی۔ اور تاروں نے منہ چھپانے سے پیشتر ڈبڈبانا شروع کیا، تو آخری مہمان کی رخصت کے بعد لارڈ السسٹن کو پھر ایک بار بیگم کی ملاقات کا موقعہ حاصل ہوا۔

"ایک اشد ضروری خط" انہوں نے مل کر اس سے کہا۔ "صبح کی ڈاک کے لئے لکھنا ہے۔ آدھ گھنٹہ کی مہلت دو۔ پھر چائے پینے کو آؤں گا۔"

لیڈی السسٹن نے یہ دیکھ کر کہ نوکر چاکر، لوگ باگ سب چلے گئے۔ ایک چھوٹی سی جمائی لی۔ پھر بولی۔

"جلدی آجایئے۔ میں کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں۔ میرے خیال میں آج رات کا جلسہ ہر حیثیت سے کامیاب رہا۔"

"تمہارے حسنِ تدبیر سے" ارل نے جواب دیا۔ اور اس کے بعد تبسم کے آثار

ہونٹوں پہ لئے وہ پھر ایک بار مطالعہ کے کمرہ میں چلے گئے۔

لیکن معلوم ہوتا ہے وہ چائے پینے کا وعدہ جو انہوں نے اپنی بیگم سے کیا تھا۔ جلدی ہی ذہن سے اتر گیا۔ کیونکہ کمرہ میں پہنچنے کے بعد سب سے پہلا کام جو انہوں نے کیا۔ وہ اپنے لئے گرم اور تیز چائے کی ایک پیالی طلب کرنا تھا۔ نیلسن اسے رکھ کر واپس جانا چاہتا تھا، کہ ارل نے پھر اس کو آواز دی۔

"دیکھو، سبز دروازہ کی کنجی مجھ سے کھو گئی ہے۔ بہت سویرے اُٹھ کر بلیسن لوہار کے وہاں جانا، اور ایک اور کنجی بنوانا.... سمجھے؟"

"میں صبح اُٹھ کر سب سے پہلے یہی کام کروں گا" نیلسن نے جواب دیا "کوئی اور حکم؟"

لارڈ السسٹن نے گھڑی نکال کر دیکھی۔ چائے کا عمل ہو گیا تھا۔ گھڑی کو بدستور ہاتھ میں لئے ہوئے وہ تھوڑی دیر چپ چاپ سوچ میں پڑے رہے۔

"آدھ گھنٹہ انتظار کرو" آخر کار انہوں نے کہا "اگر میں نے اس عرصہ کے اندر طلب نہ کیا، تو بے شک جا کے سو جانا۔"

نوکر رخصت ہو گیا۔ تنہا رہ جانے پر لارڈ السسٹن نے اطمینان کے ساتھ چائے کی پیالی لی۔ اور ایک دو گھونٹ پئے۔ پھر پیالی ہاتھ سے رکھ کر سامانِ نوشت جمع کیا۔ چٹھی لکھنے کے کاغذ کے دو تختے لکھے جا چکے تھے۔ اور تیسرا زیر قلم تھا، کہ انہوں نے چونک کر عمل تحریر بند کیا۔ اور متوحش نظروں سے چاروں طرف دیکھا۔ پھر دفعتًا آگے جھک کر بجلی کا بٹن دبایا۔ اور اس کے بعد دوبارہ اپنے اطراف میں گھومتی ہوئی نظر ڈالی بھاری شیڈ میں چھپے ہوئے برقی لمپ کے سوا جو میز پر جل رہا تھا۔ اور کسی طرح کی روشنی کمرہ میں نہیں تھی۔ ان بھاری پردوں کی وجہ سے جو شیشہ کی کھڑکیوں کے اندر پڑے تھے صبح کا ذب کا اجالا بھی کمرہ کے اندر نہ آ سکتا تھا۔ گہری سیاہ تاریکی

اس کے دور اُفتادہ حصّوں میں اب تک مسلط تھی۔

لارڈ السسٹن نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے لمپ کا شیڈ اُٹھایا۔ اور لمپ کو سر سے اونچا لے جا کر متجسّس نظروں سے دیکھنا شروع کیا۔

دروازہ پر ہلکی دستک سُنائی دی۔ اور نیلسن داخل ہوا۔ لارڈ السیسٹن نے لمپ ہاتھ سے رکھ دیا۔ اور ان کے منہ سے اطمینان کی ہلکی دبی ہوئی آہ نکلی۔

"نیلسن! کوئی آدمی اس کمرہ کے اندر چُھپا ہوا ہے۔۔۔" انہوں نے مضطربانہ کہا۔

نیلسن نے چاروں طرف دیکھا اور اس کے بعد اپنے آقا کی طرف منہ پھیر کر بے اعتباری سے کہنے لگا۔

"کوئی آدمی!۔۔۔ اس کمرہ میں؟ نہیں سرکار! ناممکن ہے۔۔۔" اور پھر جلدی سے سنبھل کر: "معاف فرمایئے۔ میرے کہنے کا یہ مطلب تھا۔۔۔"

"خیر تمہارا مطلب ہوگا۔ میں چاہتا ہوں تم اس پردہ کی پشت پر دیکھ لو۔"

نیلسن نے رکتے رکتے پردہ کے پاس جا کر اس کے پیچھے نظر ڈالی۔ پھر اطمینان کے ساتھ بولا۔

"نہیں سرکار! کوئی نہیں۔"

اس کے بعد ساتھ ہی ساتھ چل کر آقا اور نوکر نے کمرہ کے مختلف حصّوں کو دیکھا۔ لیکن کوئی چیز اس میں نظر نہ آئی۔ ظاہرا اُن دو کے سوا کوئی متنفس اس کمرہ میں موجود نہ تھا۔ لارڈ السسٹن پھر اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گئے۔

نہایت عجیب بات ہے۔" انہوں نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "میں طبعاً ڈرپوک نہیں ہوں۔ پھر اس کے علاوہ جو آواز میں نے سُنی، وہ ضرور کسی آدمی کے دبے پاؤں چلنے کی تھی۔ تاہم خیر۔ تم جا کر میرا ریوالور لا دو۔ اور اس میں جس قدر گولیاں بھری جا سکتی ہیں، بھر دو!"

نیلسن کی عارضی غیر حاضری میں لارڈ السٹن کی متفکر نگاہیں بے تابانہ اس کمرہ کے اطراف کا جائزہ لینے میں مشغول رہیں۔ بالآخر نوکر آ گیا۔ اور ایک چھوٹا سا چمکیلا ریوالور ان کے پہلو میں میز کے اوپر رکھ دیا۔

"کوئی اور حکم ۔۔۔"

"کچھ نہیں ۔ بس اب جا کے آرام کرو۔ میرے خیال میں بات دراصل کچھ نہ تھی۔ محض میرا وہم تھا۔ تاہم اس تنگ دروازہ کو دیکھ لو۔ کیا بند ہے؟"

نیلسن نے پاس جا کر دیکھا۔

"جی سرکار۔ بند ہے۔"

"تو بس جاؤ!"

دروازہ آخری بار بند ہوا۔ اور لارڈ السٹن نے ایک اور گھومتی ہوئی نظر کمرہ کے پہلوؤں میں ڈال کر باقی ماندہ چائے ختم کی۔ ریوالور کو اپنی طرف کھینچا۔ اور اس کے بعد تحقیر سرکار کا ہوا کام از سر نو شروع کر دیا۔ لیکن وہ ایک ہی صفحہ اور ختم کر پائے تھے۔ کہ قلم ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اور دل میں تیز دھڑکن شروع ہوئی۔ اب کی بار بلا امکان مغالطہ انہوں نے کرسی کے پاس کسی کے پاؤں کی چاپ سنی تھی۔ اول تو جلدی سے ریوالور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ لیکن اس کو ہاتھ میں لے لینے کے بعد بھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ ایک عجیب طرح کی دہشت ان کے قوائے تیز کو مسلوب کر چکی تھی۔ خون منجمد، ہاتھ پیر ٹھٹھرے ہوئے اور حرکت کے ناقابل تھے۔

پھر وہی پُر اسرار دبی ہوئی مگر بہ قدر آواز کرسی کے بالکل پاس سنائی دی۔ کسی کا گرم سانس گردن کو مس کرتا معلوم ہوا۔ اور اس وقت از سر نو اپنے تنِ مُردہ میں جان پا کر لارڈ السٹن نے اس آدمی کی طرح جو ڈوبنے کے وقت تنکے کا سہارا تلاش کرتا ہے۔ چیخ مارنے کی کوشش کی۔ لیکن آواز ہونٹوں سے خارج نہ ہو پائی تھی کہ ایک

بھیگا ہوا رومال منہ میں ٹھونس دیا گیا - اور کلوروفارم کی بو اُن کے حواس کو مختل کرتی ہوئی دماغ کی طرف چڑھی - اس پر بھی انھوں نے ایک آخری جد و جہد اور کی - دشمن کا مقابلہ کرنے کو وہ کسی قدر پیچھے مڑے ۔ اور اس وقت ان کی آنکھیں دو سرخ مشتعل آنکھوں سے دوچار ہوئیں - جو قصد خون اور عزم مصمم کے آثار اپنے اندر رکھتی تھیں -

اس وقت اپنے حملہ آور کو پہچان کر صرف دو بار رُکتی ہوئی آواز میں ان کے مُنہ سے نکلا -

" تم !.... میرے خدا ... تم !... "

حملہ آور نے ایک ہاتھ سے ارل کے دونوں بازوؤں کو پشت کی طرف موڑا - نیلےفولاد کی بے رحم چمک آنکھوں کے سامنے پھری - ذرا سے درد کا احساس ہوا - اور اس کے بعد .... ختم !

۳

اس روز دوپہر کے بعد شام کے اخباروں کی خوب بکری ہوئی - بازار سٹرینڈ کے ہر حصہ میں اور چوک ٹریفالگر کے گرد لاتعداد اخبار فروش لڑکے سنسنی پیدا کرنے والی آوازوں کے ساتھ پرچے فروخت کرتے پھر رہے تھے - اور اس میں شک نہیں اس دن کے اخباروں میں ایک ہاف پینی کے عوض پڑھنے والوں کو بہت سا حیرت انگیز جوش آمیز مضمون میسر آتا تھا - بڑے بڑے پوسٹر دیواروں پر، سرکاری سائن بورڈوں پر، نیا کئی حالتوں میں پیدل چلنے کی پٹڑیوں پر چسپاں اور بکھرے ہوئے پڑے تھے - اور لڑکے ان کو پُرجوش اشاروں کے ساتھ راہگذروں کے سامنے ہلاتے اور ان کے منہ کے پاس لے جاتے تھے - نہایت جلی حرفوں میں یہ مضمون ان پر درج تھا :-

قتل کی حیرت انگیز واردات

ارل آف اسسٹن کی پُراسرار موت

طبقۂ امراء میں سنسنی

اور اس کے دو سطر نیچے علیحدہ عنوان کے طور پر

ایسٹ اینڈ میں قتل کی ایک اور واردات

لیکن جس طرح پوسٹر میں پہلی واردات کو تین چوڑی سرخیوں کا حقدار سمجھا گیا۔ اور آخری سانحہ کو رسمی تحریر کے ساتھ نظرانداز کر دیا گیا تھا۔ اسی طرح اخبار (فن) میں بھی اول الذکر کا حال مفصل' اور آخرالذکر کا مجمل تھا۔ جس کا صحیح اندازہ ذیل کے مضمون سے ہو سکتا ہے۔ جو لندن کے نامی اخبار ایوننگ رجسٹر سے نقل کیا جاتا ہے۔

"آج صبح لندن کے ہر حصہ میں یہ افواہ گرم تھی (جو بدقسمتی سے بعد ازاں صحیح نکلی) کہ بہت سویرے ارل آف اسسٹن اپنے مطالعہ کے کمرے میں مردہ اور مقتول پائے گئے۔ ان کا گلا ایک کان سے دوسرے کان تک کٹا ہوا تھا۔ اور جب یہ ہیبت ناک دریافت عمل میں آئی تو ان کی لاش بالکل سرد تھی۔ اس اطلاع کو پاتے ہی ہمارا خاص نامہ نگار ارل کے گراسونیر سکوئر والے مکان پر گیا۔ اور اس جگہ جو حالات اس کو معلوم ہوئے۔ ان کا ذکر اختصار کے ساتھ ذیل میں کیا جاتا ہے:۔

کل رات لارڈ اسسٹن کے مکان پر ایک مجلس رقص جمع تھی۔ عین اس وقت جب ممدوح مہمانوں کی آؤ بھگت کرنے میں مشغول تھے۔ ایک بند لفافہ ان کے نام موصول ہوا۔ جس کے بارہ میں اب تک یہ بات پورے طور پر تحقیق نہیں ہوئی۔ کہ وہ کس کی طرف سے آیا۔ اور کس مضمون کا حامل تھا۔ بہر حال اس خط کو پانے کے بعد وہ بڑی دیر تک مجلس

سے غیر حاضر رہے۔ آخر کئی گھنٹوں کے بعد وہ جب واپس آئے۔ تو دیکھا گیا کہ مطمئن اور مسرور تھے۔ فی الحقیقت بیان کیا جاتا ہے کہ عرصہ دراز سے وہ کبھی اتنے خوش اور چہکتے ہوئے نظر نہ آتے تھے جتنے اس وقت دیکھے گئے۔ اس کے بعد جہاں تک معلوم ہوا ہے۔ کوئی نیا واقعہ اس قسم کا پیش نہیں آیا۔ جس کو اس پر اسرار خط کی وصولی یا اس جرم ہیبت ناک کے ارتکاب سے منسوب کیا جا سکے۔ بہرحال یہ بات یقینی ہے کہ مہمانوں کی رخصت کے بعد وہ سیدھے اپنے کتب خانہ میں گئے۔ اور اپنی بیگم سے کہہ گئے کہ میں آدھے گھنٹہ میں واپس آ جاؤں گا۔ اور ہم مل کر چائے پئیں گے۔ اس کے بعد کے حالات پردہ راز میں پوشیدہ ہیں۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ جب رفتہ رفتہ وقت گذرتا گیا۔ حتیٰ کہ دن کے ۸ بج گئے۔ لیکن ارل واپس نہ آئے۔ تو ان کی بیگم نے اپنی کنیز کو وجہ تاخیر معلوم کرنے کے لئے ان کے کمرے میں بھیجا۔ وہ ایک نوکر کے ساتھ لائبریری میں گئی۔ لیکن دروازہ بند تھا۔ انہوں نے آوازیں دیں۔ اور دروازہ کو کھٹکھٹایا بھی۔ لیکن جب اندر سے کوئی جواب نہ ملا۔ تو مجبور ہو کر دروازہ کو بزور کھولنا پڑا۔ اور اس وقت یہ بھیانک منظر دیکھا گیا کہ لارڈ السٹن سامنے کی طرف نوشت کی میز پر جھکے ہوئے پڑے ہیں۔ گاڑھا خون ان کے کپڑوں پر، میز کے اطراف میں اور فرشی قالین پر بکھرا ہے۔ اور ان کا گلا کسی آلہ تیز سے کٹا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

ہر چند وجوہات ظاہر کو مدنظر رکھ کر ہم اس بارہ میں مزید حالات قلمبند کرنے سے قاصر ہیں۔ تاہم اتنا بہ وثوق کہہ سکتے ہیں کہ اہلِ خانہ نے بعض حالات اور بھی پولیس کے روبرو بیان کئے ہیں۔ جن سے اس واردات کے راز کا جلد تر منکشف ہو جانا یقینی ہے۔ لیکن تادم تحریر یہ معلوم نہیں ہوا کہ قاتل کون تھا۔

بعد کی خبریں

ڈیڑھ بجے دوپہر ــــ معلوم ہوا ہے کہ ارل آف السٹن کا خاص نوکر طلب

نیلسن مفرور ہے۔ کم از کم صبح سے اس وقت تک اس کو مکان پر نہیں دیکھا گیا۔

دو بجے ــــــ ارل آف اسسٹن کے قتل کے شبہ میں لوکر نیلسن کا وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکا ہے۔ لیکن وہ تا دم تحریر مفقود الخبر ہے!

چار بجے ــــــ یہ بات اب یقینی طور پر معلوم ہو گئی ہے کہ نیلسن مفرور ہے۔ پولیس اس کی حراست کے لئے سعیٔ عظیم کر رہی ہے۔ اور یقین کیا جاتا ہے کہ وہ عنقریب اس کو گرفتار کرلے گی۔

خاندانی حالات

آنجہانی ارل آف اسسٹن پانچویں ارل کی تیسری اولاد تھے۔ اور ان ہی سے اسسٹن کا خطاب اور جائداد ورثہ میں پائی تھی۔ عہد شباب میں وہ سکنڈ لائف گارڈ کے فوجی افسر تھے۔ اور اس حیثیت سے جنگ کریمیا میں داد شجاعت دی تھی۔ لیکن اپنے دو بڑے بھائیوں کے انتقال پر انہوں نے فوج کی ملازمت ترک کی۔ اور دار الامراء میں نشست حاصل کرکے امور سیاست میں حصہ لینے لگے۔ ممدوح پریوی کونسل کے رائٹ آنریبل ممبر تھے۔ اور معتبر حلقوں میں یہ افواہ مشہور تھی کہ وزارت کابینہ میں وہ لارڈ ہامڈین کے جانشیں ہوں گے۔ ان کی شادی ارل آف لاگی برن کی اکلوتی بیٹی لیڈی مارگریٹ اگینس سے ہوئی تھی۔ اور اب ان کا اکلوتا بیٹا لارڈ برنارڈ کلیفون ان کے خطاب اور جائداد کا مالک ہوگا۔"

اخبار کے اسی پرچہ میں ایک نہایت معمولی اور بے اہمیت مقام پر سرسری انداز سے اس دوسرے جرم کا حال بھی درج تھا جس کا حوالہ پوسٹر میں ایک خفی سرخی کے ذریعہ دیا گیا تھا۔ اس میں لکھا تھا:۔

"اخبار مطبع کو جا رہا تھا کہ اطلاع پہنچی۔ قتل کی ایک اور بھیانک واردات مڈل سٹریٹ متصل گرین روڈ میں ہوئی ہے۔ معلوم ہوا ہے ایک غریب عورت میری داوڈ

اس جگہ کرایہ کے مکان میں رہتی تھی۔ صبح کو جب اس گھر کی مالکن حسب معمول مکان کے مختلف حصوں کا گشت کرتی پھر رہی تھی، تو اس نے دیکھا کہ میری وائڈ مذکور اپنے بستر پر مردہ پڑی ہے۔ کوئی آلۂ تیز اس کے سینہ میں دل کے پاس گھونپا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ حالات سے پایا جاتا ہے کہ اس رات تین آدمی یکے بعد دیگرے اس سے ملنے آئے تھے۔ جن میں سے آخری کو غیر معمولی عجلت اور بدحواسی سے رخصت ہوتے دیکھا گیا۔ لیکن گھر والوں کا بیان ہے کہ نہ کوئی چیخ، نہ کسی جدوجہد کی آواز سننے میں آئی۔ یہ امر مشکوک ہے کہ باقی کرایہ داروں میں سے کوئی ان مردوں میں سے کسی کو جو شب وارادت کو مقتولہ کے پاس آئے تھے۔ شناخت کر سکتا ہے یا نہیں۔ بہرحال اگر ایسا نہ ہوا، تو یہ جرم بھی شہر لندن کے ناقابل دریافت جرموں کی لمبی فہرست میں شامل ہو جائیگا فی الحال یہ کہنا مشکل ہے کہ کیا اس جرم کا اس دوسرے جرم سے جو گراسوینر سکوئیر میں ارل آف السٹن کے مکان پر ہوا تھا کوئی تعلق ہے یا نہیں ہے؟ کیونکہ پولیس بالکل خاموش ہے۔ تاہم اس سلسلہ میں مزید حالات کا دلچسپی سے انتظار کیا جا رہا ہے۔

اس طرح پر رات رات کے عرصہ میں قدرت نے اہل لندن کی تشنہ کامی رفع کرنے کو جرم وہیبت کا کافی سے بہت زیادہ مواد فراہم کر دیا۔ ایک رات میں دو جرم، دونوں سنگین، اور پردۂ راز میں پوشیدہ۔ صدر مقام عالم کو کونسا مقام ایسا تھا۔ جہاں اس مضمون کا چرچا نہ ہو۔ شراب خانوں اور ہوٹلوں میں، ریسٹورانوں اور کلبوں میں، ریلوں، ٹریموں اور بسوں میں اس کی بحث جاری تھی۔ ہر جگہ اس کا ذکر ہوتا تھا۔

۴

اپنی عالیشان عمارت کے کمرۂ خواب میں برف کے ایسے دودھیا سپید بستر پر، پُر اسرار تکیوں کے سہارے سے خوشبودار پھولوں میں ڈھکی ہوئی ارل آف السٹن کی لاش جس کے اکڑے ہوئے سپید چہرہ پر موت کا سرد سکون طاری تھا۔ خوابِ ابدی

کی حالت میں پڑی تھی ۔ اور اس سے بہت دور ایک تنگ و تاریک حجرہ میں، ٹوٹی ہوئی کھٹولی پر، میلے اور پھٹے ہوئے کپڑوں میں وہ عورت میری وارڈ اس آرام کی نیند سوئی تھی ۔ جو اس دنیا کے دکھیاروں کو بعد مرگ ہی حاصل ہوتا ہے۔ ایک کیلئے ماتم کرنے والوں کی فوج تھی ۔ خواہ اُن کا غم نمائشی اور شیون صرف مصنوعی ہو۔ لیکن دوسری کے لئے .... کوئی نہیں۔ ایک کو بعد مرگ بھی جاہ و جلال حاصل تھے ۔مگر دوسری کو مفلسی اور حسرت ۔ لیکن غور کرکے دیکھئے تو اس ظاہری اختلاف کے باوجود اُن کی حالتوں میں اصلی فرق کیا تھا؟ دونوں مشتِ خاک تھے ۔ دونوں اپنے فعلوں کی جواب دہی کرنے کو ایک حاکم اعلیٰ کے روبرو جانے کے لئے تیار تھے ۔ دونوں کی متاعِ آخرت وہ چند گز کھری زمین تھی ۔ جس میں ان کو دفن ہونا تھا ۔ اور دونوں کے گرد شہر غدار لندن کی عیش و عشرت اور جرم و گناہ سے لدی ہوئی دنیا ایک نہ ختم ہونے والے چکر کی صورت میں، دولت لٹاتی اور عیش طلب کرتی بلا وقفہ و تاخیر اپنے نام نہاد تمدن کے محور پر گھومے چلی جارہی تھی ۔ پس اگر ایک کی موجودگی میں دوسرے کی نسبت زیادہ گردنیں خم ہوئیں، اگر ایک کو یاد کر کے دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ شیون کئے گئے ۔ اگر ایک کی سفید چادر دوسرے کے میلے بستر سے بہت زیادہ آنسوؤں سے تر ہوئی تو .... اس سے کیا؟ دنیا کے سود و زیان سے دور پہنچی ہوئی روحوں کو ان بے تہ سطحی باتوں سے کیا نفع مل سکتا، یا کس نقصان کا اندیشہ تھا؟

مقدمہ ختم ہوا

جلد اوّل

باب - ۱

ریل کا سفر

۱

"اس میں شک نہیں۔ آپ کی باتیں خوب مزا دیتی ہیں۔"
ہلکی نا قابلِ معلوم سُرخی اس آدمی کے چہرے پر پھیل گئی جس کو مخاطب کر کے یہ الفاظ کہے گئے تھے۔ لیکن اگر یہ سُرخی غصّہ یا رنج کا نشان تھی، تو یہ کیفیت عارضی ثابت ہوئی۔ کیونکہ اس نے فوراً ہی ضبط کر کے قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔
"میں یہ سُن کر بہت خوش ہوں۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آپ ایسا خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ مجھے ایسے مردِ گمنام کو اپنی گفتگو سے ایک امیر ابن امیر۔ ایک خاندانی رئیس کو خوش کرنے کے موقعے بہت کم نصیب ہو سکتے ہیں۔"
شخص اوّل نے اس جواب کو حیرت کے ساتھ سُنا۔ اور گو اس کے ابرو کمان ہوئے۔ تاہم وہ اس ہلکے طنز کو جو اس کے ساتھی کے الفاظ میں پوشیدہ تھا محسوس نہ کر سکا۔ درجہ اوّل کے ڈبّہ میں اور پرے ہٹ کر اس نے کھڑکی کی طرف منہ پھیرا۔ اور تھوڑی دیر صبا رفتار گاڑی کے بند آئینہ کو انگلی سے بجاتے ہوئے باہر کے منظر کو بے مدعا نظروں سے دیکھنے میں مشغول رہا۔ اس کے بعد دفعتاً پیچھے مُڑ کر اس نے پوچھا۔

"کیوں بھلا آپ کو میرا نام کیونکر معلوم ہوا؟"

"معاف کیجئے۔ میں نے کب کہا کہ مجھے آپ کا نام معلوم ہے؟" اجنبی نے جواب دیا۔
"چونکہ رستہ میں جہاز پر آپ کے نوکر نے آپ کو "مائی لارڈ" کہہ کے بلایا تھا۔ اور اگر میری آنکھیں دھوکا نہیں دیتیں،.... اور عموماً نہیں دیتیں .... تو ایک اس طرح کا نشانِ امارت آپ کے بیگ پر بھی موجود ہے۔ اس لئے.... "

"کیا آپ براہ راست کیلے سے آئے ہیں؟ میں نے رستہ میں آپ کو نہیں دیکھا۔" شخص اوّل نے گفتگو کا رُخ پھیرتے ہوئے کہا۔

دوسرے آدمی نے لاپرواہی سے شانوں کو حرکت دی۔ پھر بولا۔

"اس لئے کہ میں سارا رستہ اپنی کیبن سے باہر نہیں نکلا۔"

"کیا بیمار تھے؟"

"جی!" اس نے جواب دیا۔ "بحری سفر میری طبیعت کے ناموافق ہے۔ اور میں ضرور اس سے بیمار ہو جاتا ہوں۔"

اجنبی کی صاف گوئی، اس شخص پر جس کو لارڈ کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ اثر انداز ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ وہ ایک پیدائشی ملاح اور عادی سیاح کی حیثیت میں اس طرح کی فطری کمزوریوں کو نظر حقارت سے دیکھا کرتا تھا۔ بلند نظری سے مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"مجھ کو یہ سُن کر افسوس ہوا۔ صرف ایک بار خلیج بسکے میں جب میری عمر گیارہ برس کی تھی۔ میں نے اس قسم کی تکلیف پائی تھی۔ اور خدا گواہ ہے کہ میں پھر اس کا خواہشمند نہیں ہوں۔ بڑا تکلیف دہ احساس ہے.... "

ان دو شخصوں میں جن کو اتفاقی حالات نے ڈوورسے چیرنگ کراس تک کے ریلوے سفر میں ایک دوسرے کا ساتھی بنا یا تھا۔ عظیم شخصی اختلاف تھا۔ وہ

صاحب جو لارڈ تھے۔ امرائے برطانیہ کا نمونہ۔ ہر لحاظ سے اس حیثیت کے مستحق اور لائق تھے۔ جو قدرت نے ان کو دی تھی۔ اعضا لمبے اور سیدھے، چہرہ صاف اور ہموار، خط و خال تیکھے۔ اور ان کی ہلکی گندمی رنگت موسمی اثرات سے لاپروائی اور سردی و گرمی میں یکساں کھلا پھرنے کا ثبوت تھی۔ ان کی عام حالت اس فارغ البالی کا پتہ دیتی تھی جو فکرِ معاش سے بالاتر سمجھی گئی ہے۔ اور شفاف نیلی آنکھوں میں سے ایک کے سامنے لگا ہوا بغیر کمانی کا چشمہ اگر ممکن ہو، اس حالت کو اور زیادہ واضح کرنے والا تھا۔ ہلکے چیک کا سفری سوٹ گلے میں، اس کے اندر پھیکی دھاری کی قمیض۔ سپید سلک کی ٹائی اور نافرمانی پھولوں کا ایک بہت چھوٹا سا گچھا ان کے بٹن ہول میں لگا تھا۔ دستانوں سے خالی ہاتھ دیکھنے میں خوشنما، لیکن قدرے سخت اور بھورے رنگ کے تھے۔ تمباکو بھرنے کی مستقل تھیلی جس سے حال ہی میں پائپ پُر کر کے سلگایا تھا۔ ان کے پہلو میں رکھی تھی۔ بہ حیثیت مجموعی ان کی صورت خالص امیرانہ اور ایک حد تک سیاحانہ تھی۔

نگران کا ساتھی.... وہ اجنبی، جو ریل کے ڈبہ میں ان کا واحد رفیق تھا۔ ایک بالکل ہی مختلف صورت کا آدمی تھا۔ سر اور مونچھوں کے بال جو کسی زمانہ میں بالکل سیاہ ہوں گے، اب تل چاولی رنگت اختیار کرنے لگے تھے۔ چہرہ بیضوی ساخت کا اور چھوٹا جس پر لاتعداد جھریاں لیکن خط و خال نازک اور دلفریب۔ جن سے ملی ہوئی پیشانی کی کشادگی اور شفاف آنکھوں کی تیزی اس کو بڑی حد تک ایک فاضل ادیب کی صورت دیتی تھی۔ گو اس کا بے تابانہ رویہ اس خیال کی صریحًا تردید کرتا تھا۔ اس کی شخصیت کا سب سے عجیب حصہ اس کے اطوار تھے۔ جن میں کبھی عصبی بے چینی، کبھی استفہامی خواہش اور کبھی مصنوعی لاپروائی کے انداز پائے جاتے تھے۔ لباس بہت ادنیٰ اور صورت اور پوشش کی کئی چھوٹی جزئیات اس کے ساتھی مسافر کے لئے باعث استکراہ تھیں۔ تاہم وہ چونکہ دلکش قصہ گو تھا۔ اور بے تکلفی کی حد تک نہ پہنچ کر دوسرے کا دل بہلانا جانتا تھا۔ اسلئے

لارڈ کلینون جیسے وہ باتیں .... ریل کا سفر اور تنہائی .... سخت حیران کرتی تھیں۔ اس کی صحبت سے مطمئن اور مسرور تھا۔ کم از کم سفر کے باقی حصہ میں وہ اس کی موجودگی کو قابل برداشت تصور کرتا تھا۔

"میرے خیال میں آپ سیدھے پیرس سے آئے ہیں" اس نے لاپروائی سے پوچھا۔

"جی ہاں پیرس سے" دوسرے نے جواب دیا۔

"گویا ہم دونوں ایک ہی جہاز پر سوار تھے ..... پھر حیرت ہے میں نے رستہ میں آپ کو نہیں دیکھا"

"اس لئے کہ جیسا میں نے پہلے عرض کیا تھا۔ مجھ کو سارا رستہ کیبن ہی میں بند رہنا پڑا۔"

"آہ! بے شک۔ اس لئے کہ آپ بیمار تھے۔ تاہم کیلے کے گھاٹ پر ضرور ہمیں ایک دوسرے سے ملنا چاہئے تھا .... لیکن ممکن ہے یہ اس بھیڑ کا نتیجہ ہو۔ جو روانگی کے موقعہ پر تھی۔ دیکھئے گا .... یہ کیا آپ ہی کا ٹکٹ گاڑی کے فرش پر گرا ہے؟"

یہ کہتے ہوئے اس نے فرش تختہ پر گرے ہوئے ریلوے ٹکٹ کے سیدھے رخ کی طرف اشارہ کیا۔

دوسرے آدمی نے جلدی سے جھک کر ٹکٹ اٹھا لیا۔ مگر لارڈ کلینیون کی تیز آنکھ اتنے ہی میں اس کا مضمون پڑھ چکی تھی۔

"یہ تو صرف ڈوور سے لنڈن تک کا ٹکٹ ہے" اس نے حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا "کیوں نہ آپ نے براہ راست پیرس سے لنڈن تک کا لے لیا"

"بات یہ ہے" اجنبی نے جواب دیا "میرا ٹکٹ رستہ میں گم ہو گیا تھا۔ اس لئے ڈوور سے نیا مول لینا پڑا۔ اس سے تکلیف بے شک ہوئی۔ تاہم .... مجبوری تھی"

اس کے بعد گہرا سکوت چھا گیا۔

لارڈ کلینیون نے ایک دو بار جمائی لی۔ بظاہر اس کے ساتھی کا ذخیرہ حکایات بھی ختم ہو چکا تھا۔ مجبور ہو کر اس نے ایک رسالہ اٹھایا اور اسے دیکھنا شروع کر دیا۔

۲

اس کے تھوڑی دیر بعد ڈاک گاڑی لندن کے چیرنگ کراس سٹیشن پر پہنچ کر ٹھہر گئی۔

سب سے پہلے اجنبی پلیٹ فارم پر اترا۔ اور لارڈ کلینیون نے قدرے تکلف سے سر کو خم دے کر اس کے الوداعی سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد وہ بھی گاڑی سے اتر کر سلگا ہوا سگار منہ میں لئے نوکر کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ جو اسی گاڑی کے درجہ سوم میں سفر کرتا تھا۔

ایک دو لمحوں کے عرصہ میں وہ دوڑتا ہوا آپہنچا۔

"برڈٹ" لارڈ کلینیون نے منہ سے سگار نکال کر اس سے کہا۔ "تم میرا اسباب گاڑی پر رکھ کے لے چلو۔ میں پیدل آجاؤں گا۔ لیکن .... کیا بات ہے تم اتنے زرد چہرہ کیوں ہو؟" اس نے متجسس نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا کوئی تکلیف ہے یا بھوتوں کے قصے پڑھ کر آئے ہو؟"

"نہیں سرکار!" نوکر نے گاڑی کے اندر گھس کر لارڈ کلینیون کے اخبارات اور اسباب کو جمع کرتے ہوئے کہا۔ "بات کچھ نہیں۔ ممکن ہے یہ اس لمبے سفر کا اثر ہو"

اس کے آقا نے جو بذات خود نہایت سچا تھا۔ نوکر کے اس بیان پر یقین کیا۔ گو اس کے بعد بھی وہ اس کے سہمے ہوئے چہرہ کو رہ رہ کر حیرت آمیز نظروں سے دیکھتا رہا۔

"میرا خیال تھا تم اب ان لمبی مسافتوں کے عادی ہو چکے ہو" آخر کار اس نے کہا۔ "تاہم دیکھو اس جگہ میری سیٹ کے نیچے برانڈی کی شیشی پڑی ہے۔ اس کے دو چار گھونٹ پی لو"

"شکریہ عرض کرتا ہوں۔" برڈٹ نے جواب دیا۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ تعمیل ارشاد کرتا۔ تھوڑی دیر اسباب کی فراہمی میں مشغول رہا۔ اس کے بعد اپنے آقا کی ایک طرف جاتی ہوئی صورت کو اشک آلود آنکھوں سے دیکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگا۔

"کاش! میں سب حال ان سے کہہ دیتا۔ مگر افسوس! میں اس کی جرأت نہیں کرسکتا۔ میرے خدا۔ وہ جب جائیں گے تو کیا ہوگا؟"

باب۔ ۲

پُراسرار محسن

۱

لارڈ کلیتون۔ ارل آف لسٹن اور ان کی بیگم کا اکلوتا بیٹا نہایت شریف، نیک اور راست شعار۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مخبوط الحواس لڑکا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے والدین کو بھی جن کے لاڈ اور چاؤ نے ایک حد تک اس میں یہ شوریدہ سری پیدا کی تھی۔ بسا اوقات اس کے اس ایک عیب کو تسلیم کرنا پڑتا۔ یہ صحیح ہے کہ طبقۂ امراء کے نوجوانوں کی بہت کم عادات اور کمتر نقائص اس میں تھے۔ اور یہ بات اپنے طور پر موجب فخر و مباہات بھی سمجھی جاتی تھی۔ تاہم کچھ اور طرح کے نقص مخصوص تاہم حقیقی اور تکلیف دہ اس کے اندر موجود تھے۔ سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ لنڈن میں اس کا جی نہ لگتا تھا۔ باقی رہے دیہات۔ تو سال کے چند مہینوں سے زیادہ وہ ان میں بھی نہ رہ سکتا تھا۔ نتیجہ یہ کہ اس کے وقت کا بڑا حصہ بیرونجات کی سیاحت میں بسر ہوتا تھا۔ اور چونکہ دوستوں کے انتخاب میں اس کا معیار بہت سخت تھا۔ اس لئے سیر و سیاحت

کا شوق بھی تنہائی میں پورا کیا جاتا تھا۔ ایک اور خصوصیت اس میں یہ تھی، کہ خط و کتابت سے گھبراتا تھا۔ نہ کسی کو خط لکھنا، نہ کسی کو لکھنے پر مجبور کرنا، وہ اس معاملہ میں دنیا کے قدیم وحشی انسانوں سے ملتا تھا۔ جو اشد ضرورت کے سوا سلسلہ خبر رسانی کی مصلحت کے قائل نہ تھے۔ اور چونکہ خطوط نویسی کی طرح خطوط کی وصولی بھی اس کیلئے ایک ناقابل بیان زحمت تھی۔ اس لئے جب وہ باہر جاتا۔ اپنا پتہ دے کر نہ جاتا۔ حتیٰ کہ غیروں کا تو ذکر کیا۔ اپنے گھر کے آدمی اور نہایت قریبی رشتہ دار بھی اس بات سے لاعلم ہوتے تھے کہ اگر کوئی خط اس کو لکھنا ہو تو کس پتہ پر لکھیں۔ سفر کے موقعہ پر وہ صرف اتنا کہہ جایا کرتا کہ میں فلاں تاریخ کو لوٹوں گا۔ اور خواہ آندھی آئے یا بارش۔ وہ اس وعدہ کو ضرور پورا کرتا تھا۔

ایک مہینہ گذرا۔ وہ یہ اقرار کر کے لندن سے روانہ ہوگیا تھا کہ ۱۵ر جون کو واپس آؤنگا۔ اور آج پندرہویں جون کو دیکھئے کہ سہ پہر کے چار بجے وہ اپنا اسباب نوکر کے ہاتھ بھجوا کر خراماں خراماں گھر کی طرف چلا جاتا ہے۔ اور اس کے پیچھے ... تھوڑے فاصلے پر سڑک کے دوسری جانب وہی آدمی جو ریل کے سفر میں اس کا ساتھی تھا!

نکھری ہوئی سہ پہر تھی اور لندن کے بازاروں میں گاڑیوں اور موٹروں اور پیدل چلنے والوں کا ہجوم تھا۔ اس کے باوجود لارڈ کلینیون مطمئن اور مسرور اپنے قد کی درازی سے عام خلقت سے اونچا۔ سگار منہ میں لئے، تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کسی دوکان کی کھڑکی کی طرف دیکھتا۔ اپنے گراسوینر سکوئیر والے مکان کی طرف چلا جاتا تھا۔ اخبار فروش لڑکے سڑکوں کے دورویہ اپنی دہشت ناک چنگھاڑ کو گاڑیوں کی آمد و رفت کے شور میں آمیز کر رہے تھے۔ لیکن نہ معلوم موسم کی فرحت انگیز دلچسپی یا اپنے خیالات کی محویت یا اس شور و غل کی وجہ سے جو لندن کے بازاروں میں ہر وقت پیدا ہوتا ہے۔ لارڈ کلینیون کی توجہ ان آوازوں کی طرف بالکل نہ جاتی تھی۔ اور اس دوران میں وہ

اجنبی جو ڈوور سے لندن تک کے سفر میں اس کے ساتھ تھا۔ اب بھی اس کی نظروں سے محفوظ، تھوڑے فاصلہ کی دوری سے اپنے چہرہ پر عجیب طرح کے آثار لئے پیچھے پیچھے چلا آتا۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہا تھا، کہ اخبار فروش لڑکوں کی صداؤں کا اس کے سفری رفیق کے دل پر کیا اثر ہوتا ہے جب کبھی لارڈ کلینیون اخبار بیچنے والوں کے ہجوم کے پاس ہو کر گذرتا۔ اس کا ساتھی گہری توجہ سے اس کے چہرہ کے آثار معلوم کرنے کی کوشش کرتا لیکن وقت گذرتا گیا۔ منزل طے ہوتی گئی۔ اور کوئی خاص واقعہ ظہور میں نہ آیا۔

آخر کار بازار پکاڈلی کے پاس وہ وقت جس کا انتظار تھا۔ آپہنچا۔ اس مقام پر پہنچ کر لارڈ کلینیون سڑک کے ایک پہلو سے گذر کر دوسرے کو جانا چاہتا تھا، کہ ایک بس کو گذرتے دیکھ کر ٹھہر گیا۔ اور اس وقت اس وقفہ خفیف میں اس کی نگاہ اس اشتہار کی طرف گئی۔ جس کو ایک اخبار فروش لڑکا ہاتھ میں لئے زور زور سے ہلاتا۔ اور ساتھ ہی ساتھ کہتا جاتا تھا:۔

آج کی تازہ اور نئی خبریں!

ویسٹ اینڈ کی خوفناک واردات

ارل آف اسسٹن کا قتل

پورا حال

اس پُرشور آواز کو سُن کر لارڈ کلینیون آدھ منٹ کے عرصہ تک اس طرح چپ چاپ اور بے حرکت پٹڑی کے پاس کھڑا رہا۔ گویا اس کا بدن پتھر کی بے حس مورت بنا ہوا تھا۔ اس کے بعد غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی رخصتی شعاع کی مانند لمبی زرد

لکیریں اس کے رخساروں کی سرخی کو قطع کرتی ہوئی پھیلنی شروع ہوئی۔ اس کا چہرہ لاش کی مانند پیلا پڑ گیا۔ اور جسم نے ایک دوبار اس طرح آگے پیچھے حرکت کی۔ گویا وہ زمین پر گرا چاہتا تھا۔

اس کے بعد دفعتًا ایک سیاہ اندھیری دھند اس کی آنکھوں کے سامنے چھا گئی۔ دماغ پر بوجھ سا پڑتا معلوم ہوا۔ اور اپنی عمر میں پہلی مرتبہ وہ آہنی جُثّہ اور فولادی ہمت کا آدمی بے ہوش ہوکر گر پڑا۔۔۔!

۲

جس وقت لارڈ کلینیوین نے آنکھیں کھولیں، تو اپنے آپ کو ایک صوفہ پر لیٹا ہوا پایا۔ اس نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ میں کہاں ہوں۔ لیکن مکان نیا، اس کا سامان نیا، اور اشیائے زیبائش بھی بالکل نئی تھیں۔ صرف ایک عورت اس کے علاوہ کمرہ میں موجود تھی۔ اور اس نے جہاں تک حافظہ پر زور ڈال کر سوچا۔ وہ بھی اس کے لئے نئی تھی!

اس نے بے آواز کہنی کے بل اُٹھنے کی کوشش کی۔ اور اس کے ساتھ ہی گردونواح کی چیزوں کو متجسس نظروں سے دیکھا۔ کمرہ متوسط مگر کشادہ اور سامان عشرت سے نہ سہی اشیائے ضرورت سے بڑی خوش مذاقی کے ساتھ آراستہ تھا۔ کم از کم یہ اندازہ تھا، جو اس نے پہلی نظر میں قائم کیا۔ اس کے بعد اس کی نگاہ اس خاتون کی طرف گئی۔ جو اس کے علاوہ کمرہ میں موجود تھی۔ اور اس پر جم کر رہ گئی۔ وہ طبعًا صناع اور صنعت کا شیدائی تھا۔ اور حسن کا نظارہ ہر طرح کی صورت میں اس کی طبیعت پر گہرا اثر پیدا کرتا تھا۔ چنانچہ اب جو اس کی نگاہ اس ہموار بیضوی چہرہ، گہری نیلی.... نافرمانی آنکھوں شوخ رنگت اور جسم کی خوشنما اکہری ساخت کی طرف گئی۔ تو دیر تک اس نازنین کی بےخبری میں وہ اس کے حُسن سحرافروز کی دید میں مشغول رہا۔ حتی کہ اس خاتون نے ان پھولوں کی طرف سے ہٹ کر جن کی ترتیب میں مشغول تھی۔ خود اس کی طرف دیکھا۔ ایک ثانیہ کیلئے

ان کی آنکھیں چار ہوئیں۔ اس کے بعد عورت کے چہرہ پر شرم کی سُرخی پیدا ہوئی۔ اور اس کی آنکھیں بے اختیار جھک گئیں۔

تاہم وہ اس کو دیکھ کر اپنی جگہ سے اُٹھی۔ اور کمرہ کی لمبائی قطع کر کے اس کے پاس جا کر کہنے لگی۔

"فرمائیے۔ اب کیا حال ہے"؟

"میرا حال؟"... اس نے انداز حیرت سے پوچھا۔ "کیا میں بیمار تھا؟... لیکن آہ..."

روشنی کی ایک کرن حافظہ کے اندھیرے کو چیرتی ہوئی اس کے دماغ کو روشن کر کے نکل گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی ان واقعات کی یاد جو اس کے غش کرنے سے پہلے پیش آئے تھے۔ از سرِ نو تازہ ہوئی۔

جلدی سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔

"آپ کے پاس کوئی اخبار ہے؟"

اس نے قدرے تامل سے ایک پرچہ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رحم عظیم کی ایک جھلک اس کی روشن آنکھوں میں پیدا ہوئی۔

"میرے والد یہ ایک اخبار آپ کے لئے چھوڑ گئے تھے" اس نے نرم آواز سے کہا۔ "ان کا خیال تھا کہ آپ ہوش میں آنے کے بعد اس کو دیکھنے کی خواہش کریں گے۔ تاہم ... مجھ کو افسوس ہے...."

اس نے کانپتی ہوئی انگلیوں سے اخبار کا پرچہ لے لیا۔ اور ایک آرام کرسی پر گر کر اس کو بغور پڑھنے لگا۔ دفعتاً وہ اخبار بے اختیاری کی سی حالت میں اس کے بے بس ہاتھوں سے فرش زمین پر گرا۔ اور وہ چند منٹ کے عرصہ تک اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپا کر چپ چاپ بیٹھا رہا۔ جب اس کے بعد اس خاتون نے اسے دیکھا، تو اس کا چہرہ بالکل ساکن اور آنکھیں خشک اور روشن تھیں۔ گو اس کی آواز میں عجیب طرح

کی سختی پائی جاتی تھی۔

"میں کہاں ہوں؟" آخر کار اس نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "اور یہ کس کا مکان ہے؟"

"یہ میرے والد کا مکان ہے۔" زنین نے جواب دیا۔ "آپ رستہ میں بیمار ہو کر گرے۔ اور وہی آپ کو اس جگہ تک لائے تھے۔"

"میں اس عنایت کا ممنون ہوں۔ تاہم وہ اب کہاں ہیں؟"

"وہ عنقریب واپس آجائیں گے۔ پھر پانی سے تھوڑا عرصہ ٹھہریئے۔ میرے خیال میں کوئی منحوس خبر آپ نے سُنی ہے۔"

اس نے اخبار میں چھپے ہوئے مضمون کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔

"وہ.... میرے ہی والد تھے۔"

"آہ! کتنا افسوس ہے! کیا آپ کو اس کے متعلق پہلے سے کوئی حالات معلوم نہ تھے؟"

"بالکل نہیں۔ میں آج ہی سہ پہر کو واپس آیا تھا۔ اور مکان کی طرف جاتا تھا۔ کہ رستہ میں..."

اس کی حالت دردانگیز تھی۔ اس سے متاثر ہو کر خاتون نے ایک آہِ سرد کھینچی اور اس کے بعد کھڑکی کی طرف منہ پھیر کر رومال آنکھوں پر رکھ لیا۔ وہ اس کو تسکین دینا چاہتی تھی۔ لیکن... حیران تھی۔ ایک اجنبی اور نامحرم سے کیونکر ذکر چھیڑے۔ پس اس نے سوچ کر خاموشی ہی بہتر سمجھی۔ اور یہ ذکر یہیں تک رہ گیا۔ وہ سوالات کے ذریعہ سے اس کے دل کے آلے زخموں کو ہرا کرنا نہ چاہتی تھی۔

تھوڑا عرصہ سکوت رہا۔ اس کے بعد فلیتیون نے کچھ سوچ کر ٹوپی سر پر رکھی اور کھڑا ہو کر کہنے لگا۔

" میں اب جاتا ہوں ۔" اس کی آواز سعیٔ ضبط کے باوجود تھرائی ہوئی تھی۔ گو آپ کے والد فی الحال باہر گئے ہیں۔ تاہم میں ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ پس مہربانی سے ان کا اسم گرامی بتا دیجئے۔ تاکہ پھر کسی وقت حاضر ہو کر اُن کا ۔۔۔ اور آپ کا بھی شکریہ عرض کر سکوں ۔"

الفاظ گو رسمی تھے۔ تاہم ان کی تہ میں ممنونیت کی گہری جھلک موجود تھی۔ وہ خاتون پھر ایک بار شرمائی۔ اس کے بعد کہنے لگی۔

" ہمارا نام ڈافورجٹ ہے اور ۔۔۔ لیکن ٹھہریئے۔ وہ میرے خیال میں واپس آ گئے۔ یہ انہی کے پاؤں کی آواز ہے ۔"

۳

لارڈ کلینیون نے دروازہ کی طرف دیکھا۔ ایک لاغر بدن، گندمی رنگت کا آدمی دہلیز کے باہر کھڑا تھا۔ کلینیون کو اس کے زرد بیضوی چہرہ اور آنکھوں کی بینائی میں کوئی جانی اور پہچانی ہوئی صورت نظر آئی۔ تاہم شناخت کا یہ عمل اس وقت مکمل ہوا۔ جب اس کا نامعلوم محسن دروازہ سے گذر کر کمرہ کے وسط میں آ پہنچا۔ اس وقت اس نے دیکھا کہ یہ ڈافورجٹ وہی شخص ہے۔ جو ریل کے سفر میں اس کا ساتھی تھا۔ اس نے جبری تبسم کے ساتھ ایک ہاتھ آگے بڑھایا۔ اور کہنے لگا۔

" اس نئے احسان کا شکریہ! امید نہ تھی کہ ہم اتنی جلدی پھر آپس میں ملیں گے۔ آپ کی بروقت امداد کے بغیر نہیں معلوم میرا کیا حال ہوتا ۔" اور پھر اس طرح کی آواز میں گویا وہ اپنی کمزوری پر شرمندہ تھا: " غالباً رستہ چلتے میں کسی مقام پر گر کر بیہوش ہو گیا تھا ؟"

مگر صدمہ ہی ایسا تھا، کہ کوئی شخص اس کی تاب نہ لا سکتا۔" ڈافورجٹ نے سنجیدگی کے ساتھ کہا: " فرمایئے اب آپ کا مزاج کیسا ہے ؟"

"اچھا ہوں" لارڈ کلینیون نے کانپتے ہوئے جواب دیا۔ "میں جا ہی رہا تھا کہ آپ تشریف لے آئے۔ اجازت دیجئے کہ پھر کسی وقت حاضر ہو کر شکریہ ادا کر سکوں۔ فی الحال میری حالت چونکہ غیر ہے۔ اسلئے آپ کا اور آپ کی دختر نیک اختر کا ان احسانات کے لئے جو آپ نے مجھ پر کئے ہیں۔ موزوں الفاظ میں ذکر کرنے کے ناقابل ہوں"

یہ کہتے ہوئے وہ دروازہ کی طرف بڑھا۔ اور وہیں سے پیچھے مڑ کر اس نے اپنے محسن اور اس خاتون کو رخصتی سلام کیا۔ مگر جس وقت ان کی آنکھیں ان روشن نیلی آنکھوں اور ہموار سلونی صورت کی طرف گئیں۔ تو وہ ان کی خوشنمائی اور دلفریبی سے پھر ایک بار متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

ایم ڈافورجٹ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔

"ٹھہریئے!" اس نے کہا "میں کرایہ کی موٹر لا دوں۔ آپ چلنے کے قابل نہیں"

مگر لارڈ کلینیون نے صورتِ انکار سر کو حرکت دی۔

"میرے خیال میں پیدل چلنے کی ورزش فائدہ کرے گی" اس نے کہا ـــ "موٹر میں بیٹھنے سے جی گھبراتا ہے۔ فی الحال.... الوداع!"

جھکی ہوئی گردن اور فرشِ زمین پر لگی ہوئی آنکھوں سے وہ یاس و حسرت کی مجسم تصویر بنا ہوا رخصت ہو گیا۔ مگر اپنے مکان کے دروازہ میں کھڑا ہوا ڈافورجٹ عجیب طرح کی نظروں سے اس کی ہٹتی ہوئی صورت کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے پتلے بے رنگ ہونٹ انداز تبسم سے کھلے تھے۔ گو ان کی مسکراہٹ مسرت سے بہت زیادہ نفرت اور حقارت سے تعلق رکھنے والی تھی۔ اور اس کی سیاہ آنکھوں میں بیتابی کی جگہ گہرے خیالات پائے جاتے تھے۔ لارڈ کلینیون کے رخصت ہونے اور نظروں سے چھپ جانے کے بعد بھی وہ قریباً پانچ منٹ گہری فکروں میں ڈوبا ہوا اس مقام پر چپ چاپ اور بے حرکت کھڑا رہا۔ اس کے بعد کسی بہت معمولی آہٹ نے اس کی

حالتِ انہماک کا خاتمہ کر دیا۔
مکان کے اندر جاکر اس نے جلدی سے دروازہ بند کر لیا۔

باب ۔ ۲

جوشِ انتقام

۱

جاسوسی ناولوں میں، اور گھٹیا درجہ کے سنسنی پیدا کرنے والے اخباروں میں کشت و خون کی وارداتوں کے کثرتِ اذکار سے لفظ "قتل" کے استعمال کی اتنی ارزانی ہوتی ہے، کہ فی زمانہ بہت ہی کم لوگ اس کے ہیبت ناک معانی، اہمیت کا صحیح اندازہ کر سکتے ہیں۔ قتل کیا چیز ہے؟ اس کا حقیقی مطلب اسی طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ ہمارا کوئی نہایت عزیز اور قریبی رشتہ دار جو ایک روز ایک ساعت یا ایک لمحہ پہلے صحیح سالم اور تندرست تھا۔ جسے کسی طرح کا دکھ، بیماری یا تکلیف نہ تھی دفعتاً جبراً ہم سے چھین کر زبردستی فنا کے عظیم اندھیرے میں دھکیل دیا جائے۔ وہ ذہنی تکلیف اور درد و غم کا وہ احساس جو اس طرح کی حالتوں میں لگاؤ جن کا عزیز ان سے زبردستی علیحدہ کر دیا گیا ہو۔ لاحق ہو سکتا ہے۔ اس کا تصور ہی ہمیں اس غصہ اور رنج اور جوشِ انتقام کا صحیح اندازہ کرنے کے قابل بنا سکتا ہے۔ جو لارڈ کلینیون کے دل میں رفتہ رفتہ حالات کی ہیبت ناک اہمیت سے واقف ہونے کے بعد پیدا ہوئی۔ جس طرح زہر کا ایک قطرہ سوئی کی نوک سے جسمِ انسان میں داخل کیا ہوا دورانِ خون کی مدد سے بتدریج سارے بدن میں پھیل کر بہتی ہوئی سیال آتش کا کام کرتا ہے۔ اسی طرح جذبۂ انتقام

نے ایک بار لارڈ کلیفیون کے سینہ میں پیدا ہونے کے بعد اتنی شدت اختیار کی کہ ساری مصلحتیں اور ساری دور اندیشیاں اس طرح اس کے سامنے بہہ گئیں جس طرح اُمڈی ہوئی ندی کی رَو میں خس و خاشاک کے تودے بہہ جاتے ہیں۔ اب ایک ہی خواہش اور ایک ہی خیال اس کے دل میں تھا۔ یعنی اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کا۔ یہی اس کی زندگی کا مدعائے واحد تھا۔ یہی اس کی ہستی کی آرزو۔ اور منزلِ مقصود تھی۔

اپنے باپ ارل آف اسسٹن کے ساتھ اس کے تعلقات ایسے ہی تھے جیسے اکثر امیر گھرانوں میں والدین اور اولاد کے ہوا کرتے ہیں۔ یعنی جذبات سے خالی۔ رسمی اور بلا اظہار نمائش۔ تاہم اس ظاہری سرد مہری کی تہ میں ایک گہری محبت دونوں کو ایک دوسرے سے تھی۔ جس کا اظہار شاذ و نادر باہمی اخلاق سے زیادہ کسی خاص صورت میں ہوتا تھا۔ تاہم جس کی موجودگی سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اور جس نے اس ہیبت ناک سانحہ کے پیدا کردہ اثرات کی وجہ سے جوشِ تیز کی صورت اختیار کر لی تھی۔ چنانچہ یہی وجہ تھی، کہ جب ماں بیٹے کی دید نے حالتِ غم میں بھی گونہ تسکین دے دی، تو لارڈ کلیفیون نے جس کے خیالات ایک ہی نقطہ اور ایک ہی مرکز پر لگے ہوئے تھے۔ جلدی سے ماں کی بغل سے جدا ہو کر کہا۔

" فرمایئے۔ کیا کوئی سُراغ اس بارہ میں ملا؟ یا کوئی شبہہ اس آدمی کی نسبت پیدا ہوا؟ جس نے یہ .... قتل کیا تھا؟"

دونوں لیڈی اسسٹن کے نجی کمرہ میں کھڑے تھے۔ جو ایک چھوٹا سا ہشت پہلو مقام تھا۔ اس میں عنبری رنگ کے پردے چھٹے تھے۔ اور اس کی آرائش میں وہ شوکت و نمود پائی جاتی تھی۔ جس کو دولت اور خوش مذاقی ہی مہیا کر سکتی ہے۔ ایک مخصوص نہ تھا کمرہ جس میں خود لارڈ اسسٹن بھی شاذ و نادر جایا کرتے تھے۔ اور جس کے اطراف میں لاتعداد چھوٹی چیزیں صنعتِ نادرہ کے نمونے، روشن آئینوں اور مخملی گدوں کی کوچوں

کے پہلوؤں میں سجی تھیں۔ اس وقت جب لارڈ کلینیون اس کمرہ کے وسط میں اپنی ماں کی جھکی ہوئی صورت کے سامنے بلند و بالا کھڑا تھا۔ ایک تیز قہر آمیز روشنی اس کی آنکھوں میں پیدا ہوئی۔

لیڈی اسسٹن نے چہرے سے رومال ہٹا کر دیکھا۔ اور کانپتے ہوئے کہنے لگی۔

"برنارڈ! میں تمہارے اس انداز کو دیکھنا برداشت نہیں کر سکتی۔ کاش! تم بھی رو لیتے کہ دل کا بوجھ گھٹ جاتا۔"

اس نے بے صبری کی حرکت سے ذرا سا منہ پھیرا۔ مگر چہرہ کے آثار بدستور رہے۔ پھر دبی آواز سے کہنے لگا۔

"ماں! رونا عورتوں کے لئے ہے۔ مرد کے خیالات اس سے بہت دور جانے چاہیئں ... مگر آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔"

"ہمارا نوکر نیلسن اسی دن سے غائب ہے!" اس نے بیان کیا۔ "اس کے سوا کوئی بات قابلِ ذکر نہیں۔"

"نیلسن! نیلسن!" اس نے تعجب اور حقارت کے لہجہ میں دوبارہ کہا۔ "مگر نیلسن ... اِس جُرم کا مرتکب ہو، یہ ممکن نہیں۔ یہ تو ویسی ہی بات ہے۔ گویا میں اپنے آپ پر شبہ کرنے لگوں۔"

"تاہم وہ اسی دن سے غائب ہے۔" لیڈی اسسٹن نے اپنے سابقہ فقرہ کو دوہرایا۔ "وہ سب سے آخری آدمی تھا۔ جس کو تمہارے باپ کی زندگی میں اُن کے پاس دیکھا گیا۔ اور ....."

"تاہم میں نیلسن کو قاتل نہیں مان سکتا۔" اس نے استقلال کے ساتھ قطع کلام کر کے کہا۔ "وہ ایماندار، سادہ لوح، شریف نوکر.... نہیں ماں۔ یہ کس طرح ممکن ہے۔"

لیڈی اسسٹن کا وہ ہاتھ جس میں رومال تھا۔ زور سے کانپتا نظر آیا۔ بڑی

مشکل سے کہنے لگی۔

"میں ... نہیں جانتی اس کا کیا جواب دوں۔ حالات عجیب اور دہشت انگیز ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس لئے کوئی آدمی ... آہ! لیکن برنارڈ! خدا کے لئے اس بارہ میں زیادہ سوالات نہ پوچھو۔"

اور اتنا کہہ کر وہ سسکیاں لے لے کر رونے لگی۔

"نہیں۔ یہ فعل نیلسن کا نہیں ہے" لارڈ کلینیون نے آخرکار اس وقت کہا۔ جب اس کی ماں نے آنکھوں سے رومال ہٹا لیا "قطع نظر اور باتوں کے بڑا سوال مدعائے جرم کا ہے۔ یعنی کیوں اس نے .... ؟"

لیڈی السٹن پر اب بھی وہی اضطرابی کیفیت طاری تھی۔ بیٹے کے ناتمام سوال کا رُکتے ہوئے لہجہ میں جواب دے کر کہنے لگی۔

"برنارڈ! میں اس سوال پر بحث نہیں کر سکتی۔ کارونر کی تحقیقات کا آغاز کل ہونا ہے۔ اس وقت تک انتظار کرو۔ شاید کوئی نئے حالات معلوم ہو سکیں۔"

بظاہر ماں کے نظارۂ تکلیف نے بیٹے کے دل پر گہرا اثر پیدا کیا۔ کیونکہ اس گفتگو کو یہیں ختم کر کے اس نے جھک کر اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور پھر دروازہ کی طرف بڑھا۔ وہ اس کو رخصت ہوتے دیکھ کر کہنے لگی۔

"بیٹا! اب کہاں جاؤ گے؟"

وہ دہلیز کے پاس ٹھہر گیا۔ اور بولا "سب سے پہلے مسٹر برنڈل وکیل کے دفتر میں۔ اور اس کے بعد سکاٹ لینڈ یارڈ کو۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس سلسلہ میں کیا کچھ کیا گیا ہے۔"

۲

دہشت کے بے اختیاری اشارہ کے ساتھ لیڈی السٹن ملتجی نظروں سے

اس کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

"بیٹا! معلوم ہوتا ہے تیرے خیالات غم سے بہت زیادہ انتقام پر لگے ہوئے ہیں"

اس نے اپنے سر کو انکاری حرکت دی۔

"نہیں ماں!" پھر اس نے کہا "یہ محض عورت اور مرد کے طریقہ اظہار غم کا فرق ہے۔ آپ کا غم جانگداز اور جگر پاش ہے یعنی آپ کی اپنی ذات پر اثر ڈالنے والا۔ مگر میرا حرکت اور فعل کا متقاضی ہے۔ خواہش انتقام سے بھرا ہوا۔"

خاتون نے ایک ہاتھ اس کی طرف پھیلایا۔ ہرچند اس کے بال شدت غم سے سپید ہو گئے تھے۔ اور سُتے ہوئے چہرہ کی رنگت شفاف سنگ مرمر سے ملتی تھی۔ تاہم وہ خوبصورت تھی۔ اور اس کے انداز میں سطوت اور رعنائی پائی جاتی تھی۔

"برنارڈ!" اس نے شاہانہ لہجہ میں آواز دی۔ "انتقام لینا آدمی کا کام نہیں۔ یہ خدا کا اپنا کام ہے۔ ایک ماں کی حیثیت ہی میں تم کو حکم دیتی ہوں کہ اپنے اس ارادہ سے باز آؤ۔ جو تمہارے دل میں موجود ہے۔ اور جس کا اظہار تمہارے چہرہ سے ہو رہا ہے۔"

اس کی ظاہری حالت اور الفاظ تاثک کی شان سے لبریز تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان واحد میں وہ ایک غمزدہ و گریہ کناں عورت سے سانچی تاثک کی ملکہ کا جوش و وقار حاصل کر چکی تھی۔ وہی اس کا لہجہ تحکمانہ تھا۔ وہی اس کے چہرہ پر شاہان تمکنت موجود تھی۔ مگر.... سنگی دیوار میں شاید اس کے الفاظ سننے کی طاقت ہوتی۔ برنارڈ کے کان بہرے ہو چکے تھے۔

"پیاری ماں!" اس نے ایک ثانیہ کے لئے رُک کر جواب دیا۔ "میں آپ کا بیٹا ہوں۔ اور آپ کے حکم کی تعمیل میری سعادت ہے۔ لیکن یاد کیجئے۔ میں اس کا بھی بیٹا ہوں۔ جس کی پیش از وقت موت کا بدلہ مجھے لینا ہے۔ خدا کا انتقام بہت سست ہو گا..."

اتنا کہہ کے وہ رخصت ہو گیا۔ اور دل شکستہ عورت ایک نشیب کرسی پر بیٹھ

کر سسکیاں لے کر رونے لگی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ شکستہ لفظوں میں اپنے آپ سے کہتی جاتی تھی۔

"خداوندا! ... میں کیا کروں؟ ... کدھر جاؤں ... ؟"

کسی امیر ابن امیر کی لاش کی تحقیقات روزمرہ کا واقعہ نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اسی آبنوسی میز کے سرے پر بیٹھے ہوئے کارونر کے چہرہ پر معمول سے بہت زیادہ سنجیدگی کے آثار نمودار تھے۔ اور کم و بیش یہی حالت اس کے ان بارہ ماتحتوں یعنی اراکین جیوری کی تھی۔ جو لارڈ ڈالسٹن کی موت کا راز حل کرنے کے سوال میں اس کی مدد کرنے کے لئے جمع تھے۔ ان میں سے بہتوں نے اس سے پہلے بھی اس طرح کے موقعوں پر خدمات انجام دی تھیں۔ لیکن واقعہ موجودہ کی سنگینی اور اہمیت چونکہ مخصوص تھی۔ اس لئے سب آدمیوں کے چہروں پر ایک اس طرح کا احساس طمانیت جو کسی سنسنی پیدا کرنے والے معاملہ سے تعلق رکھنے والوں کے دلوں میں ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ ظاہر تھا۔ گو اس کے ساتھ یہ بھی نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ لوگ محض شہرت کے خواہشمند اور بھوکے تھے۔ کیونکہ اس حالت میں بھی ہمدردی کا احساس ان کے دلوں میں باقی تھا۔ اور ایک سے زیادہ رحم آمیز نگاہیں لارڈ کلینیون کی سمت میں جو اس تحقیقات کا انجام معلوم کرنے کے لئے ایک اونچی پشت کی کرسی پر بیٹھا تھا، اٹھ رہی تھیں۔

مگر کچھ ہی ہو۔ نظارہ افسردہ کُن۔ بھیانک اور غم انگیز تھا۔ اور شاید موقعہ کی اہمیت اور سنجیدگی کے لحاظ سے خارجی حالات بھی ویسے ہی بن گئے تھے۔ کیونکہ باہر چوکوں اور بازاروں میں زرد رنگ کا کثیف کہرہ چھایا ہوا تھا۔ جو کھڑکیوں کی درزوں اور دروازوں کے پردوں سے گذر کر چھوٹی سی دُھند کی صورت میں کمرہ کے وسط میں اور گول برقی لیمپوں کے گرد موجود تھا۔ اور جس کی بدولت اس عریض کشادہ کمرہ کی فضا جو پہلے بھی فرحت انگیز نہ تھی۔ اور زیادہ افسردہ اور اداس کرنے والی بن گئی تھی۔

سکوتِ عظیم کو چیرتی ہوئی کارونر کی بھاری آواز اراکین جیوری کو اُن کے فرائض کو ضابطہ کے طور پر سمجھاتی سُنائی دی۔ اس کے بعد سب سے پہلا گواہ ولیم راجرس طلب ہوا۔ جو ایک دراز قد وردی پوش نوکر تھا۔ وہ جب میز کے پاس جاکر مؤدبانہ کھڑا ہو گیا۔ تو صاحب کارونر نے سوالات پوچھنے شروع کئے۔

"تمہارا نام ولیم راجرس ہے؟"

"جی۔"

"اور تم ارل آف اسٹن کے گھر پر ملازم ہو؟"

"جی ہاں! پہلے فٹ مین کی حیثیت میں۔"

"کتنی مدت تم کو ملازمت کرتے ہوگئی؟"

"قریباً تین سال۔"

"تم سب سے پہلے آدمی تھے۔ جو اپنے آقا کے کمرہ میں داخل ہوئے۔ اور تمہیں نے سب سے پہلے ان کی لاش پڑی دیکھی تھی؟"

"جی ہاں! یہ صحیح ہے۔"

"بہتر ہو کہ تم سارا حال تفصیل کے ساتھ بیان کرو۔ یعنی کس کے حکم سے اندر گئے تھے۔ اور وہاں جاکر کیا دیکھا تھا؟"

"سُنئے۔ میں عرض کرتا ہوں۔ صبح کے سات بجے کا عمل تھا، کہ کسی نے میرے کمرہ کے دروازے پر دستک دی۔ میں اس وقت پڑا سوتا تھا۔ مگر آواز سُن کر فوراً اُٹھ گیا۔ اور اس کے بعد اندر ہی سے پوچھا: "کون ہے؟" جواب سے معلوم ہوا کہ بیگم صاحبہ کی کنیز میری رچرڈس ہے۔ اس موقعہ پر جو کچھ اس نے کہا۔ اس کے صحیح الفاظ تو مجھ کو یاد نہیں۔ بہرحال ان کا ماحصل یہ تھا کہ بیگم صاحبہ نے حکم دیا ہے کہ مالک کے کمرہ میں جاکر دیکھو، وہ کس لئے اب تک چائے پینے نہیں آئے؟ اس پر میں نے پوچھا کہ کیوں نہ تم نے یہ فرض نیلسن کے سپرد کیا۔ جو سرکار کا اپنا خادمِ خاص تھا۔ جواب میں وہ بولی کہ میں گئی تھی۔ مگر اس کو جگا نہ سکی۔ چونکہ میں نیلسن کی گراں خوابی سے واقف تھا۔ اس لئے مجھے اس بیان پر کسی طرح کی حیرت نہ ہوئی اور میں نے اس کو آواز دی کہ ٹھہرو۔ میں ایک منٹ میں کپڑے پہن کر آتا ہوں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد جب باہر نکلا، تو وہ حالتِ اضطراب میں دروازہ کے ایک جانب کھڑی تھی۔ اکٹھے ہم مطالعہ کے کمرہ کی طرف گئے۔ اور اس کا دروازہ کئی بار کھٹکھٹایا مگر کوئی جواب نہ ملا۔ اس پر میں نے میری سے بیان کیا، کہ میرے خیال میں سرکار ادھر سے فارغ ہوکر سیدھے اپنے کمرہ میں جاکر سو گئے ہیں۔ چونکہ رات بھر کے جگے ہوئے تھے اس لئے یہ خیال قدرتی معلوم ہوا۔ لہٰذا اس کو وہیں چھوڑ کر میں ان کے کمرہ کی طرف گیا۔ لیکن معلوم ہوا کہ کمرہ بالکل خالی ہے۔ اور بستر بھی جوں کا توں بچھا ہوا رکھا ہے۔ اس پر میں کچھ گھبرا سا گیا۔ اور میری کے پاس جاکر کہا کہ تم بیگم صاحبہ کے کمرہ میں جاؤ۔ اور سارا حال بیان کرو۔ اس کے بعد وہ جس طرح حکم دیں، کیا جائے۔ انہوں نے فوراً جواب بھیجا کہ ہز لارڈشپ خط لکھنے کو کہہ کر مطالعہ کے کمرہ میں گئے تھے۔ پس جس طرح بھی ممکن ہو اس کمرہ کو کھول کر دیکھنا چاہیئے۔ خواہ اس کے لئے دروازہ ہی کیوں نہ توڑنا پڑے۔ یہ حکم پاکر میں نے میری کو دوسرے نوکر ٹامس کے پاس بھیجا۔ اور بعد ازاں ہم تینوں نے مل کر دروازہ توڑ ڈالا!"

اتنا کہہ کر گواہ ولیم راجرس دم لینے کے لئے رُک گیا۔ اور جب اس کے بعد اس نے سلسلہ بیان شروع کیا، تو اس کی آواز مدھم اور خوف آمیز تھی۔ کہنے لگا۔

"کمرہ کے اندر گھُپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ دن کی روشنی کی صرف ایک شعاع کھڑکی کے اس مقام سے جہاں پردہ کسی قدر ہٹا ہوا تھا۔ اندر آ کر سرکار کے چہرہ پر پڑتی تھی۔ اور اس وقت میں نے دیکھا... لیکن صاحبو! ایک لحظہ کے لئے معافی دو۔ بات یہ ہے وہ اس قدر بھیانک نظارہ تھا....!"

سسکی سے ملتی ہوئی آواز اس کے منہ سے نکلی۔ اور اس کا بدن نمایاں طور پر کانپ اُٹھا۔ حاضرین میں ہمدردانہ الفاظ کی مدّھی بڑبڑاہٹ پیدا ہوئی۔ اور اس مہلت سے فائدہ اُٹھا کر گواہ نے اپنی پیشانی کا چپچپا پسینہ پونچھا۔ اس کے بعد مشکل سے ضبط کر کے تھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگا۔

"اس عارضی وقفہ کی رعایت کے لئے میں آپ لوگوں کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بات یہ ہے۔ وہ نظارہ جو اس وقت میں نے دیکھا۔ اگر آپ میں سے کسی نے دیکھا ہوتا۔ تو آپ بھی میرے خیالات کو اچھی طرح سمجھ سکتے۔ تاہم میں اس کی تفصیل بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ سرکار کا بدن کرسی پر ایک طرف کو جھکا ہوا تھا۔ مگر اُن کا سر پیچھے کو ہٹ کر ایک پہلو کی جانب نیچے کو لٹکا ہوا نظر آتا تھا۔ ایک بہت گہرا گھاؤ ان کی گردن میں ٹھوڑی کے نیچے موجود تھا۔ اور گاڑھے خون کے قطرہ قطرہ گرنے کی آہنگ دار ٹپ ٹپ کمرہ کے سکوتِ عظیم کو قطع کرتی سنائی دیتی تھی۔ اس کے باوجود پہلی نظر میں وہ مجھ کو مُردہ معلوم نہ ہوئے۔ کیونکہ ان کی آنکھیں کھُلی اور سامنے کی طرف گھورتی تھیں۔ میری بی نے اسی وقت دیوانوں کی طرح چیخیں مارنا شروع کر دیا۔ اور ٹامس اس طرح زور زور سے کانپنے لگا کہ نہ وہ ہِل اور نہ کوئی کام کر سکتا تھا۔ میری اپنی حالت بھی اس نظارہ کو دیکھ کر نہایت خراب ہو گئی تھی۔ تاہم میں نے پاس جا کر سرکار

کے ہاتھ کو چھوا۔ اور اس وقت معلوم ہوا کہ وہ یخ کی طرح سرد ہے۔ اس کے ساتھ ہی مجھے ان کے رخسارہ پر تین اس طرح کے نشان جو انگلیوں کے داغ سے ملتے تھے نظر آئے۔ میرے لئے اس بات کا اندازہ کرنا بہت مشکل نہ تھا کہ سرکار کو فوت ہوئے کچھ عرصہ گذر چکا ہے۔ اس کے باوجود میں نے ٹامس کو دوڑایا کہ جا کر ایک سپاہی اور ڈاکٹر کو بلا لاؤ۔ اس کے جانے کے بعد میں دروازہ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ آخر کار جب وہ ایک سارجنٹ اور ڈاکٹر ہنٹن کو لے کر آ گیا، تو ان لوگوں نے دروازہ مقفل کر دیا۔۔۔۔ بس یہی حالات تھے۔ جو میں نے عرض کر دئے "

اس نے اشارہ اطمینان کے ساتھ اپنا بیان ختم کیا۔ انگلستان کے درجہ اوسط کے مرد نوکروں کی طرح وہ بھی ایک رسمی خیالات کا سرد مہر آدمی تھا۔ جسے اپنے مالک سے کوئی خاص محبت نہ تھی۔ تاہم اس سانحہ کی یاد اس کے لئے کسی خواب دہشت انگیز سے کم نہ تھی۔ اور اس طرح بیان کرتے ہوئے وہ بڑی مشکل سے اپنا اضطراب دبا سکا۔ کارونر نے سوالات دریافت کرنے سے پہلے اس کو دم لینے کی مہلت دی۔ اور اس دوران میں خود بعض یادداشتیں قلمبند کرنے میں مشغول رہا۔ اس سے فارغ ہو کر اس نے کہا۔

" تم جس وقت کمرہ کے اندر گئے ہو۔ تو کسی طرح کی بے ترتیبی کے آثار تو موجود نہ تھے؟۔۔۔ یعنی ایسے جن سے کسی جد و جہد کا پتہ چلتا ہو "

"جی بے شک، تھے۔ وہ پردہ جو پچھواڑے کو گلی کی طرف جانے والے نجی دروازہ پر لٹکا ہوا رہتا ہے۔ آدھا پھٹا ہوا تھا۔ اور ایک چھوٹی سی میز جو سرکار اپنے پہلو میں رکھا کرتے تھے۔ اور جس پر حوالہ کی کتابیں پڑی رہا کرتی تھیں، زمین پر گری ہوئی تھی۔"

" بس یا اس کے علاوہ کچھ اور بھی؟"

" جی نہیں۔ جہاں تک یاد ہے۔ اس کے سوا اور کوئی خاص چیز ایسی نہ تھی، جو

قابلِ ذکر ہو۔ بعد ازاں محکمہ پولیس کے آدمیوں نے آتے ہی کمرہ کا دروازہ بند اور مقفل کر دیا تھا ؎

اس کے بعد جیسا دستور ہے۔ اراکینِ جیوری میں سے بعض نے جو طبعًا مستفسر واقع ہوئے تھے۔ چند بے تعلق سوالات اور پوچھے۔ جن میں سے بعض کو صاحب کارونر نے ظاہری بے صبری کے ساتھ سُنا۔ اس کے بعد پہلے گواہ کا بیان ختم ہوا۔

ہر چند دیرینہ تربیت کی وجہ سے وہ ضبطِ عظیم کا عادی تھا۔ تاہم اس تکلیف دِہ بیان کے خاتمہ پر وہ بھی اپنے چہرہ کے آثارِ اطمینان کو پوشیدہ نہ رکھ سکا۔

۲

اگلا بیان میری رچرڈس خادمہ کا تھا۔ مگر اس کی شہادت زیادہ تر تائیدی تھی جس کا بیشتر حصہ ولیم راجرس کے بیان سے ملتا تھا۔ اور چونکہ اس سے کسی طرح سوالات بھی پوچھے نہ گئے تھے۔ اس لیے وہ جلدی ہی ختم ہو گیا۔

بعد ازاں کونٹس آف السسٹن کو طلب کیا گیا۔ اور وہ تھوڑی تاخیر کے بعد حاضر ہوئی۔

جن لوگوں کو اس سے پیشتر بیگم کی صورت دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ انہیں اس کی موجودہ حالت دیکھ کر بھاری صدمہ ہوا۔ سر سے پاؤں تک سیاہ ماتمی لباس میں ملبوس، وہ اپنے سر پر بیواؤں کی ٹوپی اوڑھے ہوئے تھی۔ جس کے نیچے اس کے زرفام ملائم بال بالکل پوشیدہ تھے۔ اس کے خط و خال جو ایک ہفتہ پیشتر نازک اور دلفریب تھے۔ چند روزہ وقفہ میں اس درزن کی مانند جسے راتوں کو بھاری مشقت کرنی پڑتی ہو، نمایاں اور تیکھے بن گئے تھے۔ اور چہرے کی پیلاہٹ ان گہرے سیاہ حلقوں کی موجودگی سے جو اس کے ہونٹوں کے گرد اور آنکھوں کے تحت میں موجود تھے۔ نمایاں نظر آتی تھی۔ اس کی حالت اس عورت کی طرح تھی، جو قبل از وقت بوڑھی ہو گئی ہو۔ یعنی کسی بھاری صدمہ کے

اثر نے ایک رات رات کے عرصہ میں اس کی صورت میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہو۔ چنانچہ یہی وجہ تھی، کہ وہ جس وقت کارونر کے روبرو بیان دینے کے لئے حاضر ہوئی۔ تو حاضرین میں ایک سے زیادہ شخصوں کے منہ سے گہری ہمدردی کی صدائیں بلند ہوئیں۔ فقط اس کی قامت اور انداز، یہ دو چیزیں تو اس کے اگلے جثہ کی یادگار باقی تھیں، مگر ان کے سوا ہر ایک چیز بدلی ہوئی نظر آتی تھی۔ لارڈ کلینیون نے اس کو آگے آتا دیکھ کر اپنے بازو کا سہارا دیا۔ اور اسی حالت میں وہ بار غم سے ایک ایک قدم چلتی بیٹے کے سہارے سے جھکی ہوئی اس وقار عظیم کی حالت میں، جو اگر ممکن سمجھا جا سکے، اس سانحہ کے بعد اور زیادہ بڑھ گیا تھا۔ میز کے پاس پہنچی اور عظمت شاہانہ سے آہستگی کے ساتھ اس آرام کرسی پر بیٹھ گئی۔ جو اس کے لئے خاص طور پر مہیا کر دی گئی تھی۔ اور اس جگہ بیٹھ کر اس نے سر کے ہلکے خم سے کارونر کے سلام کا جواب دیا۔

آغرالذکر نے فوراً ہی اس کا بیان قلمبند کرنا شروع کر دیا۔ اس کی آمد کا شکریہ ادا کرنے اور اس کی ضرورت پر اظہار افسوس کے بعد اس نے پوچھا۔

"کیا آپ کو پچھلے منگل کی رات کا کوئی ایسا واقعہ یاد ہے جو اس ہیبت ناک جرم یا اس مجرم پر جو اس کا مرتکب ہوا تھا، روشنی ڈال سکے؟"

"افسوس نہیں،" اس نے دبی ہوئی لیکن صاف آواز میں جواب دیا۔ "تاہم جو کچھ مجھ کو معلوم ہے، بیان کرتی ہوں۔ جلسہ دعوت کی رات کو ہم جب مہمانوں کا خیر مقدم کر رہے تھے۔ ایک بند خط میرے شوہر کو لا کر دیا گیا۔ میں نہیں جانتی، وہ کس کا بھیجا ہوا اور کس مضمون کا تھا۔ بہر حال اتنا میں کہہ سکتی ہوں کہ اس کو پڑھ کر انہیں کچھ بے چینی سی ہو گئی ....."

"معاف کیجئے۔ قطع کلام کرتا ہوں" کارونر نے کہا "مگر آپ کو یاد ہو گا۔ وہ خط کس نے لارڈ السسٹن کو لا کر دیا تھا؟"

"نیلسن نے۔"

الاکین جیوری نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ کارونر نے اپنے کاغذات میں اس کے متعلق یادداشت لکھی۔ اور اس کے بعد بیگم صاحبہ کو بیان جاری رکھنے کے لئے کہا۔

"میرے شوہر نے خط کا مضمون پڑھ کر بیان کیا کہ ایک اشد ضروری معاملہ ... میرا خیال تھا کوئی سرکاری معاملہ ... ان کی فوری توجہ چاہتا ہے۔ اور اس کے لئے وہ تھوڑی سی دیر کو اپنے کمرے میں جانے پر مجبور ہوں گے۔ میں اس کے بعد کمرۂ رقص میں چلی گئی۔ اور وہ اپنے مطالعہ کے کمرے میں۔ قریباً دو گھنٹے بعد شاید ایک کا عمل تھا، کہ وہ واپس آئے۔ اور اس کے بعد میں نے اچھی طرح دیکھا کہ خورم و مسرور بلکہ خلاف معمول چہکتے ہوئے تھے۔ کم از کم رنج و افسردگی کی کوئی علامت ان کے چہرہ سے ظاہر نہ ہوتی تھی۔ اور نہ میرے خیال میں ان کا دل رنجیدہ تھا۔ آخر کار جب سارے مہمان رخصت ہو گئے تو وہ پھر ایک بار یہ کہہ کر اپنے مطالعہ کے کمرہ میں چلے گئے، کہ ایک اشد ضروری خط لکھنا ہے۔ اس سے فارغ ہو کر میں جلدی ہی چائے پینے تمہارے پاس آجاؤں گا۔ میں نے تھوڑی دیر انتظار کیا۔ لیکن جب وہ نہ آئے تو میں نے اپنی ڈریسنگ گون پہنی۔ اور خادمہ کو جو تھکی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ رخصت کر دیا۔ میرا خیال ہے کہ اس کے بعد آتش دان کے پاس بیٹھے بیٹھے میری بھی آنکھ لگ گئی ہوگی۔ کیونکہ پھر جب میں نے دیکھا، تو دن نکلا ہوا تھا۔ اس وقت معلوم ہوا، کہ چائے کا سامان جوں کا توں رکھا ہے اور وہ اب تک نہیں آئے۔ چونکہ وہ ہمیشہ وعدہ کے پابند رہا کرتے تھے، اس لئے مجھے اس تاخیر سے دہشت ہوئی۔ چنانچہ اسی وقت میری کو گھنٹی بجا کر طلب کیا، اور اس کو نیلسن کے کمرہ میں جا کر اسے بیدار کرنے اور ان کے پاس بھجوانے کا حکم دیا۔ وہ واپس آ کر کہنے لگی کہ میں نے نیلسن کو کئی آوازیں دیں۔ مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ اس پر میں نے اس کو

فٹ مین ولیم کی تلاش میں بھیجا - اس کے بعد وہ جلدی ہی پیغام لے کر آ گئی - کہ ان کے مطالعہ کا کمرہ بند ہے - اور کئی بار کھٹکھٹانے پر انہوں نے اندر سے کوئی جواب نہیں دیا - میری دہشت بڑھی - اور میں نے اسے دروازہ تڑوانے کا حکم دے کر واپس بھیجا - بعد ازاں میں نے دروازہ کے بند در کھولے جانے اور ہنگامہ کی آوازیں سنیں - اور پھر جلدی ہی .... ان لوگوں کی واپسی پر سارا حال معلوم ہو گیا "

بیگم کی داستان ختم ہونے کے بعد ہر شخص کو گونہ اطمینان کا احساس ہوا - اس دوران میں اس کی آوازیں ایک مرتبہ بھی لغزش پیدا نہ ہوئی تھی - نہ اس کی آنکھیں پرنم ہوئیں - نہ وہ گھبرائی - نہ بد حواس ہوئی - واقعہ میں اگر وہ اس ہیبت انگیز داستان کو بیان کرتے ہوئے رونے یا پرجوش علامات ظاہر کرنے لگتی تو یہ ایک نہایت معمولی بات ہوتی - کم از کم اس کو تعجب میں داخل نہ سمجھا جاتا - لیکن ایسا نہیں ہوا - صاحب کارونر کو احساس اضطراب ہونے لگا تھا - کہ مبادا یہ سطحی اور ظاہری سکون دیرپا ثابت نہ ہو - تاہم بعض سوالات دریافت کرنا ضروری تھا - اور ان کو مجبوراً ایسا کرنا پڑا -

" آپ نے بیان کیا تھا کہ وہ رقعہ جسے پانے کے بعد لارڈ السٹن پہلی مرتبہ رخصت ہوئے نیلسن کی معرفت آیا تھا - کیا اس وقت کے بعد آپ نے پھر کسی موقعہ پر نیلسن کو دیکھا ؟ "

" نہیں "

" کب سے یہ آدمی نیلسن آپ کے ہاں ملازم تھا ؟ "

" قریباً بیس سال سے "

" اور اس سے لارڈ السٹن کے تعلقات کیا ہمیشہ اچھے رہا کرتے تھے ؟ "

" جہاں تک میری معلومات کام دے سکتی ہیں - ہاں "

"کوئی ایسا واقعہ آپ کو یاد نہیں۔ جس سے نیلسن کے دل میں اپنے مالک کے خلاف بغض و کینہ پیدا ہو سکتا ؟"

"کوئی نہیں۔"

"اور کیا یہ شخص نیلسن کفایت شعار تھا؟ یعنی کیا وہ روپیہ جمع کرنے کا شوق رکھتا تھا؟"

"میرے خیال میں رکھتا تھا۔"

"غالباً اس بارہ میں تو کوئی حال آپ کو معلوم نہ ہوگا کہ واردات کی رات کو نقدی کی کوئی بڑی رقم آپ کے شوہر کے پاس یا ان کی میز کے خانہ میں رکھی ہوئی تھی یا نہ تھی؟"

لیڈی السٹن نے پہلی مرتبہ ذرا سی حرکت کی۔ اس کے بعد آنکھیں نیچی کر کے پُرخیال انداز سے کہنے لگی۔

"ہاں تھی۔ دراصل اس روز میں نے ان سے کہا تھا، کہ عملہ کے ایک حصّہ کی تنخواہ واجب الادا ہے جس کے جواب میں انہوں نے بیان کیا کہ میں دن کے وقت بنک جا کر کچھ روپیہ نکلوا لایا تھا۔ یہ اس دن کی سہ پہر کا واقعہ ہے۔"

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ اندازاً کتنی رقم تھی؟"

"میرے خیال میں پانچ اور چھ سو پونڈ کے درمیان ہوگی۔"

"لارڈ السٹن کے بنک کا نام آپ کو یاد ہے؟"

"ہاں۔ وہ گنش بنک سے لین دین کرتے تھے۔"

صاحب کارونر اور اراکین جیوری میں سے بعض نے اس بارہ میں بھی یادداشت قلمبند کر لی۔ جس کے بعد لیڈی السٹن کا بیان ختم ہوا۔ اور وہ سابق کی طرح اپنے بیٹے کے بازو کا سہارا لے کر رخصت ہو گئیں۔

۳

ڈیوڑھی میں پہنچ کر لارڈ کلینیون ماں کی طرف مُڑا۔ اور کہنے لگا۔

"جب آپ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ نیلسن ہرگز ہرگز اس جُرم کا مرتکب نہ ہو سکتا تھا تو پھر کیوں نہ آپ نے صاف صاف ایسا کہہ دیا؟"

"اس لئے کہ ان لوگوں نے محض واقعات پوچھے تھے۔ ان کے متعلق میری رائے دریافت نہ کی تھی؟"

نوجوان کے خوشنما بھولے آثار رکھنے والے چہرہ پر تاریکی چھا گئی۔ ایک تیز تشنجی حرکت سے ماں کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اس نے اس سے چار آنکھیں کیں۔ ایک عجیب طرح کی بے چینی اب اس پر طاری تھی۔ اپنے جی میں وہ سوچتا تھا کہ کیوں وہ.... اس کی اپنی ماں اس کے سوالات کے مبہم جواب دیتی ہے؟ کیوں اس کے انداز رکاوٹ کا پہلو لئے ہوئے ہیں کون سا راز ہے۔ جس کو وہ اس سے چھپانے کی کوشش کر رہی ہے؟"

دہشت کے انداز سے ایک گھومتی ہوئی نظر چاروں طرف ڈال کر یہ معلوم کرنے کے بعد کہ اور کوئی آدمی آس پاس موجود نہیں۔ اس نے دبے ہوئے مضطربانہ لہجہ میں کہا۔

"ماں! اس معاملہ کی نسبت ضرور کچھ اور حالات آپ کو معلوم ہیں۔ کیا ایسا نہیں ہے؟... تو پھر کیوں آپ ان کو چھپاتی ہیں؟ کیوں آپ مجھ کو محرم راز بنانے سے ہچکچاتی ہیں؟"

لیڈی السسٹن کے ہونٹ حرکت کرتے معلوم ہوئے۔ مگر کوئی جواب اس کے مُنہ سے نہ نکلا۔ بیٹے نے اس کے چہرہ کی طرف دیکھا اور سمجھ گیا کہ یہ آثار کس چیز کے ہیں۔ ایک بازو اس کی کمر کے گرد ڈال کر اس نے اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑا۔ رفتہ رفتہ چہرہ کی زردی لاش کی سپیدی میں تبدیل ہوئی۔ ہونٹ نیلے پڑ گئے۔ اور سانس رُک رُک کر آنے لگا۔

اس کے ساتھ ہی وہ بیٹے کی آغوش میں بے ہوش ہو کر گر گئی!

باب-۵

قاتل کون تھا؟

۱

اگلے گواہ ڈاکٹر کی شہادت مختصر اور پُرمعنی تھی۔ نرخرہ کے صاف کٹا ہوا ہونے کی بنا پر اس نے آلہ ہلاکت کے بارہ میں جو رائے قائم کی یہ تھی کہ وہ کوئی بڑا ہی تیز چاقو اور بہت ہی مضبوط بازو تھا جس نے اس طرح کا واضح نمایاں اور بھیانک زخم پیدا کیا۔ رخسارہ کے نشانوں کے بارہ میں اس نے کہا کہ قاتل جس وقت اس فعل شنیع کا مرتکب ہو رہا تھا، تو اس نے ارل کو اس مقام کے پاس بزور پکڑا ہوگا۔

صرف تین سوال کارونر نے اس سے پوچھے۔

"کیا کوئی شخص اس طرح کا زخم اپنے آپ پیدا کر سکتا ہے؟"

"بڑا ہی مشکل ہے۔" ڈاکٹر نے جواب دیا "تاوقتیکہ اگر دائیں کھڑا ہوتا تو پھر میں آپ کے سوال کا جواب فیصلہ کن نفی میں دے سکتا۔"

"جس وقت آپ نے آکر لاش کا معائنہ کیا۔ تو وہ سرد تھی۔ بہرحال یہ بتائیے۔ کہ آپ کی رائے میں اس وقت ارل کو مرے ہوئے اندازاً کتنی دیر ہوئی ہوگی؟"

"میں نے اس سوال کو پیش نظر رکھ کر لاش کا اچھی طرح معائنہ کیا تھا۔ میرے خیال میں ان کو ہلاک ہوئے بہت سے بہت دو گھنٹے ہوئے ہوں گے۔"

"آپ نے ارل کی حالت یا اسباب کی بے ترتیبی یا کسی اور کیفیت سے یہ بھی معلوم کیا کہ کیا واردات کے وقت مقتول کی طرف سے کسی طرح کی جدوجہد ہوئی تھی؟"

"میرے خیال میں بالکل نہیں۔ قاتل غالباً چپ چاپ دبے پاؤں پشت کی طرف

سے آیا۔ اور جھک کر ایک ہاتھ ارل کے منہ پر رکھ دیا جس سے انگلیوں کے وہ نشانات پیدا ہوئے جن کا ذکر پہلے آیا ہے۔ بعد ازاں اس نے ان کا سر پیچھے کھینچ کر گردن پر چاقو پھیر دیا!"

جس رسمی انداز سے ڈاکٹر نے یہ کیفیت بیان کی، اور جس طرح اپنے ہاتھ کا ایک پہلو اپنی گردن پر پھیرنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس کیفیت کو واضح کیا۔ اس کو سن کر اور دیکھ کر دہشت کی ہلکی تھرتھری حاضرین کے جسموں میں پھر گئی۔

اس کے بعد ڈاکٹر کا بیان ختم ہوا۔

۲

آخری کار آمد گواہ سکاٹ لینڈ یارڈ کا وینکسکو جیمز آرمسٹرانگ تھا، جو لارڈ کلینیوان کے آگے آگے کمرۂ عدالت میں داخل ہوا۔ آخر الذکر اندر آ کر اسی اگلے مقام پر بیٹھ گیا۔ اور افسر پولیس کے بیان کو گہری توجہ کے ساتھ سننے لگا۔

ہر چند لارڈ کلینیون کو معلوم تھا کہ ارل آف لسمسٹن کے قاتل کا سراغ زیادہ تر اسی آدمی کی محنت اور قابلیت سے مل سکتا ہے تاہم شروع میں اس کی صورت دیکھ کر جو اندازہ اس نے اس کی قابلیتوں کے بارہ میں قائم کیا بہت اچھا نہ تھا۔ مگر اس کے بعد اس کے مختصر، مربوط اور محتاط بیان کو سن کر جلد ہی اس کو اس بارہ میں اپنی رائے تبدیل کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

"مسٹر آرمسٹرانگ!" کارونر نے پُر ہیبت انداز سے کہا "میں چاہتا ہوں آپ اس واقعہ کے متعلق اپنی معلومات کا ماحصل تفصیل کے ساتھ بیان کریں۔"

جاسوس نے مؤدبانہ سر کو خم کیا۔ اور اس کے بعد اپنے پیشہ کی رسمی سرد مہری سے کہنے لگا۔

"یوم مذکور کی صبح کو میں ڈیویز سٹریٹ کے سرے پر پولیس کانسٹبل چوہنگ کے

ساتھ باتیں کر رہا تھا، کہ ایک نوکر گرا سونیر سکویئر کی طرف سے دوڑا ہوا آیا۔ ہمارے پاس آکر اس نے بے جوڑ لفظوں میں کچھ کہنا شروع کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے مالک کے مکان پر قتل کی واردات ہو گئی ہے۔ اور وہ کانسٹیبل مذکور کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہی چل دیا۔ اور وہ ہم کو لارڈ اسسٹن کی لائبریری میں لے گیا۔ موصوف اس وقت تک اسی حالت میں جو پہلے گواہ نے بیان کی ہے۔ اپنی کرسی پر بیٹھے تھے ہمارے علاوہ صرف ڈاکٹر صاحب اور گواہ راجرس اس کمرہ میں موجود تھے۔ میں نے فوراً دروازہ بند اور مقفل کر دیا۔ تاکہ کوئی شخص کسی چیز کو نہ چھو سکے۔ اور اس کے بعد جس وقت ڈاکٹر صاحب لارڈ اسسٹن کی لاش کا معائنہ کر رہے تھے۔ میں نے کمرہ کی دیکھ بھال شروع کی۔ میری سب سے پہلی دریافت یہ تھی کہ اس کمرہ سے ایک چھوٹا سا چور دروازہ پچھلی طرف ایک تنگ گلی میں کھلتا ہے۔ جو اس وقت غیر مقفل تھا۔ اس کے علاوہ میں نے دیکھا، خون کے چند قطرے اس تنگ دروازہ اور اس کرسی کے درمیان پھیلے ہوئے تھے۔ جس پر لارڈ اسسٹن بیٹھے تھے۔ جس کا مطلب صریحاً یہ تھا کہ قاتل اپنے جرم کے بعد خون چکاں خنجر ہاتھ میں لئے اسی راہ سے باہر نکلا تھا۔ بعد ازاں دن کے وقت ایک دودھ والا وہ جیبی رومال اور چاقو لے کر سکاٹ لینڈ یارڈ کے دفتر میں آیا۔ جو اس کو اس تنگ گلی میں چند گز کے فاصلہ پر پڑا ہوا ملا تھا۔ یہ چیزیں اس وقت صاحب کارونر کے پاس موجود ہیں؛

جاسوس آرسٹن اتنا بیان دے کر ٹھہر گیا۔ اور اس وقفہ میں اشیائے مذکور پیش ہوئیں۔ اور ارکین جیوری کو باری باری دکھائی گئیں۔ رومال باریک ململ کا بنا ہوا اور بے نشان تھا۔ اور اس پہ جا بجا گاڑھے خون کے داغ لگے تھے۔ چاقو بجائے خود عجیب تھا یعنی اس کا پھل ہلالی شکل کا خمدار، سچے فولاد کا بنا ہوا۔ جس کے دونوں طرف استرے کی مانند تیز دھار تھی۔ دستہ کی ساخت بھی عجیب تھی۔ اور اس پر غیر ملکی صنعت کے نشان تھے۔

گواہ کا باقی بیان رسمی تھا۔ اور جو لوگ اس کے بعد پیش ہوئے۔ ان کے بیانات

بھی خالی از اہمیت ثابت ہوئے۔ بعدازاں مقامی دیکھ بھال کی غرض سے سب لوگ لائبریری میں گئے۔ مگر کوئی نئی دریافت اس جگہ بھی عمل میں نہ آسکی۔ تاہم اتنا معلوم ہو گیا کہ اگر قاتل جیسا کہ خیال تھا، واقعی چور دروازہ کی راہ سے اندر آیا۔ اور رخصت ہوا۔ تو اس کے لئے جرم کا ارتکاب بالکل سہل تھا۔ چور دروازہ سبز بانات کے ایک پردہ کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ اور چونکہ اس کے کناروں پر ربڑ کی تہ لگی تھی۔ اس لئے اس کے کھلنے اور بند ہونے سے کسی طرح کی آواز پیدا نہ ہوتی تھی۔ قالین بے حد دبیز اور مخمل کی طرح نرم تھا۔ اور دروازہ کا فاصلہ اس مقام سے جہاں لارڈ السیسٹن کی کرسی تھی بمشکل دس بارہ گز تھا۔

اس کے علاوہ دو باتیں اور بھی واضح ہوگئیں۔ جو یہ تھیں۔ ایک تو چور دروازہ کی کنجی باہر سوراخ میں پڑی ہوئی ملی تھی۔ دوسرے وہ بنک نوٹ جن کے بارہ میں لیڈی السیسٹن نے بیان کیا کہ اس رات ارل کے پاس موجود تھے۔ وہ عدم پتہ اور غائب تھے۔ نہ وہ مقتول کی جیبوں سے برآمد ہوئے۔ نہ کمرہ کے کسی حصہ میں جس کا مطلب واضح اور صاف تھا یعنی یہ کہ قاتل ان کو لے گیا۔

لیکن بڑا سوال یہ تھا کہ وہ شخص جس نے ارل آف السیسٹن کو ہلاک کیا اور وہ نوٹ جو اُن کے پاس تھے۔ چرا لئے' وہ کون تھا؟ حالات ایک ہی آدمی کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ نیلسن کے علاوہ اور کون ایسا کر سکتا تھا؟

۳

صاحب کاروینزا اور رار اکین جیوری پھر ایک بار کھانا کھانے کے کمرہ میں جا کر فتوے کے سوال پر غور کرنے لگے۔ لارڈ کلینیون نے چند منٹ حالتِ فکر میں دونوں ہاتھ پُشت پر جوڑ کر ڈیوڑھی کا گشت کیا۔ اس کے بعد اپنے نوکر برڈٹ کو تلاش کرنے شاگرد پیشے میں چلا گیا۔

"تم کو یاد ہے؟" اس نے اس سے پوچھا: "نیلسن کب سے ہمارے ہاں نوکر تھا؟ اور اس سے پہلے کہاں رہا کرتا تھا؟"

"سرکار! اس کو نوکر ہوئے سالہاسال گذر گئے۔ یہ میری یاد سے پہلے کا واقعہ ہے۔" برڈٹ نے جواب دیا: "بہر حال وہ بہت نیک، شریف اور ایماندار آدمی تھا جس کے برخلاف..... کم از کم ہم لوگوں کی رائے یہ ہے کہ کوئی شبہہ نہیں ہو سکتا۔"

"میری اپنی رائے یہی ہے۔" لارڈ کلینیون نے تسلیم کیا: "میں اس آدمی کو بہت اچھا سمجھتا تھا۔ مگر یہ بھی تم کو معلوم نہیں کہ اس جگہ آنے سے پہلے وہ کہاں کام کرتا تھا؟"

برڈٹ نے صورتِ انکار سر ہلایا۔ اور اس کے بعد کہنے لگا۔

"عجیب بات یہ ہے کہ اس نے کبھی اس بارہ میں گفتگو بھی نہیں کی۔ دراصل وہ بہت چپکا آدمی تھا۔ باقی نوکروں سے اس کی بہت ہی کم گفتگو ہوتی تھی۔"

"میرے خیال میں اس کی تنخواہ معقول تھی؟"

"جی سرکار! اس کی تنخواہ ڈیڑھ سو پونڈ سالانہ تھی۔ اور خانساماں گرووز کا بیان ہے کہ اس کا خرچ پچاس سے کسی حال میں زیادہ نہ تھا۔ بڑا کفایت شعار آدمی تھا۔ گو اس کے ساتھ ہی اس کو بخیل نہیں کہا جا سکتا۔"

حیرت کے سمندر میں ڈوبا ہوا لارڈ کلینیون پھر اپنے کمرہ میں چلا گیا۔ مگر جیسے ہی وہ اس جگہ پہنچا۔ کھانا کھانے کے کمرہ کا دروازہ کھلا۔ اور اس گفتگو سے جو لوگوں میں ہو رہی تھی۔ معلوم ہوا کہ فلپ نیلسن کے برخلاف قتلِ عمد کا فتوےٰ صادر کر دیا جا چکا ہے۔

باب - ۶
تصویرِ حُسن
۱

ایک نہایت خوبصورت جوان عورت آئینہ کے روبرو کھڑی اپنے خوشنما چہرہ کو بگاڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔ فعل اس میں شک نہیں احمقانہ تھا۔ کیونکہ صورت بگاڑنے کی اس کوشش کا نتیجہ جلدی یا دیر میں چہرہ کی جھریوں اور لکیروں کی صورت میں نمودار ہونا یقینی تھا۔ تاہم وہ جو ضرب المثل مشہور ہے کہ عورت، بچہ اور آئینہ کے سامنے کوئی شخص آپے میں نہیں رہتا۔ اور ضرور دیوانہ ہو جاتا ہے۔ وہ بے معنی نہیں ہے۔

دفعتاً کچھ سوچ کر وہ پیچھے ہٹی۔ اور ایک آرام کرسی پر بیٹھ کر بے مدعا سامنے کی طرف دیکھنے لگی۔ اب اس کے خوشنما ہونٹوں پر دلربا خوشگوار تبسم تھا۔ جس کے ذریعہ سے شاید وہ اپنی سابقہ نادانی کا اثر زائل کرنا چاہتی تھی۔

ایک خوشنما مخملی بالوں کا چھوٹا سا کتا جو ایک جانب فرشی قالین پر پڑا سوتا تھا۔ انداز کسل سے اُٹھا اور اگلے پاؤں خاتون کی گود میں رکھ کر عنایت کی طلبگار آنکھوں سے اس کے چہرہ کی طرف دیکھتا ہوا دم ہلانے لگا۔ عورت نے بے خبری میں ایک دوبار اس کو پیار دیا۔ اور کتا اتنے ہی سے شہ پا کر اس قدر پھرتی کے ساتھ جس کی اجازت اسکے گٹھیلے، پست اعضا دے سکتے تھے۔ اچھل کے اس کی گود میں جا بیٹھا۔

عورت نے ملامت آمیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ گویا اس کی حد سے بڑھی ہوئی آزادی سے ناراض تھی۔ مگر کچھ اس طرح کی رحم انگیز نگاہ ان کے بھورے رنگ کی چھوٹی آنکھوں میں تھی۔ کہ اس نے متاثر ہو کر ارادہ بدل لیا۔ اور شاید اس خیال سے

کہ اگر کوئی دوسرا موجود نہ ہو تو ایک ننھا سا کتا بھی خاصا اچھا رفیق ہو سکتا ہے۔ وہ اس کو اپنے آپ سے لپٹاتے ہوئے اس کے سامنے ایک انگلی ہلا کر کہنے لگی۔

"نوری! کیا یہی اخلاق تو نے سیکھے ہیں؟ اتنا بھی تجھ کو معلوم نہیں کہ اس طرح کا فعل گستاخی میں سمجھا جاتا ہے۔ میں اگر تجھ کو بلاتی، پھر تجھے گود میں آنا چاہئے تھا۔" اس کے سر کو پیار دے کر "نہ بس۔ اب بیچارہ۔ اب جانے کی حاجت نہیں۔ تاہم آئندہ کے لئے.... آہ! نوری۔ نوری! کاش تو بھی اپنے منہ میں زبان رکھتا۔ کیونکہ پھر میں تجھی سے باتیں کر کے دل کا غم غلط کر سکتی۔ پھر میں اتنی اداس نہ ہوتی۔ کیونکہ یہ تنہائی.... یہ علیحدگی سخت تکلیف دہ ہے!" (ذرا ٹھہر کے) کاش! وہی پھر آ جاتا۔ کیوں نوری! تو نے دیکھا وہ کتنا شکیل اور خوبصورت تھا۔ اور کس بہادری سے اس نے اس صدمہ کو برداشت کیا.... بیچارہ! میں بہت چاہتی تھی، اس کے روبرو اپنے رنج والم اور ہمدردی کا اظہار کرتی۔ مگر نہ معلوم کس لئے؟ جونہی میں نے بولنے کی کوشش کی۔ آواز نوکِ زبان پر آ کے رہ گئی۔ میرا خیال ہے اس نے میرے اس فعل کو سخت معیوب سمجھا ہوگا۔ کیوں نوری! تیری کیا رائے ہے؟.... چپ! بالکل چپ!... کیا تو اشارہ سے بھی کچھ نہیں کہہ سکتا؛ خدا جانے اس وقت جب اس واقعہ کے یاد آنے سے پہلے اس نے میری طرف دیکھا۔ تو کیا خیالات اس کے دل میں پیدا ہوئے تھے۔ شاید وہ... اچھے خیالات تھے۔ یاد نہیں اس روز میری صورت کیسی تھی۔ اچھا ٹھہر۔ میں یاد کرتی ہوں۔ میں نے وہ نیلے رنگ کا فراک پہنا تھا۔ جو میڈم نے میرے لئے پیرس میں تیار کیا تھا۔"

اتنا کہہ کر وہ کسی گہری سوچ میں پڑ گئی۔ نوری جو شاید اس یک طرفہ گفتگو سے اکتا گیا تھا۔ اور زیادہ مسکرا کر ایک لمبی سانس کے بعد وہیں اس کی گود میں آرام کے ساتھ سو گیا۔ اور خراٹے لینے لگا۔ مگر یہ اس کی بے تکلفی کی ناقابلِ برداشت انتہا تھی اور اس کی سزا جلدی ہی اس کو مل گئی۔ اس کے خراٹوں کو اپنے خوابِ راحت میں مخل ہوتا دیکھ کر اس خاتون نے بدنصیب نوری کو زور سے جھٹکا دے کر فرشِ زمین پر گرا دیا۔ ایک

ثانیہ کے لئے اس کی چھوٹی چھوٹی ٹانگیں اور ذرا ذرا سے پنجے ہوا میں تشنجی حرکت کرتے دکھائی دیئے۔ اس کے بعد وہ اپنی معمولی سست حرکات کے برخلاف اس تیزیٔ عمل سے حیران و متعجب ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"وحشی! نا ہمدرد حیوان!" نازنین نے اپنے کپڑوں کو جھاڑتے ہوئے کہا۔

ٹوڑی کو اس سلوک سے ذہنی اور جسمانی دونوں طرح کی تکلیف ہوئی۔ اور اس نے غضبیل نظروں سے مالکن کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد اپنا وقار قائم رکھنے کی بے سود کوشش میں اطمینان کے ساتھ چلتا ایک طرف جاکر صوفے کے گدے پر پڑ گیا۔

پھر ایک بار وہ خاتون اپنے راحت انگیز خواب میں محو ہو گئی۔ شاید یہ اس کی ذکی الحس طبیعت کا نتیجہ تھا کہ وہ ایک نہ جانے ہوئے اجنبی کی چند لمحوں کی صحبت سے اتنی متاثر ہوئی، لیکن مقابلہ میں بعض عذرات بھی تھے۔ جو اس کے حق میں پیش لئے جا سکتے تھے۔ اس کی عمر ۱۸ برس کی تھی۔ اور وہ حال ہی میں فرانس کی ایک خانقاہ میں خلوت تنہائی کی زندگی بسر کرکے نکلی تھی۔ دنیاوی راحتیں نہ جانی ہوئی لذت کی طرح اس کے لئے بدرجہ انتہا باعثِ مسرت ثابت ہو رہی تھیں۔

لیکن خوابِ راحت دن کا ہو یا رات کا، پیش از وقت ختم ہو جاتا ہے۔ وہ ذہنی مسرتوں کے معراج بلند پر پہنچی ہوئی تھی۔ کہ دروازہ کھلا اور اس کا باپ داخل ہوا۔

۲

خاتون نے حیرت آمیز نظروں سے دیکھا۔

"ابا جی! آپ کپڑے پہن کر آ گئے! کیا پھر بیمار ہونے کی نیت ہے؟ آپ کو اپنی صحت کا خیال ہونا چاہیئے۔"

وہ اندر آکر ایک کرسی کی پشت پر ہاتھوں کا بوجھ ڈال کے کھڑا ہو گیا۔ چہرہ غایت درجہ زرد اور بیماروں کی طرح سُتا ہوا روشن اور تیز آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے اور اس

کی ناصاف ڈاڑھی اور الجھے ہوئے بال اس کے انداز وحشت میں اور اضافہ کرتے تھے۔ اس کے بعد جب وہ بولا تو اس کا سانس چھوٹے اور تیز جھٹکوں میں چلتا تھا۔ اور اس کی لمبی استخوانی انگلیاں کرسی کی پشت پر لگی ہوئی تشنجی حرکات کر رہی تھیں۔

"میں..... شاید بیمار تھا" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا "لیکن...."

"بے شک آپ بیمار تھے۔ اس میں شبہ کی کیا گنجائش ہے؟" نازنین نے اوپر کے ہونٹ کو ذرا سا خم دے کر کہا۔ اور اس کے بعد ایک دو بار ہاتھ مل کر "میں نہیں جانتی ڈاکٹر صاحب کو معلوم ہوگا تو کیا کہیں گے...."

وہ دوڑتی ہوئی پاس گئی۔ اور اس کو زبردستی کرسی پر بٹھا دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ بول سکتا اس نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا۔

"میری! آج کیا دن ہے؟" اس نے پوچھا۔

"جمعہ۔"

"آہ! جمعہ!" اس نے ایک ہاتھ پیشانی سے لگا کر سوچنا شروع کیا "جمعہ... ایک نوجوان میرے خیال میں اس جگہ آیا تھا" پھر مشتبہ انداز سے "اور اس کے بعد...؟"

"یہ پچھلے منگل کا واقعہ ہے" نازنین نے شرماتے ہوئے جواب دیا "تبھی سے آپ بیمار ہیں۔"

اس کے منہ سے کراہنے کی آواز نکلی۔ پھر کہنے لگا۔

"میرا خیال تھا۔ شاید یہ ایک خواب ہو... شاید یہ دوزخ کا ایک خواب ہو لیکن میری!" اس نے جلدی سے کہا "وہ اخبار مجھے لا دو... وہ اخبار... دیر نہ کرو...!"

"کون سا اخبار؟" خاتون نے حیرت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہی جو اس نے پڑھا تھا۔ اور جس میں قتل کا حال درج تھا۔ لاؤ۔ میں اس کو پڑھنا چاہتا ہوں۔ جلدی کرو۔"

اس نے کانپتی ہوئی انگلیوں سے وہ اخبار میری کے ہاتھ سے لے لیا۔ عورت نے وہ مقام جہاں قتل کا حال درج تھا۔ کھول کر پیش کیا۔ مگر اس نے لاپرواہی سے ورق الٹ دیا۔ اور تھوڑے سے تجسس کے بعد ایک اور حصّہ کو کھول کر پڑھنے لگا۔ وہ اشک آلود آنکھوں سے دیکھتی سہمی ہوئی اس کے پہلو میں کھڑی تھی۔ حیران کہ وہ کون سی خبر ہوگی جس نے اس کو اتنا متاثر کر دیا؟ اس کی نظروں کے سامنے وہ لرزہ براندام دہشت کی تصویر بنا ہوا بیٹھا تھا۔ اور اس کی پیشانی پر سرد پسینہ کے قطرے نمودار تھے۔ دفعتاً اس کا سر آگے کو جھک کر اس کے بازوؤں میں آ رہا۔ اور اس کا کمزور بدن لمبی علالت سے نیم مردہ سسکیوں کے جوش سے ہلنے لگا۔

"افسوس! افسوس!" اس نے کراہتے ہوئے کہا۔ "یہ خواب نہیں حقیقت ہے۔ ... میرے خدا!"

عورت اس کے پہلو میں زانو کے بل جھک گئی۔ اور اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ پھر اس کی پیشانی کو بوسہ دے کر اپنے خوشنما گداز بازو اس کی گردن کے گرد لپیٹ لیے۔ اور اظہار ہمدردی کے وہ سب طریقے استعمال کیے۔ عورت ہی جن کو اختراع کر سکتی ہے۔ مگر ... لاحاصل۔ نہ اس کی حرکات نہ اس کے الفاظ اس پر کوئی اثر پیدا کر سکے۔

تاہم وہ صابر تھی۔ استقلال کے ساتھ وہ قریباً ایک گھنٹہ اس کو تسلی دینے کی بے سود کوشش کرتی اس کے پاس بیٹھی رہی۔ اس کے بعد جب اس نے باپ کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ تو اس کی سپید رنگت اور کھچی ہوئی حیرانی حالت کو دیکھ کر کانپ اٹھی۔

"ابا جی! ..." اس نے رکتے ہوئے کہا۔ "کیا کوئی ہیبت ناک واقعہ پیش آیا ہے؟"

"ہاں! بڑا ہیبت ناک!" اس نے بولی مری ہوئی آواز سے جواب دیا۔

قریباً پانچ منٹ سکوت رہا۔ اس کے بعد وہ آہستگی سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور بولا۔

"میں باہر جانا چاہتا ہوں"

"باہر؟ اس حال میں؟ پیارے ابا! کیا آپ بھول گئے کہ ڈاکٹر صاحب کل رات آپ سے کہہ رہے تھے۔ ابھی ایک ہفتہ آپ کو بستر سے نہ ہلنا چاہیے۔"

"یہ صحیح ہے" اس نے جواب دیا۔ "تاہم میں مجبور ہوں۔ میرے لئے اگر زندگی اور موت کا سوال بھی درپیش ہو تو باہر جانے کے لئے مجبور ہوں۔ میری! جا کے میرا کوٹ اور ہیٹ لا دے۔ اور ایک موٹر طلب کر۔ میری ٹانگیں بہت کمزور ہیں۔ چل نہیں سکتا۔"

اس نے اس کو سمجھانے کی ایک آخری مگر بے سود کوشش اور کی۔ لیکن اس کے سر کی بے تابانہ حرکت اس کا واحد انکاری جواب تھی۔

"کم از کم" اس نے رفع استعجاب کی نسوانی کمزوری کے بس ہو کر منت آمیز لہجہ میں کہا۔ "یہ بتایئے وہ واقعہ کیا ہے؟ اگر وہ آپ کے لئے بھیانک ہے تو کیا میرے لئے نہیں ہوگا؟ کیا میں آپ کی بیٹی نہیں ہوں؟"

"اس کا حال... بعد ازاں تم کو معلوم ہو جائے گا۔" مرد نے جواب دیا۔ "لیکن فی الحال نہیں، فی الحال مجھے اس کی فرصت بھی نہیں۔ کیا کوئی موٹر لینے گیا؟"

"ہاں۔ میں نے آدمی کو بھیجا ہے۔ اور وہ عنقریب آجائے گا۔ لیکن... ابا جی! مجھے اپنے ساتھ ہی لے چلئے۔ آپ اس قابل نہیں ہیں کہ تنہا کہیں جائیں۔"

"تم... میرے ساتھ!" اس نے ہیبت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کانپ کر کہا۔

اس کے بعد موٹر کے دروازہ کے باہر ٹھہرنے کی آواز سنائی دی۔

"میری! مجھے اپنے بازو کا سہارا دے۔ میرے سر میں چکر آتے ہیں۔"

وہ اس کو ساتھ لے کر زینہ سے اُترنے لگی۔ ہر چوتھی سیڑھی پر پہنچ کر وہ دم لینے کے لئے رُک جاتا۔ اور اس طرح کے موقعوں پر ایسا معلوم ہوتا، گویا اس کا دم گھٹنے لگا ہے۔ بڑی مشکل سے وہ اس کو سہارا دے کر دروازہ تک لے جانے میں کامیاب ہوئی۔

۳

موٹر میں بیٹھ کر ایک دو لمحوں تک وہ دم لینے کی کوشش میں ضعف جانی سے پشتی گدوں پر مجبکا رہا۔ میری ننگے سر اس کا ہاتھ پکڑے کھڑکی کے باہر کھڑی تھی۔ آخرکار اس نے سنبھل کر بے خبری سے اس کو اندر چلے جانے کا اشارہ کیا۔

"جا میری! اس طرح ننگے سر کھڑے رہنا ٹھیک نہیں۔ جا، میں اب اچھا ہوں، میری فکر نہ کر!"

وہ اس کی مردہ صورت کو اشک آلود آنکھوں سے دیکھتی، جگر تھامے، مجبوراً اندر چلی گئی۔ ڈرائیور اس دوران میں بیتاب ہونے لگا تھا۔ کھڑکی کی طرف مڑ کر کہنے لگا۔

"فرمایئے۔ کس جگہ؟"

ایم ڈا فورجٹ نے جواب دینے سے پہلے ہاتھ میں پکڑے ہوئے اخبار کا وہ مقام جو کھلا تھا، دیکھا۔ پھر رُکتی ہوئی آواز سے جواب دیا۔

"رائونگ سن کا شراب خانہ۔ براؤن سٹریٹ متصل گرین روڈ... لیکن جلدی چلو۔"

باب ۔ ۷

بیکس کی لاش

۱

قریباً اس وقت جب کاروبز کی جیوری گراسوینر سکوئر میں ایلی آف الرسٹن

کی موت کے بارہ میں تحقیقات کرنے میں مشغول تھی۔ اسی طرح کچھ اور کارروائی ایک ہستی گمنام کے بارہ میں لندن کے ایک اور حصہ میں عمل میں آ رہی تھی۔ محل وقوع مائونگ سن کا شراب خانہ۔ براؤن سٹریٹ بتھنل گرین روڈ تھا۔ اور تحقیقات اس عورت میری وارڈ کے بارہ میں تھی۔ جو ارل آف السسٹن کی ہلاکت کی یادگار رات کو ایک کرایہ کے مکان میں مقتول پائی گئی تھی۔

ظاہر ہے کہ ایک امیر ابن امیر رئیس السلطنت نامی مدبر اور اپنے عہد کے مرد فاضل و مشہور کا پُراسرار قتل ایک اس طرح کا سانحہ عظیم ہے۔ جیسے کسی گمنام عورت کے اپنی اندھیری کوٹھڑی میں مقتول پائے جانے کے واقعہ سے بہت زیادہ قابل اہمیت اور سنسنی پیدا کرنے والا سمجھا جا سکتا ہے۔ تاہم اس حقیقت کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا کہ مقامی واقعات مقامی خصوصیات رکھتے ہیں۔ اس لئے اگر ان نواحات کے لوگ جہاں بدنصیب میری وارڈ رہتی تھی، اس کے واقعہ ہلاکت کو سب سے زیادہ پُر اہمیت تصور کرتے تھے۔ تو یہ امر چنداں باعث حیرت نہیں ہو سکتا۔

اس کے علاوہ بعض پہلو اس واردات کے ایسے بھی تھے۔ جو اس میں مخصوص دلچسپی پیدا کرتے تھے۔ مثلاً گو وہ ان اطراف میں نو وارد تھی، تاہم جن شخصوں سے اس کا میل ہوا یا جن کو اس سے گفتگو کا موقعہ ملا۔ وہ سب اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ وہ ان کے اپنے طبقہ سے باہر کسی اونچے درجہ سے تعلق رکھتی تھی۔ نہ اس میں ان کے عیب تھے۔ نہ ان کی عادات نہ ان کی کمزوریاں، افواہیں اور پُراسرار روایتیں اس کے بارہ میں کئی ایک مشہور تھیں اور سب مختلف اور متضاد، تاہم ایک بات پر ان سب کا اتفاق تھا، یعنی یہ کہ عورت اس طبقہ سے نہیں تھی، جس میں حالات نے اس کو لا ڈالا تھا۔

لاکین جیوری جس وقت ایک ایک کرکے گندی گلیوں اور بدنما بازاروں سے گزر کر ان بدمعاش صورت مردوں اور حیا باختہ عورتوں کے ہجوم کو چیرنے کی کوشش

کرتے جو رائٹونگ سن کے دروازے کے باہر جمع تھا۔ اور ان افواہوں کو سنتے، جو اُن لوگوں کی زبان پر تھیں۔ تو اپنے بڑھے ہوئے استعجاب کے اثر سے تیز تر چلنے لگتے تھے۔ اور جب اس کے بعد وہ شراب خانہ کے خود بخود بند ہونے والے دروازوں کی پشت پر غائب ہوتے تو خلقت کا ہجوم ان کی صورتوں کو رشک آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگتا۔ ممکن ہے وہ بھی اپنے جی میں اس جُرم پُر اسرار کی تحقیقات کے قابل سمجھے جانے سے اتنے ہی مسرور تھے۔ جتنے اُن کے وہ ساتھی جو لندن کے حصہ ویسٹ اینڈ میں لارڈ اسمسٹن کی موت کے بارہ میں تحقیقات کرنے گئے تھے۔ اور جنہیں ان کی نشستوں تک پہنچانے کے لئے سیاہ وردی کے نوکر حاضر تھے۔ تاہم اگر ایسا تھا تو یہ بات ان کے چہروں سے ظاہر نہ ہوتی تھی، کیونکہ وہ بے رنگ بے کیفیت اور بے تاثیر تھے۔ ایک ایک کر کے وہ لوگ شراب خانہ کے اس کمرہ میں داخل ہو رہے تھے۔ جس سے اب بھی بیئر اور تمباکو کی بو آتی تھی۔

بڑی دیر کے بعد صاحب کارونر ایک کرایہ کی گاڑی پر سوار ہو کر آ پہنچے۔ اور آتے ہی اپنی بے وجہ تاخیر کے بارہ میں لمبی چوڑی معذرت شروع کر دی جس کو اہل جیوری نے رنج آمیز خاموشی کے ساتھ سُنا۔ اس کے بعد وہ میز کے سرے پر رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ کر بڑی دیر تک پھولے ہوئے دم کو ٹھیک کرنے کی نمائش کرتے رہے۔ اور آخر کار فرمایا کہ آغاز تحقیقات سے پہلے ایک بار لاش کا معائنہ ضروری ہے۔ جو تاحال بلا شناخت پڑی تھی۔

اس تجویز پر فوراً عمل کیا گیا۔ اس سارجنٹ کی پشت پر چل کر جو اس مقدمہ کا انچارج تھا، اراکین جیوری لمبی قطار کی صورت میں چرچراتے چوبی زینہ سے گذر کے ایک بالائی کمرہ میں پہنچے، جو صاف ستھرا ہونے کے باوجود بہت کم سامان سے آراستہ تھا۔ اس جگہ کمرہ کے وسط میں ایک سادہ چوبی بستر پر چادر سے ڈھکی ہوئی انسانی لاش تھی۔ بڑی ملائم حرکت سے صاحب کارونر نے چادر ایک طرف ہٹا دی۔ اور متوفی

عورت کا چہرہ ننگا ہوگیا :

ان سخت طبیعت مردوں نے بھی جو لاش کے گرد جمع تھے ۔ جب اس صورت کو دیکھا، تو متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے ۔ انہوں نے ایکدوسرے کے شانہ پر سے جھک کر اس پُر سکون، راحت آمیز خوبصورت چہرہ کو دیکھا۔ اور سخت متعجب ہوئے ۔ کیونکہ اُن کو کسی بدنما، گناہ آلود چہرہ کے نظر آنے کی امید تھی۔

زر فام بالوں کے گچھے اس کے اطراف میں پھیلے پڑے تھے ۔ ان میں چند روپہلی تار اور دو چار شکن اس کی پیشانی پر بھی موجود تھے ۔ تاہم ان سے اس کے چہرہ کی دلربائی اور خوبصورتی کم نہ ہوتی تھی ۔ اس کے برعکس اس کے خوشنما چھوٹے سر کی ساخت، تنگ دہانہ اور خط و خال کی موزونیت میں کوئی بات ایسی تھی جو اس کی اعلیٰ تربیت اور تہذیب پر دلالت کرتی تھی ۔

" ضرور وہ کوئی اعلیٰ طبقہ کی خاتون ہے " ممبران جیوری میں سے ایک کے منہ سے نکلا۔

کئی شخصوں نے کلمہ اثبات سے اس خیال کی تصدیق کی ۔ اور اس طرح ایک نئی دلچسپی اس معاملہ سے ان کو ہوگئی ۔ لاش کو سرسری نظروں سے دیکھ کر معائنہ کا فرض جلد تر ختم کرنے کے عوض وہ اس جگہ ٹھہر کے بڑی دیر تک لاش کو دیکھتے رہے ۔ گویا وہ اس کو چھوڑ کر جانا نہ چاہتے تھے ۔ ایک نے بھدے احترام کے ساتھ اس کا بازو اُٹھایا اور سونے کی اس سادہ انگوٹھی کی طرف اشارہ کیا ۔ جو اس کی نازک انگلی میں پہنی ہوئی تھی ۔ اور جو اس کی شادی کی انگوٹھی تھی ۔

آخر کار وہاں سے ہٹ کر یہ لوگ پھر اپنی جگہ پر آ گئے ۔ اور دبی آواز سے تبادلۂ خیالات کرنے لگے ۔ کارونر کا چہرہ فکر آمیز تھا ۔ اس نے سارجنٹ سے پوچھا ۔

" کیا لاش کی شناخت کے بارہ میں کوئی کوشش عمل میں لائی گئی ؟ "

"کئی ایک" سارجنٹ نے جواب دیا "لیکن جو شخص دیکھنے آیا، وہ ایک ہی نظر ڈال کر واپس چلا گیا۔ تاہم ... معاف کیجئے میں ایک لمحہ کی خلوت چاہتا ہوں"

سارجنٹ کا اشارہ پاکر کارونر اس کے پاس گیا۔ اور اس کے بعد اوّل الذکر نے ایک چھوٹا سا پارسل جیب سے نکال کر دبی آواز میں اس سے کہا۔

"مسز پرلیس ... یعنی وہ عورت جو اس لاش کا معائنہ کرنے گئی تھی ... وہ اس چیز کو اس کے بازو سے اُتار کر لائی ہے۔ اور اس کا بیان ہے کہ اس نے اسے کہنی سے اوپر پہنا ہوا تھا۔ اس کے اندر ایک عجیب طرح کی کمانی لگی ہوئی ہے۔ اور مسز پرلیس نے بڑی مشکل سے اس کو اُتارا تھا۔ کیا آپ کی رائے میں اس کی موجودگی کوئی خاص معنی نہیں رکھتی؟"

کارونر نے اس کو روشنی کے پاس لے جا کر دیکھا۔ وہ ایک بالکل سادہ سونے کا بنا ہوا کنگن تھا۔ نہ اس پر کوئی نشان، نہ کسی طرح کے اسمی حروف، کھولنے اور بند کرنے کی کڑی۔ جیسا کہ سارجنٹ نے بیان کیا تھا۔ واقعی سخت تھی۔ جس سے پایا جاتا تھا، کہ اسے بہت کم کھولا یا بند کیا گیا ہوگا۔ ہر چند کارونر ایک صاف و سادہ آدمی تھا، جس کو افسانہ و رومان سے کوئی دلچسپی نہ تھی، تاہم وہ اس کڑے کو ہاتھ میں لے کر بڑی دیر تک چپ چاپ غور آمیز نظروں سے اس کو دیکھتا رہا۔

"آپ نے بہت اچھا کیا اسے رکھ لیا" آخرکار اس نے سارجنٹ سے کہا۔ تاہم میں نہیں جانتا، اس کو پوشیدہ رکھنے سے کیا فائدہ ہے۔ اس کے برعکس میرے خیال میں اس سے لاش کی شناخت میں امداد ملنی ممکن تھی۔"

سارجنٹ نے مؤدبانہ سلام کیا۔ اور اس کے بعد دونوں پھر اسی کمرہ میں چلے گئے۔ جہاں ممبران جیوری آغاز تحقیقات سے پہلے کارونر کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔ اس کے فوراً بعد ضابطہ کی کارروائی شروع ہوگئی۔

۲

لیکن صاحب کارونر ابھی اہل جیوری کو ان کا فرض سمجھانے میں مشغول تھے کہ ایک کرایہ کی موٹر شراب خانہ کے دروازہ پر آکر ٹھہری جس سے خلقت کے اس ہجوم میں جو سڑک کے دو رویہ جمع تھا، قدرے اضطراب اور سنسنی پیدا ہوئی۔ اور اس کے بعد ایک پست قد زرد چہرہ آدمی کپڑوں میں لپٹا لپٹایا انداز نقاہت سے اُترا۔ اور شراب خانہ کے دروازہ میں داخل ہوا۔

بند کمرہ کے اندر صاحب کارونر اور ممبران جیوری افتتاحی تقریر کی دلچسپیوں میں منہمک تھے کہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سُنائی دی۔

"کون ہے؟" صاحب کارونر نے تقریر قطع کرکے پوچھا۔

ایک سپاہی داخل ہوا۔ اور سلام کرکے کھڑا ہوگیا۔

"ایک صاحب" اس نے کارونر کی استفہامی نگاہ کے جواب میں کہنا شروع کیا۔ "لاش دیکھنے کے لئے آئے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ غالباً وہ اس کو شناخت کرسکیں گے"

"ان کا نام اور پتہ لکھ لو۔ اور اوپر بھیج دو" کارونر نے حکم دیا۔ "اور جب وہ لاش کا معائنہ کرچکیں تو مجھے نتیجہ سے اطلاع دو"

سپاہی دروازہ بند کرکے باہر نکلا۔ اور اجنبی کے پاس جاکر جو ایک جانب بنچ پر بیٹھا تھا۔ کارونر کی دی ہوئی ہدایت دوہرادی۔

اجنبی نے ایک لحظہ تامل کیا۔ اس کے بعد جیب سے ایک چھوٹا مراکو کیس برآمد کرکے اپنا کارڈ نکالا اور پیش کیا۔ سپاہی نے اس کو انگوٹھے اور پاس والی انگلی میں پکڑ کر دیکھا۔ اس پر لکھا تھا۔

ایم۔ ڈافورجٹ
۱۹۔ کریون سٹریٹ

"اچھا تشریف لائیے۔" اس نے کہا۔

اجنبی کو اپنے ساتھ لئے ہوئے وہ اسی تنگ چرچراتے زینہ کی راہ سے اوپر کی منزل پر گیا۔ اور گو اس کی اپنی رفتار تیز تھی، تاہم اجنبی کی خاطر جو ایک ہاتھ سے پہلو دبائے دوسرے سے زینہ کے چوبی سہارے کو مضبوط پکڑے، بڑی آہستگی سے چلتا تھا۔ اس کو بھی اپنی چال کم کرنی پڑی۔

اوپر پہنچ کر ایم ڈافورجٹ ہانپتے ہوئے دم لینے کے لئے ٹھہر گیا۔

سپاہی نے رحم آمیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

"آپ کی حالت اس قابل نہ تھی، کہ یہاں آتے۔"

"ہیں... بے شک... اچھا نہیں ہوں۔" اس کے ساتھی نے مری ہوئی آواز سے جواب دیا۔ "لیکن... یہی وہ کمرہ ہے؟"

سپاہی نے سر کے اشارہ سے ہاں کہی، اور اس کے بعد دروازہ کے ہنڈل پر ہاتھ رکھا۔ مگر ایم ڈافورجٹ نے یہ کہہ کے اسے روک دیا۔

"ایک عنایت آپ سے چاہتا ہوں۔ مجھے... تنہا... اندر جانے دو۔ میں ابھی واپس آجاؤں گا۔"

چونکہ درخواست کی پشت پر ایک زرد رنگ کی چمکتی ہوئی چیز بھی تھی، اس لئے سپاہی آمادہ ہوگیا۔ آخر آدم زاد تھا۔ اور کونسا انسان ہے، جسے ایک پونڈ مفت ہاتھ آئے تو اسے جانے دے۔ علاوہ بریں اس میں ہرج ہی کیا تھا؟ بات بے شک ضابطہ کے برخلاف تھی۔ تاہم اگر کوئی شخص علیحدگی میں لاش کا معائنہ کرنا چاہے، تو اس میں افسرانِ بالا کا، یا خود اس لاش کا کیا نقصان ممکن ہے؟

سپاہی نے دروازہ کھولا۔ اور ایم ڈافورجٹ تنہا اندر چلا گیا۔

۳

اس مدھم روشنی میں جو کمرہ کے اندر پھیلی ہوئی تھی۔ ایک لمبی سی چیز صورت انسانی سے ملتی ہوئی چادر کے نیچے پڑی تھی۔ اندھوں کی طرح رستہ ٹٹولتا، لغزش آمیز قدموں سے وہ اس کی طرف گیا۔ اور اس کے بعد دفعتاً کچھ سوچ کر ٹھہر گیا۔ پھر دونوں ہاتھوں سے اس طرح منہ ڈھک لیا۔ گویا اسے دیکھنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ وہ اس حالت میں ایک بار پیچھے بھی مُڑا چاہتا تھا، لیکن پھر رہ گیا۔ اور اس مقام کے پاس جا کے جہاں لاش دھلی ہوئی رکھی تھی، سحر آمیز آنکھوں سے چادر کے ایک خاص مقام کو دیکھنے لگا۔ آخر کار اس کا ہاتھ آگے بڑھا۔ اور اس نے چادر کا کونہ پکڑ لیا۔ مگر کیا وہ اس کو اٹھانے کی جرأت کر سکتا تھا؟ ... دیکھنا کس طرح اس کے ہاتھ، اس کے گھٹنے، اس کا سارا بدن ناقابل اظہار دہشت سے تھر تھر کانپتا ہے۔

عورت کا وہ ہاتھ جس میں شادی کی انگوٹھی تھی، چادر کے باہر لٹکتا رہ گیا تھا۔ اس نے پُرجوش انداز سے اس کو پکڑا۔ اور ہونٹوں کے پاس لے گیا۔ دفعتاً رُک کر وہ اس کو بغور دیکھنے لگا۔ ناخن بے رنگ، انگلیاں سپید اور نیلگوں، وریدیں اُبھری ہوئیں اس نے اشک آلود آنکھوں سے اسے دیکھا۔ اور ... پہچانا بے شک وہی تھی!

الوداع امید! الوداع خواب راحت! الوداع عہد آئندہ کی روشنی! اب وہ تھا، یا مایوسی، وہ تھا یا نہ مٹنے والا رنج، وہ تھا یا نہ زائل ہونے والی تاریکی!

آہ وہ مر گئی! قتل کر دی گئی! اور اب پھر اس زندگی میں کبھی اس سے نہ ملیگی....

اس طرح کی نرمی سے، عورت کا ہاتھ بھی جسے پیدا نہیں کر سکتا، اس نے چادر ہٹائی اور اس کے ساکن خوشنما چہرہ کی طرف دیکھا ... وہی تھی! زندگی میں خوبصورت! مر کر بھی خوبصورت۔ اس کے دل کی آنکھ کو تا زیست خوبصورت نظر آنے والی .... زندگی میں اور اس کے بعد بھی وہ اس کی تھی۔ اور اس کے لئے آخری آغوش محبت اسی کی ہونی

چاہیئے۔ وہیں اس کھری چار پائی کے پاس دوزانو بیٹھ کر اس نے کانپتے ہوئے ہونٹوں سے اس کی سرد پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور جوش آمیز حالت میں دونوں بازو اس کی بے جان لاش کے گرد لپٹا کے اس سے پیار کرنے لگا۔

۴

شرابخانہ کی نچلی منزل میں صاحب کارونزا وران کے ساتھی اس لمبی تاخیر سے بے تاب ہونے لگے تھے۔ آخر کار ایک آدمی ان کی طرف سے تحقیق کرنے گیا۔ مگر ایم ڈافورجٹ رستہ ہی میں اس کو مل گیا۔ اور وہ اسے اپنے ساتھ نیچے لے آیا۔

" اطلاعاً عرض کرتا ہوں کہ میں اس کی شناخت سے قاصر رہا" ایم ڈافورجٹ نے کارونز سے بیان کیا " یہ وہ عورت نہیں ہے جس کی مجھ کو تلاش تھی۔ اس ... اس کے باوجود میں نے پہلے اسے دیکھا ہے "

" کیا اس کا نام آپ کو معلوم ہے ؟ " کارونز نے پوچھا۔

ایم ڈافورجٹ نے صورت انکار سر ہلایا۔

" افسوس نہیں۔ ایک بار کسی دور افتادہ مقام پر ... یاد نہیں کس جگہ ... میری اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ محض اس لئے مجھے اس واردات سے دلچسپی ہے۔ اور اگر آپ اجازت دیں، تو میں ... اس کی تجہیز و تکفین کا فرض بھی اپنے اوپر لینے کو تیار ہوں "

کارونز نے جواب دیا کہ یہ ایک نہایت معمولی بات ہے۔ اور اس میں کوئی خاص دقت پیش نہیں آسکتی۔ پھر اس کے بعد لہجہ اخلاق میں :-

" اگر آپ کو تکلیف نہ ہو" اس نے کہا " تو میری یہ خواہش ہے کہ آپ دوران تحقیقات میں اس جگہ موجود رہیں۔ ممکن ہے گواہوں کی شہادت سے کوئی بات ایسی ظاہر ہو، جس سے آپ کی یاد تازہ ہوسکے۔ اور متوفیہ کے بارہ میں کچھ نئے حالات معلوم ہوں "

ایم ڈافورجٹ نے سر کو خم دے کر شکریہ ادا کیا۔ اور ایک کرسی لے کر بیٹھ گیا۔

"بہت اچھا" اس نے کہا: "میں اس کارروائی کو شروع سے آخر تک دیکھتا رہوں گا"

باب ۸

لمبا نیلا اوورکوٹ

(۱)

"پہلا گواہ حاضر کرو" اس کے بعد کارونر نے حکم دیا۔

سپاہی نے دروازہ کھول کر مردوں اور عورتوں کی اس چھوٹی جماعت کی طرف دیکھا، جو ڈیوڑھی کے ایک کونے میں دبی آواز سے باتیں کر رہی تھی۔ پھر اس کے بعد للکارا۔

"مائک بیسٹن! ... چلو کوئی مائک بیسٹن!"

ایک دراز قد، چوڑے شانوں کا آدمی جس نے مزدوروں کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اس جماعت سے علیحدہ ہو کر آگے بڑھا۔ اور سپاہی کے ساتھ ساتھ داخل ہوا۔

"مائک بیسٹن تمہارا نام ہے؟" صاحب کارونر نے پوچھا۔

گواہ نے تند آنکھوں سے دیکھا۔ پھر کمرہ کے اطراف میں ایک گھومتی ہوئی نظر ڈال کر غراتے ہوئے کہا: "میں اس آدمی کی صورت دیکھنا چاہتا ہوں، جسے اس سے انکار ہو"

معلوم ہوا وہ اس امتحان کی تیاری میں بہت سی شراب پی کر آیا تھا۔ جس نے ہر چند اس کے دماغ پر بیہوشی طاری نہیں کی۔ تاہم زود رنجی اور خواہش تکرار پیدا کر دی لیکن بعد ازاں جب اس کی نگاہ کارونر کی طرف گئی۔ تو اس کی بہادری پیروں کی راہ سے نکل گئی۔ آخر الذکر اس انداز کے گواہوں کے عادات سے اچھی طرح واقف تھا۔ اور

اس کو معلوم تھا کہ ان سے کیا سلوک کرنا چاہیئے۔

کڑی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا "بکواس کی حاجت نہیں ہے۔ جو سوال پوچھا جائے۔ اس کا جواب ہاں یا نہیں مختصر ہونا چاہیئے۔ بتاؤ مائک ہیسٹن تمہارا نام ہے؟"

"جی ہاں۔" گواہ نے اب کی بار نرم لہجہ میں جواب دیا۔

"کیا کام کرتے ہو؟"

"جو مل جائے کرتا ہوں، بات یہ ہے میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں، جو کسی ایک ہی کام کو کر سکتے ہیں۔ جو دے سو مولا۔ ابھی پچھلے مہینہ اکیسن کے گھاٹ پر لدوائی کیا کرتا تھا..."

"اور تم کیا نمبر ۱۹ بلومرز پلیس میں رہتے ہو؟"

"جی سرکار! وہیں۔"

"تمہارا کمرہ متوفیہ کے کمرہ کے اوپر واقع تھا؟"

"آپ خود ہی سب حالات سے واقف ہیں۔ میرے جواب دینے کی کیا حاجت ہے؟"

"اچھا اب بتاؤ۔ ۱۷ تاریخ منگل کی رات کو تم کے بجے گھر آئے تھے؟"

"ہنا... یوں سمجھ لیجئے بند ہونے کے آدھا گھنٹہ بعد..."

کارونر نے اس مبہم جواب کا مطلب نہ سمجھ کر گردن اٹھائی۔ اور متعجبانہ گواہ کی طرف دیکھا۔

"کیا کہتے ہو؟"

"جناب عالی! گواہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ شراب خانوں کے بند ہونے کا جو سرکاری وقت مقرر ہے، وہ اس کے آدھا گھنٹہ بعد اپنے مکان پر پہنچا تھا۔" پولیس کانسٹیبل نمبر ۱۹۸ نے اٹھ کر تشریح کی۔

"اور تم کیا گھر جاتے ہی سو گئے؟" کاروتر نے سلسلہ سوالات جاری رکھکر پوچھا۔

"آپ ہی کہئے، میں اس کے سوا کیا کرتا؟ میرے اس ذرا سے کمرہ میں کونسا کام باقی تھا؟ پس میں جا کر بستر پر لیٹا اور ایک دو کروٹیں لے کر سو گیا۔"

"تم کو اچھی طرح یاد ہے کہ نچلی منزل سے کسی طرح کی آواز تمہارے کانوں میں نہیں آئی؟"

"جی نہیں، بالکل نہیں۔"

"اور نہ اس وقت جب تم سیڑھیوں پر چڑھے تھے؟"

"نہ۔ اس وقت بھی نہیں۔"

"کسی گفتگو کی آواز؟"

"بالکل کوئی آواز مجھ کو سنائی نہیں دی۔ قبرستان کی خاموشی چھائی ہوئی تھی!"

"اور تم کے بجے تک سوئے تھے؟"

"میرے خیال میں ساڑھے چھ کا عمل تھا۔ میں جب اُٹھا اور اُٹھتے ہی باہر چلا گیا۔"

"اچھا یہ بتاؤ۔ باہر جانے کے وقت سیڑھیوں سے اُترتے ہوئے تم نے کیا دیکھا تھا؟"

گواہ کی وہ پہلی گڑبڑاہٹ اور بے تابی اب بالکل رفع ہو گئی تھی۔ اس نے ایک ہاتھ اپنے خشخاشی بالوں میں پھیرا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر اپنے خیالات جمع کرنے کی کوشش کر کے اونچی آواز سے بے جوڑ لفظوں میں ان حالات کی تفصیل بیان کرنی شروع کی، جو اس کی شہادت کی بنیاد تھے۔ معلوم ہوا وہ جب نچلے کمرہ کے دروازے کے پاس گذر رہا تھا، تو اُسے فرش کے چوبی تختوں پر ایک سیاہ رنگ کا داغ نظر آیا۔ جس

پر پاؤں رکھنے سے معلوم ہوا کہ گیلا تھا۔ اس نے دیا سلائی جلا کے اسے دیکھا۔ تو یہ جان کر دہشت ہوئی کہ وہ اس گاڑھے خون کا داغ تھا، جو اس کمرہ کے دروازہ کے نچلے حصہ سے رِس رِس کر باہر آتا تھا، سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"حضور! میں سچ عرض کرتا ہوں، اس کو دیکھ کر میں بے طرح گھبرا گیا، اور ایک دو منٹ کے عرصہ تک یہ حالت رہی کہ میں اس نشان کو دیکھے جانے کے سوا بالکل کچھ نہ کر سکا۔ بعد ازاں میں نے سنبھلنے کی کوشش کی۔ اور دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے آوازیں دیں۔ مسز وارڈ! مسز وارڈ! دروازہ کھولو۔ آپ اندر بیٹھی کیا کر رہی ہو؟ لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ میں نے بلا سوچے سمجھے پیر کا دباؤ اس پر ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ اور اس وقت میں نے دیکھا..." یہ کہتے ہوئے گواہ کی آواز شدت خوف سے تھرا گئی۔

"سرکار! میں نے اپنی عمر میں کئی نظارے دیکھے ہیں، تاہم جو کچھ اس وقت میں نے اس کمرہ میں دیکھا، اتنا بھیانک تھا، کہ عرض نہیں کر سکتا۔ وہ فرش زمین پر سیدھی پڑی تھی، اس کا سر دروازہ سے ایک گز کے قریب فاصلہ پر تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں بستر کے کپڑے پکڑے ہوئے تھے، اور ایک لمبی پتلی چیز، تیز چاقو سے ملتی ہوئی اس کے سینہ میں گھونپی ہوئی تھی۔ چنانچہ اسی زخم کا خون بہہ کر دروازہ کے باہر آتا تھا، میں اس حالت کو دیکھ کے گھبرا گیا۔ پھر آواز دی۔ مسز وارڈ! مسز وارڈ! تم کیسی ہو؟ لیکن جواب کون دیتا وہ تو پتھر کی طرح بے حس تھی۔ خیر۔ میں نے اسے ہاتھ لگا کر دیکھا۔ اور اس کے بعد مسز جلڈکن کو آواز دی کہ ادھر آنا۔ اس کمرہ میں نیا گل کھلا ہے۔ چنانچہ وہ آئی اور اس نے دیکھا، اور اس کے ساتھ ہی کہنے لگی۔ میں تو بیہوش ہوتی ہوں۔ پھر کئی لوگ اور بھی آ پہنچے۔ اور میں جا کر ایک ڈاکٹر اور سپاہی کو بلا لایا۔ جو... یہی سپاہی تھا" اس نے کانسٹیبل نمبر ۱۹۸ کی طرف اشارہ کر کے فقرہ ختم کر دیا۔

اس کے بعد چند سوالات اور پوچھے گئے۔ لیکن گواہ ان کا کوئی تسلی بخش جواب

نہ دے سکا۔ بظاہر جس قدر حالات اس کو معلوم تھے، وہ ان سب کو ظاہر کر چکا تھا، اس لئے اس کے بعد اس کو رخصت کر دیا گیا۔

۲

اگلا گواہ مسز جڈکن تھی، اس کو طلب کرنے سے پہلے سپاہی نے کارونر سے پوچھا: "اب کیا مسز جڈکن کو آواز دوں؟"

"کون؟ جو مالک مکان ہے؟ ہاں اس کو بلاؤ۔"

مسز جڈکن ایک سخت چہرہ صاف وسادہ عورت تھی۔ جس نے سیاہ رنگ کی برسوں پہلے کی بنی ہوئی گون پہنی ہوئی تھی، اور اسی ماتمی رنگت کا ایک شال اس کے شانوں پر لپٹا تھا۔ پہلے گواہ کے برخلاف وہ جب داخل ہوئی تو ہر طرح مطمئن تھی۔ تو بھی وہ ہر ایک سوال کا جواب بڑے حزم و احتیاط کے ساتھ چھوٹے اور محفوظ فقروں میں دیتی تھی۔ جس سے کارونر نے صحیح یا غلط طور پر پانچ منٹ کے اندر اندر یہ رائے قائم کر لی، کہ وہ کسی بات کو چھپانے کی کوشش کرتی ہے۔ قدرتی طور پر اس خیال نے اس کی سعی جرح تیز کر دی۔ اور اس نے پوچھا۔

"کب سے وہ عورت تمہارے مکان پر رہتی تھی؟"

"قریباً دو ہفتے ہوگئے۔"

"اور وہ اس عرصہ میں کیا کام کرتی تھی؟"

"جہاں تک مجھ کو معلوم ہے کچھ نہیں۔"

"اس کے باوجود وہ تم کو باقاعدہ کرایہ ادا کرتی رہی؟"

"جی ہاں! مجھے اس بارہ میں کوئی شکایت نہیں۔"

"کیا یہ خیال کبھی تمہارے دل میں پیدا ہوا کہ وہ تمہارے دوسرے کرایہ داروں سے مختلف اور طرح کی عورت ہے؟"

"ہیں ۔۔۔ ار ۔۔۔ کہہ نہیں سکتی ۔ کیونکہ میں نے اس کا خاص خیال نہیں کیا۔"

"جب وہ آئی تو اس نے اپنا نام مسز وارڈ بیان کیا تھا ؟"

"ہاں ۔"

"کیا تم نے کبھی سوچا ، کہ یہ شاید اس کا اصلی نام نہ ہوگا ۔"

"نہیں ۔ میں نے اس بارہ میں تحقیقات کی ضرورت نہیں سمجھی ۔ اور سچ پوچھئے تو نام میں کیا رکھا ہے ، جیسا ایک ویسا دوسرا ۔"

"لیکن اگر وہ عورت واقعی کوئی کام نہ کرتی تھی ، تو اس کی گذر اوقات کا کیا ذریعہ تھا ؟"

"اس کا جواب میں کیا دوں ؟ آپ جانیں مجھے اپنے ہی کاموں سے کم فرصت ہو سکتی ہے ۔"

"اور وہ گاہ بہ گاہ باہر بھی جایا کرتی تھی ؟"

"ہاں جاتی تھی ۔"

"کبھی کبھی رات کو ؟"

"اس کا حال مجھ کو معلوم نہیں ۔ ظاہرا وہ ایک عزت دار عورت تھی ۔ تاہم میں نے دیکھا وہ راتوں کو بسا اوقات اپنے کمرہ میں بیٹھی ہوئی رویا کرتی تھی ۔"

"کبھی کوئی آدمی اس سے ملنے کے لئے آتا تھا ؟"

"نہ ۔ واردات کی رات سے پہلے کبھی کوئی نہ آیا تھا ۔"

اراکین جیوری کو سنسنی کا ہلکا احساس ہونے لگا ۔ اور ایم ڈافورجٹ بھی جس کی آنکھیں سرخ اور ہونٹ تشنجی حرکت کرتے نظر آتے تھے ۔ اپنی کرسی پر آگے کی طرف جھک گئے ۔ حالات رفتہ رفتہ زیادہ دلچسپ ہوتے جاتے تھے ۔

"اور اس رات کو جب واردات ہوئی ، کیا ایک سے زیادہ آدمی اس سے ملنے

کے لئے آئے تھے؟" کارونر نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ دو۔"

"اکٹھے یا مختلف اوقات میں؟"

"دونوں جُدا جُدا آئے تھے۔"

"تمہیں اس بات کا پورا یقین ہے کہ وہ مرد تھے، میرا مطلب یہ ہے کہ کوئی عورت تو ان کے ساتھ نہیں تھی؟"

"نہ۔ دونوں مرد تھے۔"

"اچھا، تو اب سوچ سمجھ کر جواب دو۔ پہلا آدمی کے بجے آیا تھا؟"

"ساڑھے نو کے عمل پر۔"

"اس کا حلیہ تم کو یاد ہوگا۔"

"افسوس نہیں، جب اس نے میرے کمرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا، تو میں نے اس کو اندر آنے کے لئے کہا۔ لیکن چونکہ میری میز پر مٹی کے تیل کا معمولی دیا روشن تھا، اور وہ اندر آ کر اندھیرے میں کھڑا ہو گیا۔ اس لئے میں اس کی صورت ٹھیک ہی نہ دیکھ سکی۔ اس نے پوچھا۔ مسز وارڈ کہاں رہتی ہے؟ اور جب میں نے جواب دیا۔ دوسری منزل کے سامنے کمرہ میں، تو وہ فوراً ہی چلا گیا۔ صرف اتنا مجھ کو یاد ہے کہ وہ پتلا دُبلا چھوٹے قد کا آدمی تھا۔ یعنی... قریباً آپ کی صورت کا۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے ایم' ڈافورجٹ کی طرف اشارہ کیا، جو اس تشبیہ سے ناخوش نظر آنے لگا۔ اور اس کی پیشانی پر ایک دو بل بھی پڑ گئے۔!

"کتنی دیر وہ آدمی اوپر رہا تھا؟"

"میرے خیال میں آدھے گھنٹہ کے قریب۔"

"تم نے گفتگو کی آوازیں سُنی ہوں گی؟"

"بہت کم۔ صرف کبھی کبھی ان کی آواز کانوں میں آجاتی تھی۔"

"اور اس آواز سے کیا معلوم ہوتا تھا، کیا وہ اس طرح کی پُرشور آواز تھی، جو دو شخصوں کی تکرار سے پیدا ہوتی ہے؟"

"ہاں۔ قریباً ایسی ہی۔ میرے خیال میں وہ عورت رو رہی تھی، اور مرد غصہ میں بھر کر کچھ کہتا تھا۔"

"مگر ان کی گفتگو کا کوئی نہ کوئی حصہ تم نے ضرور سُنا ہوگا؟"

"بالکل نہیں، میں نے ان کی گفتگو سننے کی کوشش نہیں کی۔ اس کی آواز خود بخود میرے کانوں میں گاہ بگاہ آجاتی تھی۔"

"اچھا، اور اس پہلے آدمی کے رخصت ہو جانے کے بعد کیا ہوا؟"

"کوئی دس منٹ بعد ایک اور آدمی آگیا۔"

"کیا اس کی صورت تم نے دیکھی؟"

"نہیں۔"

"کوئی خصوصیت اس کے بارہ میں تم کو یاد ہو؟"

"وہ ... ار ... لمبا اور پتلا آدمی تھا۔ اور اس کی آواز بڑی میٹھی تھی۔ مگر اس کا چہرہ میں نے نہیں دیکھا۔ کیونکہ اس کی ٹوپی نیچے کو جھکی ہوئی اور کوٹ کے بٹن گردن کے اوپر تک بندھے۔ البتہ ایک بات میں اس کے بارہ میں کہہ سکتی ہوں۔ یعنی وہ کوئی معمولی آدمی نہ تھا۔"

"یعنی؟"

"مطلب یہ کہ وہ اونچے درجہ کا مرد شریف معلوم ہوتا تھا۔"

"اور اس نے بھی آکر مسز وارڈ کے بارہ میں پوچھا؟"

"ہاں! اور میں نے جواب دیا، کہ اوپر کی منزل کا سب سے پہلا دروازہ

اس کا ہے۔ جس کے بعد وہ شکریہ ادا کر کے چلا گیا۔"

"لیکن وہ کمرہ، مسز وارڈ جس میں رہتی تھی، تمہارے اپنے کمرہ کے عین اوپر واقع تھا؟"

"ہاں، میرے کمرہ کے اوپر۔"

"پھر کیا ان کی گفتگو تم نے سُنی؟"

"بالکل نہیں، وہ دونوں چُپ تھے۔"

"کسی جھگڑے، تکرار، یا چیخ کی آواز؟ یا ایسی آواز جو کسی کے گرنے سے پیدا ہوتی ہے؟"

"بالکل نہیں۔"

"عجیب بات ہے۔ اگر دو ہی ملاقاتی مسز وارڈ کے پاس آئے تھے، تو یقینی طور پر آخری شخص نے اس کو ہلاک کیا ہوگا۔ اس کے باوجود تم کہتی ہو، کہ آواز جھگڑے تک کی بھی تمہیں اس کمرہ سے آتی سُنائی نہیں دی!"

"نہ۔ بالکل نہیں۔"

یہ کہتے ہوئے مسز جڈکن کے ہونٹ اس انداز سے بند ہو گئے۔ گویا وہ اس بارہ میں ایک لفظ تک اور کہنا نہ چاہتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے عصبی اضطراب کی حالت میں کبھی ایک اور کبھی دوسرا پیر اُٹھانا اور اپنے شال کو مضبوطی سے اپنے گرد لپیٹنا شروع کیا۔ اس کی یہ حالت کارونر نے بھی دیکھ لی اور کہا۔

"یہ دوسرا آدمی جب کبھی اپنی ملاقات کے خاتمہ پر سیڑھیوں سے اُترا، تو اُس وقت تم نے اُسے دیکھا ہوگا؟"

"نہیں۔"

"یا اس کے اُترنے کی آواز سُنی ہوگی؟"

"نہیں!"

"گویا یہ بھی تم کو معلوم نہیں کہ وہ کتنا عرصہ اوپر رہا؟"

"نہیں!"

کارونر نے گھورتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر کہا۔

"یاد رکھو، تمہارے بیانات شروع سے آخر تک صحیح ہونے چاہئیں۔ کیونکہ وہ حلفیہ ہیں۔"

"میں جانتی ہوں۔"

اس صورت میں تمہارے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ دوسرے ملاقاتی کی آمد سے لے کر اگلی صبح تک اس وقت سے پہلے کہ مائک بیسٹن نے تم کو اوپر طلب کیا، نہ تم نے اس شخص کو اور نہ مسز وارڈ کو پھر دیکھا؟"

"یہ صحیح ہے۔"

"اور تم حلفیہ بیان کرتی ہو کہ ان دو کے سوا کوئی تیسرا شخص مسز وارڈ سے ملنے اس رات تمہارے مکان پر نہیں آیا۔"

مسز جیکسن کے چہرے پر آثار اضطراب پیدا ہوگئے۔ اس نے جواب دینے سے پہلے تامل کیا۔ اور اس کے چہرہ کی رنگت بھی بدلتی نظر آنے لگی۔

"ار... اس کے بارہ میں میں کچھ کہہ نہیں سکتی۔" آخر کار اس نے آہستگی سے جواب دیا۔

"کوئی وجہ تمہارے پاس یہ فرض کرنے کی ہے، کہ اس رات اور کوئی شخص مقتولہ سے ملنے نہیں آیا؟"

"میں... ام... اس کے متعلق کیا جواب دے سکتی ہوں۔" اس نے رکتے ہوئے کہا۔ "ممکن ہے کوئی آیا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ... نہ آیا ہو۔ بات یہ ہے وہ کمرہ، جو

مسز وارڈ کے کمرہ کے پہلو میں بنا ہوا ہے۔ اس کو میں جب کبھی موقعہ ملتا ہے۔ رات بھر کے لیے کرایہ پر دے دیتی ہوں۔ اور اس رات وہ ایک عورت بٹسی آرن کے پاس تھا۔ مسز وارڈ کے دوسرے ملاقاتی تک کے اس کے پاس جانے کے دو گھنٹے بعد میں نے اس عورت بٹسی آرن کے اندر آنے کی آواز سنی تھی ...."

وہ کہتے کہتے رُک گئی۔ اور حاضرین کے چہروں پر پھر ایک بار بڑھتی ہوئی دلچسپی کے آثار نمودار ہوئے۔ ایم۔ ڈافورجٹ بھی ایک ہاتھ سے پہلو دبائے آگے کی طرف جھکا۔ اس کی سیاہ آنکھوں میں جوش کی سُرخی پھولی ہوئی تھی۔

"جب یہ عورت بٹسی آرن تمہارے مکان پر رات رہنے کے لیے آئی۔" آخر کار کارونر نے پوچھا۔ "تو کیا اکیلی تھی؟"

"میں ٹھیک نہیں کہہ سکتی ... لیکن میرے خیال میں وہ اکیلی نہ تھی۔"

"تاہم زینہ پر چڑھنے والوں کی آواز یقینی طور پر تمہارے کمرہ میں سنائی دیتی ہوگی۔"

"ہاں دیتی ہے۔"

"اور تم نے اس عورت آرن کی پشت پر کسی آدمی کے چڑھنے کی آواز نہیں سنی؟"

"نہیں ... ار ... ہاں سنی تھی۔"

"ایک کی یا دو کی؟"

"ایک عورت اور ایک مرد کی۔"

"اور تم حلفیہ بیان کرتی ہو کہ تم نے اس مرد کی صورت نہیں دیکھی۔"

"ہاں۔"

"نہ ان میں سے کسی کے واپس جانے کی آواز سنی؟"

"ہاں سنی تھی۔"

"کس کی؟"

"عورت کی۔"

"کب؟"

"ان کی آمد کے پانچ منٹ بعد میں اپنی خوابگاہ کو جا رہی تھی، کہ وہ ... رستہ میں سیڑھیوں سے اُترتی ہوئی ملی۔"

"اکیلی تھی؟"

"ہاں اکیلی۔"

"اس وقت اس کا ساتھی کہاں تھا؟"

"کہنے لگی میں اُسے اپنے کمرہ میں چھوڑ آئی ہوں اور کوئی چیز مول لینے جا رہی ہوں۔"

"پھر وہ اس چیز کو مول لے کر واپس آئی؟"

"نہیں۔"

"تب سے اب تک تم نے پھر اُسے دیکھا؟"

"نہیں۔"

کارونرنے جرح کا سلسلہ جاری رکھنے سے پہلے پولیس کے سپاہی کو اشارہ سے پاس بُلا کر دبی آواز میں کچھ ہدایات دیں۔ اور وہ ان کو پاکر فوراً رخصت ہو گیا۔ اس کے بعد گواہ کی طرف مُڑ کر اس نے پوچھا۔

"اور وہ آدمی کیا اگلی صبح کو بٹسی آرن کے کمرہ میں موجود تھا؟"

"نہیں۔"

"تم نے اس کے واپس جانے کی آواز سُنی تھی؟"

"نہیں۔"

"بس جاؤ، تمہارا بیان ختم ہوا۔"

مسز جاکن نے پھر ایک بار اپنے شال کو شانوں کے گرد سختی کے ساتھ لپیٹا۔ اور بداناں اپنے بے رنگ بے آثار چہرہ پر اطمینان کی جھلک لئے ہوئے رخصت ہو گئی۔

کارونر تھوڑی دیر یادداشتیں قلمبند کرنے میں مصروف رہا۔ اس کے بعد قلم ہاتھ سے رکھ کر ممبران جیوری سے کہنے لگا۔

"میں نے اسی عورت بٹسی آرن کو بلوایا ہے۔ میرے خیال میں آپ لوگوں کو بھی میری اس رائے سے اتفاق ہوگا، کہ اس کی شہادت اس معاملہ میں خالی از اہمیت نہیں ہو سکتی۔"

کلماتِ اثبات کے مشترکہ اظہار سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ سے ملتا ہوا شور کمرہ میں پھیل گیا۔ اور وہ ابھی رفع نہ ہوا تھا کہ سپاہی نمبر ۱۹ کمرہ میں داخل ہو کر کارونر کی کرسی کے پاس گیا۔ اور اطمینان کی دبی ہوئی آواز سے کہنے لگا۔

"جناب عالی! میں نے اس عورت کو تلاش کر لیا۔ اور وہ اب باہر کھڑی ہے۔"

کارونر نے سر کی حرکت سے اظہار پسندیدگی کیا۔ اور کہا۔

"بہت اچھا۔ اسے اندر بھیج دو۔"

سپاہی نے باہر جا کر "بٹسی آرن" آواز دی۔ اور وہ فوراً اندر آ گئی۔

۳

بٹسی آرن اڈ دبیگنیوں کی طرز کی ایک لمبی تڑنگی جسیم و لحیم عورت تھی۔ سر پر زرد رنگ کے روکھے بال، کڑک مرغی کی طرح پھولے ہوئے، خط و خال موٹے اور بھدّے، اور چہرہ پر گستاخی کے ساتھ ملے ہوئے دلبری کے آثار تھے۔

"تمہارا نام بٹسی آرن ہے؟"

"ہاں ہے۔ پھر؟"

"پچھلے منگل کی رات کو تم ایک مرد کے ساتھ نمبر ۱۹ - بلومرز بلپیس میں ٹھہری تھیں؟"
"اور میں اگر ٹھہری تھی، تو اس میں کسی کے باپ کا کیا اجارہ تھا؟"
"میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ آدمی کون تھا؟" کارونر نے اس کی بکواس کو مصلحتاً نظر انداز کر کے پوچھا۔
"میں آپ کو جواب دیتی، اگر مجھ کو معلوم ہوتا، لیکن مجھے خود یہ بات معلوم نہیں۔"
"کب سے تمہاری اس آدمی کے ساتھ واقفیت تھی؟"
"ایک گھنٹہ پہلے سے!"
"وہ کہاں تم سے ملا تھا؟"
"کراؤن اور نقل شراب خانہ میں۔"
"اس سے پہلے کبھی اس سے تمہاری ملاقات نہیں ہوئی؟"
"کبھی نہیں۔"
"اور اس ملاقات میں جو شراب خانہ میں ہوئی تھی، پہلے کون بولا تھا؟ وہ یا تم؟"
عورت نے جواب دینے میں تامل ظاہر کیا۔ تو کارونر نے جو ہر طرح کے گواہوں کے عادات و خصائل سے پوری واقفیت رکھتا تھا ایک فوری فیصلہ کر کے سختی کے ساتھ کہا۔
"بٹسی آرن! مجھ کو معلوم نہیں، اس سے پہلے کبھی تم کو شہادت دینے کا اتفاق ہوا ہے یا نہیں۔ بہر حال آخری صورت میں میں تم پر یہ بات واضح کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی حالتوں میں مصلحت، ضرورت اور دانائی سبھی باتیں سچ بولنے کا تقاضا کرتی ہیں۔ تم اس وقت اپنا حلفیہ بیان دے رہی ہو۔ اس لئے جو کچھ تم کو معلوم ہے۔ اور جس جس طرح معلوم ہے۔ ٹھیک ٹھیک کہہ دو۔ اور یاد رکھو اگر تم نے کسی ایک معاملہ میں بھی جھوٹ بولا یا سچ سے پہلو تہی کرنے کی کوشش کی، تو حلف دروغی کا مقدمہ یقیناً تم پر دائر کر دیا جائے گا۔ یاد رکھو، ہم لوگ اس جگہ حالات کی صحیح چھان بین کے لئے بیٹھے ہیں۔ اور بیشتر

حالات پہلے ہی ہم کو معلوم ہیں ؟

عورت ظاہراً اس دھمکی سے ڈر گئی۔ تاہم اس نے دکھاوے کے لئے دلیری اور لاپرواہی کی نمائش کی۔ اور کہنے لگی۔

"آپ مہربانی سے مجھ پر رعب ڈالنے کی کوشش نہ کریں۔ میں اس کے بغیر ہی سارا حال جس قدر مجھ کو معلوم ہے، ظاہر کرنے کو آمادہ ہوں۔ میں شراب خانہ کراؤن اینڈ متصل میں بیٹھی ہوئی اپنی ایک سہیلی کے ساتھ منہ کڑوا کر رہی تھی، کہ ایک نامعلوم آدمی داخل ہوا۔ اور جو عورت شراب فروخت کرتی تھی، اس سے پوچھنے لگا۔ کیا کوئی عورت مسز جیڈ کن بھی اس جگہ رہتی ہے ؟ چونکہ مسز جیڈکن میری سہیلی ہے اس لئے میں اس کا نام سنتے ہی کھڑی ہو گئی۔ اور اس اجنبی سے کہا کہ مجھے اس کا پتہ معلوم ہے۔ اور میں کئی بار اس کے مکان پر بھی رہ چکی ہوں۔ اس نے مڑ کر میری طرف دیکھا، اور اس کے بعد علیحدہ لے جا کر کہنے لگا۔ کیا تم کو معلوم ہے، کوئی عورت مسز وارڈ بھی اس کے مکان پر رہتی ہے ؟ میں نے جواب دیا بے شک اس نام کی ایک عورت اس جگہ رہتی ہے۔ اور میں اس کی صورت آشنا بھی ہوں۔ مگر کبھی اس سے گفتگو کا موقعہ نہیں ملا۔ میں اس مکان کے جس کمرہ میں کبھی کبھی رہا کرتی ہوں، وہ اس کے بالکل پاس رہتی ہے۔ اس کے بعد اس نے مجھ سے اس عورت کے بارہ میں کئی سوالات پوچھے۔ یعنی کیا وہ غریب ہے ؟ اور کیا وہ کبھی کبھی گھر کے باہر جایا کرتی ہے۔ وغیرہ، جن کے جواب میں نے جہاں تک مجھ کو حالات کا علم تھا، دئے۔ اس کے بعد قدرتی طور پر میں نے اس سے معاوضہ کی خواہش کی، جس پر اس نے میری شراب کے پیسے ادا کئے۔ اور ایک طرف علیحدگی میں کھڑا ہو کر گہری سوچ میں پڑ گیا۔ آخر کار اس وقت جب شراب خانہ بند ہونے لگا، وہ پھر ایک بار میرے پاس آیا، اور بولا۔ کیا تم نے کہا تھا مسز جیڈکن کے مکان پر تمہارا کمرہ مسز وارڈ کے کمرہ کے بالکل پاس ہے ؟ میں نے جواب دیا ہاں۔ جس پر وہ کہنے لگا۔ کیا تم مجھے اپنے ساتھ اس کمرہ میں لے جا سکتی ہو ؟ میں نے کہا۔ کیوں نہیں ؟

چنانچہ اکٹھے ہم دونوں شراب خانہ سے رخصت ہوئے۔ اس جگہ پہنچ کر اس نے مجھ سے مسز وارڈ کے کمرہ کا دروازہ پوچھا، اور اس کے بعد جوش کی حالت میں میرے کمرے کے اندر ٹہلتا اور بڑبڑاتا رہا۔ یکایک اس نے کہا۔ میں اس کمرہ میں تھوڑی دیر تنہا رہنا چاہتا ہوں، اگر میں ایک پونڈ تم کو دوں تو کیا تم مجھے اپنے کمرہ میں چھوڑ کر آج کی رات کسی دوسری جگہ بسر کر لوگی؟ میں آمادہ ہو گئی۔ اور وہ ایک پونڈ کا سکہ جو اس نے دیا تھا، لے کر چلی آئی۔ اس وقت کے بعد میں نے پھر اس کو نہیں دیکھا، اور نہ اس کے متعلق کوئی اور حالات مجھ کو معلوم ہیں۔"

"مگر اس کا حلیہ تم کو یاد ہوگا؟"

"ہاں، بے شک میں اس کا حلیہ بیان کر سکتی ہوں، مگر میرے خیال میں اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے اپنے منہ پر مصنوعی داڑھی اور مونچھیں لگا رکھی تھیں، اور سر کے بال بھی مصنوعی تھے۔ اس کے علاوہ گو اس نے بہت معمولی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ تاہم میرا خیال ہے کہ وہ عموماً اس قسم کے کپڑے پہننے کا عادی نہ تھا۔ بدن کا فربہ اور داڑھی اور سر کے بال پیلے تھے۔ چہرہ لمبا اور ستا ہوا اور آنکھیں تیز اور چمکیلی مگر اس کے انداز ظاہر کرتے تھے، کوئی اونچے طبقہ کا آدمی ہے خصوصیت کے ساتھ میں نے دیکھا کہ گو اس کا لباس نہایت معمولی تھا، تاہم اس کے ہاتھ سپید اور نرم تھے۔ اس سے زیادہ افسوس کوئی حال مجھ کو معلوم نہیں۔"

"اور تم اس کے کپڑوں کے متعلق کوئی کیفیت بیان کر سکو، تو شاید وہ فائدہ سے خالی نہ ہو۔" کاروتھرنے مشورۃً کہا۔

"اس نے ایک لمبا نیلا اوور کوٹ پہنا ہوا تھا، جس پر جابجا مرمت کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔ اور اس میں دو تین جگہ سوراخ بھی نظر آتے تھے۔ ٹوپی بھی سر کے پاس پھٹی ہوئی تھی۔ اور اس نے اپنے گلے میں سفید رنگ کا میلا رومال باندھا ہوا تھا۔"

"تمہیں اس بات کا پورا یقین ہے کہ اس رات سے پہلے کبھی تم نے اس کو اِن اطراف میں نہ دیکھا تھا؟"

"میں قسم کھا کے کہہ سکتی ہوں، کہ کبھی نہیں۔"

"بہت اچھا مسز آرمن! اب تم جا سکتی ہو، تمہارا بیان ختم ہو گیا۔"

عورت کا ظاہری سکون اس عرصہ میں بحال ہو چکا تھا، اس نے لاپروائی سے سر کو حرکت دی اور اکڑتی ہوئی چال سے رخصت ہو گئی۔

اس کے بعد کچھ اور گواہ پیش ہوئے۔ جن میں وہ ڈاکٹر بھی تھا، جس نے لاش کا معائنہ کیا تھا۔ مگر ان کے بیانات سے کوئی نئی بات ظاہر نہ ہو سکی۔ بعد ازاں وہ ہتھیار جو موقعہ واردات پر پایا گیا تھا، پیش ہوا۔ اور ممبرانِ جیوری نے ایک ایک کر کے اسے دیکھا۔

تحقیقات کی دلچسپی جو مسز آرمن کے بیان کے بعد عارضی طور پر مدھم پڑ گئی تھی، اس آلہ کے پیش ہونے سے پھر تیز ہو گئی۔ وہ نہایت نفیس دمشقی فولاد کا بنا ہوا خوشنما لیکن عجیب الساخت خنجر تھا، جس کے دستہ پر نقش کاری کی ہوئی تھی، اراکین جیوری میں سے جس نے اسے دیکھا، تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔

معائنہ کے بعد کارونر نے اس چیز کو کارکنانِ پولیس کے حوالہ کرتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں اس آلہ کی مدد سے قاتل کا سراغ مل جانا یقینی ہو گا۔ ضرور یہ خنجر کسی کے ہاں سے چرایا گیا ہے۔"

حاضرین میں سے بہتوں نے سر کے اشارہ سے اس خیال کی اہمیت کو تسلیم کیا۔ اور اس کے بعد چند منٹ مشورہ کر کے جیوری کی طرف سے قتل عمد کا فتویٰ شخص یا اشخاص نامعلوم کے برخلاف صادر کر دیا گیا۔

۴

اس کے دو گھنٹہ بعد محکمہ پولیس کی طرف سے ہر ایک تھانہ کے باہر تیز پبلک نوٹس

بورڈوں پر ایک مفصل اشتہار اس شخص کے حلیہ کا جس کی کیفیت مسز آرلن نے بیان کی تھی، چسپاں کر دیا گیا۔ اور رات سے پہلے پہلے لاتعداد جاسوس اس اشتہار کی ایک ایک نقل جیبوں میں لئے ہوئے ہر ایک ٹرین کا جو ملک کی بڑی بندرگاہوں میں پہنچتی تھی، اور ان سب جہازوں کا جو ایسی بندرگاہوں سے ممالک غیر کو جانے والے تھے۔ بغور معائنہ کرتے اور ہر ایک مسافر کی صورت کا اشتہار کے حلیہ سے مقابلہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ آن واحد میں سکاٹ لینڈ یارڈ کی وسیع کل اس بدنصیب کی حراست کے لئے حرکت میں آ چکی تھی جس نے مسٹی آرلن کے بیان کے مطابق واردات کی رات کو لمبا نیلا اوورکوٹ پہنا ہوا تھا!

باب - ۹

دہشت اور مجبوری

۱

آدھی رات کا وقت تھا۔

تنہا اپنے کمرہ میں بیٹھی ہوئی لیڈی اسٹن بجھتی ہوئی آگ کے مدھم کوئلوں، اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اٹھنے والے شعلوں کی طرف دیکھ رہی تھی، ایک گھنٹہ پیشتر اس نے اپنی کنیز کو رات بھر کے لئے رخصت کر دیا تھا، اور تب سے اس وقت تک چپ چاپ بے حرکت اور فکرمند بیٹھی تھی، کچھ عرصہ پیشتر روشن آگ کے تیز شعلے اس کے پچکے ہوئے زرد رخساروں، سیاہ پوش صورت اور خشک اور بے چمک آنکھوں کو نمایاں کرتے تھے، لیکن اب آگ کجلا چکی تھی، شعلے رفتہ رفتہ مدھم ہو کر گھٹتے جا رہے تھے۔ اور وہ نیم تاریکی کی حالت میں ایک دھندلی، بے جان تصویر کی مانند واضح لیکن چھپی ہوئی بیٹھی تھی۔ یہ ایک گھنٹہ

کا عرصہ اس کے لئے کڑے امتحان کا عرصہ تھا' اور... وہی حالت اب بھی درپیش تھی'
ایک سخت مشکل کام اس کے سامنے تھا۔ جسے کرنے سے وہ ڈرتی' خوف کھاتی اور سہمی جاتی
تھی۔ لیکن جس کو کئے بغیر چارہ بھی نہ تھا' کام ہیبت ناک تھا۔ لیکن مقابلہ میں وہ بھی مجبور
تھی۔ بڑی دیر تک وہ اپنے اندیشوں کو دبانے اور رکاوٹوں کو بے حقیقت سمجھ کے
نظرانداز کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ لیکن... بے سود! وہ اس کوشش میں کامیاب
نہ ہو سکی!

وقت کی رفتار بے رحمی کے ساتھ قائم تھی' آدھی رات آئی۔ اور گذر گئی۔ سوا
بارہ' پھر ساڑھے بارہ اور اس کے بعد پونا ایک بج گیا۔ آخر جب ایک کا عمل ہونے لگا
تو وہ دفعتاً چونکی' اور اس خواب غفلت سے بیدار ہوئی۔

اس کے پہلو میں رکھی ہوئی تپائی پر ایک برقی لمپ اور اخبار پڑا تھا۔ اس
نے شیڈ کو درست کر کے اخبار ہاتھ میں لیا۔ ڈیلی ٹیلیگراف کا پرچہ تھا اور اس میں شراکخانہ
رائزنگ سن کی تحقیقات کا پورا حال درج تھا۔ جو ایک روز پہلے ختم ہو چکی تھی۔

اس نے اس مضمون کو کئی دفعہ پڑھا۔ حتی کہ اس کی عبارت اس کو ازبر یاد ہو گئی
تھی۔ اس پر بھی وہ پھر ایک بار اس کو پڑھنے لگی۔ اور پڑھتے پڑھتے ایک مقام پر
جاکر ٹھہر گئی۔ اس سے پہلے بھی وہ اسی مقام پر ٹھہری تھی' یعنی ہر بار ایک ہی مقام پر۔
خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کہ اس مقام میں کون سی سحری تاثیر تھی!

۲

دفعتاً اس نے اخبار ہاتھ سے رکھ دیا' اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ آتشدان پر
رکھی ہوئی گھڑی نے پورا ایک بجایا۔ اور اس کی آواز نے لیڈی لسسٹن کا رہا سہا
تامل دور کر دیا۔

اپنے گرتے ہوئے حوصلوں کو سنبھال کر وہ استقلال کے ساتھ چلتی کمرے سے

گذری اور ایک شاندار الماری کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ سرسری معائنہ کے بعد اس نے کسی سیاہ رنگ کے کپڑے کی ایک لمبی ڈھیلی ڈرسنگ گون پسند کی۔ اور اپنی اگلی گون اُتار کر اسے پہنا، پھر اپنے اونچی ایڑھی کے شو اُتار دئے اور ان کے عوض نرم تلے کے بیڈ روم سلیپر پہنے۔ پھر بے آواز چلتی میز کے پاس گئی۔ اور اس کے خانہ سے ایک برقی مشعل نکالی...

گہرے استقلال کے آثار اس کے ستے ہوئے سپید چہرہ پر نمودار تھے۔ لیکن وہ مجبوری کا استقلال تھا، دہشت... عظیم دہشت جس کی تہ میں چھپی ہوئی تھی۔ کوئی کام اسے کرنا تھا، جسے وہ حقیقتاً کرنا نہ چاہتی تھی، جو انتہا درجے بھیانک تھا جس سے بچنے کے لئے وہ اپنی زندگی کے بہترین سال دے دینے کے لئے تیار ہوتی۔ لیکن وہ مجبور تھی، اس کے لئے اس کو کئے بغیر کوئی چارہ کار نہ تھا۔ اس کے سوا کوئی اور طریقہ نظر نہ آتا تھا۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی ضروری تھا، کہ وہ کام اس رات... صبح ہونے سے پہلے پہلے ہو۔

امید کی طاقت مشہور ہے۔ لیکن یاس میں بھی ایک قوت ہے۔ جو انسان کے گرتے ہوئے حوصلوں کو سنبھالتی اور اس کے تن مردہ میں نئی جان ڈالتی ہے۔ اسی یاس کی طاقت سے کام لے کر وہ مشعل جلائے دروازہ کی طرف بڑھی۔ اور چپ چاپ بے آواز کمرہ سے رخصت ہو گئی۔

باب - ۱۰

موت کے کمرہ میں

۱

کسی نوکر کی لاپروائی سے چلمن کا ایک کونہ اُٹھا ہوا رہ گیا تھا، اور اس کی راہ سے

چاندنی کی ایک کرن جدوجہد کرتی عالی شان کمرہ خواب میں داخل ہو رہی تھی، سیاہی مائل قرمزی رنگ کے قالینوں پر اس کی روشنی لمبی متحرک شعاعوں کی صورت میں نمودار تھی۔ اور شامیانہ دار بستر پر پڑی ہوئی لاش کے بھیانک چہرہ کو نمایاں کرنے میں مدد دیتی تھی۔

خاموشی، قبرستان سے ملتی ہوئی گہری خاموشی، مہیب، دہشت انگیز، رُوح فرسا، کمرہ کے اندر پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس کی موجودگی میں لاش کے چہرہ کو نمایاں کرنے والی چاندنی مضحک اور ڈراونی تھی۔ ہر چند یہ صحیح ہے کہ ماہر فن ہاتھوں نے ارل آف لسسٹن کی کٹی ہوئی گردن کے گرد احتیاط کے ساتھ پٹیاں باندھ دی تھیں، اور زخم اب بالکل نظر نہ آتا تھا۔ تو بھی رات کے آخری پہر میں، ایک وسیع اندھیرے کمرہ کے اندر اکڑی ہوئی بے جان لاش کی موجودگی جس کے آخری مراسم اس کے اگلے دن ادا ہونے تھے .... بحیثیت مجموعی یہ نظارہ ہیبت ناک، بھیانک اور جاں گداز تھا!

لیکن سنو، یہ کیا آواز تھی جو رات کے سناٹے کو قطع کرتی سنائی دی؟ ایک نہایت عجیب آواز، گویا کسی عورت کے کپڑوں کے سرسرانے کی جو کمرہ کے باہر چوڑی غلام گردش سے آتی سُنائی دیتی تھی، وہ اس کمرہ کے دروازہ کے پاس آکر رُک گئی۔ کسی نے چوروں کی طرح بے آواز ہینڈل گھمایا۔ اور ایک دراز قد، سیاہ فام صورت دبے پاؤں داخل ہوئی۔

بڑی آہستگی کے ساتھ وہ اس بستر کی طرف گئی جس پر ارل آف لسسٹن کی لاش پڑی تھی۔ مگر اس سے بہت پہلے کہ اس کی دھندلی صورت سایۂ تاریک سے باہر نکلی۔ اس کے سانس کی تیزی اس بات کا پتہ دیتی تھی، کہ وہ کس جگہ کھڑی ہے۔ آخر کار وہ اندھیرے سے نکل کر کھڑکی اور بستر کے درمیان اس مقام پر پہنچی جہاں چاند کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ متحرک شعاعیں اس کے چہرہ کو نمایاں کرنے لگیں۔ جو سنگ مرمر کی طرح زرد، بھیانک اور سرد تھا۔ مگر اس حالت میں بھی جس پر عزم مصمم کے آثار نمودار

تھے، کیا یہ بیان کرنے کی حاجت ہے کہ وہ کونٹس آف اسیسٹن کا چہرہ تھا ؟

وہ بستر کے پاس پہنچ کر ان خوش رنگ خوشبودار پھولوں کے ڈھیر کے پاس کھڑی ہو گئی جو کمرہ کی بند ہوا جس سے تھکی ہوئی تھی یعنی اس لاش کے بالکل پاس جو بستر کی چادر کی مانند بے رنگ اور سپید تھی، اور اس کے ساتھ ہی کل انسانی حالتوں میں سب سے زیادہ ہیبت ناک' ایک اس طرح کی سرد لاش جو علائق دنیوی سے علیحدہ خویش و اقارب سے جدا' عزیز لیکن اس کے ساتھ ہی گھر میں نہ رکھنے کے قابل تھی کبھی یہ صورت ذی حیات اور یار سب تھی کبھی یہ سرد ہونٹ اس کے اپنے ہونٹوں سے پیوست ہوا کرتے تھے۔ کبھی یہ بند اور بے نور آنکھیں مشتاقانہ اسے دیکھتی اور اس سے عشق کیا کرتی تھیں، آہ! ... کتنا عشق کیا کرتی تھیں !

تین بار نیچے جھک کر' اتنا نیچے جھک کر کہ اس کا گرم سانس لاش کے بے حس چہرہ کو مس کرتا تھا' اس نے ہاتھ آگے بڑھایا' اور تینوں بار پرے کھینچ لیا۔ تینوں بار ایک نئی طرح کی دہشت اس کو ہوئی۔ اور کسی زخمی حیوان کی آخری چیخ سے ملتی ہوئی کراہٹ کے ساتھ وہ پیچھے ہٹ گئی۔ معلوم ہوتا تھا وہ کام جو اُسے کرنا تھا' ناممکن العمل ہے۔ وہ لاش چھونے کی جرأت نہ کر سکتی تھی۔ اس طرح کا فعل لاش کی حرمت کے برخلاف ... انسانیت کے برخلاف تھا۔ استکراہ کا احساس اس کے جذبات میں پیدا ہونا شروع ہوا۔ اور وہ اس طرح پیچھے ہٹی، جیسے کوئی شخص شرم و ذلت کی موجودگی سے ہٹتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی خیال آیا، کہ وہ کام ضرور کرنا ہے' اور ابھی کرنا چاہئے۔ کیونکہ کل ... بعد از وقت ہوگا۔ کل وہ موقعہ ہمیشہ کے لئے ہاتھ سے جاتا رہے گا۔

ایک دفعہ پھر اس کا ہاتھ آگے بڑھا۔ اور لاش کے بازو کے ساتھ لگ گیا ضبط عظیم سے کام لے کر اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ لیکن نہ معلوم یہ اس کے حوصلہ کی کمزوری تھی' یا استقلال کی کمی۔ بہرحال وہ اس کے کانپتے ہوئے ہاتھ سے چھٹ کر

مدھم آواز کے ساتھ پھر وہیں چارپائی پر گر پڑا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹی۔ اور دیوار کے ساتھ لگ گئی۔ اب اس کی آنکھیں تار اہن کے بستر پر لگی ہوئی تھیں، اور دونوں ہاتھوں سے اس نے اپنے سر کی دھڑکتی ہوئی کنپٹیوں کو تھام رکھا تھا۔ ایک ہلکی بڑبڑاتی ہوئی آواز کلمۂ دعا کی مانند اس کے ہونٹوں سے نکلی، وہ اس تھوڑی سی طاقت کی مستدعی تھی؛ جو اس کو دیوانگی کی حالت سے محفوظ رکھ سکتی۔

جب اس کے بعد اس نے حرکت کی، تو اس کے اعضا سخت اور حرکات مصنوعی تھیں، کسی بے جان کل کی طرح اس نے پھر اس کا بازو اٹھایا اور قمیض کی آستین کہنی تک اٹھا دی۔ لمبا سپید بازو اور اس کی نیلگوں وریدیں اب چاندنی میں نمایاں تھیں۔ اور اس بازو کی اونچائی پر کوئی چیز جھلملاتی تھی۔ لیڈی لسٹن کی انگلیاں اس چیز کے گرد لپٹ گئیں۔ اور اس کو نظروں سے چھپا دیا۔ ایک لمحہ کے عرصہ خفیف تک اس کا سارا بدن شدت جوش کے ساتھ کانپا۔ اور اس کے بعد سسکی سے ملتی ہوئی اطمینان کی آہ اس کے مرتعش ہونٹوں سے خارج ہوئی۔ اس نے اپنا ہاتھ ہٹا کر کوئی چیز جو اس میں تھی۔ اپنی ڈریسنگ گون کی جیب میں ڈال لی۔ اس کے بعد وہ بے جان سرد بازو پھر اسی بستر مرگ پر جھکے ہوئے پھولوں کے ڈھیر میں ٹک گیا۔ لیکن وہ چیز اب کہاں تھی، جو ایک لمحہ پیشتر اس پر موجود تھی؟

وہی کمرہ اور بستر تھا، وہی لاش، وہی بازو، مگر کوئی چیز اب اس سے غائب تھی، جو اس زمانہ میں موجود ہوا کرتی تھی، جب وہ بازو خون آلود شمشیر کو ہلا کر جانباز سپاہیوں کے پرّوں کو فتح کی منزل تک لے جاتا تھا۔ کوئی چیز جو اس زمانہ میں موجود تھی، جب وہ بازو پارلیمنٹ کے بھرے ہوئے اجلاس میں آتشیں تقریر کی امداد میں پُرزور اشارے کرتا تھا۔ کوئی چیز جو اس زمانہ میں بھی موجود تھی، جب شاہی ہاتھ اسکے ہاتھ سے مصافحہ کیا کرتا تھا۔

لیکن تب وہ بازو جاندار و ذی حیات تھا۔ حالانکہ اب تو وہ خاک سے بھی بدتر اور بے بس ...!"

۲

دفعتاً ایک اور آواز محو خواب مکان کے گہرے سکوت کو قطع کرتی سنائی دی!
آواز بے شک مدھم تھی، تاہم اس نے سن لی، اور اس کو سنتے ہی خون اس کی رگوں میں، اس کے سینہ اور دل میں تو دہ یخ کی طرح جم گیا۔ وہ مریض رعشہ کی طرح کانپی اور اس کے گھٹنے زور زور سے ہلنے لگے۔
برآمدہ میں کسی کے پاؤں کی چاپ قریب تر آتی جا رہی تھی۔
دروازہ کے پاس آ کر وہ ٹھہر گئی۔ اور اس کا دل بڑے زور سے دھک دھک کرنے لگا۔ وہ دیوار کا سہارا لینے کے لئے ایک طرف کو ہٹی۔ اس کے سر میں چکر آنے شروع ہوئے اور آنکھیں پھیلی ہوئی پتلیوں سے دروازہ کی طرف لگ گئیں!
بڑی آہستگی سے ہینڈل نے حرکت کی۔ اور ایک دراز قد صورت داخل ہوئی۔
ایک ثانیہ کے عرصہ میں دو صورتیں ایک مرد اور ایک عورت کی ایک مستقل اور چار دوسری رعشہ بر اندام اور لرزاں، ایک چہرہ شدت جوش سے سرخ، دوسری کا پیلا اور تشنجی، بالمقابل کھڑی تھیں۔ یہ بیٹے اور ماں ... لارڈ کلیفیون اور لیڈی السٹن کی صورتیں تھیں!

باب - ۱۱
رات کے اندھیرے میں

۱

لارڈ کلیفیون کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر پہلا احساس جو لیڈی السٹن کو ہوا، نقاہت، ضعف جانی، اور طاقت ضبط کے رخصت ہونے کا تھا۔ ایک لمحہ کے لئے ایسا

معلوم ہوا کہ اس کے حواس جواب دیتے جا رہے ہیں۔ اور اس کے بعد یہ خیال پیدا ہونے لگا، کہ ممکن ہے یہ سب ایک دہشت انگیز خواب ہو! یعنی ایک اس طرح کا خواب جو روح انسانی میں لرزہ پیدا کرنے کے باوجود واقعہ میں بے حقیقت اور بے بنیاد ہوتا ہے۔ اس خیال کے پیدا ہونے سے ایک عارضی تسکین اس کے دل کو ہونی شروع ہوئی، یقیناً یہ پھولدار لباس سے ڈھکا ہوا بستر، یہ سرد اور مضحک چاندنی، یہ لاش اور اس کا ڈھلکا ہوا برہنہ بازو، اور تاریکی سے نکلا ہوا اس کے بیٹے کا افسردہ، اداس اور استفہامی چہرہ، ضرور یہ کسی دردانگیز خواب کی بھیانک تفصیل تھی، لیکن... کاش ایسا ہوتا! کاش اس خیال کی تصدیق ممکن ہوتی کیونکہ دفعتاً لارڈ کلینیون کے ہونٹ کھلے اور اس کے تیز مضطربانہ الفاظ سکوتِ عظیم کو چیرتے ہوئے سنائی دئیے۔!

"ماں! تم کس لئے اس جگہ آئی ہو؟... اور یہاں کھڑی ہوئی کیا کر رہی ہو؟"

"میں... چاہتی تھی" محض اپنی طبیعت کو قرار دینے کے لئے... پھر ایک بار اس کی صورت دیکھنے کے لئے چلی آئی" اس نے رکتے ہوئے جواب دیا۔

بیٹے نے بستر کے بے ترتیب کپڑوں اور چادر سے نکلے ہوئے برہنہ بازو کی طرف اشارہ کیا، لیکن منہ سے کچھ نہ کہا، محض ان چیزوں کی طرف اشارہ کر کے استفہامی نظروں سے دیکھتے ہوئے اس نے زبانِ حال سے ایک سوال پوچھا۔ جو صدہا زبانی استفسارات کی نسبت کہیں زیادہ باعث تکلیف تھا۔

لیڈی اسپسٹن کے لئے کوئی چیز اس امتحان کے مقابلہ میں زیادہ سخت اور ہیبت ناک نہ ہو سکتی تھی۔ اس جگہ موت کے کمرہ میں اپنے بیٹے کے بالمقابل کھڑے ہو کر نگاہِ استفسار کا جواب دینے پر مجبور ہونا... یہ حالت ناقابل برداشت تھی!!

"میں... پھر کسی وقت پورا حال بیان کروں گی" اس نے رکتے ہوئے کہا" فی الحال مجھ سے کوئی سوال نہ پوچھو، میں کمزور ہوں، میرے دماغ میں چکر آ رہے ہیں۔"

یہ کہہ کر لیڈی السسٹن نے کانپتی ہوئی انگلیوں سے اپنے شوہر کی لاش کا برہنہ بازو ڈھک دیا۔ اور بستر کے شکن صاف کئے۔ اس کے بعد دہشت کے انداز سے ذرا سا پیچھے مڑ کر دیکھا، وہ اب بھی چپ چاپ اپنے بے رنگ پھیکے چہرہ پر آتا ہوا استقلال لئے اس انداز سے ٹھہرا تھا کہ اس کو اسے دیکھ کر اپنا دل سینہ کے اندر ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

"میں اس جگہ نہیں ٹھہر سکتی۔" اس نے پھر کہا: "مجھے واپس لے چلو۔ میں اپنے کمرہ میں جانا چاہتی ہوں!"

اس نے اپنا بازو آگے پھیلایا، اور یہ ضعف جانی سے اس پر جھک گئی۔ اسی حالت میں آہستگی سے چلتے وہ کمرہ کے اندھیرے سے گذر کر دروازہ تک گئے اور اس کے بعد مدھم روشنی کے برآمدہ میں نکل آئے۔ اس جگہ پہنچ کر کونٹس نے اطمینان کا سانس لیا۔ اور دبی ہوئی آواز سے کہنے لگی۔

"مجھ سے بڑی حماقت ہوئی کہ اس جگہ چلی آئی ہوں"

لارڈ کلیفیون نے جھک کر متجسس نظروں سے دیکھا، پھر کہنے لگا۔

"آپ کا آنا یقیناً بے مدعا نہ تھا!"

دہشت کی تھرتھری، خاتون کے بدن میں پیدا ہوئی۔

بے شک اس کی آمد بے مدعا نہ تھی، مگر اس مدعا کا اظہار اس کے سامنے ...! یا رحم خدا! وہ اس کے لئے آمادہ نہ ہو سکتی تھی۔ گو اس کے ساتھ یہ بھی اس کو اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ اس سے اس کا حال دریافت کئے بغیر چین نہ لے گا۔ گویا اس وقت دو متضاد طاقتوں کا مقابلہ تھا، جن میں سے ایک ساکن، ضابط اور قوی تھی، اور دوسری دہشت زدہ، کمزور اور سہمی ہوئی تھی!

اسی حالت میں وہ دونوں لیڈی السسٹن کے کمرے کے دروازے تک پہنچے۔ اس جگہ خاتون اس امید پر ٹھہر گئی کہ شاید وہ رخصت ہو جائے۔ لیکن وہ کھڑا رہا۔ وہ اس وقت

تک کھڑا رہا۔ حتیٰ کہ وہ اندر گئی۔ اس کے بعد اس نے بھی پیچھے جاکر دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ وہ تھک کر انداز نقاہت سے ایک کرسی پر گر گئی۔ اس نے اس کے سامنے کھڑا ہو کر کہنا شروع کیا۔

"ماں! صرف ایک سوال میں تم سے پوچھتا ہوں۔ اور وہ میرے خیال میں نہ سخت، نہ غیر واجب اور نہ تکلیف دہ ہے، یعنی کیوں تم آج اس کمرہ میں گئی تھیں، اور وہ کیا کام ہے جو تم نے اس جگہ رہ کر کیا؟ میرے خیال میں یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب دینے میں آپکو تامل نہ ہونا چاہئے۔ آخر کونسی بات ہے، جس کو ماں اپنے بیٹے سے چھپانا پسند کر سکتی ہے؟ یاد کیجئے۔ وہ جس کی موت اس قدر پُر اسرار حالات میں واقع ہوئی ہے میرا باپ تھا، اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کی موت کا راز تحقیق کئے بغیر کبھی چین نہ لوں گا۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے، اور میرے خیال میں یہی آپ کا ہونا چاہئے۔ پس جب ہمارا مقصد ایک ہے تو آپس کا پردہ کیوں ہو؟ کیوں کوئی بات ایکدوسرے سے چھپا کر رکھنے کی کوشش کی جائے؟"

وہ اتنا کہہ کر چپ ہو گیا، اور جواب کا انتظار کرنے لگا۔ مگر لیڈی اسسٹن کا جواب ایک خاموشی تھا۔

"میرے لئے" لارڈ کلینیون نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا۔" یہ ایک بالکل ہی نئی دریافت ہے کہ کوئی راز یا واقعہ پُر اسرار والد کی زندگی سے تعلق رکھتا تھا، تاہم ایک سے زیادہ باتیں اس خیال کی تصدیق کر رہی ہیں، ورنہ ان بڑھتے ہوئے اسرار کا مطلب اور کیا ہو سکتا ہے؟ نیسن کا فرار، آپ کی خاموشی اور راتوں کو تنہا اس مقام پر آنا... دیکھئے۔ میں بمنت التجا کرتا ہوں، اس سلسلہ میں جو بے حقیقت سے بے حقیقت چیز آپ کو معلوم ہو اس کے اظہار سے دریغ نہ فرمائیے۔ کیونکہ اس طرح قاتل کا سراغ ملنا ممکن ہے۔ یقیناً آپ اس بات کی خواہشمند نہیں ہیں کہ قاتل کو بچ کر نکل جانے کا موقعہ دیا جائے؟"

"برنارڈ!" اس کی ماں نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "بعض حالتوں میں درگذر انتقام سے

بہتر ہوتا ہے لیکن ہے اس حالت میں ایسا ہی ہو۔"

"کیا... ورگنڈر؟"

"یا خدا کے اپنے انصاف پر بھروسہ!"

"یہ بات ایک بار پہلے بھی تم نے کہی تھی۔" اس نے جواب دیا۔ "اور میں نے اس موقعہ پر جواب دیا تھا، کہ خدا کا انصاف سست ہے۔ میں اس کا انتظار نہیں کر سکتا۔ میرے جی کو تب تک چین نہ آئے گا جب تک میں اس راز کو پوری طرح حل نہ کرلوں۔"

خاتون نے صورت انکار سر ہلایا۔

"کیا اس صورت میں بھی، کہ شاید کوئی ایسا بھید اس معاملہ کی تہ میں ہو جسے دنیا سے محفوظ رکھنا ہی بہتر ہو؟" اس نے سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ کر پوچھا۔

"لیکن میں دنیا نہیں ہوں۔ اگر کوئی بات تم مجھ پر ظاہر کرتی ہو تو اس کا دنیا کی نظروں اور کانوں تک جانا ضروری نہیں، اس کے بیٹے کی حیثیت میں، اس کے خون ناحق کا بدلہ لینے والے کی حیثیت میں میرا ہر ایک بات سے واقف ہونا ضروری ہے۔"

عورت نے پرسکون نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس طرح کی واقفیت میری ہی ذات سے حاصل کیجائے۔" آخرکار اس نے کہا۔

بیٹے کے چہرہ پر آثار حیرت تیز ہوگئے۔

"کیا آپ سچے دل سے ایسا کہتی ہیں؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں!"

"آپ سچے دل سے کہتی ہیں، کہ خواہ وہ حالات جو آپ کو معلوم ہیں، قاتل کی حراست اور سزایابی کا ذریعہ ہی کیوں نہ ثابت ہوں، آپ اس معاملہ پر بالکل خاموش رہیں گی؟"

"ہاں برنارڈ! یہی میرے کہنے کا مطلب ہے۔" لیڈی اسٹن نے جواب دیا۔ "یقینو،

کرو۔ اگر تمہارے باپ کا قاتل اس وقت میری نظروں کے سامنے موجود ہو، اور اس کو گرفتار اور سزایاب کرانے کی طاقت مجھ کو حاصل ہو، تو میں بلا تامل اسے رخصت ہو جانے کی اجازت دے دوں۔ میں کبھی اس کو پکڑنے، اس کو ہاتھ لگانے تک کی جرأت نہ کروں۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ اگر تمہارے والد آج زندہ ہوتے، تو ان کی اپنی خواہش بھی یہی ہوتی۔"

لارڈ کلیبون کے ہونٹ غصہ اور مایوسی سے تھرتھرانے لگے۔

"اچھا، خیر اِس بحث کو چھوڑئیے۔" آخر کار اس نے بے صبری کا اشارہ کرکے کہا۔ "کم از کم اتنا تو آپ بیان کرسکتی ہیں کہ آج آدھی رات کے وقت آپ کا لاش کے کمرہ میں جانا کیا معنی رکھتا تھا؟"

"افسوس! میں اس کا جواب بھی نہیں دے سکتی۔"

بیٹے نے ماں کی طرف پیٹھ پھیر لی، اور دروازہ کی طرف بڑھا۔ لیڈی اسٹن کی آنکھوں نے اس جگہ تک اس کا پیچھا کیا۔ مگر اب ان میں حسرت اور اداسی کی رحم انگیز جھلک پائی جاتی تھی۔ وہ اس کا نہایت عزیز اکلوتا بیٹا تھا۔ اور وہ اس سے بہت محبت کرتی تھی، اس کو اس طرح غصہ کی حالت میں رخصت ہوتا دیکھ کر ماں کے دل کو ٹھیس لگی، اور اس نے وہیں سے کھڑے کھڑے اس کو آواز دی۔

"برنارڈ! کیا تم اپنی ماں کو سلام تک کئے بغیر جاتے ہو؟"

لارڈ کلیبون ایک ہاتھ دروازہ کے ہینڈل پہ رکھے ہوئے ٹھہر گیا۔ اور پیچھے مُڑ کر دیکھے بغیر سرد لہجہ میں کہنے لگا۔

"آداب عرض کرتا ہوں۔"

اور اس کے بعد ایک آخری الوداعی نظر اس بے جان باپ کے چہرہ پہ ڈالنے کیلئے پھر کمرۂ مرگ کی طرف چلا گیا۔ جس کو رخصتِ شب کے ساتھ ہمیشہ کے لئے صفحۂ موجودات سے

غائب ہو جاتا تھا۔

رُکے ہوئے آنسو دو چند شدت کے ساتھ لیڈی اسٹن کی آنکھوں سے بہنے لگے۔ اور اس نے سخت بےتابی کی حالت میں کمرہ کے اندر ٹہلنا شروع کر دیا۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ ٹھہر کر اپنی جلتی ہوئی پیشانی کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیتی، اور اس کے ساتھ ہی سوچتی تھی، کیا کبھی اس عالم میں عورت کو ایسی تکلیف، ایسی مصیبت، ایسی اذیت کا مقابلہ کرنا پڑا ہے جیسی اس کو درپیش تھی؟ شوہر کی موت کا صدمہ ہی کیا کم تھا کہ ایک ہیبتناک دہشت اس کے ساتھ ہر وقت اس کو لگی ہوئی تھی۔ آہستگی سے، لیکن پوری وضاحت کے ساتھ کمرۂ مرگ کا تازہ واقعہ حرکت کرتی ہوئی تصویر کی مانند اس کی نظروں کے سامنے پھر گیا۔ برنارڈ کا اس کو اس کمرہ میں کھڑے ہوئے دیکھنا اور اس سے وہ سوال دریافت کرنا جس کا جواب دینے کی وہ کبھی جرأت نہ کر سکتی تھی۔ افسوس! افسوس! یہ قدرت کی بے رحمی تھی، یہ تقدیر کا بے رحمانہ انتقام تھا!

اس کے بعد وہ غصہ کی حالت میں رخصت ہو گیا، اس قہر عظیم کی حالت میں جس کا اخفا اس کے اظہار سے ہزار گنا زیادہ خوفناک تھا، اسے اس پر ... اپنی ماں پر شبہ تھا۔ نہ معلوم کس چیز کا؟ حالانکہ وہ محض اس کی خاطر جد و جہد کرتی، اذیتیں سہتی اور تکلیفیں برداشت کر رہی تھی۔ اس کے لئے اور اس کے ساتھ اپنے لئے بھی۔ تاہم وہ اس کے روبرو اظہارِ حقیقت نہ کر سکتی۔ وہ اس کے روبرو ان وجوہ کو ظاہر نہ کر سکتی تھی، جو اس مصلحت کے مقتضی تھے، کہ قاتل خواہ کوئی ہو، اس کا بچ کر نکل جانا ہی بہتر ہے۔ اس سانحہ عظیم کا آپ محویت کے نیچے دب جانا ہی بہتر ہے ...!

۲

صبح ہوئی اور وہ لاتعداد آوازیں جو کسی خانہ بیدار سے تعلق رکھتی ہیں، بتدریج اس کے کانوں میں آنی شروع ہوئیں۔ اس وقت پہلی مرتبہ کونٹس آف اسٹن نے محسوس

کیا کہ رات آئی اور گذر گئی لیکن اسے سونے کا توذکر کیا، کمر سیدھی کرنے کا موقعہ بھی نہیں ملا۔ عنقریب اس کی خادمہ چائے لے کر آئے گی۔ اور جب اس کو معلوم ہوگا، کہ بستر جوں کا توں بچھا ہوا رکھا ہے، اور وہ رات کو ایک پل کے لئے اس پر نہیں لیٹی۔ تو شاگرد پیشے میں جاکر مختلف افواہیں پھیلانے لگے گی۔ حالانکہ سب سے بڑی ضرورت خاموشی سکون اور رازداری کی تھی۔

سخت اضمحلال کی حالت میں وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ کپڑے اتارے اور بستر پہ لیٹ گئی۔ نیند کی نہ اسے توقع تھی نہ آئی۔

کوئی آدھا گھنٹہ بعد جب اس کی فرانسیسی خادمہ میری چائے کا بیش قیمت سیٹ لئے دبے پاؤں داخل ہوئی۔ اور اس نے اپنی مالکن کو خلاف معمول پہلے سے بیدار پایا، تو اسے اس کی آنکھوں کے گرد پڑے ہوئے سیاہ حلقے اور چہرہ کی سفید رنگت دیکھ کر سخت تعجب ہوا، ایک رات رات کے اندر کتنی عظیم تبدیلی اس کی صورت میں پیدا ہوگئی تھی۔ سخت ضبط کے باوجود وہ اپنے پھیلے ہوئے ہاتھوں اور اٹھے ہوئے شانوں کے ذریعہ سے اظہار حیرت کئے بغیر نہ رہ سکی۔!

"آہ! شاید آپ بیمار ہیں!" اس نے ہمدردانہ لہجہ میں کہا۔ "میرا خیال ہے آپ رات بھر سو بھی نہیں سکیں"

بیگم نے اٹھ کر چائے کی پیالی لے لی، لیکن چپ رہی۔

میری نے سلسلہ تقریر جاری رکھا۔

"یوں تو آپ کی یہ لونڈی بھی ایک پل کو نہیں سو سکی۔ کیونکہ" اس نے سہمی ہوئی آواز سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس طرح کے حالات میں آنکھ لگنا ہی ناممکن تھا، کیا آپ نے کل رات کوئی غیر معمولی آواز سنی تھی؟"

لیڈی اسٹن نے چائے کی آدھی پیالی ختم کی تھی، باقی اسی طرح ہاتھ سے رکھ دی،

اور اپنے سر کو صورت انکار ہلایا۔ ضبط کی انتہائی کوشش کے باوجود اس کا ہاتھ اس زور سے کانپ رہا تھا، کہ برتن تھامے رہنا غیر ممکن تھا۔

"نہیں!" اس نے مری ہوئی آواز سے جواب دیا۔ "میں نے کوئی آواز نہیں سنی!"

'حالانکہ عجیب طرح کی پراسرار آوازیں رات کے پچھلے حصہ میں ہم سب کو سنائی دیتی تھیں" میری نے سہمی ہوئی آواز سے موڈوں اشارے کرتے ہوئے کہا: "بانو! اپنے بارہ میں تو میں سچ عرض کرتی ہوں، کہ ان آوازوں کو سن کر اتنی ڈری، کہ کپڑوں سے منہ ڈھک لیا۔ اور بڑی مشکل سے چیخ رد کی، آہ! کیا عرض کروں۔ کتنی ہیبت ناک رات تھی۔"

اور وہ اس طرح زور زور سے کانپنے لگی، گویا واقعات گذشتہ کی یاد ہی اس کے بدن میں تھرتھری پیدا کرنے کے لئے کافی تھی۔

لیڈی اسسٹن نے تکیہ کی طرف منہ پھیر کے آنکھیں بند کرلیں، اور کہا۔

"میری! ان پردوں کو اچھی طرح بند کردو۔ میں ذرا سی نیند حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہتی ہوں۔"

"بانو! ضرور ایسا کیجئے۔ آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے میری نے مسہری کے پردے اچھی طرح بند کردئے۔ جس کے بعد لیڈی اسسٹن دن کی عیب گوروشنی اور اپنی کنیز کی سیاہ استفہامی آنکھوں سے پورے طور پر چھپ گئی۔

پھر جب خادمہ کمرہ سے رخصت ہو رہی تھی تو بیگم نے پیچھے سے آواز دی۔ "میری! ایک منٹ ٹھہرو۔ میں یہ پوچھنا بھول گئی کہ وہ کس طرح کی آوازیں تھیں، جو رات کے وقت تم کو سنائی دیں، ایسا تو نہیں تھا، کہ چور گھر میں گھس آئے ہوں؟"

میری کو اس مضمون پر اظہار خیالات کا موقعہ ملنے سے خوشی ہوئی۔ لوٹ کر بستر کی طرف آتے ہوئے موثر آواز سے کہنے لگی۔

"بانو! وہ عجیب طرح کی دبی ہوئی آوازیں تھیں، اور ان کے ساتھ کسی کے پیروں

کی چاپ بھی سُنائی دیتی تھی، مگر آپ کو یہ سُن کر حیرت ہوگی، کہ آوازیں اس لمبے برآمدہ سے آتی تھیں، جو اس کمرہ کے باہر ہے جس میں ...ار... ہز لارڈ شپ پڑے ہیں، اس کے بعد ٹامس نے مکان کا ایک ایک کونہ تلاش کیا، لیکن نہ کوئی نشان کسی کے باہر سے آنے کا ملا۔ اور نہ کوئی چیز گم نظر آئی۔ ہم سب کا خیال تھا، کہ وہ آوازیں آپ نے بھی سُنی ہوں گی۔ ہر وقت آپ کے کمرہ سے گھنٹی کی آواز سُنائی دینے کا انتظار تھا..."

بستر کے پردوں کے پیچھے تھوڑی دیر سکوت رہا۔ اس کے بعد کونٹس کی آواز رُکتے ہوئے لہجہ میں سُنائی دی۔

"میری! تو بیوقوف ہے۔ اس طرح کی آوازیں جن کا تو ذکر کرتی ہے، محض تیرے خیالات کا نتیجہ ہوں گی، میں خود رات بھر جاگتی رہی۔ لیکن کسی قسم کا شور مجھ کو سُنائی نہیں دیا، کوئی وجہ ان آوازوں کی جن کا تو ذکر کرتی ہے، سمجھ میں نہیں آتی؟"

لیکن اس بیان سے میری کا اطمینان نہ ہوا۔ گو وہ اپنے خوشنما شانوں کو حرکت دینے اور چپ رہنے کے سوا اور کسی ذریعہ سے اعتراض نہ کر سکی۔ بیگم جو پردوں کے ایک سوراخ کی راہ سے دیکھ رہی تھی، سر کہ جبیں ہو کر بولی۔

"چاہتی ہوں، اس طرح کی دہشت ناک افواہیں میرے گھر میں بالکل نہ سُنی جائیں۔ اس لئے آج کے بعد اگر میں نے شاگرد پیشے میں کسی کو اس بارہ میں ذکر کرتے سُنا تو بغیر کوئی عذر سُنے اُسی وقت موقوف کر دوں گی۔!"

میری کے سیاہ ابرو کمان ہوئے۔ وہ بیگم کے اس حیرت انگیز رویّے سے متعجب تھی۔ لیکن ایک تربیت یافتہ خادمہ کی طرح اظہار خیالات کی جرأت نہ کر سکی، بات ٹالتے ہوئے کہنے لگی۔

"بانو! آپ کے حکم کی تعمیل کی جائے گی۔ فرمایئے، کس وقت ناشتے کے لئے بیدار کروں؟"

مگر بالو نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے خیالات ایک اور مضمون پر لگے ہوئے تھے۔ ایک افسوسناک، ناعاقبت اندیشی اس سے سرزد ہو چکی تھی، اور وہ اس کی تلافی کرنا چاہتی تھی۔

"میری!" اس نے دفعتاً آواز دی۔ "جھولنے والی کرسی پر ایک اخبار رکھا ہے، لادو۔"

میری نے تلاش کر کے عرض کیا، کہ وہ اس جگہ نہیں ہے۔

"تو پھر میری ڈریسنگ گون کی جیب میں ہوگا؟"

میری نے گون اٹھا کر جھاڑی۔ اس کی جیبوں کو بھی ڈھونڈا۔ لیکن وہ خالی تھیں۔

"حیرت ہے!" بیگم نے فکر آمیز لہجہ میں کہا: "دیکھو وہ میرے خیال میں کرسی کے پاس فرش زمین پر گر گیا ہوگا۔"

میری نے چوپاؤں کی طرح جھک جھک کر کمرے کے ہر ایک حصہ کو دیکھا۔ لیکن وہاں اخبار کی قسم سے ایک پرزہ کاغذ بھی نہیں تھا۔

"تو لاؤ۔ میری ڈریسنگ گون مجھے دے دو!" بالو نے ایک عجیب طرح کی ترش آواز سے حکم دیا۔

میری نے جو حیرت زدہ لیکن خاموش تھی۔ اس کی بھی تعمیل کی۔ اور اس کو یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ گون ہاتھ میں لیتے ہوئے کونٹس کی انگلیاں زور زور سے کانپ رہی تھیں۔ چند منٹ دونوں نے مل کر اس کی ایک ایک جیب کو کئی کئی بار تلاش کیا۔ لیکن بے سود۔ اخبار پراسرار طریق پر غائب ہو چکا تھا!

سب سے پہلے لیڈی اسسٹن نے اس سعی لاحاصل کو ترک کیا۔ اس کے بعد میری نے ایک آہ سرد کھینچ کر اس کی تقلید کی۔ رخصت ہونے سے پہلے وہ ایک لمحہ اپنی ٹوپی اور بالوں کو ٹھیک کرنے کے لئے آئینہ کے سامنے ٹھہر گئی۔ اور اس وقت اپنے چہرہ کی پشت پر

اس نے بیگم کی صورت کا عکس دیکھا۔ جو بھیانک اور زرد تھا۔

"بانو! ۔۔۔ آپ بیمار ہیں؟" اس نے جلدی سے پیچھے مڑ کر کہا۔

"میری! میں تھکی ہوئی اور کمزور ہوں" بیگم نے جواب دیا۔ "تم ذرا آ کے مجھے اچھی طرح لٹا دو۔"

میری نے پاس جا کر بیگم کو بہ آرام لٹا دیا۔ اور ایسا کرتے ہوئے نصیحت اور تسکین کے کلمات کا نہ ختم ہونے والا دریا بہاتی رہی: "آپ نے بہت تکلیفیں جھیلی ہیں۔ مگر اب اپنی صحت کا خیال رکھئے۔ ایک ذرا سے اخبار کے لئے ناحق اتنی دردسری! آپ کو تاریخ یاد ہوگی، حکم دیجئے۔ ابھی ٹامس کو بھیج کر دوسرا منگوا دوں گی۔ فرمایئے کس تاریخ کا پرچہ ہے؟"

مگر بیگم نے اس سیدھے سے سوال کا جواب دینے کی بجائے ایک اور حکم صادر کر دیا۔

"دیکھو، تم جا کے ٹامس کو برنارڈ کے کمرہ میں بھیج دو۔ وہ ان سے کہدے، کہ میں ایک منٹ کے لئے ان سے ملنا چاہتی ہوں، سمجھیں؟"

میری نے بستر سے دو قدم ہٹ کر غصّہ کے انداز سے سر کو حرکت دی، کس نکمّی بات کے لئے بانو اس قدر الجھن پیدا کر رہی تھیں، ایک بے حقیقت کھوئے ہوئے اخبار کے لئے لارڈ کلینیون کو اتنا سویرے تکلیف دینا۔۔۔ بیگم کی ضد مضحکہ خیز تھی!

۳

نوکروں کے کمرہ میں جا کر میری نے بیگم کا پیغام بے ضرورت تحکمانہ لہجہ میں ٹامس کو پہنچایا۔ مگر اس نے تعمیل ارشاد کے بدلے صورت انکار سر ہلا دیا۔

"کیوں؟ نہیں کس لئے؟" میری نے جھلا کر پوچھا۔

"میری جان اس لئے کہ لارڈ کلینیون باہر تشریف لے گئے ہیں!" اس نے لاپروائی سے جواب دیا۔

میری نے ایک پیر غصّہ میں بھر کر فرش زمین پر مارا۔

"بکواس کرتے ہو! اس وقت، اتنے سویرے کیا کرنے باہر گئے ہوں گے؟"

"دراصل تم آپ اتنے کاہل ہو کہ اپنی جگہ سے حرکت کرنا نہیں چاہتے۔"

ٹامس نے خفا ہونے کی بجائے دانت نکال لئے اور ناشتہ کی میز پر بیٹھتے ہوئے کہنے لگا۔

"جانی! جو تیرے جی میں آئے کہتی چل، میں تیری گالیاں سُن کے خوش ہوتا ہوں!"

میری نے انداز حقارت سے سر کو ایک طرف اونچا کیا۔ پھر قہر آلود آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"کیا جاؤ گے یا اسی طرح بیٹھے ہوئے باتیں بناؤ گے؟ یاد رکھو، میں نہیں کہتی، بیگم صاحبہ کا اپنا حکم ہے۔ جو تم کو دے رہی ہوں، کیا نہیں مانو گے؟"

"نہ۔ پیاری بالکل نہیں" ٹامس نے ایک ٹانگ دوسری پر رکھ کر اطمینان کے ساتھ قہوہ پیتے ہوئے جواب دیا۔

"کیوں؟"

"اس لئے کہ نہیں جانتا وہ اس وقت کہاں ہیں۔"

"مگر میں تم سے کہتی ہوں، وہ اپنے کمرہ میں ہیں۔ وہ مجھ سے پہلے کبھی نہیں اٹھتے۔"

"خیر، تو آج وہ اُٹھ کر چلے گئے۔" ٹامس نے فیصلہ کن لہجہ میں جواب دیا "اور میں اس بارہ میں اس لئے بہتر واقفیت رکھتا ہوں، کہ میں نے خود اُن کے لئے دروازہ کھولا تھا۔"

"کیا اتنا سویرے باہر چلے گئے؟ لیکن اگر ایسا تھا، تو بے وقوف کیوں نہ تو نے پہلے ہی ایسا کہہ دیا؟"

پھر ایک بار فرش زمین پر پیر مار کر وہ تیز چلتی کمرہ سے رخصت ہو گئی۔ ٹامس اپنی کرسی کی پشت پر جھک کر تعریفی نظروں سے اس کی غائب ہوتی ہوئی صورت کی طرف

دیکھنے لگا۔

"میرے خدا! عورت ہے یا پرکالۂ آتش!" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا: "لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ بیگم صاحبہ کو علی الصبح لارڈ کلینیون سے ملنے کی کیا ضرورت پڑ گئی؟ حالات عجیب سے عجیب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ پہلے رات کی پُراسرار آوازیں، اس کے بعد لارڈ کلینیون کی رخصت اور اب بیگم صاحبہ کا شوقِ ملاقات! خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس معاملہ کی تہہ میں کیا کیا راز پوشیدہ ہیں!"

اپنے کمرہ میں بستر کے پردوں میں چھپی ہوئی کونٹس آف السٹن نے جب میری کی زبانی لارڈ کلینیون کے علی الصبح گھر سے رخصت ہونے کا واقعہ سُنا، تو ایک دبی ہوئی مدھم چیخ اس کے منہ سے بے اختیار نکل گئی۔ اور اس کے ہونٹ اگر ممکن سمجھا جا سکے، تو پہلے سے بھی زیادہ پیلے پڑ گئے!

"آہ! ضرور اس نے اس کو دیکھ لیا۔!" اس نے کراہتے ہوئے کہا: "لیکن اگر ایسا ہو تو اے رحم خدا! اگر ایسا ہو....!"

باب ۔ ۱۲

غریب کا جنازہ

۱

دو آدمی، دو نوجوان، لیکن شکل و صورت میں مختلف، لندن کے بدترین حصّہ کے بدترین بازاروں اور گلیوں کی راہ سے پیدل چلے جاتے تھے۔ موسم فرحت خیز اور تابناک تھا، اور شہر کے دور افتادہ مغربی حصّوں میں بازار پکاڈلی اور ہائیڈ پارک کی سمت میں موسم کے خوشگوار اثرات کشادہ بازاروں سے گذرتی ہوئی خلقت کے متبسم

چہروں اور ہلکی خوش رنگ پوشاکوں میں نمایاں تھے، لیکن اس جگہ... مشرق کے بدنما بے رونق حصہ میں سورج کی رقص کرتی ہوئی کرنیں بھی تنگ کوچوں اور ناصاف گلیوں کی تاریکی اور کثافت کو بمشکل زائل کر سکتی تھیں، فی الحقیقت اس حصہ شہر کے بعض مقامات ایسے تھے۔ جہاں دھوپ کے راحت افزا اثرات کی رسائی ہی ناممکن تھی، اور جہاں وہ اگر جد و جہد کر کے داخل بھی ہوتی، تو ان ہیبت خیز نظاروں کو مضحکہ عریانی میں پیش کرنے کے سوا کچھ نہ کر سکتی تھی، جن کا دھندلا اور تاریکی میں چھپا رہنا ہی بہتر تھا، مثلاً طبقہ ادنےٰ کے بیکار، ذلیل مردوں کے گناہ آلود چہرے، قعر مذلت میں گری ہوئی سنگدل سخت چہرہ عورتوں کی صورتیں جن سے شباب کی دلچسپیاں اور نسوانیت کی دلفریبیاں ہمیشہ کو رخصت ہو چکی تھیں۔ تباہ حال بدصورت بچوں کی شکلیں جن کے چہرے بڈھوں کی طرح بے رنگ اور آنکھیں خوردسالی کی چمک سے محروم تھیں؛

۳

نوجوانوں میں سے ایک کے لئے یہ ساری باتیں نئی تھیں، مگر اس کے ساتھی کیلئے جانی اور پہچانی ہوئی، یہی وجہ تھی کہ ایک کے چہرہ پر نفرت و استکراہ کے آثار تھے۔ گویا وہ ان نظاروں کی دید سے بچنا اور محفوظ رہنا چاہتا تھا، لیکن دوسرے کو ان کی بالکل پروا نہ تھی۔ وہ بڑے آرام و اطمینان کے ساتھ چل رہا تھا۔ اور اس کی نگاہ ان رنج آمیز نظاروں سے دور رہنے کے عوض انداز تجسس سے ان کو دیکھتی اور ان کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کرتی تھی۔ یا وہ ان لوگوں کی شکلیں دیکھنے کے لئے ٹھہر جاتا۔ جو چھوٹی جماعتوں کی صورت میں گلیوں کے سروں پر یا شراب خانوں کے آس پاس جمع تھے۔ حالانکہ اس کا ساتھی ان تفصیلات کو نظر انداز کر کے اپنی ہی دھن میں مست چلا جاتا تھا۔ ان میں سے ایک لارڈ کلیفیون اور دوسرا اس کا دوست سیٹفن تھامپٹن اخبار نویس تھا۔ اور وہ دونوں اس وقت وائٹ چیپل کے ایک سرے سے دوسرے کی طرف

جا رہے تھے۔

"کیا وہ جگہ اسی طرح کے گندے نواحات میں واقع ہے؟" آخر کار لارڈ کلینیون نے کانپتے ہوئے پوچھا۔

"نہ خیر وہ کچھ ایسی بُری جگہ تو نہیں ہے۔" اس کے ساتھی نے جواب دیا۔ "کیونکہ ہاؤن سٹریٹ ان اطراف کی آخری حد پر واقع ہے۔ تاہم آپ کو شاید معلوم نہ ہو۔ بہر حال لندن میں اس سے بھی بد تر مقامات موجود ہیں۔"

"کم از کم میں ان حالات کو دیکھے بغیر آپ کے بیان کو ممکن تسلیم نہ کر سکتا۔"

تلخ تبسم کے آثار تھارنٹن کے ہونٹوں پر نمودار ہوئے۔

"اس لئے کہ آپ جس طبقہ میں پیدا ہوئے، وہ اپنی ہی غرض سے واسطہ رکھنا جانتا ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "آپ خاندانی امیر ہیں، اور امیروں کو غریبوں کی مشکلات کی کوئی پرواہ نہیں۔ میری اپنی رائے تو یہ ہے کہ اگر اس زندگی کے بعد واقعی انسان جنت اور دوزخ میں جاتا ہے، تو امراء جتنے بھی ہیں، سب دوزخ میں جائیں گے۔"

لارڈ کلینیون نے لاپروائی سے شانوں کو حرکت دی، تھارنٹن اس کا بہت پرانا بے تکلف دوست تھا، اور وہ اس کی زبانی بارہا اس طرح کی باتیں سُن چکا تھا۔

"یہ میرے خیال میں آزاد خیالی کی انتہا ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کچھ کہہ لیجئے۔ ریڈیکل، کیمونسٹ، سوشلسٹ، نہلسٹ سبھی کچھ ہوں۔"

"لیکن شکر ہے خاندانی امیر نہیں ہو۔" لارڈ کلینیون نے ہنستے ہوئے کہا۔

"واقعی خدا کا شکر ہے کہ میں خاندانی امیر نہیں ہوں۔ کیونکہ میں دنیا کا بدترین انسان بننا منظور کر سکتا ہوں۔ لیکن امیر ابن امیر۔۔۔ کبھی نہیں!"

"چلو اس ذکر کو جانے دو۔"

"بہتر ہے، میں اس پر زور نہیں دیتا، تاہم اگر کبھی آپ رات کے وقت اس

جگہ کے نظارے دیکھیں، تو معلوم ہو کہ لندن کے مشرقی اور مغربی حصّوں میں کتنا بعدِ عظیم ہے۔ فی الحال اس جگہ کے رہنے والے پڑے سوتے ہیں، لیکن اگر آپ آدھی رات کے وقت آئیں تو پھر دیکھیں،۔۔۔۔ لیجیے ہم براؤن سٹریٹ میں آپہنچے رائزنگ سن کا شراب خانہ سڑک کے دوسری جانب دو سو گز کے فاصلہ پر ہے!"

۳

وہ بازار کے سرے پر پہنچ کر ٹھہر گئے۔ اور لارڈ کلینیون نے ایک گھومتی ہوئی نظر چاروں طرف ڈالی۔ وہ سڑک جو اُن کی نظروں کے سامنے واقع تھی، نسبتاً کشادہ اور اس کے مکانات بھی ان اطراف کے باقی مکانات کے مقابلہ میں بہتر تھے۔ اس کے باوجود وہ ایک نہایت ردی مقام تھا۔ چھوٹے کم حیثیت مکان دھوئیں سے کالے اور ٹوٹی ہوئی باڑ کی پشت پر بنے ہوئے، باغ کی قسم سے صرف چند سوکھے کھرطنک پودے یا جھنکاڑ جن کے سامنے دکھائی دیتے تھے۔ سڑک پر جا بجا کوڑے کرکٹ اور گلی ہوئی سبزی کے انبار تھے۔

اسی جگہ تھوڑی دور آگے ایک ادنیٰ قسم کی جنازہ اُٹھانے کی گاڑی کھڑی تھی۔ تھارنٹن نے اسے دیکھا اور ٹھہر گیا۔

"افسوس ہم بعد از وقت آئے۔" اس نے پیشانی پر بل ڈال کر کہا "جس جگہ یہ گاڑی کھڑی ہے، اس کو رائزنگ سن کا شراب خانہ کہتے ہیں، میرے خیال میں وہ لوگ آج ہی لاش کو دفن کر دینا چاہتے ہیں۔"

لارڈ کلینیون نے اس مقام کی طرف دیکھا، وہ نوجوان تھا، اور ناکامی کا لفظ بہت کم اس کے سننے میں آیا تھا۔ وہ جب گھر سے چلا، تو اس بات کا فیصلہ کر چکا تھا، کہ ضرور اس عورت کی صورت دیکھ کر واپس آؤں گا، حالانکہ اب۔۔۔۔

اس کے ساتھی نے جس کا خیال تھا کہ یہ ساری دوڑ دھوپ لاحاصل ہے۔ شانوں

کو حرکت دی اور کہنے لگا۔

"میرے خیال میں آپکو یہ صدمہ فلسفیانہ انداز سے برداشت کرنا چاہئے۔ لیکن... کیا بات ہے۔ میرا خیال تھا اس کا جنازہ سرکاری خرچ پر اُٹھے گا۔ کیونکہ وہ ایک گمنام غریب عورت تھی، جس کے نہ کوئی دوست تھے، نہ رشتہ دار، اور نہ جس کے پاس میرے خیال میں روپیہ ہی موجود تھا۔ پھر یہ سارا اہتمام کس کی طرف سے ہوا ہوگا؟"

کیوں نہ اسکے متعلق کسی سے دریافت کر لیا جائے؟" لارڈ کلینیون نے مشورہ دیا۔

تھارنٹن نے ایک ہاتھ اس کے بازو پر رکھ کر روکا۔ پھر کہا۔

"ایک لمحہ ٹھہریئے۔ وہ لوگ اسی طرف کو آرہے ہیں پہلے دیکھ لینے دیجئے۔ اس کے بعد اگر ضرورت ہوئی، تو دریافت کر لیں گے۔"

دونوں پیدل چلنے کی پٹڑی پر کھڑے ہو گئے۔ کوئی پانچ منٹ بعد متوفی عورت کا تابوت گاڑی پر لادا گیا۔ اور ایک چھوٹا سا ماتمی جلوس روانہ ہوا۔

دفعتاً تھارنٹن کہنے لگا "آپ ذرا سی دیر کے لئے اس گلی کے اندر چلے جائیے۔ میں نہیں چاہتا، کوئی آپ کو اس جگہ کھڑا ہوا دیکھے۔ میری حالت جُدا ہے۔ اس کے علاوہ میں اس جگہ ٹھہر کر حالات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

لارڈ کلینیون پر شوقِ استعجاب غالب تھا۔ اس لئے اس نے رخصت ہونے میں تامل کیا۔ مگر اس کے بعد کچھ سوچ کر گلی کی طرف چلا گیا۔

۴

وہ اس گلی کے اندر بمشکل دس بارہ گز گیا ہوگا، کہ اس کو ماتمی جلوس کے گذرنے کی آوازیں سُنائی دیں۔ اور اس وقت دفعتاً بغیر کسی ارادہ کے اس نے جلدی سے پیچھے مُڑ کر دیکھا۔

شروع میں اس کا ارادہ نہ پیچھے مُڑنے اور نہ جلوس دیکھنے کا تھا۔ مگر ایک

فوری کوشش نے اس کو ایسا کرنے پر مجبور کر دیا!

تھارنٹن اپنی جگہ سے دو قدم آگے بڑھ کر سڑک کے درمیانی حصہ میں کھڑا تھا۔ گویا وہ اس کو عبور کرنا چاہتا تھا۔ اور جنازہ کو دیکھ کر ٹھہر گیا۔ مگر لارڈ کلینیون کی نظر اس کی طرف نہیں گئی وہ کوئی اور ہی چیز تھی، جس نے اس کی سرسری نگاہ کو حیرت، سراسیمگی اور بدحواسی کی جمی ہوئی نظروں میں تبدیل کر دیا۔ کیونکہ جس مقام پر وہ کھڑا تھا، وہاں سے وہ ان دو شخصوں کے چہروں کو جو پہلو بہ پہلو ماتمی گاڑی کے اندر بیٹھے تھے، اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔ ان میں سے ایک سمت قریب میں، اس خوبصورت عورت کا دلکش، سلونا چہرہ تھا جسے اس نے لندن میں واپسی کے روز غش کرنے کے بعد ہوش میں آ کر پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ اور دوسرا اس کے باپ یعنی اس مرد پُر اسرار کا جو اس کی واپسی کے سفر میں ڈوور سے لندن تک اس کے ساتھ ریل کے اسی ڈبہ میں سوار تھا!

باب ۱۳

تھارنٹن میدانِ عمل میں

۱

جنازہ نکل گیا۔ جلوس ختم ہوا۔ مگر اس کے باوجود لارڈ کلینیون بڑی دیر تک تصویر حیرت بنا ہوا اسی مقام پر کھڑا رہا۔ اس کے بعد بڑی آہستگی سے پیچھے مڑ کر وہ اس جگہ کی طرف گیا۔ جہاں تھارنٹن اس کی واپسی کا منتظر تھا۔

"اس جنازہ کا معمہ اب تک میری سمجھ میں نہیں آیا" آخر الذکر نے کہا "یہ بیان کیا جاتا تھا کہ وہ عورت بے زر، بے شناخت اور بے مددگار ہے۔ اس کے باوجود کوئی

شخص ضرور ہے جو اس کو اپنے خرچ پر دفن کر رہا ہے۔ اور وہ کوئی ایسا آدمی ہے جسے روپیہ کی بہت زیادہ پرواہ نہیں۔ کیونکہ گو ماتمی گاڑی صرف ایک تھی، تاہم ... اہتمام غیر معمولی تھا۔ یعنی جس طرح لندن کے اس حصّہ میں جنازے نکلا کرتے ہیں، ان سے مختلف، پھر اس کے علاوہ ایک خوش پوش جوان عورت بھی جنازہ کے ساتھ تھی۔ سخت حیران ہوں کہ اس میں کیا بھید ہے!"

"میرے خیال میں اس کا بہترین حل وہیں چل کے معلوم ہو سکے گا۔ جہاں سے جنازہ چلا تھا۔" لارڈ کلینیون نے مشورہ دیا۔ "یعنی شراب خانہ سے۔"

"میری اپنی تجویز یہی تھی، اور میں اسے آپ کے روبرو پیش کرنا ہی چاہتا تھا۔" تھارنٹن نے کہا۔ "لیکن آپ میرے ساتھ نہ جائیے۔" اس نے لارڈ کلینیون کو ساتھ جانے کے لئے پیچھے مڑتا دیکھ کر جلدی سے کہا۔

"کیوں؟"

"اس لئے کہ اگر کسی نے آپ کو دیکھ کر پہچان لیا، تو ہر شخص کے منہ پر یہ سوال ہوگا کہ کس لئے ارل آف اسٹن کا اکلوتا بیٹا شہر کے اس حصّہ میں ایک گمنام مقتول عورت کے بارہ میں تحقیقات کرتا پھر رہا تھا.... آپ سمجھے؟ اس کے علاوہ مجھ کو یہ کہنے کے لئے معاف کیجیئے۔ آپ اس کام کے اہل بھی نہیں ہیں۔ آپ کے ساتھ رہ کر میں کتنی ہی کوشش کروں، اس سوال کے بارہ کوئی معلومات حاصل نہ کر سکوں گا۔"

لارڈ کلینیون ایک مستعد نوجوان تھا۔ اور اسے کام کر کے خوشی حاصل ہوتی تھی، وہ اس تحقیقات سے بآسانی دستبردار ہونا نہ چاہتا تھا۔

"میری خواہش آپ کے ساتھ جانے کی تھی۔" اس نے اعتراضاً کہا۔ "سمجھ میں نہیں آتا کہ میری موجودگی سے کیا نقص پیدا ہو جائے گا۔"

"معاف کیجئے۔ میرا خیال آپ سے مختلف ہے۔" تھارنٹن نے جواب دیا۔ "میری تحقیقات

اسی صورت میں فائدہ مند ہو سکتی ہے، کہ آپ مجھے تنہا کام کرنے دیں۔ میری رائے میں بہترین صورت یہ ہے کہ آپ گھر جا کے آرام کریں، میں رات کے وقت آپ سے مل کر جو حالات معلوم ہوں گے، بیان کر دوں گا۔"

لارڈ کلینیون نے شانوں کو حرکت دی۔ پھر کہا۔

"بہت اچھا، اگر آپ مجبور کرتے ہیں تو میں بے بس ہوں۔ گو میری سمجھ میں نہیں آتا، کہ شہر کے اس دور افتادہ حصہ میں ایسا کون آدمی ہے، جو مجھ کو پہچان سکے۔ تاہم...."

"دراصل آپ میرا مطلب نہیں سمجھے!" تھارنٹن نے قطع کلام کر کے کہا۔ "آپ اس حقیقت کو نظرانداز کر رہے ہیں کہ سکاٹ لینڈ یارڈ کو اس واقعہ سے دلچسپی ہے۔ اور میں آپ سے شرط بدنے کو تیار ہوں کہ زیادہ نہیں تو ایک جاسوس ضرور ہی کسی سُراغ کی تلاش میں شراب خانہ کے گرد منڈلاتا پھر رہا ہو گا۔ پھر جب آپ وہاں گئے۔ اور مقتول عورت کے بارہ میں تحقیقات کی تو کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ آپ کی ذات اس جاسوس کی نظروں سے محفوظ رہ سکے گی؟ میری حالت آپ سے مختلف ہے۔ میں چونکہ اخبار کا رپورٹر ہوں، اس لئے میری موجودگی سرسری اور رسمی سمجھی جا سکتی ہے لیکن آپ...."

"بہت اچھا، جس طرح آپ پسند کریں۔" لارڈ کلینیون نے مجبور ہو کر کہا۔ "میں جاتا ہوں مگر اپنا وعدہ بھول نہ جائیے۔ اور آج رات مکان پر آ کر جس قدر حالات معلوم ہو سکیں، ضرور بیان کیجئے!"

تھارنٹن نے سر کے اشارہ سے ہاں کہی۔ جس کے بعد لارڈ کلینیون رخصت ہو گیا۔

۲

اس کے چلے جانے کے بعد نوجوان رپورٹر سڑک کو عبور کر کے شراب خانہ رائزنگ سن کے دروازہ میں داخل ہوا۔ جیسا اس کو امید تھی، بہت سے آدمی شراب فروخت کرنے کی میز کے گرد کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ اور ان کے علاوہ کچھ اور دیواروں کے ساتھ لگی ہوئی بنچوں

پر بیٹھے تھے۔ بہ حیثیت مجموعی وہ ایک عجیب طرح کا مجمع تھا جس کو دیکھ کر ہر ایسے آدمی کے بدن میں جو پہلی مرتبہ اس مقام پر گیا ہو، لرزہ پیدا ہو جانا قدرتی تھا۔ مگر تھارنٹن پر اس نظارہ کا بہت کم اثر ہوا۔ اس نے ایک گھومتی ہوئی نظر چاروں طرف ڈالی، اس کے بعد برانڈی کا گلاس لے کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ اور ایک عادی شراب نوش کی طرح اطمینان کے ساتھ اسے پینے لگا۔ اس وقت جب وہ گلاس سامنے رکھے نیم باز آنکھوں سے اونگھنے کا بہانہ کر رہا تھا۔ تو کوئی شخص اس کی ظاہری حالت دیکھ کر اس بات کا اندازہ نہ کر سکتا تھا، کہ وہ اپنے تیز حواس اور تیز تر توجہ کے ساتھ ہر ایک سوال و جواب کو جس کا سلسلہ شرابخانہ کے بے فکروں میں جاری تھا، بڑے غور کے ساتھ سُن رہا ہے!

اور جو کچھ اس نے اس طریقہ پر سُنا، وہ اس کے شوقِ تجسس کو تیز کرنے والا تھا، شروع میں جب اس نے اس واقعہ قتل کا حال پڑھا، تو اسے سرسری سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا۔ اس وقت اس کا خیال تھا، کہ کوئی خصوصیت اس واقعہ میں نہیں ہے، اور وہ شاید جلدی ہی اس کو بھول جاتا۔ اگر اس کا دوست لارڈ کلینیون اس معاملہ میں مدد کی درخواست لے کر اس کے پاس نہ جاتا۔ واقعہ یہ ہے کہ بہت مدت پیشتر ان دونوں نے ایک ہی اسکول میں تعلیم پائی تھی۔ اور بعض اتفاقات سے ایک ایسی کلب کے ممبر ہو گئے تھے۔ جس کے غیر محررہ قواعد میں ایک یہ بھی تھا، کہ ممبر ایک دوسرے کی امداد میں جہاں تک ان سے ممکن ہو حصہ لیں۔ سٹیفن تھارنٹن اپنی آزادانہ اخباری تحریروں کے لئے مشہور تھا۔ مگر اس سے بھی زیادہ شہرت اسے مہمی واقعات کے شوق اور جاسوسی کی مہارت رکھنے سے حاصل ہوئی تھی۔ بس لارڈ کلینیون اپنے باپ کی رسم تکفین سے فارغ ہو کر سیدھا اس کے پاس گیا۔ اور مختصر لفظوں میں اس قدر حال جو قابل ذکر تھا، بیان کر دیا۔

حالات یہ تھے کہ ایک ہی رات کو چند گھنٹوں کے فرق سے قتل کی دو وارداتیں لندن کے دو مختلف حصوں میں ہوئی تھیں، ایک اس کے باپ کی، دوسری ایک بے نام عورت

کی جو لندن کے دوسرے فتادہ حصہ میں رہا کرتی تھی، کسی نامعلوم وجہ سے یہ خیال پختگی کے ساتھ اس کے ذہن نشین ہو گیا تھا، کہ ان دونوں وارداتوں میں کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے۔ اور اب اس کا مدعا اس تعلق کو تحقیق کرنا تھا۔ اس کے لئے بہترین صورت یہ ہوتی کہ وہ براہ راست سکاٹ لینڈ یارڈ کے دفتر میں چلا جاتا۔ مگر اس میں ایک دقت تھی، یعنی وہ لوگ اس سے تفصیلی حالات کا مطالبہ کرتے، حالانکہ وہ ان کو ظاہر کرنا نہ چاہتا تھا۔ پس وہ اپنے دوست تھارنٹن کی امداد طلب کرنے گیا۔ مگر پورے حالات اس نے اس کے روبرو بھی ظاہر کرنے سے انکار کر دیا۔

تھارنٹن نے جیسا کہ امید تھی، اس کی امداد کا وعدہ کر لیا تھا۔ گو اپنے دل میں اس کا شروع سے یہ خیال تھا، کہ ان وارداتوں کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق ممکن نہیں ہو سکتا۔ اس کے باوجود ایک ماہر فن جاسوس کی طرح نہ اس نے کسی طرح کے غیر ضروری سوالات پوچھے، نہ پیش از وقت کسی رائے کا اظہار کیا۔

مگر اب جس وقت وہ شرابخانہ رائزنگ سن کے کمرہ میں بیٹھا دکھاوے کے لئے برانڈی پی رہا تھا، تو اس کے خیالات رفتہ رفتہ تبدیل ہونے شروع ہوئے۔ اسے اس واقعہ سے دلچسپی ہونے لگی۔ بعض نئے پہلو اس قسم کے ظاہر ہونے شروع ہوئے جن سے وہ پیشتر لاعلم تھا۔ اور اب اس کو معلوم ہوا کہ بیشتر نتیجے جن پر وہ قبل ازیں پہنچا تھا۔ غلط تھے، اس خیال کو پیش نظر رکھ کر اس نے معاملہ کو نئے سرے سے سلجھانے کی کوشش کی۔ اور اس مطلب کے لئے اپنے ذہن کو سابق کے سارے حالات سے خالی کر دیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ان کی موجودگی میں کوئی نئی دریافت فائدہ مند نہ ہو سکے گی۔

یہ نئی باتیں تھیں، جو اس کو معلوم ہوئیں، ایک تو وہ عورت باوجود اپنی ظاہری حالت یعنی نکبت و افلاس کے عزت دار تھی۔ اور اس کو اس نے دم آخر تک برقرار رکھا دوسرے کبھی کسی نے اس کو کسی مرد سے گفتگو کرتے نہ دیکھا تھا، فی الحقیقت اگر کسی موقعہ

یہ دوران گفتگو میں مردوں کا ذکر آجاتا، تو وہ ان کے متعلق بڑی نفرت اور حقارت ظاہر کیا کرتی تھی۔ اس کے باوجود سانحہ کی رات کو تین مرد یکے بعد دیگرے اس سے ملنے کے لئے آئے۔ یہ اپنی قسم کا پہلا اور آخری واقعہ تھا اور ان ہی تین مردوں میں سے کسی ایک نے اس کو ہلاک کیا۔ تیسری قابل ذکر دریافت جو تھارنٹن نے اس جگہ بیٹھ کر کی، یہ تھی، کہ وہ تینوں مرد ان اطراف میں بالکل اجنبی تھے، اور گھر والی کے بیان کے مطابق ان میں سے دو نہایت شریف آدمی تھے۔

اس دوران میں گفتگو کا رُخ مقتولہ کی شکل وصورت اور سابقہ حالات کی طرف پھر گیا تھا۔ اور اس وقت تھارنٹن نے دیکھا کہ پہلے سوال کے بارہ میں حاضرین کا ایک دوسرے سے اختلاف رائے تھا۔ یعنی مرد کچھ اور کہتے تھے اور عورتیں کچھ اور۔ مگر اس کی خوبصورتی کے سوال سے قطع نظر اس ایک معاملہ پر ان سب کا اتفاق تھا، کہ وہ عورت اس طبقہ ' ادنیٰ ' سے تعلق نہ رکھتی تھی۔ جو شہر کے ان حصوں سے مخصوص تھا۔ وہ بے شک غریبوں میں رہتی اور غریبی ہی کی زندگی بسر کرتی تھی۔ تاہم وہ ان سے علیحدہ تھی۔ اس کے ہاتھ پیر نازک تھے۔ اس کی چال ڈھال اور انداز علیحدہ تھے، اس کی گفتگو کا طریق بھی جُدا تھا، وہ لوگ اس کی باتوں کو اچھی طرح سمجھ نہ پاتے تھے، تو بھی اس کے لہجہ میں کوئی ایسی خصوصیت تھی، جس کی بنا پر وہ جانتے تھے کہ وہ عورت کوئی خاندانی خاتون ہے۔ اور جب تک وہ زندہ رہی۔ وہ اپنے دلوں میں اس خوبی کی وجہ سے اس سے نفرت بھی کرتے رہے!

اتنے میں ایک اور آدمی نے باہر سے آکر ایک نیا ذکر چھیڑ دیا۔ جو تھارنٹن کی رائے میں خاص اہمیت رکھتا تھا۔ یعنی وہ آدمی کون تھا، جس نے مقتولہ کے جنازہ کا اہتمام کیا؟ اس نے تو مفلسی میں جان دی تھی۔ پھر اس کے بعد ان اخراجات کو کس نے ادا کیا اور کیوں؟

حاضرین میں سے بہتوں نے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ وہ ایک ایسا آدمی تھا، جو کارونر کی تحقیقات کے موقعہ پر لاش کو شناخت کرنے آیا تھا۔ اور جس نے بیان کیا تھا کہ ایک بار وہ عورت انگلستان کے باہر کسی مقام پر اس سے ملی تھی۔ وہ اس کے نام اور باقی حالات سے ناواقف تھا۔ اس کے باوجود محض اس شناسائی کی بنا پر اس نے اس کے آخری مراسم پورا کرنے کا فرض اپنے ذمے لے لیا تھا۔

تھارنٹن دل ہی دل میں سارے حالات پر غور کرتا رہا۔ اگر وہ آدمی جس نے مقتولہ کے اخراجات تکفین اپنے ذمہ لئے تھے۔ اس کے لئے اجنبی ہوتا تو ممکن ہے وہ ان بیانات کو صحیح تصور کر لیتا، مگر حسن اتفاق سے وہ اس آدمی کو جو تابوت کے پیچھے ماتمی گاڑی پر سوار تھا، اچھی طرح جانتا تھا (گو اس کا ذکر اس نے اپنے دوست لارڈ کلینیون سے نہ کیا تھا) بس وہ جس نتیجہ پر پہنچا، یہ تھا کہ ضرور اس آدمی ایم ڈافورجٹ کو اس بارہ میں بعض ایسے حالات معلوم ہیں۔ جن کو وہ ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ ممکن ہے جو تین آدمی واردات کی رات کو میری وارڈ سے ملنے گئے تھے۔ وہ ان میں سے ایک ہو۔ ممکن ہے... اس کا ہی واردات قتل سے کوئی تعلق ہو۔ مگر کچھ ہی ہو، وہ کم از کم ایسا آدمی تھا۔ جس پر شبہہ کرنا اور جس کی نگرانی کرتے رہنا فائدہ سے خالی نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے انجام کار کوئی سراغ ملنا ممکن تھا۔ اس دوران میں گفتگو کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ اور تھارنٹن جو آنکھیں بند رکھنے کے باوجود کانوں کو اچھی طرح کھول کر بیٹھا ہوا تھا۔ گاہ بگاہ اس سلسلہ میں کئی ایسی باتیں سنتا رہا۔ جو اس کے لئے خاص طور پر دلچسپ تھیں۔

عام طور پر اس مجمع میں کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہ تھا۔ جس نے مقتول عورت سے کبھی کوئی گفتگو کی ہو۔ یا جس کو اس سے سرسری ملاقات ہی کا اتفاق ہوا ہو۔ تاہم (گفتگو سے معلوم ہوا) ایک عورت ایسی تھی، جس کے مقتولہ سے زیادہ گہرے تعلقات تھے۔ اور جس کو اس کے سابقہ حالات اور صحیح شخصیت کا بھی علم تھا۔ تھارنٹن ہمہ تن گوش ہو کر کسی طرح

اس عورت کا نام معلوم کرنے کا انتظار کر رہا تھا۔ آخر کار کسی نے اس کا نام لے دیا معلوم ہوا سال گرین وڈ اس عورت کا نام تھا۔ اس سے تھارنٹن کے دل کو جو خوشی ہوئی، وہ محتاج بیان نہیں۔ کیونکہ اب اس کو دو سراغ ایسے مل گئے جن کی بنا پر وہ اپنی تحقیقات کا سلسلہ آگے کے لئے جاری رکھ سکتا تھا۔ ایک سال گرین وڈ، دوسرے ایم ڈافورجٹ، ان دو ناموں کی بنا پر کوئی نہ کوئی کارآمد دریافت حاصل ہو جانا یقینی تھا۔

بعدازاں اسی گفتگو کے دوران میں اس آدمی کی نسبت بحث شروع ہو گئی جس کے پیلے رنگ کی داڑھی تھی، اور جس نے لمبا نیلا اوورکوٹ پہنا ہوا تھا، حاضرین میں سے ہر شخص نے اس کے بارہ میں کچھ نہ کچھ کہا۔ لیکن صرف ایک عورت تھی، جسے اس آدمی کے بارہ میں صحیح معلومات حاصل تھیں۔ معلوم ہوا کہ وہ آدمی جب واردات کی رات کو شراب خانہ کراؤن اینڈ مٹسن میں داخل ہوا تو وہ عورت اس جگہ موجود تھی، اور اس نے اس کو بٹسی آرن سے گفتگو کرتے دیکھا تھا۔ پھر اس کے علاوہ اس نے کئی ایک قسمیں کھا کر یہ بھی بیان کیا کہ شراب خانہ میں داخل ہونے سے قریباً بیس منٹ پہلے اس نے اس آدمی کو ایک تیار شدہ کپڑے فروخت کرنے والے درزی کی دوکان سے جو اسی بازار میں بیٹھتا تھا، باہر آتے دیکھا تھا۔ اس عورت نے شخص مذکور کا جو حلیہ بیان کیا، وہ بٹسی آرن کے بیان کردہ حلیہ سے ملتا تھا۔ یعنی وہ ایک پست قد آدمی تھا۔ جس کے گلے میں نہایت معمولی کپڑے تھے۔ اور اس کی زرد لمبی داڑھی تھی۔ نیز اس نے نیلے رنگ کا رومال گردن کے گرد اس طرح باندھا ہوا تھا، کہ منہ کا زیریں حصہ بمشکل نظر آتا تھا۔ بایں ہمہ اس کی چال اور گفتگو کسی مرد شریف سے ملتی تھی۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ اس کے پاس روپیہ بھی وافر موجود ہے۔

۳

حاضرین میں سے ایک عورت تھارنٹن کو اکیلا بیٹھا دیکھ کر اس کی طرف آئی۔ اور اس کے پہلو میں بیٹھتے ہوئے کہنے لگی۔

"کیوں جی کچھ مل کر پیو گے یا اکیلے ہی مزا اُڑاؤ گے ؟"

تھارنٹن نے مشکل سے احساسِ کراہ دبایا۔ اور اس طرح کے لہجہ میں جیسا ان لوگوں کا تھا۔ کہنے لگا:"بیٹھ جاؤ میں بھی تنہا بیٹھا اُکتا گیا تھا۔"

اسی وقت شراب کے دو گلاس طلب کئے گئے۔ اور جب وہ عورت اپنی شراب مزے لے لے کر پی رہی تھی۔ تھارنٹن چھپی نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ اپنی قسم کی ایک نہایت معمولی عورت تھی جس کے چہرہ پر حماقت اور بدکاری کی مُہر لگی ہوئی تھی، اور ذہانت کی خفیف تر چمک بھی جس کے اندر نہ پائی جاتی تھی۔ اس نے سوچا کہ تھوڑے اُلٹ پھیر کے ساتھ اس سے چند سوالات پوچھنے میں کوئی ہرج نہ ہوگا۔

"کیا تم اس عورت کو جانتی ہو جس کے بارہ میں یہ گفتگو ہو رہی ہے ؟" اس نے لاپروائی سے پوچھا۔

"کیا ؟ اس عورت کو ؟ نہ، میں اس کو نہیں جانتی اور نہ جاننا چاہتی ہوں۔ وہ ایک عجیب طرح کی خودسر عورت ہے۔ سب سے الگ رہنے والی۔۔۔۔"

"کوئی جس سے ملنے والا نہیں، کیوں ؟"

"نہ خیر، یہ بات تو نہیں ہے۔ وہ سال گرین وڈ کے پاس جایا کرتی ہے۔ میں نے کئی بار ان کو اکٹھے دیکھا ہے۔"

"سال گرین وڈ ! وہ کون ہے ؟ کیا وہ اس جگہ موجود ہے ؟"

"نہ۔ وہ اس جگہ نہیں، وہ عموماً اس جگہ نہیں آتی۔ دراصل وہ فرانس کی ایک درزن ہے اور کرنیز کورٹ میں رہتی ہے۔"

تھارنٹن کا اطمینان ہو گیا۔ جس قدر حالات قابل دریافت تھے، یا دریافت کرنے ممکن تھے، معلوم ہو گئے۔ اب اس کی بڑی خواہش کسی طرح اس عورت سے پیچھا چھڑانے اور شرابخانہ سے رخصت ہو جانے کی تھی۔ اس مطلب کے لئے پھر ایک بار اس نے آنکھیں بند

کرلیں۔ اور اونگھنے کا بہانہ کرنے لگا۔ مگر وہ پھر بھی اس کے پاس بیٹھی رہی۔ اتنے میں تھارنٹن کو اس کا گرم سانس اپنے رخساروں کو مس کرتا معلوم ہوا۔ جس کے بعد وہ اس کا رومال کھینچنے لگی۔ اس خیال سے کہ وہ اسے لے کر رخصت ہو جائے گی۔ اس نے کسی طرح کی مزاحمت نہ کی، لیکن وہ پھر بھی نہ گئی۔ اور اب رومال پر قبضہ کرنے کے بعد اس کی گھڑی کی طرف ہاتھ بڑھانے لگی۔ مجبور ہو کر اس نے آنکھیں کھول دیں، اور اسے دھکا دے کر پرے ہٹا دیا۔

غصہ کی تیز سرخی عورت کے رخساروں پر نمودار ہوئی۔ بندر کی طرح چیختی ہوئی آواز سے کہنے لگی۔

"معلوم ہو گیا، تو نیند کا محض بہانہ کرتا تھا، تو جاسوس ہے، تو کوئی ادنیٰ مخبر ہے۔ جب سے تو اس جگہ آیا ہے، میں تیری ہر حرکت کو دیکھ رہی ہوں" اور اس کے بعد اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے: "اے کیا سنتے ہو؟ یہ آدمی سویا بالکل نہیں، وہ تمہاری ہر ایک بات سنتا رہا ہے۔ وہ جاسوس ہے!"

دم بھر میں مختلف آوازیں وحشی حیوانوں کی چنگھاڑ سے ملتی ہوئی مردوں اور عورتوں کے منہ سے نکلتی سنائی دیں۔ اور وہ سب جوش میں بھر کر اس کی طرف دوڑے، کرسیاں گریں، میزیں الٹتی سنائی دیں۔ اور اس طوفان بے تمیزی میں وہ عورت جو مخبری کرنے کے لئے کھڑی ہوئی تھی، فرش زمین پر گر کر پاؤں تلے دب گئی!

اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر سٹیفن تھارنٹن غائب ہو گیا!

باب ۱۴

راز سربستہ

۱

جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا، ارل آف السٹن کا جنازہ بڑی دھوم دھام سے اُٹھا۔ بڑے بڑے نامی مدبر، امیر، وزیر اور سیاستداں ماتمی گاڑیوں میں خاندانی قبرستان تک گئے۔ حتی کہ بادشاہ سلامت کی طرف سے بھی ایک قائم مقام شریک ہوا۔ اور ایک بڑے نامی سقف نے اس دردانگیز پیرایہ میں نماز جنازہ پڑھائی کہ حاضرین میں ایک آنکھ خشک نہ رہی، ایک آدمی بھی بے رحم قاتل کے برخلاف غصہ کی تیز لہر محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا۔ جس نے ایک ایسے نامی امیر، ایسے مشہور مدبر، اور خلق عامہ کے ایسے فیاض محسن کی زندگی کا پیش از وقت خاتمہ کر دیا تھا۔

اور جب آخر کار لارڈ السٹن کا ناز و نعم سے پلا ہوا جسم سپرد خاک ہو چکا۔ جب سانس ہوا میں مل گیا۔ اور مٹی مٹی میں مل چکی، تو خلقت کی ہمدردی اور رحم کے احساس نے غصہ اور جوش کی صورت اختیار کرنی شروع کی۔ ہر شخص کے منہ پہ یہ ایک فقرہ تھا کہ جسطرح ممکن ہو قاتل کو خواہ وہ انگلستان میں یا دنیا کے کسی دور اُفتادہ حصہ میں ہو۔ ضرور گرفتار کر کے کیفر کردار کو پہنچانا چاہیئے۔ ورنہ پولیس کا شہرہ خاک میں ملجائیگا۔ اور اس کا اثر دور تک ہمیشہ کیلئے جاتا رہے گا۔ رہ گیا یہ سوال کہ قاتل کون تھا۔ گو اس کے متعلق شروع میں کئی طرح کے خیالات ظاہر کئے جاتے تھے۔ تاہم جب نیلیسن فرار ہو گیا۔ اور اس کے بعد عرصہ دراز تک غائب اور عدم پتہ رہا۔ تو ہر شخص کے دل میں یہ گمان درجہ یقین حاصل کرنے لگا کہ اصلی قاتل وہی تھا۔ اسی کو پانا اور گرفتار کر کے سزا دلانا واجب تھا۔

شروع میں سکاٹ لینڈ یارڈ والے اس کی حراست کے بارہ میں بہت پُر امید تھے خیال کیا جاتا تھا کہ نیلسن کی گرفتاری چند گھنٹوں' زیادہ سے زیادہ چند دنوں کی بات ہے کیونکہ اس کے فرار کا حال فوراً معلوم ہو جانے کی وجہ سے وہ بچ کر کہاں جا سکتا تھا؛ چنانچہ سی' آئی' ڈی کے افسر برطانیہ کے ہر ریلوے اسٹیشن پر اور ہر ایک بندرگاہ میں مسافروں کی نگرانی کر رہے تھے ۔ اور چونکہ نیلسن کا حُلیہ ان کے پاس تھا۔ اس لئے گمان یہ تھا کہ وہ خواہ کتنا ہی بھیس بدلے ، ان کی نظروں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ پھر اس کے علاوہ پولیس کی ایک جمعیت شب و روز ہالووے میں اس مکان کے گرد پہرہ دیتی تھی ۔ جہاں اس کی شادی شدہ بہن رہا کرتی تھی' نیلسن کا حُلیہ ہر ایک تھانہ میں موجود تھا۔ اور تار برقی کے ذریعہ برطانیہ کے ہر حصّہ میں مشتہر کر دیا جا چکا تھا' اس کا ایک تازہ فوٹو اس کے اسباب میں پڑا ہوا مل گیا' اور حیرت انگیز قلیل عرصہ میں اس کی نقلیں چھاپ کر ہر جگہ تقسیم کر دی گئیں۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے کون تھا' جو پولیس کی امیدوں کو غلط قرار دے سکتا تھا؛

لیکن ایک دن گذر گیا۔ پھر دو۔ ... اور اس کے بعد تین' مگر نیلسن کا پتہ نہ ملنا تھا' نہ ملا۔ جنازہ کا دن بھی آیا اور گذر گیا ۔ اور اس کے ایک دن بعد یعنی جس روز لارڈ کلیڈون اور تھارنٹن ایک دوسرے کو ملے تھے ۔ ایک نیا اشتہار لندن کی ہر ایک دیوار اور ہر ایک پوسٹر بورڈ پر چسپاں نظر آنے لگا ۔ معلوم ہوا لارڈ کلیڈون نے اپنے دوست سے مشورہ کر کے اپنی مرضی سے ایک ہزار پونڈ کا انعام فلپ نیلسن کی گرفتاری کے لئے مشتہر کر دیا!

یہ اس دن کی صبح کا ذکر ہے۔ جب وہ تھارنٹن کے ساتھ ہنگل گرین روڈ پر میری وارڈ کا جنازہ دیکھنے گیا تھا۔ اس سہ پہر کو وہ جب مکان پر واپس آیا تو نوکر نے اطلاع دی کہ بیگم صاحبہ اپنے کمرہ میں آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔

وہ سیدھا اس طرف کو ہو لیا۔

۲

سیاہ رنگ کی کریپ کا ماتمی لباس پہنے وہ اس کو آتا دیکھ کر اٹھ کے کھڑی ہو گئی۔ اور اس وقت اس کی قامت کی درازی اور اداس چہرہ کی شوکت دیکھ کر اس کا بیٹا بھی جو آنے والی جنگ کے لیے تیار ہو کر آیا تھا، احساس تعریف کو ظاہر کیے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ ایک بے حد خوبصورت عورت تھی۔ ۴۵ سال کی عمر میں وہ بہت سی کمسن اور جوان عورتوں پر فائق معلوم ہوتی تھی!

لارڈ کلینیون کو ہمیشہ سے اپنی ماں کی ذات پر فخر تھا۔ اس کے بارہ میں اور کیا احساس اس کو تھے، اس کا صحیح حال خود اس کو بھی معلوم نہ تھا۔ باپ کی موت تک اُن کے تعلقات ایسے ہی تھے جیسے اعلیٰ درجہ کی سوسائٹی میں ماں اور بیٹے کے ہو سکتے ہیں۔ کم از کم ایک بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے یعنی ان میں کبھی کسی مسئلہ پر اختلاف رائے نہیں ہوا تھا۔ اس وقت جب وہ بند کمرہ کی دھندلی روشنی میں ماں کے روبرو کھڑا تھا، تو عارضی طور پر یہ خیال بالکل ہی اس کے دل سے مٹ گیا، کہ یہ خاتون اس کی ماں ہے۔ وہ اس کو ایک ہستئ پُر اسرار تصور کرنے لگا جسکو بعض اس طرح کے راز معلوم تھے جنہیں وہ اسکے روبرو ظاہر کرنا نہ چاہتی تھی جن کے بارہ میں اس کو اسے برابر کا حصہ دار بنانا منظور نہ تھا۔

سلام و دعا کی قسم سے کوئی جملہ کسی کے منہ سے نہ نکلا۔ وہ آتشدان کے ایک طرف ماں کے سپید مرمری چہرہ کو تیز متجسس نظروں سے دیکھتا اور اس کے غیر فطری سکون کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا، سر کہ جبیں مگر سیدھا اور پُر رعب کھڑا تھا۔ ایک لحظہ کے لئے لیڈی اسٹن نے اپنی خوشنما اداس سیاہ آنکھیں اس کے چہرہ کی طرف پھیریں، اور اس کے باریک ہونٹ مضبوطی کے ساتھ بند ہو گئے۔ اس کے بعد آہستگی سے دلکش ادا کے ساتھ وہ اپنے سایہ کو سمیٹ کر اسی آرام کرسی پر گر گئی جس پر سے اس کی آمد کے وقت اٹھی تھی!

"کیا آپ نے مجھ کو یاد فرمایا تھا؟" آخر کار لارڈ کلینیون نے پوچھا۔

"ہاں!" اس نے جواب دیا۔ "اور میں اس آمد کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔"
بیٹے نے شانوں کو حرکت دی۔
"شکریہ کی حاجت نہیں۔ میں خود ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا۔ فرمائیے کیا آخر کار آپ نے سب حال مجھ سے بیان کرنے کا فیصلہ کر لیا؟"
"نہیں۔" اس نے جواب دیا۔ "اس کے علاوہ کون سے حالات ہیں، جو میں تم سے بیان کر سکتی ہوں۔ دراصل میں نے ایک اور مطلب کے لئے تم کو بلایا تھا!"
"مجھے یہ سن کر افسوس ہوا۔ معاف کیجئے۔ میرا اس سوال کے بارہ میں کہ آپ کون سے حالات مجھ سے بیان کر سکتی ہیں، اتفاق رائے نہیں۔ میرا دل کہتا ہے کہ آپ اگر چاہیں، تو میرے والد اپنے شوہر کی ہلاکت کا راز بآسانی ظاہر کر سکتی ہیں۔"
"بیٹا! یہ تمہاری غلطی ہے۔" ماں نے جواب دیا۔ "میں کسی طرح کے حالات سے واقف نہیں ہوں۔"
"لیکن اگر ہوتیں، تو کیا ظاہر کر دیتیں؟"
"افسوس نہیں!" اس نے جواب دیا۔ "اس لئے کہ میں انتقام کی خواہش نہیں رکھتی، کاش! تم بھی ایسا کر سکتے!"
لارڈ کلینیون نے اپنے جی میں اس بات کا فیصلہ کر لیا تھا، کہ خواہ کچھ ہو۔ جوش میں آکر بدتمیزی پیدا نہ کروں گا۔ اور اس نے اس پر عمل کیا۔ گو... بڑی مشکل سے!
"معاف کیجئے!" اس نے غصہ ضبط کر کے کہا۔ "میں بذاتِ خود انتقام کا بھوکا نہیں، میں فقط انصاف چاہتا ہوں، لیکن..." اس نے رکتے ہوئے کہا۔ "میرے خیال میں آپ نے محض اس بحث کے لئے طلب نہ کیا تھا۔ ضرور کوئی اور بات ہوگی، جس کے لئے آپ نے مجھ کو حاضر ہونے کا حکم بھیجا تھا۔"
"بے شک تھی۔ دراصل میں نے سنا تھا کہ تمہاری طرف سے ایک بھاری انعام اس

مطلب کے لئے مشتہر کیا گیا ہے "

" کہ اس ذریعہ سے نیلسن پکڑا جائے " لارڈ کلیفیون نے فقرہ پورا کیا " بے شک میں نے اس کی گرفتاری کے لئے ایک ہزار پونڈ کا انعام مقرر کیا ہے "

لیڈی السیسٹن نے ایک پنکھا اُٹھا کے اس طرح آگے کر لیا کہ اس کی پشت پر اس کا چہرہ بالکل نظر نہ آتا تھا۔ اس کے بعد

" بیٹا ! تم نے بڑی نادانی کی " اس نے کہا " تم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ نیلسن اس جرم کا مرتکب نہ ہو سکتا تھا "

" اس کے برعکس " لارڈ کلیفیون نے جواب دیا " میرا خیال ہے کہ اس کا اس واقعہ سے ضرور کوئی تعلق تھا۔ گو میں یہ نہیں کہتا، کہ وہ قاتل تھا،... شاید وہ نہیں تھا۔ مگر میں اس حقیقت کو نظرانداز نہیں کر سکتا کہ وہ اس کے راز سے ضرور واقف ہے "

" یعنی... کس کے راز سے ؟ "

" والد کی ہلاکت کے "

" اور تم اس کو گرفتار کر کے اظہار حقیقت پر مجبور کرنا چاہتے ہو ؟ "

" یہی میرا ارادہ ہے "

" بالفرض اس کو انکار ہو "

بے اعتباری کا تبسم لارڈ کلیفیون کے ہونٹوں پر نمودار ہوا۔

" پھر اس کی دوا قانون ہے " اس نے جواب دیا۔

اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔

دفعتاً ایک تیز حرکت کے ساتھ وہ اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور اس سے پہلے کہ وہ اس کے ارادہ سے واقف ہو سکتا۔ اس کے روبرو دو زانو ہو کر بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھیں اشک آلود تھیں، اور چہرہ پر آثار تشنج پائے جاتے تھے۔ اپنے ہاتھوں سے اس نے

لارڈ کلینیون کے گھٹنوں کو پکڑ لیا۔ اس کی حالت ناکامی شکست اور مایوسی ظاہر کرتی تھی۔ لارڈ کلینیون کو اس تبدیلی سے بڑی حیرت ہوئی!

"برنارڈ!" وہ کہنے لگی۔ "خدا کے لئے میری بات سنو۔ میں تم سے درخواست کرتی ہوں میں تم کو خبردار کرنا چاہتی ہوں کہ تمہاری اپنی اور میری .... ہم دونوں کی بہتری اسی میں ہے۔ کہ اس معاملہ کو یہیں تک رہنے دیا جائے۔ محکمہ پولیس کے افسر اس بارہ میں تحقیقات کر رہے ہیں۔ ان کو ایسا کرنے دو۔ کیونکہ یہ مجبوری ہے۔ لیکن خدا کے لئے تم آپ انکے مددگار نہ بنو۔ ان کے ہاتھوں کو مضبوط بنانے کے عوض تم کو چاہیئے کہ اگر کوئی طریقہ ممکن ہو، تو ان کو حقیقتِ حال معلوم کرنے سے روکو۔ تم کو چاہیئے ان کو کوئی مدد نہ دو۔ اور جو انعام تم نے مشتہر کیا ہے اسے واپس لے لو۔ افسوس! تم نہیں جانتے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ تم نہیں جان سکتے، کیونکہ یہ اس سے بہت گہرا معاملہ ہے جتنا تم سمجھتے ہو۔ کیا تم نے کبھی اس سوال پر غور کیا ہے کہ تمہارے والد کے قتل کا اصلی باعث کیا تھا؟ اس خیال کو دل سے نکال دو، کہ اسے تھوڑی سی نقدی کے لئے ہلاک کیا گیا تھا۔" پھر ہاتھ ملتے ہوئے "افسوس! افسوس! یہ باتیں میری جان لیوا ہوں گی۔ میں ان کے اثر سے زندہ نہ بچوں گی"

لارڈ کلینیون نے اس کو اٹھانے کی کوشش کی۔ مگر وہ اس جگہ سے ہلنے کی بجائے وہیں اس کے پاؤں سے لپٹی جاتی تھی۔ اس کی یہ حالتِ زار دیکھ کر بیٹے کی اپنی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ہرچند وہ ضبطِ عظیم کا مالک تھا، تو بھی ماں کی بے کسی کو دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

بڑی دیر تک اس کو اٹھانے کی بے سود کوشش کے بعد اس نے کہا "ماں! اگر واقعی ان کا قتل روپیہ کی خاطر نہیں ہوا، تو پھر اصلی بھید کیا تھا؟ کیا تم اس کا جواب دے سکتی ہو؟"

"میں اس کا جواب دے سکتی ہوں" لیڈی السٹن نے کہا۔ "مگر دینا نہیں چاہتی۔

ان حالات کو ظاہر کرنے سے پہلے بہتر ہوگا کہ میں یہیں تمہارے قدموں میں اپنی جان ضائع کر دوں!"

" تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی گہرا راز اس کی تہ میں کام کرتا ہے۔ جو تم کو معلوم ہے؟"

"افسوس، پورا حال مجھ کو بھی معلوم نہیں، تاہم میں اندازہ کر سکتی ہوں؟"

" باتیں ... محض باتیں" لارڈ کلینیون نے بے صبری کا اشارہ کرکے کہا۔

ماں نے حسرت آمیز آنکھوں سے دیکھا، اس کے بعد کہنے لگی۔

" برنارڈ! جو میں کہنا چاہتی ہوں، اسے غور کے ساتھ سُن! آج سارا عالم تیرے باپ کا مداح ہے۔ اخباروں میں، پبلک کی تقریروں میں... غرض ہر جگہ اس کی بڑائی گائی جاتی ہے۔ کل کا وعظ تجھ کو یاد ہوگا کہ کس طرح پادری صاحب نے اس کو ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگوں میں بطور نمونہ پیش کیا تھا، یعنی ایک دیانت دار، باایمان اور پابند مذہب عیسائی کی حیثیت میں، اب میں جو بات کہنا چاہتی ہوں، یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آج اٹھ کر یہ کہنا شروع کر دے کہ وہ ان اوصاف کا مالک نہیں تھا، وہ اس کی زندگی کا کوئی داغ سیاہ نمایاں کرے، جو اس وقت تک پوشیدہ ہے۔ اور اس کی بنا پر لوگوں کو پختہ یقین دلا دے کہ وہ حقیقت میں اس کے برعکس تھا، جیسا انہوں نے سمجھا اور اس کے بعد محض اس آدمی کے انکشاف پر لوگ اس کی سب بھلائیاں بھول کر اس کے نام پر سر پھیرنا شروع کر دیں، تو ... میں تجھ سے دریافت کرتی ہوں، ایسے آدمی کے بارہ میں تو کیا خیال کرے گا؟"

"میں؟... میں ایسے آدمی کو ملعون، مردود، کور نفس... بلکہ اس سے بھی زیادہ گردن زدنی کہوں گا" لارڈ کلینیون نے جوش میں بھر کر جواب دیا۔

" آہ! اگر ایسا ہے تو باز آ۔ برنارڈ! اب بھی اپنی ہٹ سے باز آ۔ مبادا تو ہی وہ آدمی ثابت ہو؟"

"میں؟ اپنے باپ کی برائیاں ظاہر کرنے والا؟"

"اس لئے کہ ممکن ہے تم اس کی موت کا راز تحقیق کرنے کی کوشش میں اس کے عہد ماضی کے بعض ایسے حصّوں کو روشنی میں لے آؤ، جن کی تشریح کرنے والے ہونٹ اب سرد ہیں۔ جن کی جوابدہی کرنے والی زبان اب ایسا کرنے سے معذور ہے، اور جو ممکن ہے تشریح اور جوابدہی کے بغیر اس کی یاد کو لائق احترام بنانے کی جگہ قابل نفرت بنانے میں مدد دیں۔۔۔ ٹھہرو! مجھ کو بات ختم کرنے دو۔ اور جو میں کہنا چاہتی ہوں، سنو! تم اس کی شہرت کے محافظ اور نیک نامی کے وارث ہو۔ خبردار کوئی حرکت ایسی تم سے سرزد نہ ہو، جو اس شہرت کو بدنامی، عزت کو ذلت اور یاد نیک کو لعنت میں بدل دے!"

اس کی آواز رفتہ رفتہ تیز ہونے لگی تھی۔ حتیٰ کہ ہلکے تھرائے ہوئے لہجے سے شروع ہو کر وہ خاتمہ کے قریب پُرجوش، پُرعب اور دل ہلا دینے والی تقریر میں بدل گئی۔ بیٹے نے ایک قدم ہٹ کر دہشت آمیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ بیگم کے چہرہ پر جوش جذوبیت کے آثار نمودار تھے۔ اور آتش دان کے شعلے اس پر سُرخی اور چمک پیدا کر رہے تھے۔

دبی ہوئی گلوگرفتہ آواز سے آخر کار اس نے کہا۔

"ماں! شاید تو خواب کی باتیں کرتی ہے۔ میرا باپ ان عیبوں کا مالک! وہ جس کی زندگی کھلی کتاب کے طور پر پبلک کی نظروں میں تھی، جس کی داستان حیات کا کوئی واقعہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس کے لئے بعد از مرگ یہ کہنا اس کی توہین ہے۔ یہ اس کی یاد نیک کی توہین ہے۔!"

بڑی آہستگی سے وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور اس کے بعد ایک ایک قدم چلتی اندھیرے کی طرف گئی۔ لارڈ کلیمینون کی آنکھیں حیرت کے انداز سے اس کا پیچھا کرتی رہیں آخر کار وہ جب پلٹی تو ایک چھوٹی سیاہ رنگ کی کتاب اس کے ہاتھ میں تھی۔

"بمنارڈ!" اس نے واپس آ کر کہا۔ "ضد کرنا بچوں اور عورتوں کا کام ہے۔ تم کو

لازم تھا میرے اشارہ کو کافی سمجھتے۔ مگر افسوس! میں دیکھتی ہوں، کوئی ذریعہ تمہارے دل کو مطمئن کرنے کا نہیں ہے۔ خیر اب سنو۔ یہ میرے ہاتھ میں انجیل ہے اور میں اس کی قسم کھا کر کہتی ہوں، کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس کا ہر ایک لفظ صحیح ہے۔ اگر اب بھی تم اپنی ہٹ سے باز نہ آؤ گے اور اس تحقیقات کو جاری رکھو گے، تو یاد رکھو، نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ ہو گا۔ کہ تم جس کی موت کا انتقام لینا چاہتے ہو، اس کی یاد ہمیشہ کے لئے سیاہ کر دو گے۔ میں نہیں کہتی کہ اس نے اپنی عمر میں دیدہ و دانستہ کوئی ایک گناہ بھی کیا تھا۔ نہیں، میں اس کو بُرا نہیں کہتی۔ میرے کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ اگر تم نے کوشش جاری رکھی تو اس کی زندگی کے بعض ایسے حالات ظاہر ہو جائیں گے، جو اس کی زندگی کا صرف ایک پہلو ہوں گے۔ یعنی ناتمام، نامکمل، اور ناقابل تشریح، کیونکہ دوسرا پہلو وہ تھا، جو اس کی زندگی کے ساتھ ہی رخصت ہو گیا۔ اس لئے تم جو کچھ کرو گے اس کا نتیجہ یہ ہو گا، کہ اس کا گناہ یا وہ فعل جو گناہ کا مترادف نظر آتا ہے، وہ تو ظاہر ہو جائے گا۔ مگر اس کی صفائی نہ تم پیش کر سکو گے، نہ کوئی اور۔ بس یہ امر واقعہ ہے اور میں پھر ایک بار قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اس میں رتی بھر جھوٹ نہیں"

لارڈ کلیفون نے جواب دینے سے پہلے ایک لحظہ تامل کیا۔ اس کے بعد وہ کہنے لگا۔ "کچھ بھی ہو، میں اس حقیقت کو جو آپ کو معلوم ہے۔ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد میں اپنے آپ اس پر غور کر لوں گا۔ کم از کم آپ کو اپنی معلومات کے اظہار میں تامل نہ ہونا چاہیئے"

وہ پھر ایک بار کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور ایک دبی ہوئی چیخ کے ساتھ دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا لیا۔

"افسوس! میں بیان نہیں کر سکتی" اس نے کراہتے ہوئے کہا "میں کسی حال میں بیان نہیں کر سکتی!"

"مگر آپ کو کرنا پڑے گا۔ کیونکہ صورت انکار میں ....."

"تم اپنی تحقیقات جاری رکھو گے؟"

"ضرور!"

اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور کئی منٹوں تک کمرہ میں گہری خاموشی چھائی رہی۔ اس کے بعد لارڈ کلینیون نے دفعتاً چونک کر گردن اٹھائی۔ اور اس اونچی پشت کی کرسی کو جس کے ساتھ وہ لگ کے کھڑا تھا، ایک طرف کو ہٹا دیا۔

"بہت اچھا! میں جاتا ہوں۔" پھر اس نے کہا: "اگر آپ اس سے زیادہ کوئی حال بیان نہیں کر سکتیں، تو مجبوری ہے!"

وہ دروازہ کی طرف چلا گیا۔ لیڈی السٹن خاموش رہی۔ اس نے ہینڈل پر ہاتھ رکھا۔ وہ پھر بھی خاموش رہی۔ مگر اس کے بعد جب وہ دروازہ کھول کر باہر جانے لگا، تو اس نے اسے آواز دی۔ مگر اب اس کا لہجہ کمزور، دبا ہوا اور اس سرسراتی آواز سے ملتا تھا، جو بہت دور سے آتی ہو۔ لارڈ کلینیون چلتا چلتا ٹھہر گیا۔ اس کی ماں آتشدان کا سہارا لئے ہوئے کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ سنگ مرمر کی طرح سپید تھا۔ گلوگرفتہ آواز میں وہ بمشکل تقریر کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"برنارڈ! یاد رکھ۔ یہ محض تیرے اصرار کا نتیجہ ہے کہ میں بیان کرتی ہوں۔ اس لئے آئندہ کسی زمانہ میں مجھ کو برا نہ کہنا۔ ادھر آ میرے پاس... اور آگے..."

۳

وہ اس کے پاس آ کے کھڑا ہو گیا۔ ماں نے اس کے کوٹ پر ہاتھ رکھ کے تشنجی انداز سے اس کا منہ اپنی طرف کھینچا، حتیٰ کہ اس کا کان لیڈی السٹن کے ہونٹوں کے پاس پہنچ گیا۔

اس کے عجیب و غریب انداز سے خوف زدہ ہو کر لارڈ کلینیون نے بے صبری کے ساتھ کہا: "اس جگہ کون ہے جو تمہارے الفاظ سن لے گا؟"

مگر جواب دینے کی پرواکئے بغیر ماں نے اپنے ہونٹ بیٹے کے کان سے لگائے شروع میں انہوں نے بڑی آہستگی کے ساتھ حرکت کی۔ مگر اس کے بعد الفاظ بڑھتی ہوئی تیزی رفتار سے مری ہوئی آواز میں خارج ہونے شروع ہوئے۔ آخر کار وہ ختم گئی۔ اور اس کے بعد خوفزدہ اور سہمی ہوئی ایک قدم پیچھے ہٹ کر ان لفظوں کا اثر دیکھنے لگی۔ لارڈ کلینیون کا چہرہ سپید کھچا ہوا اور ہیبت ناک تھا۔ اور پسینہ کے بڑے بڑے قطرے اس کی پیشانی پر نمودار تھے۔ یقین اور بے اعتباری کی جد وجہد میں آخرالذکر کو ہی غلبہ ہوا۔ اور اس نے پُرجوش لفظوں میں ماں کی تردید کی کوشش شروع کی۔ پہلے وہ سنتی رہی۔ اس کے بعد بے رحم ہونٹوں نے پھر ایک بار حرکت کی۔

گہری خاموشی پھر اس کمرہ میں چھا گئی۔ ایک اس طرح کی خاموشی جس کو لیڈی اسٹن کی دبی ہوئی سسکیوں کی آواز ہی تھوڑی دیر کے بعد منقطع کرتی تھی۔

یہ اس کے ٹوٹے ہوئے دل کی آواز تھی!

باب - ۱۵

تھارنٹن کی تحقیقات

۱

آدھی رات کا وقت تھا کہ سٹیفن تھارنٹن نے گراسونیر سکوئر میں لارڈ اسٹن کے مکان پر دستک دی۔ اور جب نوکر حاضر ہوا تو اپنے دوست لارڈ کلینیون سے ملنے کی خواہش ظاہر کی، نوکر نے فوراً ہی اس کو نچلی منزل کے ایک چھوٹے سے کمرہ میں پہنچا دیا۔ جہاں اس کے چند منٹ بعد اس کا دوست بھی آپہنچا۔

تھارنٹن ایک صاف و سادہ بے جوش طبیعت کا آدمی تھا۔ اور اس کی قوتِ مشاہدہ بہت تیز نہ تھی، اس کے باوجود وہ لارڈ کلینیون کو اندر آتے دیکھ کر مضطرب نہ اُٹھا۔ اور حیرت آمیز لہجہ میں کہنے لگا۔

"میرے دوست! آپ کا چہرہ اتنا زرد کیوں ہے؟ اس طرح کی حالت میں آپ کو کبھی کا بستر پر لیٹ جانا چاہئے تھا، کاش مجھ کو خبر ہوتی، پھر میں اپنی آمد کو کل پر ملتوی کر دیتا۔ افسوس! میں بے وقت چلا آیا۔"

لارڈ کلینیون نے ایک کرسی پر گرتے ہوئے سر کو حرکت دی، پھر کہا۔

"آپ نے بہت اچھا کیا کہ آ گئے۔ میں آپ ہی کا منتظر تھا، میرے لئے سارے حالات سُنے بغیر آرام کرنا محال ہوتا۔ فرمائیے آپ نے کیا کیا معلوم کیا؟"

"اس کا ذکر میں عنقریب آپ سے کروں گا۔ پہلے برانڈی اور سوڈا منگائیے۔ میں سیدھا وائٹ چیپل سے آیا ہوں۔"

"بہتر ہے۔"

لارڈ کلینیون نے بجلی کی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ اور جب اس کے بعد برانڈی اور سوڈا آ گیا، تو تھارنٹن نے دو گلاس پُر کر کے ایک آپ پیا۔ اور ایک اپنے دوست کو پیش کیا۔

"نہیں نہیں، آپ کو ضرور پینا پڑے گا۔" تھارنٹن نے لارڈ کلینیون کے انکار پر اصرار کیا۔ "ذرا اپنی صورت دیکھئے۔ چہرہ زرد، ہونٹ نیلے اور بدن کا ہر ایک حصّہ کانپتا ہے۔ کیا کوئی نیا واقعہ پیش آیا، یا کیا ہوا؟"

"میں اچھا نہیں ہوں۔ اس کے سوا کوئی بات نہیں۔"

اس نے گلاس لے کر منہ سے لگایا۔ اور پی گیا۔ تھارنٹن نے اپنا سگار کیس نکال کے ایک اس کو پیش کیا۔

"اس کو پیجئے ۔ امید ہے فائدہ کرے گا ... بس اب حالت اصلاح پر آنے لگی ہے، شروع میں جب میں نے آپ کو دیکھا، تو ڈر گیا تھا، مگر اب حالات سنئے ۔ سب سے پہلے تو یہ میری خوش نصیبی ہے کہ اس وقت زندہ اور صحیح سلامت آپ کے روبرو بیٹھا ہوں۔ کیونکہ رائزنگ سن کے شرابخانہ میں ان لوگوں نے مجھ کو مخبر یا جاسوس سمجھ کر جان ہی سے مار ڈالنے کی کوشش کی تھی، وہ تو کہئے زندگی تھی، کہ بچ گیا "

"آہ ! " لارڈ کلینیون کے منہ سے نکلا۔ جس کے بعد تھارنٹن نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا "میں نے کچھ تھوڑی سی کامیابی اسی جگہ رہ کے حاصل کی ہے ۔ جو عرض کرتا ہوں ۔ سب سے پہلے تو میں نے اس آدمی کا نام تحقیق کر لیا ہے جس نے "اس عورت کے دفن کا خرچ ادا کیا۔ اور اس کے جنازہ کے ساتھ گیا تھا۔ دیکھئے ۔ یہ اس کا نام اور پتہ ہے "ڈکرٹ ڈافورجٹ کریون سٹریٹ " اور یہ کہتے ہوئے اس نے کاغذ کا ایک پُرزہ جس پر یہ سب کچھ لکھا ہوا تھا، اس کے سامنے میز پر ڈال دیا۔

لارڈ کلینیون نے پرزہ کا غذ ہاتھ میں لے لیا اور سر کے اشارہ سے ہاں کہی۔

"اس سے دوسرے درجہ پر جو بات میں نے دریافت کی، یہ ہے کہ واردات قتل معمولی نہ تھی، دراصل اس کی تہ میں کوئی گہرا راز چھپا ہوا تھا۔ واردات کی رات کو جو تین آدمی اس عورت سے ملنے گئے تھے، ان کے بارہ میں تا حال کوئی خاص بات معلوم نہیں ہوئی ۔ البتہ اتنا تحقیق ہوا ہے کہ وہ بھی معمولی آدمی نہ تھے ۔ میں نے ابھی تک اس بارہ میں کوئی خاص تفتیش نہیں کی ۔ تاہم میرا خیال ہے کہ سکاٹ لینڈ یارڈ نے ضرور کی ہو گی "

اس نے اپنے دوست کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ غالباً اس کو اندیشہ تھا کہ اس کیلئے یہ باتیں تسلی بخش ثابت نہ ہوں گی ۔ لیکن اگر واقعی ایسا تھا، تو یہ بات لارڈ کلینیون کے چہرہ سے ظاہر نہیں ہوئی۔

"البتہ ایک اور سمت میں میں نے بعض باتیں دریافت کی ہیں" تھارنٹن نے سلسلہ

تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا : شراب خانہ کے لوگوں میں جو گفتگو ہو رہی تھی، اس سے پایا گیا تھا کہ کم از کم ایک عورت ایسی ہے، جس سے مقتولہ کی گفتگو ہوئی تھی۔ اور جو ایک حد تک اس کے حالات سے بھی واقف ہے۔

"پھر ؟"

"میں اس عورت سے ملنے گیا تھا"

"کیا اس نے کوئی خاص بات بیان کی ؟"

"نہیں۔ البتہ اس نے مجھ کو اتنا متعجب کر دیا، جتنا میں اس سے پہلے اپنی عمر میں کبھی نہ ہوا تھا"

"یعنی کس طرح ؟"

"سنئے عرض کرتا ہوں۔ دراصل وہ عورت ایک درزن ہے۔ اور ایک کرایہ کے مکان کی سب سے اوپر والی منزل میں رہتی ہے۔ میں جب اس کے ہاں گیا، تو وہ بیٹھی کپڑے سیتی تھی۔ میں نے کئی باتیں اس سے پوچھیں، مگر اس نے ان کا جواب دینے سے انکار کیا۔ میں نے روپیہ کا لالچ دیا۔ اس نے پھر بھی انکار کیا۔ البتہ میں جب واپس آ رہا تھا تو اس نے مجھ کو بلایا، اور کہنے لگی "آج آپ کے ساتھ بشپس گیٹ میں دوسرا آدمی کون تھا؟ میرے لئے چونکہ اس راز کو چھپانا غیر ضروری تھا، اس لئے میں نے آپ کا نام لے دیا۔ اس پر وہ کہنے لگی، اگر آپ ان سے ملیں تو کہئے گا کہ وہ اگر تنہا میرے پاس آئیں، تو میں ان کو مقتول عورت کا سارا حال بتا دوں گی۔ میں نے بہت اصرار کیا، مگر وہ اس سے زیادہ ایک لفظ تک بیان کرنے پر آمادہ نہ ہوئی۔ مجبور ہو کر میں آ گیا۔ مگر اس کا نام اور پتہ بھی میں نے لکھ لیا ہے۔ جو اس کاغذ پر درج ہے۔ سال گرین وڈ نمبر ۴ کرنیز کورٹ۔ مڈیٹ سٹریٹ۔ وائٹ چیپل۔"

لارڈ کلینیون نے اس پرزہ کاغذ کو بھی اٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔ اس کے بعد پھر

اسی طرح بیٹھ کر اپنے منہ کو ایک ہاتھ سے قدرے ڈھکتے ہوئے کہنے لگا۔

"بس یا کچھ اور بھی؟"

"ہاں! اس کے علاوہ میں نے ایک بات اور بھی دریافت کی ہے۔"

"ضروری؟"

"بہت ضروری!"

لارڈ کلینیون نے حالتِ اضطراب میں جگہ بدلی۔ اس کے بعد کہنے لگا۔

"وہ کیا؟"

تھارنش میز پر آگے کی طرف جھکا۔ اور پُر اہمیت نظروں سے دیکھنے لگا۔

"میں نے حُسنِ اتفاق سے ایک ایسی بات دریافت کی ہے، جو میرے خیال میں قتل کی ان دو ہولناک واقعات میں ایک طرح کی کڑی ہے۔"

"یعنی کیا؟"

"نیلسن!"

لارڈ کلینیون نے گہری لمبی سانس لی۔ اور اس کے رخساروں کی اُڑی ہوئی رنگت پھر بحال ہو گئی۔

"تو اس کا بھی پورا حال کہہ جائیے۔" اس نے کہا۔

"بات یہ ہے۔" تھارنش نے بیان کیا "کارونر کے روبرو مسز جیڈکن پر جو جرح ہوئی وہ کمزور تھی۔ پس اس ارادہ سے گذرتے ہوئے میں کچھ اور حالات دریافت کرنے کی امید پر اس کے مکان پر چلا گیا۔"

"پھر؟"

"اور اس کو دھمکایا۔"

"پھر؟"

"تم نے اس کو یہ ماننے پر مجبور کیا کہ ایک چیز جو اس کو مقتول عورت کے کمرہ میں پڑی ہوئی ملی تھی، وہ اس نے اپنے پاس چھپا کر رکھی ہوئی ہے۔"

"وہ کیا؟"

تھارنٹن نے ایک کھلا ہوا کاغذ جیب سے نکال کر میز پر ڈال دیا۔

"یہ پچاس پونڈ کا نوٹ نمبر ۲۰۲۰۹۶ ہے"

لارڈ کلینیون نے اس انداز سے نمبر کو دُہرایا، گویا وہ اس کی معنوی اہمیت سمجھنے سے قاصر تھا۔

"کیا آپ بھول گئے؟" تھارنٹن نے کہا "یہ ان نوٹوں میں سے ایک ہے جن کو آپ کے والد نے قتل کے روز کوٹس بنک سے نکلوایا تھا، اور جن کو نیلسن اپنے ساتھ لے کر بھاگ گیا تھا۔"

لارڈ کلینیون نے کھلے ہوئے نوٹ کو انداز تشنج سے ہاتھ میں لے لیا۔ اور کرسی کی پیٹھ پر جھک گیا۔ ایک یا دو لمحوں کے عرصہ تک کمرہ اس کی نظروں میں گھومتا اور کانوں میں شائیں شائیں کا شور پیدا ہوتا رہا۔ اس کے بعد ایک سرد ہاتھ اس کو اپنی پیشانی پر رکھا جاتا محسوس ہوا۔ اور برانڈی کی کچھ مقدار اس کے حلق میں ٹھونسی گئی۔ وہ سعیٔ عظیم سے سنبھالا لے کر اُٹھا۔ اور سیدھا بیٹھ کر کہنے لگا۔

"بس مہربانی۔ اب میں بہتر ہوں۔ اور ایک دو لمحوں تک اچھا ہو جاؤں گا۔"

۲

تھوڑی دیر سکوت رہا۔ اس کے بعد لارڈ کلینیون اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تھارنٹن!" اس نے کہا۔ "میں نے اس معاملہ میں تم سے مدد چاہی تھی، اور وہ تم نے بے غرضانہ دی۔ میں اس کے لئے ممنون ہوں۔"

"آپ ناحق ذکر کرتے ہیں۔" تھارنٹن نے جواب دیا۔ "خوش نصیبی تھی کہ شروع

میں ہی کامیابی ہو گئی۔ میرے خیال میں آغاز ہر طریقہ پر باعث اطمینان ہے اور انجام...؟

"نہ بس، انجام کی حاجت نہیں" لارڈ کلیفون نے آہستگی سے کہا "اس معاملہ میں آغاز ہی انجام ہونا چاہئے" پھر اپنے دوست کو متحیر دیکھ کر "بات یہ ہے کہ میں اس تحقیقات سے دستبردار ہونا چاہتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ جو کچھ اس وقت تک ہوا۔ وہ ہم دونوں میں بطور راز رہنا چاہیے"

تھارنٹن کے چہرہ پر بے اعتباری کے آثار نمودار ہوئے۔ کہنے لگا۔

"یہ آپ کی رائے ہے؟"

"یہ میرا آخری فیصلہ ہے"

"یعنی آپ کا آخری فیصلہ یہ ہے کہ اس حد تک کامیابی حاصل کرنے اور اتنا سراغ پا لینے کے بعد ہمیں اپنی کوششوں پر پانی پھیر دینا چاہئے؟"

"اس لئے کہ مجبوری ہے!"

"یعنی کیا؟"

"افسوس میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ بہرحال یہ میرا سوچا ہوا آخری فیصلہ ہے"

"جو ممکن ہے غلط ہو"

"لیکن وہ بالکل صحیح ہے"

"اور کیا یہ بھی آپ نے سوچ لیا کہ اگر ہماری ان دریافتوں کا حال کسی طرح خفیہ پولیس کو معلوم ہو گیا، تو ممکن ہے وہ ہم پر واقعات کو چھپانے کی سازش کا الزام عائد کرے"

"بلا سے۔ میں اس خطرہ کو بھی سہہ لوں گا"

تھارنٹن نے ایک لحظہ خاموش رہ کر شانوں کو حرکت دی، پھر کہنے لگا۔

"بہت اچھا، جو آپ کو منظور ہو۔ کیونکہ اس معاملہ کا تعلق سب سے زیادہ آپ ہی کی ذات سے ہے۔ تاہم یہ کہنے کے لئے معاف کیجئے، کہ یہ طریقہ مجھکو نامرغوب ہے تسلیم!

اور جواب تک کا انتظار کئے بغیر وہ غصہ اور جوش کی حالت میں رخصت ہو گیا ۔

مگر لارڈ کلیفیون نے اس کو بلانے اور اس سے معذرت کے دو لفظ کہنے کی بھی حاجت نہیں سمجھی ۔

۳

اس سے اگلی صبح کو ایک نہایت عجیب اعلان روزنامہ اخباروں میں درج ہوا۔ یعنی اس اشتہار کی تردید کا جو فلپ نیلسن کی گرفتاری کے لئے ایک ہزار پونڈ کے انعام کے بارہ میں شائع ہوا تھا۔ نتیجہ یہ کہ نیلسن کے جرم کے بارہ میں جو خیال اس سے پہلے فیصلہ کن اور مضبوط تھا ۔ کمزور ہونا شروع ہو گیا۔ اور گو پہلے اعلان سے محکمہ سکاٹ لینڈ یارڈ کا کوئی تعلق نہ تھا۔ تاہم انعام کی واپسی کے بعد اس کی تلاش کی کوششوں کا سلسلہ صیغۂ مذکور میں بھی بالکل مدھم ہو گیا ۔ ارل آف اسمتھ اور ایسٹ اینڈ کی رہنے والی پراسرار عورت کے قتل کی تفتیش کا یہ واحد سراغ تھا جس کی بناء پر مزید حالات کی دریافت کی امید ممکن تھی ۔ اس کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد دونوں وارداتیں پھر اسی پردۂ راز میں چھپ گئیں ۔ جو پیشتر ان پر حاوی تھا، جیسا کہ اس طرح کے موقعوں پر عموماً ہوا کرتا ہے ۔ اخباروں نے اس بارہ میں بہت کچھ لکھا لیکن سکاٹ لینڈ یارڈ والے چپ رہے ۔ تاہم حیرت ان کو بھی تھی ۔ گو سب سے زیادہ تعجب تفتیش سے دستبرداری اور انعام کی واپسی کے اعلان کا لارڈ کلیفیون کے دوست سٹیفن تھارنٹن کو تھا !

باب ۔ ۱۶

وکیل صاحب کا مشورہ

۱

بیڈفورڈ رو لندن کے مسرز جان برڈ تل اینڈ سنز سالسٹران کی کوٹھی کے مالک مسٹر

جان برڈنل خاندانی وکیلوں کی فہرست میں نمبر اوّل پر تھے۔ اور ان کے دفتر میں ٹین کے صندوقوں کے لاتعداد ڈھیروں پر جو فرش سے چھت تک لگے ہوئے تھے۔ لکھے ہوئے موکلوں کے نام اپنی عظمت اور اہمیت کے اعتبار سے کسی عام ملاقاتی یا نو وارد اجنبی کے دل پر رُعب و اثر پیدا کئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ ان میں سب سے موٹے اور واضح حرفوں میں لکھا ہوا نام ارل آف اسسٹن کا تھا۔ فی الحقیقت خاندان برڈنل کا تعلق خاندان اسسٹن سے مدت مدید سے قائم چلا آتا تھا۔ چنانچہ مسٹر جان برڈنل سے پہلے ان کے باپ، دادا، اور پردادا نے اپنی اپنی باری سے خاندان اسسٹن کے اکابر واسلاف کی قائم مقامی کی تھی۔ اور زندگی میں ارل آف اسسٹن آنجہانی کے بھی مسٹر جان برڈنل سے بہت گہرے تعلقات تھے۔ ان حالات میں جب لارڈ کلینیون اپنی ماں کی ملاقات کے دوسرے دن سویرے دس بجے مسٹر برڈنل کے دفتر میں پہنچے، تو اہلِ عملہ میں سے کسی کو ان کی آمد پر بالکل حیرت نہیں ہوئی۔

اس کے باوجود جب اس کے چند منٹ بعد خود مسٹر برڈنل اپنی موٹر پر سوار ہو کے سینٹ جانز وڈ کی خوشنما کوٹھی سے جہاں ان کی سکونت تھی، بیڈ فورڈ کے دفتر میں پہنچے اور ان کو اطلاع دی گئی کہ ارل آف اسسٹن کے جانشیں لارڈ کلینیون ان کی آمد کے انتظار میں دفتر میں بیٹھے ہیں۔ تو وہ کچھ مضطرب اور بے تبین دکھائی دینے لگے۔ کم از کم وہ لارڈ کلینیون کی ملاقات کے خواہشمند نظر نہ آتے تھے۔ دفتر میں داخل ہونے سے پہلے مسٹر برڈنل نے پھر ایک بار پیچھے مُڑ کر موٹر رخصت کی۔ اور اس کے بعد دونوں ہاتھ پشت پر جوڑے دروازہ کے باہر پیدل چلنے کی پٹڑی کے ایک دو پھیرے کئے۔ وہ ایک دراز قد، وجیہہ شکل وصورت کے آدمی تھے جن میں عام وکیلوں کے انداز بہت ہی کم پائے جاتے تھے۔ لیکن گو یہ شخص قانونی حلقوں میں اپنی دور اندیش، زودرس طبیعت کے لئے خاص طور پر مشہور تھا۔ اور مؤکلوں کے معاملات کے انتظام میں اس کو خاص تجربہ حاصل تھا۔ تاہم اس وقت لارڈ کلینیون کی آمد کی خبر پا کے وہ بھی گھبرایا ہوا نظر آنے لگا۔ یوں تو لاتعداد سوالات تھے،

جن پر مشورہ حاصل کرنے کے لئے لارڈ کلینیون اس کے پاس آسکتے تھے۔ تاہم ایک بات ایسی تھی، جس کی تشریح میں اس کو یعنی جان برڈنل کو سخت تامل تھا۔ اور اس وقت وہ یہ سوچ کر حیران ہو رہا تھا، کہ اگر لارڈ کلینیون نے وہی ذکر چھیڑا تو پھر میرا طریق عمل کیا ہونا چاہیئے؟ دو ہی صورتیں ممکن تھیں، یا یہ کہ وہ جواب دینے سے انکار کر دے، یا... جھوٹ بولے۔ اور گو یہ بات عجیب ہے، تاہم اس کی واقعیت سے انکار ممکن نہیں کہ اپنے پیشہ وکالت کے باوجود مسٹر برڈنل نے کبھی جھوٹ نہ بولا تھا۔ بارہا اس کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا تھا، کہ اگر کوئی اس طرح کا موقعہ پیش آئے، تو اس کا طریق کار کیا ہونا چاہیئے؟ لیکن گو وہ ہر ایک ضرورت کے لئے تیار رہنا فرض سمجھا کرتا تھا، تاہم اس سوال کے بارہ میں وہ بھی کوئی صحیح طریقہ قائم نہ کر سکا تھا۔ دفتر میں داخل ہونے سے پہلے وہ جس وقت باہر کی سیڑھیوں پر کھڑا ہوا سوال کے اس پہلو پر آخری بار غور کر رہا تھا، تو صرف ایک ہی طریقہ اس کو قابلِ عمل نظر آیا، جو ناخوشگوار لیکن ضروری تھا۔ اور گو ممکن تھا کہ اس صورت میں آئندہ اس کو خاندان اسمسٹن کے مشیر قانونی کے عہدہ سے دستبردار ہونا پڑے۔ تاہم... مجبوری تھی۔ اس کے سوا اور کوئی طریقہ لائق عمل نہ تھا۔ اپنے جی میں یہ فیصلہ کر کے اس نے اپنی لمبی سپید مونچھوں کو آخری بار بل دیا۔ اور اس کے بعد دفتر میں چلا گیا۔

۲

لارڈ کلینیون، مسٹر برڈنل کے نجی کمرہ میں بے تابانہ ٹہلتا پھر رہا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر ٹھہر گیا۔

"تسلیمات مسٹر برڈنل!" اس نے وکیل کو اندر آتا دیکھ کر کہا "میں ایک مدت سے آپ کے انتظار میں ہوں"

"مجھے آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے" مسٹر برڈنل نے دستانے اتارتے ہوئے کہا "تشریف رکھئے۔ آرام کرسی حاضر ہے"

لارڈ کلینیون اس پر بیٹھ کر ایک یا دو لمحوں تک چپ رہا۔ اس اثنا میں وکیل برڈنل نے اپنا اوورکوٹ اور ٹوپی اتار کے لٹکا دی۔ اور کوٹ کے بٹن ہول سے خوشنما پھولوں کا ننھا سا گچھا نکال کے تازہ پانی کے گملے میں رکھا۔ اس کے بعد میز کے پاس رکھی ہوئی گھومنے والی کرسی پر بیٹھ کر اپنے مؤکل کے مقابلہ کی تیاری شروع کی۔

"مائی لارڈ!" اس نے کہا "یقیناً آپ اپنے والد مرحوم کی جائیداد کے بارہ میں مشورہ کرنے آئے ہیں۔ کئی باتیں اس سلسلہ میں ایسی تھیں، جن کی نسبت میں خود آپ سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ مثلاً جائیداد کلینیون کے بلیما جاروں کے متعلق ..."

"معاف کیجئے۔ میں فی الحال اس سوال پر بحث کرنے کے لئے حاضر نہیں ہوا" لارڈ کلینیون نے قطع کلام کر کے کہا "میری آمد کا مدعا کچھ اور ہے ..."

وکیل نے امیر نوجوان کے ستے ہوئے زرد چہرہ کی طرف دیکھا۔ اور سمجھ گیا کہ وہ مدعا وہی ہے جس کا احتمال تھا۔

"میں اس وقت" لارڈ کلینیون نے بہ آہستگی کہنا شروع کیا "والد مرحوم کے نجی معاملات کے بارہ میں استفسار کے لئے حاضر ہوا ہوں"

"افسوس وہی خطرہ پیش آگیا جس کا اندیشہ تھا" وکیل صاحب نے کراہتے ہوئے دل ہی دل میں کہا۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے لارڈ کلینیون نے کہا۔

"واردات قتل کی دہشت اور صدمہ سے بحال ہونے کے بعد قدرتی طور پر سب سے پہلا خیال جو میرے دل میں پیدا ہوا، یہ تھا کہ اس شخص کو جس نے یہ فعل کیا، جس طرح ممکن ہو گرفتار کرا کے سزا دلانی چاہئے۔ میری خواہش تھی کہ اس بے رحم سفاک کو جس نے والد کو بے گناہ قتل کیا، پھانسی دلا کے چھوڑوں۔ کیوں مسٹر برڈنل! یہ خواہش قدرتی تھی یا نہیں؟"

مسٹر برڈنل نے آہستہ سے سر کو خم کیا۔ اس کے بعد ایک گہری سرد آہ کے ساتھ آنے

والی مصیبت کے انتظار میں اپنے مؤکل کی تیز متجسس آنکھوں کی طرف دیکھا۔

"مسٹر برڈنل!" لارڈ کلینیون نے پھر ایک بار کہنا شروع کیا: "مجھے اپنے والد سے بہت گہری محبت تھی۔ انتقام کی خواہش ممکن ہے۔ اصول عیسائیت کے برخلاف ہو۔ تاہم اس طرح کے حالات میں اس کا پیدا ہونا قدرتی ہے۔ یہی خواہش مجھ میں پیدا ہو چکی ہے۔ اور اتنا غالب اثر اس کا میری طبیعت پر ہے کہ اس کے پورا ہونے سے پہلے مجھے کسی چیز سے دلچسپی نہیں رہی۔ میں اپنے جی میں اس بات کا حلف لے چکا ہوں، کہ جس ناہنجار نے والد کو قتل کیا تھا، میں اس کو بھی سزائے موت دلا کے چھوڑوں گا۔"

"اس صورت میں امید کرنی چاہیے کہ پولیس مجرم کی تلاش میں کامیاب ہو گی۔ اور اس کو اپنے جرم کی تعزیر میں ضرور پھانسی دی جائے گی۔" مسٹر برڈنل نے کہا۔ "میں کل سکاٹ لینڈ یارڈ میں گیا تھا، وہ لوگ اس بارہ میں پُرامید نظر آتے تھے۔"

سکاٹ لینڈ یارڈ کا ذکر آنے سے نیز وکیل کے لہجہ تقریر سے بھی لارڈ کلینیون کو غصہ آ گیا۔ حقارت آمیز لہجہ میں کہنے لگا۔

"اوہ! مجھ کو سکاٹ لینڈ یارڈ کی کامیابی پر نہ پہلے کچھ بھروسہ تھا، نہ اب ہے۔"

"تو پھر اس صورت میں قاتل کی حراست اور سزایابی کا اور کونسا طریقہ ممکن ہے؟" مسٹر برڈنل نے بھولے پن سے پوچھا۔

"میں اپنے طور پر اس آدمی کا سراغ لگانا چاہتا ہوں۔" نوجوان امیر نے جوش میں بھر کر کہا۔ "یہ میرا پختہ ارادہ ہے۔ اور میں ضرور اس پر عمل کرتا، لیکن بدقسمتی سے پہلا قدم اُٹھاتے ہی ایک عجیب رُکاوٹ مجھ کو پیش آ گئی۔"

مسٹر برڈنل نے اس کے جواب میں کچھ نہ کہا۔ وہ چپ چاپ لارڈ کلینیون کے سلسلۂ تقریر کا منتظر رہا۔

"دراصل،" آخرکار اس نے کہنا شروع کیا: "مجھ کو بتایا گیا ہے... گو میں بتانیوالے

کا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتا... کہ والد کے عہد ماضی میں ایک ایسا راز پوشیدہ ہے جس سے اس واردات قتل پر بخوبی روشنی پڑ سکتی ہے، مگر اس میں ہماری مشکل یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی کہنے والے کہتے ہیں کہ وہ راز والد کے کسی گناہ یا سہو سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ پس جب وہ راز ظاہر ہوا تو اس کے ساتھ ان کا وہ سہو بھی ظاہر ہو جائے گا۔ اور اس وقت لوگ ان کو گنہگار قرار دینے سے تامل نہ کریں گے۔ اشارتاً یہ بھی مجھ سے کہا گیا کہ یہ خوفناک جرم ممکن ہے، کسی شخص نامعلوم کا انتقام ہو' جسے ان کی طرف سے کوئی گزند پہنچا تھا۔ پس اب اگر میں اس آدمی کو جس پر قتل کا شبہہ ممکن ہے۔ تلاش کرنا شروع کردوں' تو اس کے ساتھ ہی اندیشہ ہے کہ والد کے عہد ماضی کا وہ حصہ جس کا انکشاف ان کے حق میں باعث ندامت ہے۔ ضرور ظاہر ہو جائے گا۔ ممکن تھا میں اُن چھپے ہوئے اشاروں کو بے بنیاد سمجھ کے نظرانداز کر دیتا۔ مگر ان کی تائید میں ایک واقعہ اور بھی پیش کیا جاتا ہے، جو واردات کی رات کو پیش آیا تھا۔ ان حالات میں وہ لوگ جو میرے خاندان کی بہتری چاہتے ہیں، مجھ کو باصرار یہی کہتے ہیں، کہ معاملہ کو جوں کا توں رہنے دو۔ اور قاتل کی تلاش ترک کر دو!"

"مائی لارڈ!" وکیل نے فکر آمیز لہجہ میں کہا "اگر یہ باتیں جو آپ نے اب بیان فرمائی ہیں' واقعی صحت پر مبنی ہوں' تو میرے خیال میں وہ مشورہ جو آپ کو پیش کیا جاتا ہے، بُرا نہیں۔"

"لیکن کیا آپ خیال کرتے ہیں، کہ میں اس طرح کی باتوں کو قابلِ یقین تصور کر سکتا ہوں.... ؟"

مسٹر برڈنل نے ایک ہاتھ اٹھا کر قطع کلام کیا۔ پھر اس کے بعد سمجھایا۔

"مائی لارڈ! عہد شباب میں کس کی ہستی ہے' جو خطا کی مرتکب نہیں ہوتی؟ جوش کی آندھی میں سبھی پتے اُڑ جایا کرتے ہیں۔"

"بے شک آپ کا فرمانا صحیح ہے' اور اگر والد مرحوم سے واقعی ان کی عمر میں کوئی خطا سرزد ہوئی ہو' تو اس کی جانچ کرنا میرا فرض نہیں' مگر ان کے قتل کو بلا انتقام لئے چھوڑ دینا یہ اسی حالت میں ممکن ہے کہ مجھ کو ان غیر واضح اشاروں سے زیادہ کچھ اور حال بھی معلوم ہو جائے"۔

تھوڑی دیر سکوت رہا۔ اس کے بعد یہ دیکھ کر کہ وکیل اس کو توڑنے پر آمادہ نہ تھا، لارڈ کلینیون اپنی جگہ سے اُٹھ کر مسٹر ہرڈنل کے بالمقابل میز کے دوسری جانب کھڑا ہو کر کہنے لگا۔

"اب میری آمد کا مدعا امید ہے ظاہر ہو گیا ہوگا۔ اگر والد کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا تھا جس کو وہ دنیا سے چھپا کر رکھتے تھے۔ تو یقیناً وہ آپ سے پوشیدہ نہ ہوگا اطمینان فرمائیے کہ میں فقط رفع استعجاب کے لئے ان کے حالات جاننا نہیں چاہتا۔ فی الحقیقت اگر اس معاملہ کا تعلق زندگی اور موت کے سوال سے نہ ہوتا، تو میں شاید کبھی اس کی تحقیقات نہ کرتا۔ مگر حالات ہمیشہ معاملات کی صورت بدل دیتے ہیں۔ میرا فرض آپ سے اس راز کا حال پوچھنا اور آپ کا اس کو بیان کرنا ہے۔ میں ایک سیدھے سوال کا سیدھا سا جواب چاہتا ہوں۔ کیا آپ کی رائے میں یہ خیال صحیح ہے کہ والد کے قاتل کو تلاش کرتے ہوئے ان کی زندگی کا کوئی ایسا راز ظاہر ہو جانا ممکن ہے۔ جس کا چھپا رہنا ہی بہتر ہوگا؟"

وکیل نے لارڈ کلینیون کے فکرمند زرد چہرہ کو جو اس کی طرف جھکا ہوا تھا' دیکھا' اس کے بعد کہا۔

"میرے خیال میں... صحیح ہے"

"تو.... اُف میرے خدا!"

۳

لارڈ کلینیون اس طرح ایک قدم پیچھے ہٹا، گویا کسی نے اس پر جسمانی وار کیا ہو، اس کے بعد آہستگی سے کہنے لگا۔

"تو... اس صورت میں میرا ان حالات سے واقف ہونا ضروری ہے۔ آپ ان کو بیان کریں"

"مگر افسوس میں ایسا نہیں کرسکتا" مسٹر برڈنل نے جواب دیا۔

"اور میں ان حالات کو جانے بغیر نہ جاؤں گا" لارڈ کلینیون نے جوش میں بھر کر کہا: "میں آپ کی زبانی ان کی پوری کیفیت سننا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد میں اپنے آپ اس بات کا فیصلہ کروں گا، کہ کیا قاتل کو تلاش کرتے ہوئے والد کی زندگی کے اس تاریک پہلو کا روشنی میں آجانا ممکن ہے یا نہیں، آہ! مسٹر برڈنل۔ کیا آپ خیال کرسکتے ہیں کہ میرا جوش انتقام اس آسانی سے دب جانا ممکن ہے؟ نہیں۔ میں سارا حال ضرور سننا چاہتا ہوں"

"مگر میرے لئے ان حالات کو آپ کے روبرو ظاہر کرنا ناممکن ہے!" وکیل نے فیصلہ کُن لہجہ میں جواب دیا۔

"تو اس صورت میں آپ مجھ کو یہ کہنے کے لئے معاف کریں" لارڈ کلینیون نے جوش میں بھر کر کہا۔ کہ "مجھ سے آپ کا برتاؤ شرمناک ہے۔ چونکہ میں اس تفتیش کو انجام تک لے جائے بغیر کبھی چین نہ پاؤں گا۔ اس لئے اگر اس کوشش میں کوئی بے جا فعل مجھ سے سرزد ہوا۔ تو یاد رکھئے اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے"

یہ کہتے ہوئے لارڈ کلینیون نے پیچھے مُڑ کر اس انداز سے اپنی ٹوپی اُٹھالی۔ گویا رخصت ہوجانا چاہتا تھا۔

اس کے ساتھ ہی مسٹر برڈنل اُٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا۔

"ٹھہریئے مائی لارڈ۔ تشریف رکھئے۔ مبادا آپ مجھ سے بدگمان ہوں۔ میں اپنے انکار کی وجہ عرض کر دینا چاہتا ہوں۔"

باب ۔ ۱۷

ماضی کی جھلک

۱

"یاد ہوگا" مسٹر برڈنل نے لارڈ کلینیون کے بیٹھ جانے کے بعد بیان کرنا شروع کیا۔ "کہ آپ کے والد لارڈ ایسٹن آنجہانی عرصہ دراز تک نابالغ رہے تھے، چھ برس کی عمر میں باپ کا سایہ سر سے اُٹھ جانے کے بعد سن بلوغ حاصل کرنے کے وقت تک وہ بہت کم مجھ سے ملے۔ البتہ اس کے بعد وہ بارہا تشریف لائے۔ اور گو میں عمر میں اُن سے چھوٹا تھا، تاہم اکثر معاملوں میں انہوں نے مجھ کو پوری طرح لائق اعتماد سمجھا۔ بائیس سال کی عمر میں وہ اپنی رجمنٹ سے رخصت لے کر سیر و سیاحت کے لئے انگلستان سے باہر چلے گئے۔ اس کے بعد جلدی ہی ان کے زمانۂ مشکلات کا آغاز ہوا۔

"شروع میں ان کے خطوط گاہ بگاہ میرے نام آیا کرتے تھے۔ مگر اس کے بعد دفعتاً ان کا سلسلہ مسدود ہو گیا۔ اور اس وقت کے بعد آپ کے والد کے بارہ میں صرف وہی اطلاع مجھ تک پہنچا کرتی تھی۔ جو اُن کے بنک کی معرفت آتی۔ آخر جب ان کو انگلستان سے رخصت ہوئے ایک سال کا عرصہ گذر گیا۔ تو ایک دن ان کے بنک کے منیجر نے اشد ضروری چٹھی کے ذریعہ سے مجھ کو اپنے دفتر میں طلب کیا۔ اور اسوقت اس کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ کے والد کا جتنا روپیہ بنک میں جمع تھا۔ وہ نہ صرف اس کو

بلکہ اس سے زیادہ کچھ اور بھی بنک سے نکلوا چکے۔ اس روز بھی ایک بڑی رقم کی ہُنڈی
ان کی جاری کی ہوئی ایک غیر ملکی بنک کے گماشتوں نے بنک مذکور میں پیش کی تھی،
جس سے قدرتی طور پر بنک والوں کو تشویش ہوئی۔ لارڈ السٹن کا روپیہ بنک میں بالکل
ختم ہو چکا تھا۔ پس ان کی ہُنڈی سکاری جائے تو کیونکر؟ انکار کی صورت میں جو نتیجہ
ہوتا وہ ظاہر ہے۔ خیر میں نے ان کو ہنڈی کا روپیہ ادا کرنے کی اجازت دے دی۔ اور اس
رات آپ کے والد کے پاس ایک چھٹی بھی لکھی، جس میں ان کی مالی حالت پوری طرح واضح
کر دی گئی۔ بواپسی ڈاک جواب آیا، کہ مجھے ایک اور اتنی ہی بڑی رقم درکار ہے۔ جس طرح
ممکن ہو روپیہ کا انتظام کیجئے۔ مجبور ہو کے میں نے بعض کفالت نامے جن کا روپیہ نفع بخش
طریق پر محفوظ تھا۔ فروخت کر دئے۔ اور اس طرح ان کی فوری ضرورت کو پورا کیا۔
اس کے بعد کچھ عرصہ تک....."

"ذرا توقف کیجئے" لارڈ کلینیون نے ہاتھ کے اشارہ سے روکتے ہوئے کہا۔
"اب تک آپ نے یہ نہیں بیان کیا کہ والد اس زمانہ میں کہاں تھے؟"

مسٹر برڈنل نے صورتِ انکار سر ہلایا۔

"اس کا جواب افسوس ہے میں نہیں دے سکتا۔ قریباً ایک مہینہ پھر کوئی اطلاع
مجھ کو نہیں ملی۔ اور اس کے بعد دفعتاً ایک نہایت عجیب واقعہ ظہور میں آیا۔ ایک رات میں
بعض دوستوں کے ساتھ کھانا کھانے میں مشغول تھا کہ نوکر نے آکے خبر دی۔ ایک آدمی
آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ اور گو اس کو ٹالنے کی بہت کوشش کی گئی۔ تاہم اس کو اصرار ہے۔
اور وہ اس ملاقات کے لئے سخت بے چین نظر آتا ہے۔ مہمانوں سے معذرت کر کے میں
باہر گیا۔ اور اس جگہ دیکھا کہ دہشت اور جوش سے زرد رو اور لمبے سفر سے مضمحل آپ
کے والد کا نوکر نیلسن کھڑا تھا!

"افسوس! میں یہ بات واضح نہیں کر سکتا، کہ وہ کس مطلب کے لئے آیا تھا۔ بعض

اتنا ہی کہہ سکتا ہوں، کہ جو خبر اس نے لاکر دی، وہ ایسی تھی، جس کی وجہ سے مجھکو فوراً ہی گھر سے رخصت ہونا پڑا۔ اور دن رات سفر کرکے میں آپ کے والد کے پاس پہنچا۔ میرا مقصد اُن کو اپنے ساتھ انگلستان واپس لانے کا تھا۔ مگر افسوس! مجھے اس کوشش میں ناکامی ہوئی، اور مجھے تنہا واپس آنا پڑا۔ لارڈ السسٹن نے پُرجوش لفظوں میں میرا شکریہ ادا کیا۔ لیکن میرے انتہائی اصرار پر بھی میری درخواست قبول کرنے سے انکار کردیا۔ میرا خیال ہے وہ اس وقت شدّتِ جوش سے آپے میں نہ تھے۔ ورنہ یقیناً اس جگہ ٹھہرنا قبول نہ کرتے۔ تاہم وہ اسی جگہ رہے۔ اور میں واپس آگیا۔ اس کے بعد متواتر تین سال تک مجھے ان سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ تین سال کے بعد انہوں نے انگلستان آکے پھر فوجی ملازمت شروع کردی۔ اور اس کے تھوڑا عرصہ بعد اُن کی شادی ہوئی۔۔۔"

"مسٹر برڈنل!" لارڈ کلینیون نے اعتراضاً کہنا شروع کیا۔ "یہ جتنا حال آپ نے مجھ سے بیان کیا ہے، اس چھلکے کی طرح ہے جو مغز سے خالی ہو۔ میرے لئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ انگلستان سے اپنی پُراسرار غیرحاضری کے دنوں میں میرے والد کہاں مقیم تھے۔ اور وہ کون سا خطرہ تھا جس سے آپ نے ان کو بچانے کی کوشش کی تھی؟ کیا آپ ان سوالوں کا جواب دینا منظور کرسکتے ہیں یا نہیں؟"

"افسوس نہیں!" برڈنل نے جواب دیا۔ "اسی کمرہ میں جہاں اس وقت آپ بیٹھے ہیں، میں نے آپ کے والد سے حلفیہ وعدہ کیا تھا، کہ اس مضمون کے متعلق کوئی لفظ میرے منہ سے نہ نکلے گا۔ یقیناً آپ یہ نہیں چاہتے، کہ میں اپنے کئے ہوئے وعدہ کی خلاف ورزی کروں!"

"یہ میرا مطلب نہیں ہے۔" لارڈ کلینیون نے جواب دیا۔ "تاہم میں کہہ سکتا ہوں، کہ اگر والد کو اپنی زندگی میں اس طرح کا واقعہ پیش آنے کا احتمال ہوتا، تو وہ کبھی آپ کو اس طرح کا حلف نہ دیتے۔"

"معاف کیجئے۔ میرا خیال آپ سے مختلف ہے!" مسٹر برڈنل نے جواب دیا: "پورا حال تو شاید مجھ کو بھی معلوم نہیں۔ تاہم جس قدر معلوم ہے اس کی بناء پر آپ کے والد مرحوم کی طبیعت کو جانتے ہوئے میں یہ کہنے پر مجبور ہوں، کہ وہ اگر اپنے انجام کی پیش بینی کر سکتے تو ضرور آپ سے کہتے کہ میرے قتل کے بعد انتقام کا خیال چھوڑ دینا اس سے بہتر ہوگا، کہ میرے عہد ماضی کے اس حصّہ کو بے نقاب کیا جائے"

"لیکن چونکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا" لارڈ کلینیون نے جواب دیا "اس لئے سوال کا آخری فیصلہ سارا حال جاننے کے بعد میں ہی بہتر کر سکتا ہوں۔ اور میری خواہش یہ ہے کہ ان کے اس عہدِ ماضی کو ایک نظر دیکھ کر اس بات کو طے کروں کہ مجھے اس معاملہ میں کیا کرنا چاہیئے"

مسٹر برڈنل نے صورتِ انکار سر ہلایا۔

"نہیں مائی لارڈ! آپ ایسا نہ کیجئے۔ اس میں نقصان اور تضیع اوقات کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا"

"میں جوان ہوں اور اپنے وقت کا بڑا حصّہ اس تفتیش پر ضائع کر سکتا ہوں، اس کے علاوہ میرے لئے چُپ رہنا سخت مشکل ہے"

"آپ دانا ہیں لیکن ایک سن رسیدہ مردِ دُنیا دار کی نصیحت کوئی اہمیت رکھ سکتی ہے اور اس کے علاوہ اگر آپ اس شخص کی رائے قبول کرنا چاہتے ہیں، جو اس معاملہ کی نسبت آپ سے بہتر معلومات رکھتا ہے۔ تو مناسب یہی ہے کہ آپ اس سوال کو بند کا بند رہنے دیں۔ قاتل کو تلاش کرنے کی کوشش سے آپ اپنے والد کی کوئی خدمت نہ کرسکیں گے اس کے علاوہ۔۔۔ انتقام ایک ایسا جذبہ ہے، جسے از روئے اخلاق اونچا نہیں کہہ سکتے"

"مگر میں انتقام لینا نہیں چاہتا" لارڈ کلینیون نے رخصت کی تیاری میں دستانے پہنتے ہوئے کہا۔ "میں فقط انصاف چاہتا ہوں"

"کس کو معلوم ہے کہ وہ انصاف جس کی آپ کو خواہش ہے، پہلے ہی عمل میں آچکا ہو"۔ مسٹر برڈنل نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ والد کے قتل کو فعل انصاف کہنا چاہتے ہیں؟ یقیناً آپ کا یہ مطلب نہیں ہوسکتا کہ والد کی ہلاکت از روئے انصاف جائز تھی"۔

وکیل نے ایک ہاتھ نوجوان امیر کے بازو پر رکھا اور اسے روکتے ہوئے کہا۔

"نہیں مائی لارڈ! میرے کہنے کا یہ مطلب نہ تھا، تاہم کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ قاتل کے دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے، وہ اگر مجسم شیطان بھی ہو، تو پشیمانی کے اس احساس کو کبھی نظرانداز نہیں کرسکتا۔ جو ہر وقت اس کو ہوتا ہے۔ یقین کیجئے کسی مرد گنہگار کا گناہ ہی اس کی سب سے بڑی سزا ہے"۔

"خدا کرے ایسا ہوتا ہو۔ لیکن میں فی الحال آپ سے نظریہ اخلاق پر بحث کرنا نہیں چاہتا۔ رہ گیا یہ سوال کہ آئندہ مجھے کیا کرنا چاہیئے، تو اس کا فیصلہ میں اپنے دل میں کرچکا ہوں۔ تسلیم!"

"الوداع مائی لارڈ!"

مسٹر برڈنل اپنے مؤکل کو باہر کے دروازہ تک چھوڑنے آیا، اور اس کے بعد پھر اپنے کمرہ میں چلا گیا۔

۲

میز پر لاتعداد خطوط جمع تھے۔ اور صدر محرّر دن بھر کی ہدایات کے لئے بیتاب تھا۔ مگر ان خطوں کو نظرانداز کرکے اور صدر محرر کی بیتابی کو بھی خاطر میں نہ لاکر مسٹر برڈنل کمرہ کے سب دروازے بند کرکے میز کے پاس بیٹھ گیا۔ اب اس کے چہرہ پر گہری پریشانی کے آثار نمودار تھے۔

دبی آواز میں اپنے آپ سے باتیں کرتے ہوئے اس نے کہا: "جتنا جلد ممکن ہو،

مجھے لیڈی اسسٹنٹ سے ملنا چاہیئے۔ شاید ان کو معلوم ہو کہ میں نے گراسوینز سکوئر والے مکان کی سب الماریاں دیکھی تھیں، لیکن وہاں کوئی چیز نہ ملی تھی۔ اگر ان چیزوں کو بالکل ہی تلف نہیں کیا گیا، تو ضرور وہ کلینیون کیسل میں ہوں گی۔ بہتر ہو تاکہ میں ان کو اپنے سامنے جلوادیتا۔ افسوس! ان باتوں کا خیال بعد از وقت آیا ہے۔ میرے خیال میں بہتر ہو کہ میں خود بھی وہاں جاؤں... ہاں یہ فیصلہ بہتر ہے۔ آج منگل ہے، آج تو میں جا نہیں سکتا اور کل لارڈ فلگریو کا مقدمہ ہے اس لئے جمعرات کا دن بہتر ہو گا"۔

اس نے ڈائری اُٹھا کر کئی اندراج جو پہلے سے اس میں درج تھے۔ قلمزن کر دیئے۔ اور اس کے بعد صرف ایک لفظ "کلینیون" اس صفحہ پر لکھا۔ پھر گھنٹی بجا کر ہیڈ کلرک کو طلب کیا۔ اور اس سے کہا "اب میں کام کرنے کو تیار ہوں"۔

باب - ۱۸

ویرانہ

۱

اونچے سنگلاخ کراروں کی لمبی قطار کی چوٹیوں پر عہد گذشتہ کے ایک مسمار قلعہ کے کھنڈرات دکھائی دیتے تھے۔ کئی سو فٹ کی گہرائی پر طوفانی سمندر کا پُر خروش پانی جو موسم گرما کے نہایت ساکن ایام میں بھی مضطرب، بے چین اور متحرک رہا کرتا تھا۔ ناہموار چٹانوں اور کنکریلے ساحل سے دیوانہ وار ٹکرا کے مدھا، درد آمیز، غم انگیز شور پیدا کرتا تھا۔ اطراف کی اراضی بے شجر، بنجر، بے کاشت اور حد نگاہ تک ویران تھی۔ صرف بہت تیز متجسس اور عادی آنکھ ان چند سُرخ کھپریلی چھتوں کی جھونپڑیوں کو شناخت کر سکتی تھی۔ جو دامن کوہ میں اس طرح ایک دوسرے سے ملی ہوئی واقع تھیں، گویا تیز کوہستانی

آندھیوں اور طوفانوں سے محفوظ رہنے کے لئے آپس میں جڑی ہوئی کھڑی ہوں۔ یا ان کے سامنے سمت بحر میں چند بھورے مستولوں کی ماہی گیر کشتیاں اور جال مختلف اوقات میں اس چھوٹی سی آبادی کے رہنے والے لوگ جو وہمی اور گنوار تھے۔ الاؤ کے گرد جمع ہو کر ہیبتناک کہانیاں روحوں، آسیبوں اور سمندری عفریتوں کی بیان کیا کرتے تھے۔ کیونکہ عقائد باطلہ کی تعلیم ان کی بچپن کی تربیت کا حصہ تھی۔ بعض اوقات وہ ساحل بحر پر کھڑے ہو کر جھاگ اور دھند کے اس سایۂ تاریک کو مشتاق اور متجسس نظروں سے دیکھتے جو سطح آب پر قریباً ہر وقت چھایا رہتا تھا۔ اور جس کی پشت کے حالات ان کے لئے بمنزلۂ اسرار تھے۔ ان کی خاص صروفیتیں ایکدوسرے کی امداد، کسی ٹوٹے ہوئے جال یا بادبان کی مرمت یا شکستہ کشتی کے پیندے کی اصلاح ہوا کرتی تھیں، اور بس!

خزاں کے ایام ان کے لئے سب سے زیادہ سخت اور تکلیف دہ ہوتے تھے۔ اور جس وقت کا یہ ذکر ہے، وسط خزاں کا موسم تھا۔

آمدِ شب کے ساتھ کالے بادلوں کی فوج آسمان کے میدان پر جمع ہونے لگی تھی! اور ہوا کے تیز جھونکے تھوڑی دیر کے بعد درختوں کے بے برگ شاخوں میں چیختی ہوئی آوازیں پیدا کرتے ہوئے چلتے تھے۔ بر و بحر دونوں ایک سیاہ اندھیری چادر میں لپیٹے ہوئے پڑے تھے۔ آنِ واحد کے لئے پورنماشی چاند کالے بادلوں کے ایک پشتہ متحرک کی اوجھل سے باہر نکلا۔ اور اس عارضی روشنی سے فائدہ اٹھا کر اس چھوٹے سے گاؤں کا سرائے دار جم ڈور موسم کا رنگ دیکھنے اپنی جھونپڑی کے دروازہ پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنا سلگتا ہوا پائپ اس خیال سے پیٹھ کی طرف موڑ لیا۔ کہ بادِ تند اس کی آگ بجھا کر اس کو چند لمحوں کی راحت سے جو وہ اس ذریعہ سے حاصل کرنا چاہتا تھا محروم نہ کر دے۔ چنانچہ اس حالت میں ٹہلتا وہ جھونپڑی کے دروازہ سے نکل کر دو قدم ساحل کی طرف بڑھا۔ اور پھر کھڑا ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ سب سے پہلے اس کی نظر سمندر کے پرشور متلاطم پانی کی طرف

گئی۔ اور اس نے یہ دیکھ کر اطمینان کی لمبی اور گہری آہ کھینچی۔ کہ کوئی ڈونگی، یا چھوٹی کشتی اس طوفانی موسم میں عناصر کا مقابلہ کرتی ہوئی نظر نہیں آتی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جم ڈوور رحمدل انسان تھا۔ اور اسے اپنے ہمسایوں کے مصائب و آفات سے ہمدردی تھی۔ بعد ازاں اس نے اونچائی پر بنے ہوئے قلعہ کی طرف دیکھا۔ اور اسے اس کے مختلف حصّوں میں دو روشنیاں جھلملاتی نظر آئیں۔ ایک کو اس نے لاپروائی سے دیکھا۔ مگر دوسری کو جو قلعہ کے دور افتادہ حصّہ میں زیادہ اونچائی پر نظر آتی تھی، وہ بڑی دیر تک تنی ہوئی بھووں اور پریشان آنکھوں سے دیکھتا رہا۔

اس کے بعد مایوسانہ سر ہلا کر کہنے لگا "اس روشنی کا نظر آنا عجیب پُراسرار ہے۔ میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ ضرور اس میں نقصان کا احتمال ہے"

اس نے قلعہ سے نظر ہٹا کر پھر ایک بار جھونپڑی کی طرف دیکھا، ہلکی بارش شروع تھی، اور اس کے مکان کی ڈیوڑھی میں خوشگوار آگ کے گرد کئی آدمی کھردری بنچوں پر بیٹھے اسے تاپتے اور پائپ پی رہے تھے۔ کھڑکی کے پاس اس کی بی بی جس کا چہرہ موسم کی سختی کے باوجود اب بھی خوشگوار تھا۔ فکر آمیز نظروں سے بڑھتے ہوئے اندھیرے میں اپنے شوہر کی صورت تلاش کر رہی تھی۔ دفعتًا اس نے اسے دیکھا اور دور سے آواز دی۔

"پانی پڑنے لگا ہے۔ کس لئے باہر کھڑے بھیگتے ہو؟ اندر کیوں نہیں آجاتے؟"

جم ڈوور کی نگاہ لہکتی آگ اور اپنی بی بی کے خوشنما چہرہ کی طرف گئی۔ پھر اس نے اطراف میں جنگ عناصر کی بڑھتی ہوئی تیاریوں کو دیکھا۔ اس کے بعد اطمینان و قناعت کا گہرا سانس لے کر وہ پھر ایک بار جھونپڑی کے دروازہ کی طرف مڑا۔

مگر عین اس وقت جب اس کا ہاتھ دروازہ کے ہنڈل پر رکھا ہوا تھا۔ وہ چلتا چلتا ٹھہر گیا۔ اور کان لگا کر سننے لگا۔ خدا معلوم یہ اس کا وہم تھا یا کیا۔ بہرحال اسے کوہستان کی بلندیوں پر کسی نامعلوم مقام سے کسی شخص کا آوازۂ امداد سُنائی دیا!

اتنے میں باد تند کا ایک جھونکا بارش کے پانی سے بھیگا ہوا اس کی طرف آیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ آواز پھر ایک بار سنائی دی۔ اب کی بار اس کو پختہ یقین ہو گیا کہ وہ کسی انسان کی آواز تھی۔ گو آندھی اور تاریکی میں وہ اس بات کا فیصلہ نہ کر سکا، کہ وہ کہاں سے آئی ہے۔

جم ڈور ایک پابند مذہب کیتھولک عیسائی تھا۔ اس لئے اس آواز کو سن کر اس نے سب سے پہلے صلیب کا نشان بنایا اور اس کے بعد سوچنے لگا کہ گاؤں کے رہنے والوں میں سے کیا کوئی آدمی اس وقت تک باہر ہے؟ کُل بارہ آدمیوں کی بستی تھی جن میں سے پانچ اس کی جھونپڑی میں بیٹھے آگ تاپنے اور کہانیاں سننے میں مشغول تھے۔ باقی سات کو اس نے شام کے وقت دیکھا تھا۔ اور وہ بھی یقیناً اپنے گھروں میں محفوظ ہوں گے۔

جم ڈور کی طبیعت آسانی سے جوش میں نہ آتی تھی۔ بہر حال اس آواز کو تیسری بار سُن کر اس میں بھی ہلکا جوش پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ دونوں پیر جوڑ کے کر کے گردن پیچھے ہٹا کر اس نے اپنا ہاتھ منہ سے لگا کے ایک تیز جوابی نعرہ اس زور سے مارا کہ جب اس کی گونج ہوا میں پھیلی، تو وہ بحری مرغابیاں بھی جو آرام سے پڑی سوتی تھیں، بیدار ہو کے شور مچانے لگیں۔

اس کے ساتھ ہی جھونپڑی کا دروازہ کھلا، اور جو لوگ اندر تھے، مسز ڈور کی پُشت پر مضطربانہ نکل آئے۔

"کیا ہوا؟" مسز ڈور نے سب سے پہلے پوچھا۔ "اس شور کا کیا مطلب تھا؟"

اس نے پہاڑوں کی سمت میں اشارہ کیا اور کہنے لگا۔

"کسی آدمی کی آواز اس طرف سے آئی تھی۔ جاذرا لالٹین لا دے۔ ہم جا کے اسے ڈھونڈیں گے۔"

"لیکن سب آدمی گھر پر ہیں۔ اس آندھی اور بارش میں باہر کون ہوگا؟"

"میں جھوٹ نہیں کہتا۔ میں نے کسی آدمی کی آواز اپنے کانوں سے سُنی ہے!"

گہری خاموشی چھا گئی۔ جس کو قطع کرتی ہوئی وہی طلبِ امداد کی آواز پھر ایک بار ان کے کانوں میں پہنچی۔ اس آواز کو سُن کر سب لوگ حیران ہوئے۔ حتیٰ کہ بعض کو دہشت بھی محسوس ہونے لگی۔ اس دور افتادہ بستی میں کوئی اجنبی بہت ہی کم آتا تھا۔ اور یہ آواز اس گاؤں کے رہنے والوں میں سے کسی کی نہ تھی، تو پھر وہ کس کی آواز ہوگی؟ اور وہ شخص نہ معلوم اس وقت کس لئے ادھر آیا تھا۔ مٹھی بھر دیہاتی جو طبعًا کُند ذہن اور وہمی تھے۔ بے بسی کی نظروں سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ آخر کار مسز ڈوری حوصلہ کر کے بولی۔

"ضرور یہ کسی مرد کی آواز ہے۔ اور وہ اگر اس آندھی اور بارش میں اس طرف آنا چاہتا ہے تو یقینًا اس کے گر کر ہلاک ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ جم کس لئے چُپ کھڑے ہو؟ کیوں نہیں اس کی مدد کے لئے جاتے؟"

عورت کی تحریک سے مردوں کی گرتی ہوئی ہمّتیں بحال ہوئیں۔ اور وہ آگے چلنے کو تیار ہو گئے، لیکن وہ قدم بڑھایا ہی چاہتے تھے کہ بادِ تند کا جھونکا بے برگ درختوں کو سرسراتا ہوا آیا۔ اور اس سے وہ لالٹین جسے مسز ڈورا اپنے ساتھ باہر لائی تھی، گُل ہو گئی۔ چاند اس سے پہلے ہی جنگ عناصر سے ڈر کر بادلوں کے پردہ میں منہ چھپا چکا تھا۔ اس لئے گھُپ اندھیرے میں قدم آگے بڑھانا محال تھا۔ پس ایک آدمی کو اندر جا کر لالٹین دوبارہ روشن کرنی پڑی۔

اتنے میں طوفان اور بھی زیادہ شدت اور تیزی اختیار کر چکا تھا۔ آخر جب لالٹین دوبارہ جل کر آ گئی، تو جم ڈوری نے اس کو اپنے ہاتھ میں لے کر اپنی مختصر جمعیت کے آگے آگے چلنا شروع کیا۔ اور ساتھیوں سے کہا۔

"بڑی بھیانک رات ہے۔ سب آدمیوں کو اکٹھے مل کر رہنا چاہیئے۔"

بارش سے بھیگتے، سمندر کے نمکین جھاگ کا اثر اپنی آنکھوں اور زبانوں پر محسوس

کرتے، ہوا کے مقابلہ میں بمشکل قدم اٹھاتے وہ اس اونچی پہاڑی کی طرف ہولئے، جدھر سے آواز سنائی دی تھی۔ چڑھائی شروع کرنے سے پہلے انھوں نے ایکدوسرے کے ہاتھ پکڑ لئے اور جم ڈورسنے پھر ایک بار ساتھیوں سے کہا۔

"دیکھو، کسی کا ہاتھ ڈھیلا نہ رہ جائے۔ ورنہ ہوا کے زور سے سمندر میں گر جانے کا احتمال ہے۔ ہاں اب چڑھنا شروع کرو۔"

تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد بارش سے بچنے کیلئے کسی چٹان کے سایہ میں ٹھہر کر دم لیتے۔ وہ بتدریج پہاڑی پر چڑھتے گئے۔ ایک مرتبہ ٹھہر کر جم نے اندھیرے میں آواز دی جس کے جواب میں ایک اور آواز جو نسبتاً قریب تھی، ان کو سنائی دی۔

"شاباش جوانو!" جم ڈورسنے لالٹین ہلاتے ہوئے کہا: "اب ہم بالکل پاس آ پہنچے۔"

وہ ایک چھوٹی سی پگڈنڈی کی طرف مڑ گئے۔ جس کے عین نیچے سمندر کا موّاج پانی شور پیدا کر رہا تھا۔ اب وہ بڑی آہستگی کے ساتھ ایک ایک قدم چلتے تھے۔ اس کے چند لمحے بعد جم نے لالٹین والا ہاتھ اونچا اٹھایا۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کو ایک آدمی کی دھندلی صورت دکھائی دی، جو سڑک کے عین وسط میں کھڑا تھا۔

۲

"صاحبو! میں رستہ بھول گیا۔" اجنبی نے جم ڈور اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر کہا: "چونکہ گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس لئے نہ آگے قدم اٹھا سکتا تھا۔ اور نہ پیچھے جانا ممکن تھا۔ مجبوراً میں نے امداد کے لئے آوازیں دیں۔ کیا آپ لوگ قلعہ کے رہنے والے ہیں یا گاؤں کے؟"

"ہم اس گاؤں سے آئے ہیں۔ جو اس پہاڑی کے دامن میں واقع ہے" جم نے اندھیرے میں اس مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جہاں ان کی جھونپڑیوں کا مجموعہ تھا: "اچھا ہوا آپ نے آگے قدم بڑھانے کی جرأت نہیں کی۔ ورنہ آپ ضرور گر جاتے۔ کیوں جی! کیا میرا

خیال غلط ہے؟" اس نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کی طرف مڑ کر پوچھا۔

"نہیں۔ بالکل ٹھیک ہے۔"

"یہی اندیشہ مجھ کو تھا۔" اجنبی نے جواب دیا۔ "خیر اب میں چاہتا ہوں کہ یا تو آپ لوگ مجھے رات بھر کو پناہ دیں۔ یا مجھے قلعہ کلینیون میں پہنچا دیں۔"

اس بیان سے حاضرین میں سنسنی پیدا ہو گئی۔ چونکہ شاذونادر کوئی آدمی قلعہ میں آتا تھا۔ اس لئے اس آدمی کا قلعہ کا رستہ پوچھنا حیرت انگیز تھا۔ متعجب ہو کر جم نے اپنی لالٹین اونچی اُٹھائی۔ اور پہلی دفعہ اجنبی کے چہرہ کی طرف دیکھا۔

وہ ایک دراز قد خوش قطع نوجوان تھا۔ جس کے خوشنما چہرہ پر طوفان اور خطروں کے باوجود کسی طرح کی گھبراہٹ کے آثار نمودار نہ تھے۔ اس کے علاوہ معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کچھ اور بھی دیکھا۔ کیونکہ دفعتاً لالٹین نیچی کر کے ادب کے ساتھ اپنی ٹوپی کو ہاتھ لگایا، اور پھر کہا۔

"آپ رستہ بھول گئے۔ قلعہ کو جانے کے لئے داہنی طرف چلنا چاہئے تھا۔ اس طرف آنے کی حاجت نہ تھی، اب آپ کو کافی چڑھائی کرنی پڑے گی، اور پھر رستہ بھی غیر محفوظ ہے۔"

"تو اس صورت میں تم بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہیئے؟" نوجوان نے شانوں کو حرکت دے کر پوچھا۔ "کیا تم میں سے کوئی آدمی مجھے رات بھر کے لئے اپنے ہاں پناہ دے سکتا ہے؟"

"تکلیف نہ ہو تو میری ناچیز جھونپڑی جیسی بھی ہے حاضر کر سکتا ہوں۔" جم ڈوڈر نے کہنا شروع کیا۔

"تکلیف مجھ کو وہ نہیں میرے دوست! میری ضرورتیں محدود ہیں۔ تاپنے کو آگ اور اوڑھنے کو ایک کمبل۔ بس ان دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ چلو، میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔"

باب-۱۹

اجنبی

۱

اس کے بعد یہ چھوٹا سا جلوس اس مقام کی طرف چلا۔ جہاں وادیٔ کوہ میں چند جھونپڑیوں کا مجموعہ تھا۔ آگے جم ڈڈو اور اجنبی اور ان کی پشت پر باقی آدمی۔ ایک بار بل سمپسن نے جو جم ڈڈو کا ہمسایہ اور شرکت دار تھا۔ کسی قدر آگے بڑھ کر جم سے علیحدگی میں گفتگو کا موقع پیدا کیا۔ اور اس کو دو قدم اور آگے لے جا کر دبی آواز سے پوچھنے لگا۔

"تم اس کو جانتے ہو کون ہے؟"

"کچھ خیال میرے دل میں پیدا ہوتا ہے۔" جم نے پُراسرار لہجہ میں جواب دیا "بہرحال تم کو چاہیئے اس کا ادب کرو۔ اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی تاکید کر دو۔"

اس کے تھوڑی دیر بعد وہ ہموار سطح پر پہنچ کر بارش سے بچنے کو سنگی کراروں کے سایہ میں چلتے گاؤں کی طرف ہو لئے۔ ایک جانب پہاڑ کی بلندی پر قلعہ کے اندر دو ہی دو روشنیاں جھلملاتی نظر آتی تھیں۔ اجنبی نے متعجبانہ ان کی طرف دیکھا۔

"یہ روشنی کیسی ہے؟" اس نے اس مقام کی طرف اشارہ کرکے پوچھا۔

جم ڈڈو کی نگاہ اجنبی کے اشارہ کا پیچھا کرکے مقام مذکور کی طرف گئی۔ اس نے جواب دینے سے پہلے صلیب کا نشان بنایا، پھر کہنے لگا۔

"سرکار اسی کا نام کلیبنون کا قلعہ ہے۔"

اجنبی نے زیادہ گہری توجہ سے اس طرف دیکھا، پھر کہا۔

"ان دو روشنیوں میں اتنا فاصلہ کیوں ہے؟ .... آہ!"

بارش اس دوران میں ہلکی پھوار کی صورت اختیار کر چکی تھی - دفعتاً ایک مقام پر بادل پھٹ گئے اور ماہ کامل کی روشنی بحر و بر اور شجر و حجر کو نمایاں کرتی چاروں طرف پھیل گئی - سمندر کے متلاطم پانی کی وسیع چادر کو حد نگاہ تک نمودار کر کے اس نے اس مقام پر جدھر سلسلہ کوہ پھیلا ہوا تھا - عجیب حیرت انگیز سائے پیدا کرنے شروع کئے - اور اسوقت قلعہ کوہ پر بنی ہوئی قلعہ کی سالخوردہ عمارت قدیم ہیبت ناک اور پُرشکوہ دکھائی دینے لگی - اپنی اونچی فصیلوں، تباہ حال برجوں اور بھاری قبوں کے ساتھ وہ عمارت ایک دلکش اور نظر فریب نقشہ پیش کرتی تھی - جس کی پُر اسرار اہمیت طوفان، وقت اور بکھری ہوئی چاندنی کی وجہ سے اور زیادہ بڑھی ہوئی تھی -

جم ڈور تھوڑی دیر مستقل نگاہ سے ان دونوں روشنیوں کی طرف دیکھتا رہا اس کے بعد چپ چاپ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا - سب کے منہ سے وہم آمیز دہشت کے الفاظ نکلے - اور اس کی تقلید میں ہر شخص نے صلیب کا نشان بنایا -

اس دوران میں اجنبی حیران و ششدر ان کی طرف دیکھ رہا تھا -

"کیوں تم ایسا کرتے ہو؟" آخر کار اس نے پوچھا -

"سرکار! اس کی وجہ معقول ہے" جم نے اپنی آواز کو اور بھی ہلکا کر کے مؤثر لہجہ میں کہا - "کیا آپ اس روشنی کو دیکھتے ہیں - جو بہت دور فاصلہ پر برج میں جلتی دکھائی دیتی ہے"

"ہاں دیکھتا ہوں - پھر؟"

جم نے مایوسانہ سر کو حرکت دی - پھر کہا -

"یہ روشنی جو آپ کو قلعہ کے دور افتادہ حصّہ میں نظر آتی ہے - یقین کیجئے یہ کسی انسان کی پیدا کی ہوئی نہیں ہے"

اجنبی کے ہونٹوں پر اس مادہ پرست آدمی کی طرح جیسا کہ وہ تھا - بے اعتباری کا ہلکا تبسم پیدا ہوا - اس کی رائے میں اس طرح کی باتیں گاؤں کے ناتعلیم یافتہ باشندوں

کی جہالت کا نتیجہ تھیں - اس نے منہ سے کچھ نہیں کہا - تاہم اس کا پُراسرار تبسم معنی خیز تھا۔ فوراً ہی سب آدمی جم ڈور کی حمایت پر آمادہ ہو گئے۔ ان سب کو اچھی طرح معلوم تھا کہ قلعہ کے اس حصّہ میں بھوت رہتا ہے۔ گاؤں کا کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہ تھا - جسے اس کی ہستی کا یقین نہ ہو۔ کسی اجنبی کا اس جگہ ان کی بستی میں آ کر اس کے متعلق شک کرنا یہ ان کی نظروں میں انتہا درجہ کی بد تہذیبی تھی جس سے ہر ایک آدمی آزردہ نظر آنے لگا۔ لیکن اجنبی نے ان کے غصّہ کا مطلب سمجھ کر ہاتھ کے اشارہ سے جوش رفع کرنے کی کوشش کی۔ پھر کہا۔

"صاحبو! ناراض ہونے کی بات نہیں - میں چونکہ ان دیہات میں نو وارد ہوں، اس لئے مجھے یہاں کے حالات کا علم نہیں - تاہم کسی محفوظ مقام پر پہنچنے کے بعد میں تم سے اس کا پورا قصّہ سنوں گا - فی الحال میرے کپڑے شرابور ہیں - اور میں سردی محسوس کرتا ہوں - اس لئے نیک دل دوستو! قدم بڑھائے چلو - تاکہ ہم جلدی کسی سایہ دار مقام پر پہنچ جائیں"

وہ ایسی جگہ جا پہنچے - جہاں سے جھونپڑیوں کا مجموعہ داہنی طرف واقع تھا - جم ڈور کے مکان کی کھڑکی سے آگ کے ان تیز شعلوں کی چمک جو نئے مہمان کی آمد کے انتظار میں تیز کر دی گئی تھی - فرحت بخش اور خوشگوار نظر آتی تھی - اس کو دیکھ کر اجنبی نے اپنی رفتار تیز کی اور کہنے لگا۔

"آہ میرے دوست! کیا یہ تمہارا مکان ہے؟ بخدا میں نے ایسا راحت بخش نظارہ اس سے پہلے بہت کم دیکھا ہے"

ایک لمحہ بعد جم نے اپنی جھونپڑی کا دروازہ پاؤں سے کھولا اور ایک گوارانہ اشارہ سے جو خوش آمدید کا مترادف تھا - اس کو اندر آنے کے لئے کہا۔

"بس اب سردی میں نہ ٹھہریئے" اس نے اپنے ساتھی سے درخواست کی " اندر تشریف لایئے - آگ روشن ہے - اور میری گھر والی آپ کے لئے خشک کپڑوں کا انتظام

کر دے گی۔ ادھر آیئے آگ کے پاس ! اور پھر بی بی کو آواز دے کر بتائے کہ دھر غائب ہو گئیں ! یہ صاحب قلعہ کو جانا چاہتے تھے کہ رستہ بھول گئے۔ اب میں ان کو ایک رات کے لئے اپنے ساتھ لیتا آیا ہوں۔ تم ذرا میرے اتوار کے پہننے کے اچھے کپڑے لا دو ۔۔۔ کیوں ؟ مگر تم اس طرح کھڑی ہوئی گھور کس کو رہی ہو ؟"

اس تقریر کے ابتدائی حصہ میں جم آتشدان کی آگ تیز کرنے اور معزز مہمان کے لئے کرسی بچھانے میں مشغول تھا۔ جس کے بھیگے ہوئے کپڑوں سے کمرہ کی گرم فضا میں آنے کے بعد بخارات اُٹھنے لگے تھے لیکن جب اپنی تقریر کے آخری حصہ میں جم ڈور نے بی بی کو نہ آتے دیکھ کر پیچھے کو دروازہ کی طرف دیکھا تو جو نظارہ اس کو دکھائی دیا۔ وہ اس کے ذہن پر صدمہ پیدا کرنے والا تھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اس کی گھر والی دونو ہاتھ سر کی طرف اُٹھائے حیرت آمیز جمی ہوئی نظروں سے اجنبی کی طرف گھور رہی ہے۔ اس کے چہرہ کی رنگت اور انداز بالکل بدلا ہوا اور ایسا تھا کہ جم ڈور نے جب سے ان کا نکاح ہوا کبھی اس کے چہرہ پر نہ دیکھا تھا' رخسارے بے رنگ اور سیاہ ! آنکھیں ہیبت کا احساس لئے ہوئے۔ اس کی عام حالت اس شخص سے ملتی تھی جو کسی خطرہ نادیدہ کے پیش آنے سے رعشہ میں مبتلا ہو گیا ہو۔

اس نے شوہر کے سوال کا کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ اسی طرح چپ چاپ کھڑی رہی ہونٹ تھرتھراتے' چہرہ آگ کی روشنی میں تمتمایا ہوا اور آنکھیں تارا بن کر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے شوہر نے بے صبری سے اپنے فقرہ کو دُہرایا۔ اور اجنبی نے اس طرح لاپروائی سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ گویا معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس غصہ کا کیا مطلب ہے۔ اس کی حرکت وہ کام کر گئی۔ جو شوہر کے الفاظ نے نہ کیا تھا۔ یعنی بڑی آہستگی سے چل کر وہ عورت کمرہ کے وسط میں پہنچی اور اس کے چہرہ کا انداز اپنی معمولی حالت پر آ گیا گو اس میں شک نہیں کہ اب وہ پہلے کی نسبت کسی قدر پیلا ضرور تھا۔

کہنے لگی: "جم! تمہارے کپڑے اس جگہ کونے میں رکھے ہیں۔ میں نے اس خیال سے نکال کر رکھ دئیے تھے کہ شاید ان کی ضرورت ہو گی... کیا ان کے لئے کھانا تیار کروں؟"

"کھانا! میرے لئے؟" اجنبی نے مسکراتے ہوئے کہا: "نیکدل عورت! ایک چھوٹا سا جملہ میری اس وقت کی حالت کو ظاہر کر سکتا ہے یعنی یہ کہ میں بھوک سے جاں بلب ہو رہا ہوں۔ سوال کے لئے معاف کیجئے۔ بہر حال اس وقت گھر میں کون سی چیز تیار ہے؟"

"صاحب ایسی چیزیں جو آپ کے لائق ہوں، بہت کم ہیں" عورت نے جواب دیا۔ "البتہ تھوڑا سا نمکین گوشت اور مچھلی بے شک موجود ہے۔ اور مچھلی چونکہ تازہ ہے۔ اس لئے امید ہے آپ اس کو پسند کریں گے۔ اس کے علاوہ میں آپ کے لئے چائے تیار کر کے لا سکتی ہوں"

"میری رائے میں مچھلی خوب ہو گی" اجنبی نے جواب دیا "اور اس کے ساتھ چائے بھی۔ نمکین گوشت میں شاید تھوڑا سا کھا سکوں۔ خدا کا شکر ہے تم لوگوں نے میری آواز سُن لی، ورنہ کیا معلوم میرا کیا حال ہوتا اور اب یہ بتاؤ۔ میں ان کپڑوں کو کس جگہ تبدیل کر سکتا ہوں؟"

"آپ یہیں آگ کے پاس کھڑے ہو کر تبدیل کر لیں" عورت نے جواب دیا۔ "جم! میرے ساتھ دوسرے کمرہ میں آ جاؤ۔ وہاں بھی آگ جلتی ہے۔ اور صاحب میں آپ کا کھانا ابھی تھوڑی دیر میں حاضر کرتی ہوں"

زن و مرد آگے پیچھے کمرہ سے رخصت ہو گئے۔

۲

اس کے تھوڑی دیر بعد عورت ایک دھوئی ہوئی سپید چادر بازو پر رکھ کر لائی اور دستر خوان بچھانے کی تیاری کرنے لگی۔ اس اثنا میں مہمان نے جم ڈوڈ کے وہ کپڑے جو عورت نے اس کے لئے نکال کر رکھے ہوئے تھے۔ پہن لئے تھے۔ اور چونکہ

بڑی دیر تک بارش اور سردی میں رہنے کی وجہ سے وہ مضمحل اور تھکا ماندہ تھا۔ اس لئے صاف ستھرے کپڑے پہن کر آگ کے پاس بیٹھے رہنے سے اس کو نیند آنے لگی۔ چنانچہ جب مسز ڈور اندر آئی تو وہ بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ ایک یا دو بار عورت نے چھپی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ گویا اس بارہ میں اطمینان کرنا چاہتی تھی کہ وہ سوتا ہے یا نہیں۔ پھر اس بارہ میں یقین کرنے کے بعد بڑی آہستگی سے چلتی وہ اس کے پاس گئی۔ اور اس کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگی۔ اس کے شوہر کے موٹے لباس میں اجنبی کی صورت اور بھی دلکش نظر آتی تھی۔ وہ جب کھڑی ہوئی اس کی طرف دیکھ رہی تھی، تو کوئی چیز اس کو اپنے حلق کے اندر اٹکتی معلوم ہوئی۔ اور اس کا دل بڑے زور سے دھک دھک کرنے لگا۔ ساتھ ہی خوف کا احساس پھر ایک بار تازہ ہونا شروع ہوا۔ سوچتی تھی یہ کس لئے آیا ہے۔ اور اس کا مدعا کیا ہے؟ کاش وہ اس سے دریافت کرنے کی جرأت کر سکتی!

فاصلہ پر اس کے شوہر کے پاؤں کی بھاری چاپ سنائی دی۔ اور اس کی آمد سے مطلع ہو کر وہ پھر ایک بار میز کی طرف ہٹ گئی۔ لیکن ایک ہاتھ اب بھی اس انداز سے پہلو پر رکھا ہوا تھا۔ گویا درد کی تکلیف کم کرنا چاہتی تھی۔ اتنے میں جم ڈور ایک ہاتھ میں چینی کی رکابی اور دوسرے میں چائے دانی لئے' جس سے دھوئیں کے بادل اٹھ رہے تھے۔ کمرہ میں داخل ہوا۔ ہر ایک چیز اہتمام کے ساتھ رکھ کر انہوں نے مہمان کو بیدار کیا۔ وہ جلدی سے سیدھا کھڑا ہو کر کرسی کھینچتا میز کی طرف گیا۔

"شاید میں سو گیا تھا" اس نے متحیر نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا: "حالانکہ میرا خیال تھا بھوکے آدمی کو نیند بہت کم آتی ہے" پھر اس کے بعد کھانا شروع کر کے۔ "مسز ڈور!" اس نے کہا "آپ کی تیار کی ہوئی مچھلی خوب ہے۔ اس سے بہتر میں نے عمر بھر میں نہ کھائی تھی!"

"صاحب میں خوش ہوں کہ آپ اسے پسند کرتے ہیں" عورت نے جواب دیا "اس جگہ ویرانہ میں ایسی ہی چیزیں میسّر آسکتی ہیں"

"چائے بھی کتنی نفیس ہے!" اجنبی نے پیالی ہاتھ سے رکھتے ہوئے کہا" ابھی سے مجھ کو اپنی حالت میں اصلاح معلوم ہونے لگی ہے"

کھانے کے دوران میں ایک دو مرتبہ دروازہ کھُلا۔ کوئی شخص ذراسی گردن اندر داخل کرکے دیکھتا۔ اس کے بعد چند معذرتی الفاظ کے ساتھ رخصت ہوجاتا۔ پہلے اس واقعہ سے اجنبی کو حیرت ہوئی۔ لیکن پھر دفعتاً حقیقت حال سے واقف ہو کر اس نے کہا۔

"مسز ڈور! یہ کیا اس گاؤں کی سرائے ہے؟"

"جی ہاں!" اس نے جواب دیا۔

"اسی لئے یہ آدمی اندر آنا چاہتے ہیں۔ اجازت دیتا ہوں کہ ان کو اندر آنے دو۔ کسی کو روکنے کی حاجت نہیں ہے"

"مگر وہ آپ کو پریشان کریں گے" عورت نے رُکتے ہوئے جواب دیا" وہ لوگ دیہات کے رہنے والے بالکل گنوار ہیں"

"خیر میں حکم دیتا ہوں، کہ ان کو اندر آنے دو۔ یہ بات مجھ کو ناپسند ہے، کہ میری وجہ سے اوروں کو تکلیف ہو"

وہ دروازہ کی طرف گئی۔ اور ان لوگوں کو اندر بلالیا۔ متامّل انداز سے وہ اندر آکے آگ کے گرداگرد بیٹھ گئے۔ اندر آتے وقت ہر شخص اجنبی کو بھدے طور پر سلام کرتا اور بیٹھ جاتا۔

"میرے نیک دل دوستو!" اجنبی نے ان کو مخاطب کرکے کہا" میں آمد کا ممنون ہوں۔ تم مجھے دیکھنے کے لئے آئے ہو۔ اور میں تمہارے سامنے حاضر ہوں۔ اپنے گلاس

"بھر لو۔" پھر جم ڈور کی طرف مڑ کر۔ "آج جو کچھ پیا جائے وہ میرے خرچ پر ہوگا۔"

شکریہ کے الفاظ مدھم بھنبھناہٹ کی صورت میں سُنائی دئیے۔ اور ہر شخص کے منہ پر رونق آ گئی۔ چند لمحوں کے عرصہ میں اجنبی بھی کھانے سے فارغ ہو گیا۔ اور کرسی کو اپنے ساتھ گھسیٹ کر انہی لوگوں میں جا بیٹھا۔ اپنے بھیگے ہوئے کوٹ کی جیب سے جو آگ کے پاس لٹکا ہوا تھا۔ اُس نے ایک مڑا کو کیس نکال کے سگار برآمد کیا۔ اور پھر کُرسی کی پیٹھ پر جھک کر سرائے دار سے کہنے لگا۔

"اب مسٹر ڈور! میں اس قلعہ کی پُراسرار روشنی اور بھوت کے بارہ میں جو قصہ تم کو معلوم ہے سننا چاہتا ہوں۔ مہربانی سے کہنا شروع کردو۔"

۱

جم ڈور نے اس آدمی کی طرح جیسے کوئی بہت دلکش قصہ بیان کرنا ہو، ایک دو بار گلا صاف کیا۔ اس کے بعد بڑے اطمینان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس کے حلقۂ سامعین میں ہر چند بیشتر حصہ ان لوگوں کا تھا۔ جو اس داستان کو بارہا سُن چکے، اور شاید خود بھی کئی بار اپنے احباب سے کہہ چکے تھے۔ تاہم وہ سب گہری دلچسپی کے ساتھ نصف دائرہ کی صورت میں جمع ہو کر بیٹھ گئے۔ اور اپنی گردنیں بڑھا لیں۔

مگر اس تصویر میں دو صورتیں نمایاں اور خصوصیت سے قابلِ ذکر تھیں، ایک اجنبی اور دوسری جم ڈور کی بی بی کی۔ اول الذکر جس نے سرائے دار کا دیا ہوا موٹا اور بھدا لباس پہنا ہوا تھا، اپنے خوشنما چھریرے بدن اور موزوں خط و خال کی وجہ سے کسی امیر ابن امیر کی دلکش اور وجیہہ صورت پیش کرتا تھا۔ اپنی سال خوردہ لیکن آرام دہ

کرسی کی پشت پر جھکا ہوا وہ دو نہایت سپید انگلیوں میں خوشبودار پتی کا سلگا ہوا سگار لئے بیٹھا تھا۔ جس کے نیلگوں دھوئیں کے حلقے لمبی مخروطی لکیر کی صورت میں چھت کی طرف اُٹھ رہے تھے۔ اس کے باریک ہونٹ اندازِ تبسم سے کھُلے تھے۔ اور آنکھیں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس طرح چاروں طرف گھومتی تھیں گویا اس نظارۂ عجیب کی صحیح اہمیت سمجھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ مگر اس کے چہرہ پر افسردگی، مایوسی اور غمگینی کے مبہم آثار موجود تھے۔ جن کو کسی وجہِ خاص سے منسوب نہ کیا جاسکتا تھا۔ گو ان کی موجودگی یقینی تھی۔ یہ اس تصویر کی پہلی قابلِ ذکر صورت تھی۔

اور دوسری مسز ڈوور کی۔ وہ اس حلقہ سے کسی قدر پیچھے ہٹ کر ایک گوشۂ تاریک میں اس طرح دبکی بیٹھی تھی۔ کہ نہ آگ اور نہ لیمپ کی روشنی اس کے اندھیرے میں چھپے ہوئے چہرہ پر عکس افگن تھی۔ اس کے زانو پر سلائی کا کچھ کام رکھا تھا۔ مگر اس وقت اس کی توجہ اس کام پر بالکل نہیں تھی۔ دونوں ہاتھ جوڑ کر اس کے اوپر رکھے ہوئے تھے۔ اور وہ بھی اوروں کی طرح آگے جھکی بیٹھی تھی۔ جب تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد جلتی ہوئی آگ کی روشنی اس کی آنکھوں میں عکس افگن ہوتی، تو وہ روشن اور چمکیلی نظر آتی تھیں۔ کوئی شخص سرسری نظروں سے دیکھتا تو وہ اس کی مُڑی ہوئی انگلیوں اور گہرے سکوت سے ضرور یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہوتا کہ حاضرین میں سب سے گہری دلچسپی جم ڈوور کے قصہ سے اس کو ہے۔ حالانکہ یہ بات بالکل عجیب تھی کیونکہ اس نے وہ داستان بارہا اپنے شوہر کی زبانی سُنی تھی۔

آخر جب عرصہ سکوت خاصا لمبا ہوگیا تو حاضرین کی طرف سے بے تابی کی علامات ظاہر ہوتے دیکھ کر جم ڈوور نے بیان کرنا شروع کیا۔

"پہلی بات جو میں آپ کے روبرو واضح کرنا چاہتا ہوں یہ ہے۔" اس نے اجنبی کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیا۔ "کہ وہ قلعہ جس کی عمارت تھوڑی دیر پیشتر آپنے دیکھی

بھی۔ کلینیون کے نام سے مشہور ہے۔ اور وہ ارل آف اسسٹن کی ملکیت ہے۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ ہوا کرتی تھی۔۔۔ یقیناً آپ نے ارل آف اسسٹن کا نام سُنا ہوگا۔"

اجنبی نے سر کے اشارہ سے ہاں کہی اور اس کے بعد "بیشک میں نے ان کا نام سُنا ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"شہر لندن میں ان کو بہت شہرہ حاصل تھا۔" جم ڈور نے کہا۔ "اور میں نے سُنا ہے کہ وہ بڑے بڑے کام کیا کرتے تھے۔ ان کی صورت سے بھی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بڑے کام کرنے والے آدمی تھے۔"

"تو کیا وہ کبھی کبھی اس قلعہ میں آیا کرتے تھے؟" اجنبی نے جس کی خاطر یہ قصہ بیان کیا جارہا تھا۔ قطع کلام کر کے پوچھا۔

"جی ہاں۔ مگر دیکھئے میں اس کا حال عنقریب ہی عرض کر رہا ہوں۔ ہر چند وہ یعنی ارل آف اسسٹن بڑے مصروف آدمی تھے اور لندن میں ہی ان کو بہت سے کام رہا کرتے تھے۔ مثلاً پارلیمنٹ میں جانا، کتابیں لکھنا، سرکاری کام کرنا وغیرہ۔ تاہم ہر دوسرے یا تیسرے مہینے وہ میرے خیال میں آرام کرنے کے لئے اس جگہ چند دن یا بعض اوقات ایک ہفتہ کے لئے ضرور آجاتے تھے۔ گرمیوں میں اپنے دخانی جہاز پر بیٹھ کر، اور سردیوں میں خشکی کی راہ سے۔ مگر کچھ بھی ہو۔ وہ آیا ضرور کرتے تھے۔ اور ان کی آمد ہمیشہ بغیر کسی اطلاع کے ہوا کرتی تھی۔ یعنی پہلے سے کسی کو ان کی آمد کا حال معلوم نہ ہوتا تھا۔ قلعہ کے جنوبی برج میں ایک کمرہ گرمی سردی ہر موسم میں ان کے لئے تیار رہتا تھا۔ اور وہ ہمیشہ اسی میں آکر رہتے تھے۔ یہی وہ کمرہ ہے۔" جم نے آواز دبا کر کہا۔ "جس میں آپ کو وہ روشنی نظر آئی تھی۔"

"تو پھر اب کون اس کمرہ کو استعمال کرتا ہے؟" اجنبی نے دفعتاً پوچھا۔

حاضرین کے منہ سے حیرت و اسرار کی آوازیں نکلیں۔ جم نے بھی سر ہلایا۔ اور

اس کے بعد صلیب کا نشان بنا کر کہنے لگا۔

"سنئے! اس کا حال میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ جن دنوں ارل یہاں رہتے تھے، تو وہ ہر روز رات کو قریباً دن چڑھے تک لیمپ جلا کے بیٹھے رہتے اور کاغذات سامنے رکھے کام کئے جاتے تھے۔ دن نکلنے کے قریب روشنی گُل ہو جاتی اور اس وقت ہم لوگ سمجھ لیتے کہ اب وہ آرام کرنے کو لیٹ گئے۔ دوپہر تک وہ پڑے سویا کرتے۔ اس کے بعد یا تو پہاڑوں پر شکار کھیلنے چلے جاتے تھے۔ ان موقعوں پر وہ ہمیشہ تنہا رہتے اور اپنی مرضی کے مطابق تفریح حاصل کیا کرتے تھے۔ چند دن اس جگہ رہنے کے بعد ان کی صحت پہلے کی نسبت اچھی ہو جاتی تھی۔"

"اور کیا وہ ہمیشہ تنہا اس جگہ آتے تھے؟" اجنبی نے پوچھا۔

"جی ہمیشہ۔ کبھی کوئی دوسرا آدمی اُن کے ہمراہ نہیں دیکھا گیا۔ اس کے علاوہ جگہ اس قابل بھی نہیں ہے کہ بہت سے لوگ اس میں رہ سکیں۔ ایک یا دو کمروں کے سوا باقی سب عمارت کھنڈروں کا ڈھیر ہے۔ اس کے بعد کچھ عرصہ ہوا... کیوں جی کچھ یاد ہے کتنا عرصہ ہوا؟" اس نے دفعتاً اپنی بیوی کی طرف مڑ کر پوچھا۔

"کوئی چھ مہینے ہوئے۔" اس نے آہستہ سے جواب دیا۔

"ہاں چھ مہینے ہوئے۔" جم نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "میں اپنے بعض دوستوں کے ساتھ مچھلیاں پکڑ کے واپس آیا تو وہ روشنی ارل کے کمرہ میں دکھائی دی۔ اور اس وقت میں نے دیکھا کہ وہ پہلے کی نسبت واضح اور تیز تھی۔ قدرتی طور پر ہم نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ ارل آف السٹن حسب معمول تبدیل آب و ہوا کے لئے آئے ہیں۔ صبح کو میں اور بل فورڈس ہم دونوں یہ معلوم کرنے قلعہ میں گئے کہ اُن کے لئے تازہ مچھلی یا کوئی اور چیز درکار ہو تو لائیں۔ صرف دو شخص قلعہ کی نگرانی کیا کرتے تھے۔ ایک مسز سمتھ جو بڑی عمر کی نیکدل اور شریف عورت ہے، دوسرا اس کا

بھائی جو کر یگیس جو فاتر العقل دیوانہ ہے۔ ہم پچھواڑے کے رستے سیدھے باورچی خانہ میں گئے۔ مسز سمتھ اس جگہ نہیں تھی۔ ہم نے تھوڑی دیر انتظار کیا اور اس کے بعد اس کمرہ میں جس میں وہ رہا کرتی تھی گئے۔ دیکھا تو وہ بیٹھی رو رہی تھی۔ اس سے میں نے خیال کیا کہ شاید ارل جیسا ان کی عادت تھی، بلا اطلاع آگئے۔ اور چونکہ مسز سمتھ پہلے سے جگہ صاف کر کے نہ رکھ سکی۔ اس لئے انہوں نے فہمائش کی۔ پس میں نے کہا۔ "کیوں مارتھا کیا بات ہے؟ کیا وہ تم پر خفا ہوئے؟" عورت نے تعجب سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگی "کس کی بات کرتے ہو۔ کس پر خفا ہوئے؟" میں نے جواب دیا "ارل کے بارہ میں کہتا ہوں۔ کل رات جنوبی برج کے اس حصہ میں جہاں وہ رہا کرتے ہیں، لیمپ جل رہا تھا۔ اس لئے معلوم ہوا وہ آگئے۔" اس فقرہ کو سن کر مسز سمتھ تھر تھر کانپنے لگی اور اس نے ایک ہاتھ اپنے پہلو سے لگا لیا۔ پھر بولی۔ "نہیں، وہاں تو کوئی لیمپ روشن نہ تھا۔" اب میرے حیرت زدہ ہونے کی باری تھی "کیا کہتی ہو؟" میں نے اس سے پوچھا۔ "میں نے اور بل نے اپنی آنکھوں سے روشنی دیکھی جو بہت تیز تھی۔ آخر وہ کب آئے تھے؟" اس کے جواب میں اس نے ایک لفظ تک نہیں کہا۔ اور قریبًا ایک لمحہ عجیب طرح کی نظروں سے جن کو یاد کر کے اب بھی میرے بدن میں لرزہ پیدا ہوتا ہے۔ میری طرف دیکھتی رہی اس کے بعد پیچھے کی طرف گر کے بیہوش ہو گئی۔ میں عرض نہیں کر سکتا کہ کتنی بڑی مشکل مجھے اور بل کو اسے ہوش میں لانے میں پیش آئی۔ کیوں بل تم کو یاد ہے؟"

اس شخص نے جس کا نام بل تھا، منہ سے پائپ نکال کر دھوئیں کا بادل اڑایا۔ پھر زور سے سر ہلا کر کہنے لگا۔ "اوہ! میں کیا اسے بھول سکتا ہوں؟"

"بس صاحب۔ خدا آپ کا بھلا کرے۔ ہم نے پہلے تو اس کے بٹن کھولے۔ پھر کئی ڈول سرد پانی کے اس پر بہائے۔ پھر ایک مرغ کی دُم کے کئی پر نوچ کر ان کا

دھواں اس کے نتھنوں میں پہنچایا۔ آخر بڑی مشکلوں سے ہم اس کو ہوش میں لانے میں کامیاب ہوئے۔ چنانچہ وہ جب بولنے کے قابل ہوئی، تو ہم نے اس سے پوچھا، کہ کیا بات تھی؟ تم بے ہوش کیوں ہو گئیں؟"

وہ کہنے لگی:۔ "تم لوگ ان کے آنے کا ذکر کرتے تھے۔" اور پھر چپ ہو گئی۔

میں نے پوچھا۔ "ہاں ان کا ذکر کرتے تھے۔ پھر کیا ہوا؟"

کہنے لگی:۔ "وہ تو مر گئے......!"

"مر گئے؟ کب؟" ہم نے یک زبان ہو کر پوچھا:۔ "کل رات تو ہم نے ان کے کمرہ میں لیمپ روشن دیکھا تھا۔ اور تم کہتی ہو مر گئے۔"

"ہاں ان کو قتل کر دیا گیا:۔" اس نے سہمی ہوئی آواز سے جواب دیا۔

"کب؟ کہاں؟..." بل نے دہشت زدہ ہو کر پوچھا۔

"پرسوں لنڈن میں:۔" مسز سمتھ نے جواب دیا۔

مگر مجھے اس کی بات کا پھر بھی یقین نہ آیا۔ عقل باور نہ کرتی تھی کہ ایسا ہوا ہو!

"تو پھر کل ان کے کمرہ میں روشنی کا کیا مطلب تھا؟" میں نے آخر کار پوچھا۔

اس نے اس کمرہ کی کنجی کی طرف جو دیوار کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اشارہ کیا اور میرے بدن میں یہ دیکھ کر خوف کی تھرتھری پیدا ہو گئی کہ وہ کنجی مکڑی کے جالوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔

کہنے لگی:۔ "یہ کنجی دو مہینوں سے اس جگہ رکھی ہوئی ہے۔ مالک نے آخری بار جب وہ اس جگہ آئے تھے۔ تو ہدایت کی تھی کہ ہمارے آنے تک اسے ہاتھ نہ لگانا:۔"

"مگر ہم دونوں نے اپنی آنکھوں سے روشنی دیکھی ہے" میں نے جواب دیا:۔ "اور بل میرے اس بیان کی تصدیق کر سکتا ہے:۔"

۲

اس کے ہونٹ پیلے پڑ گئے۔ تھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگی۔

"کوئی آدمی اس کمرہ کے اندر نہیں گیا۔ پس اگر کل رات تم لوگوں نے اس کے اندر روشنی دیکھی ہے تو پھر خدا ہماری مدد کرے! کیونکہ وہ روشنی کسی انسان کے ہاتھ کی پیدا کی ہوئی نہ تھی!"

باب - ۲۱

دریافت

۱

تھوڑی دیر سکوت رہا۔ اجنبی کا چہرہ اور اس کا انداز ظاہر کرتا تھا کہ وہ اس واقعہ سے بہت زیادہ متاثر نہیں ہوا۔ تاہم کوئی گہری سوچ اس کے دل میں پیدا ہو گئی ہے۔

"یہ روشنی" آخرکار اس نے پوچھا "کیا عموماً نظر آتی ہے؟"

"جی ہاں۔ راتوں کو بارہا"

"اور تم کو پورا یقین ہے کہ اس کمرہ میں داخل ہونے کا اور کوئی رستہ اس دروازہ کے سوا نہیں ہے جس کی کنجی تم نے دیکھی تھی؟"

"نہ۔ اور کوئی رستہ اس کے اندر جانے کا نہیں ہے"

"نہ تمہارے خیال میں وہ عورت ... مسز ... کیا نام اس کا؟ جو قلعہ کی حفاظت کیا کرتی ہے یا اس کا بھائی اس معاملہ سے کوئی تعلق رکھتے ہیں؟"

"بالکل نہیں۔ اس لئے کہ کئی بار جب وہ ہمارے گاؤں میں آئے ہوئے تھے، تب بھی وہ روشنی بدستور جلتی ہوئی دیکھی گئی!"

"نہایت عجیب بات ہے۔" اجنبی نے انداز حیرت سے کہا "خدا معلوم وہ اب بھی ہے یا نہیں؟"

وہ دروازہ کی طرف بڑھا۔ اور سب آدمی اس کے ساتھ ساتھ ہو لئے۔ جم ڈور نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ اس کے ساتھ ہی بادِ تند کا جھونکا بارش کے پانی سے ملا ہوا کمرہ میں داخل ہوا۔ اور لالٹین کو گل کر کے دیواروں پر لگی ہوئی سالخوردہ تصویروں کو سرسراتا ہوا نکل گیا۔ یہ حالت دیکھ کر بل فورڈس اکثر آدمیوں کے ساتھ پیچھے لوٹ آیا۔ اور بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگا "اس آندھی اور بارش میں آگ کے پاس سے اُٹھ کر سردی میں جانا آفت ہے۔" لیکن جم ڈور اور اس کا مہمان طوفان کی بڑھتی ہوئی شدت کی پرواہ نہ کر کے دروازہ سے باہر نکلے۔ اور اس حالت میں، کہ بارش کے تیز قطرے ان کے مُنہ پر لگتے، اور بادِ صرصر کے جھونکے سنسناتے ہوئے کانوں کے پاس سے گذر رہے تھے۔ پہاڑ کی اونچائی پر اس مقام کی طرف دیکھنے لگے جہاں ٹوٹے ہوئے قلعہ کے کھنڈر دور تک پھیلے ہوئے رات کی تاریکی میں سیاہ ترین نقشہ پیش کرتے تھے۔ اس جگہ ان کی نظروں کے سامنے دو مختلف مقامات پر دو جداگانہ روشنیاں واضح اور صاف دکھائی دیتی تھیں۔ ایک مدھم اور جھلملاتی ہوئی خشکی کی سمت میں، دوسری تیز اور مشتعل قلعہ کے اس حصّہ میں جو قلعہ کوہ سے آگے سمندر کی طرف نکلا ہوا تھا۔ اور جس کا عکس ایک لمبی متحرک لکیر کی صورت میں خشمناک اور تاریک سمندر کی سطح پر دکھائی دیتا تھا۔ قریبًا ایک لمحہ وہ دونوں اس کی طرف دیکھتے رہے۔ اس کے بعد جم ڈور جو دروازہ کو ایک ہاتھ سے تھامے ہوئے کھڑا تھا۔ اسے کھول کر، اجنبی کو ساتھ لئے پھر جھونپڑی کے اندر داخل ہوا۔

جو لوگ پہلے سے اندر بیٹھے تھے، انہوں نے اجنبی کے لئے آگ کے پاس جگہ خالی کر دی۔ تھوڑی دیر بارش اور سردی میں باہر کھڑا رہنے کے بعد وہ پھر ایک بار آگ

تاپنے لگا تھا۔ تیز شعلے اس کے خوشنما چہرہ کو روشن کر رہے تھے۔ ہر شخص تعجب آمیز نظروں سے اس کی طرف دیکھتا اور سوچتا تھا کہ وہ اس پُر اسرار روشنی کے بارہ میں کیا راز ظاہر کرے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی ہر شخص کے دل میں خیال پیدا ہوتا تھا کہ وہ کون ہے اور اس دور اُفتادہ مقام پر اس کی آمد کی اصل وجہ کیا ہے؟

"کیوں جم! آپ نے وہ روشنی دیکھ لی؟" بل فولڈس نے خلاف عادت منہ سے پائپ نکال کر پوچھا۔

نوجوان اس طرح چونکا گویا یہ سوال اس کے سلسلہ خیالات کو منقطع کرنیوالا تھا۔

"ہاں میں نے اسے دیکھا" اس نے جواب دیا "اور اگر ایسی طوفانی رات نہ ہوتی تو میں اسی وقت قلعہ میں جاکر اس راز کو حل کرنے کی کوشش کرتا۔ لیکن تم لوگوں نے جہاں اتنی مدت صبر کیا ہے، امید ہے ایک دن اور صبر کرو گے۔ کل رات میں ضرور اس کی اصلیت معلوم کروں گا"

اس بیان پر حاضرین میں سنسنی پیدا ہوگئی!

"لیکن سوال یہ ہے" جم ڈڈرنے کہنا شروع کیا۔ "کیا مسز سمتھ آپ کو اندر جانے دے گی؟ آج تک کبھی کوئی اجنبی قلعہ کے اندر نہیں گیا۔ ۔ لیکن اُف رحم خدا!" وہ دفعتاً چونک کر کہنے لگا "کیا میری آنکھیں دھوکا تو نہیں دیتیں؟ ... دیکھنا۔ دیکھنا! ذرا آپ کی صورت کو غور کرکے دیکھنا!"

"کیوں! کیا ہے؟" بل فولڈس نے اُٹھتے ہوئے کہا۔ اور اس کی نگاہ جم کی کانپتی ہوئی انگلی کے اشارہ کا پیچھا کرکے اس مقام کی طرف گئی جہاں اجنبی کھڑا تھا۔

"کیا تم نہیں دیکھ سکتے ہو کہ یہ ارل کی اپنی تصویر ہے؟" جم نے تھرّائی ہوئی آواز سے کہا۔

اس کے بعد ہر ایک آنکھ اجنبی کے چہرہ کی طرف اُٹھی۔ اور آنِ واحد میں ہر شخص

سا اس مشابہت کو جو اجنبی اور آنجہانی ارل آف اسسٹن کے چہرہ میں تھی جان لیا.....
سوائے ایک مسز ڈور کے جو غالباً پہلے ہی اس حقیقت سے واقف تھی۔ کیونکہ اس دریافت
کے بعد اس کے چہرہ کا ایک عضلہ تک نہ ہلا۔

نوجوان کے ہونٹوں پر ہلکا تبسم پیدا ہوا۔ کہنے لگا۔

"چونکہ میں نہیں چاہتا تم لوگ مجھے ارل آف اسسٹن کی روح سمجھو اس لئے میں
واضح کر دیتا ہوں کہ میرا نام لارڈ کلینیون ہے "

"اور آپ لارڈ اسسٹن کے بیٹے ہیں؟" جم نے رُکی ہوئی آواز سے پوچھا۔

"ہاں "

۲

ایک یا دو لمحوں کے بعد ہیبت ناک خموشی کو قطع کرتی ہوئی لارڈ کلینیون کی آواز
سُنائی دی۔

"تم لوگ ناحق اتنے پریشان ہوتے ہو۔ تم نے مجھ پر بڑی عنایت کی ہے اور
میں اس کے لئے سب کا شکر گذار ہوں "

اس مختصر تقریر سے کسی حد تک حاضرین کی دلجمعی ہوگئی۔ تو بھی ہر شخص محسوس کرتا تھا
کہ ایک ایسے نامی رئیس کی موجودگی میں کرسی پر بیٹھنا ناممکن ہے۔ بھدے لیکن مؤدبانہ
سلام کے بعد وہ سب ایک ایک کر کے رخصت ہوگئے۔ حتیٰ کہ اس کمرہ میں اجنبی کے سوا فقط
جم ڈور اور اس کی بیوی رہ گئی جن میں سے اول الذکر سراسیمہ نظروں سے کبھی ایک کو اور
کبھی دوسری کو دیکھنے لگتا تھا۔

"ڈور میرے دوست!" لارڈ کلینیون نے ان سب کے رخصت ہو جانے کے بعد
مسکراتے ہوئے کہا " میں بیان نہیں کر سکتا کس درجے میں تمہارا ممنون احسان ہوں۔
اگر تم وقت پر میری امداد نہ کرتے تو شاید میں اب تک بارش اور آندھی میں بھٹکا پھرتا۔

مگر تم اتنے سہمے ہوئے کیوں ہو؟ اپنی بیوی کی طرف دیکھو وہ کس جمع خاطر سے بیٹھی ہے۔"
پھر جب اس کے بعد جم نے اس کے انتہائی اصرار کے باوجود کرسی پر بیٹھنے سے انکار کیا تو لارڈ کلینیون نے کہا: "اچھا، تم اگر بیٹھنا نہیں چاہتے تو مجھے وہ کمرہ بتا دو۔ جس میں مجھ کو رات بسر کرنا ہے۔ تاکہ میں اس میں جاکے آرام کروں۔"

مسز ڈور نے شمع ہاتھ میں لے لی، اور ایک اندرونی کمرہ کا دروازہ کھول دیا۔

"مائی لارڈ! یہاں تشریف لائیے۔" اس نے کہا۔ "میں نے جہاں تک ممکن تھا آپ کے آرام کا بندوبست کر دیا ہے، تو بھی اگر کوئی تکلیف محسوس ہو تو اس کے لئے معاف فرمائیے گا۔"

لارڈ کلینیون اس کے پیچھے پیچھے ایک چھوٹے مگر صاف کمرہ میں داخل ہوا۔

"مسز ڈور! کچھ شک نہیں آپ کا انتظام بہت اعلیٰ ہے بس اب جائیے شب بخیر۔"
اور اس کے چلے جانے کے بعد تعریفی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے "ضرور وہ کوئی اونچے درجہ کی عورت ہے" اس نے کہا۔

باب ۲۲

آندھی بارش اور اندھیرے میں

۱

اس میں شک نہیں مسز ڈور اونچے طبقہ کی عورت تھی جس کا بہترین ثبوت اس کی طاقتِ ضبط میں پایا جاتا تھا یعنی اس غیر معمولی قوت میں جس سے کام لے کر مہذب اور تربیت یافتہ لوگ اپنے جذبات کو چھپاتے ہیں، حالانکہ درجہ اوسط کے ناتعلیم یافتہ آدمی کیلئے یہ ایک نہایت ہی مشکل فعل ہے۔ اب تک وہ ہر طرح ساکن و صامت تھی، مگر مہمان کے کمرہ کا دروازہ بند ہوتے ہی ایک عجیب اور حیرت انگیز تبدیلی اسکی حالت میں پیدا ہو گئی یعنی

اس کا مصنوعی، غیر فطری سکون زائل ہوگیا، اور شوہر کے بالمقابل ایک نیچی کرسی پر گر کر وہ اپنے متشنج اور مرتعش ہاتھوں کو انداز وحشت سے پھیلاتے ہوئے کہنے لگی۔

"اوہ جم! اب میں کیا کروں، کدھر جاؤں؟"

اس نے حیرت آمیز نظروں سے بی بی کی طرف دیکھا۔ جہاں تک اس کی ذات کا تعلق تھا کسی طرح کا اضطراب یا گھبراہٹ اس کو نہیں تھی، فی الحقیقت دہشت کا پہلا احساس زائل ہونے کے بعد وہ اب ایک طرح کی دبی ہوئی خوشی محسوس کرنے لگا تھا۔ بحیثیت مجموعی اس معاملہ کا اس کے حق میں نفع بخش ثابت ہونا یقینی تھا۔ اجنبی کی آمد سے لے کر اس وقت تک کے واقعات سینما کی تصویر کی مانند اس کی نظروں کے سامنے اس وقت گذر چکے تھے۔ جب وہ اپنی بیوی کے نوجوان ارل کو اس کے کمرۂ خواب میں پہنچا کر واپس آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اور اس کو یہ جان کر مسرت آمیز اطمینان ہوا کہ اس دوران میں کوئی لفظ اس کے منہ سے اس طرح کا نہیں نکلا، جو لارڈ کلینیون کے لئے باعث رنج و تکلیف ہوتا گو اس کے ساتھ ہی یہ سوچ کر خوف کی تھرتھری اس کے بدن کے ہر حصہ میں پھر گئی، کہ کس طرح وہ نادانستہ کسی بے جا لفظ کے منہ سے نکل جانے کے لاتعداد خطروں سے بچا تھا اس نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے نوجوان لارڈ کو بارش اور آندھی کے طوفان سے بچا کر اپنے مکان میں پناہ دی تھی۔ اور جیسا کہ ان کوہستانی اضلاع کا دستور تھا، اس کی مہمان نوازی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا، ان حالات میں وہ اپنی بیوی کی واپسی کا انتظار کرتا ہوا سوچ رہا تھا کہ اب ہمیں ایکدوسرے کو مبارکباد دینے کا موقعہ ملے گا۔ پس وہ اس کے چہرہ کو لاش کی طرح سپید اور اس کے اعضاء کو تھرتھراتے دیکھ کر سخت متعجب ہوا۔ اور اندازہ حیرت سے سر کھجا کر کہنے لگا۔

"کیوں، کیا ہوا؟"

"ٹھہرو جم۔ ٹھہر و مجھے سوچنے دو۔" عورت نے کراہتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بعد پھر

پہلے کی طرح ہاتھ مل کر" افسوس! اب کیا ہوگا؟ مجھے اب کیا کرنا چاہیئے؟"

جم نے بے صبری کے اشارے سے پائپ نکال کر سلگا لیا۔ عورت جب پُر اسرار بنتی ہے تو کوئی طاقت اس کا رازِ دل معلوم نہیں کر سکتی۔ اس طرح کی حالتوں کا بہترین علاج صبر ہے اور جم کو اپنی بے صبری پر غالب آنے کا خاموشی سے بہتر کوئی ذریعہ نظر نہ آتا تھا۔

دفعتاً وہ اُٹھی اور کمرہ کے طول میں بے تابانہ ٹہلنے لگی۔ اس کے شوہر کی آنکھیں گو اس کی حرکات کا پیچھا کر رہی تھیں تاہم وہ خاموش تھا۔ وہ مصلحتاً خاموش تھا۔

۲

"جم!" آخر کار مسز ڈوڈ نے شوہر کے روبرو کھڑے ہو کر کہا "کیا میں ہمیشہ نیک اور پابند فرض ثابت نہیں ہوئی؟"

اس نے بغور اس کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ اور اس کی بدلی ہوئی حالت پر اور بھی زیادہ متعجب ہوا۔ اس کے بعد سر ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔

"بے شک مجھ کو کبھی کوئی شکایت تیرے برخلاف پیدا نہیں ہوئی۔"

"تو پھر آج جس طرح میں چاہتی ہوں کرنے دو۔ اور ایک رات کے لئے مجھ پر بھروسہ کر کے کسی طرح کے سوالات مجھ سے نہ پوچھو۔ میں اس وقت باہر جانا چاہتی ہوں ... تنہا!"

"باہر جانا چاہتی ہو ... تنہا؟" اس نے حیرت سے آنکھیں کھول کر پوچھا۔

"ہاں۔ میں قلعہ تک جانا چاہتی ہوں۔"

جم نے ایک ہاتھ اُٹھا کر روکا۔

"کیا تو نہیں سنتی؟" پھر اس نے کہا "ہوا کس زور سے چلتی ہے۔ اور پانی کی بوندیں اب بھی دروازوں سے ٹکراتی ہیں۔ اس گھپ اندھیری رات اور طوفان میں ...."

"کچھ بھی ہو" مسز ڈوڈ نے بے صبری سے جواب دیا "آندھی اور اندھیرے کے

باوجود میں ضرور دن نکلنے سے پہلے اپنی ماں سے ملنا چاہتی ہوں۔"

جم کو راز کے دھندلکے میں کچھ کچھ روشنی دکھائی دینے لگی۔ معلوم ہوا اس کی بیوی کو اندیشہ تھا کہ اس کی ماں نے جو قلعہ کلینیون میں رہتی تھی، کس طریقہ پر احکام کی خلاف ورزی کی ہے، اس لئے اس کو لارڈ کلینیون کی آمد سے وقت پر مطلع کر دینا چاہئے تو بھی وہ یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا، کہ کیا اس معاملہ کا قلعہ کے جنوبی برج کی پُراسرار روشنی سے کوئی تعلق ہے؟"

"اس صورت میں" اس نے سوچ سوچ کر کہا۔ "بہتر ہوگا کہ تم ایک پیغام میری معرفت اپنی ماں کے نام بھیجدو۔ اس طرح کی رات میں تمہارا تنہا اتنی دور جانا خطرہ سے خالی نہیں ہوگا۔"

"لیکن اس موقعہ پر میں خود ہی پیغام لے کر جانا چاہتی ہوں۔" عورت نے اصرار کیا۔ "او جم! خدا کے لئے نہ روکو۔ مجھے جانے دو!" یہ کہتے ہوئے وہ شوہر کے روبرو دوزانو ہو گئی اور التجائی انداز سے اس کے گھٹنے پکڑ لئے۔

جم کا رہا سہا تامل جاتا رہا۔ عورت کی لجاجت اور اس کی اشک آلود آنکھوں سے پسیج کر کہنے لگا۔ "تو جا چلی جا، رونے کی کیا بات ہے؟ جا میں روکتا نہیں۔ ٹھہر لالٹین جلا کے لا دوں۔"

مسز ڈورا طمینان کی لمبی آہ کھینچ کر اٹھی اور اپنی ٹوپی اور شال لے آئی۔ شوہر نے دروازہ کھول کے لالٹین اس کے ہاتھ میں دی، لیکن ظاہری سکون کے پردہ میں اس کا اپنا دل اس آدھی رات کی مہم کے بارہ میں سخت بے چین تھا۔

"تو اگر مانے" اس نے رُکتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "تو چل میں تجھے قلعہ کے دروازہ تک چھوڑ آتا ہوں۔ اس سے آگے میں نہ جاؤں گا۔ اس طوفانی رات میں تیرا تنہا وہاں تک جانا... ٹھیک نہیں۔"

"نہ جم۔ میں منت کرتی ہوں، تم یہیں ٹھہرو۔" عورت نے التجائیہ انداز سے کہا۔
"میں جلدی ہی واپس آجاؤں گی۔"

اس کے بعد وہ رات کے اندھیرے میں چھپ گئی۔ جم ایک دو لمحوں تک دروازہ میں کھڑا ہوا اس کی غائب ہوتی ہوئی صورت کو متجسس اور متامل نظروں سے دیکھتا رہا۔ اس کے بعد سر ہلا کر جھونپڑی کے اندر آگیا۔

"کم از کم میں اس کو پسند نہیں کرتا۔" اس نے پائپ منہ سے نکال کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "لیکن تریا ہٹ مشہور ہے۔ مرد کو بارہا عورت کے روبرو جھکنا پڑتا ہے۔"

جم کے یہ الفاظ ظاہر کرتے تھے کہ ناتعلیم یافتہ اور گنوار ہونے کے باوجود وہ اپنی طرز پر فلسفیانہ خیالات رکھتا تھا۔

باب ۔ ۲۳

ماں بیٹی

۱

خود مسز ڈور کو معلوم نہیں کہ اس رات اس نے وہ سفر کیونکر طے کیا۔ اور کن حالات میں وہ قلعہ کے پاس پہنچی۔ بہرحال یہ امر واقعہ ہے کہ روانگی کے ایک گھنٹہ بعد وہ قلعہ کے باہر پھاٹک کے پاس کھڑی تھی۔ جس کے آگے باقی کام سہل تھا۔ ایک بہت معمولی پھاٹک اس مضبوط دروازہ کی قائم مقامی کرتا تھا۔ جو کسی زمانہ میں خندق کے اس پار قلعہ کی سنگلاخ دیوار میں بنا ہوا ہوتا تھا۔ اور اس کے عین اوپر رہنے کے چند کمرے تھے۔ جن میں چھوٹی چھوٹی کھڑکیاں لگی تھیں۔ مسز ڈور نے پھاٹک کے پاس کھڑے ہو کر فرشِ زمین سے ایک کنکر اٹھایا اور بالاخانہ کی کھڑکی کی طرف پھینکا۔ تھوڑی دیر سکوت رہا۔ اس کے بعد کمرہ کے اندر روشنی نمودار ہوئی۔ پھر کھڑکی کھلی اور اس کے بعد

ایک عورت کا سر کھڑکی سے باہر نکلا۔

"کون ہے؟" اس عورت نے دبی آواز سے پوچھا۔

مسز ڈور دو قدم آگے بڑھ کر کھڑکی کے عین نیچے پہنچ گئی۔

"میں ہوں... اینی!" اس نے دبی آواز سے جواب دیا "ماں دروازہ کھول دے!"

"اینی!... اس وقت آدھی رات کو! کیوں بیٹی خیر تو ہے؟ کیوں تو نے اتنی زحمت کی؟"

"ماں دروازہ کھول دے" بیٹی نے جواب دیا "سب حال اندر آ کے کہونگی"

عورت پیچھے ہٹ گئی اور کھڑکی کے پٹ بند کر دئیے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد پھاٹک کی بھاری زنجیر کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اور جب دروازہ کھلا تو مسز ڈور اطمینان کی آہ کے ساتھ اندر چلی گئی۔

۲

اس کی ماں نے وہ لیمپ اُٹھا کر سر سے اونچا کر لیا، جسے اس نے دروازہ کھولتے وقت فرشِ زمین پر رکھا تھا۔ اور اس کی روشنی میں بیٹی کے چہرہ کو تکنے لگی۔ دونوں کی رنگت زرد تھی۔ لیکن مسز سمتھ یعنی ماں کا چہرہ لاش کی طرح بھیانک تھا۔ اس کے ڈھیلے سپید بال پشت کی طرف لٹکے ہوئے اور سکڑا ہوا استخوانی چہرہ اثرِ دہشت سے اُترا ہوا تھا۔ اس کی وہ لمبی خشک انگلیاں جن میں لیمپ پکڑا ہوا تھا اس زور سے تھرتھراتی تھیں کہ لیمپ کے گر جانے کا اندیشہ تھا۔

"بیٹی!" آخر کار اس نے مری ہوئی آواز سے پوچھا "کیا کوئی خطرہ پیش آیا ہے؟"

"ہاں ماں! ورنہ اس طوفانی رات میں میں آدھی رات کے وقت کس لئے یہاں آتی؟ بات یہ ہے لارڈ السٹن...."

"کیا! لارڈ السٹن....؟"

"میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ لارڈ ڈلسسٹن کے بیٹے لارڈ کلینیون اس جگہ آئے ہیں۔"

"اس جگہ؟"

"گاؤں میں وہ ہماری جھونپڑی میں ٹھہرے ہیں۔"

"اُف! میرے خدا!"

ایک لحظہ سکوت رہا۔ شروع میں مسز سمتھ اس بیان کو سن کر لڑکھڑائی اور غش کرتی معلوم ہوئی، لیکن جب اس کے بعد مسز ڈورنے پاس جاکر اس کے گرتے ہوئے جسم کو سنبھالا اور اس کو اپنے ساتھ لے جاکر ایک کرسی پر بٹھادیا، تو اس نے ضبط کر کے آنکھیں کھولیں۔ اور اس کے بعد گلوگرفتہ آواز سے پوچھا۔

"لیکن وہ... لارڈ کلینیون کیا چاہتے ہیں؟ کس لئے وہ اس جگہ آئے ہیں۔ کیا ان کو معلوم ہے... ؟"

بیٹی نے صورتِ انکار سر ہلایا۔

"اس کا حال افسوس مجھ کو معلوم نہیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ وہ اس بارہ میں ناواقف ہیں۔ اس جگہ سرائے میں ان کے روبرو پُراسرار روشنی کا قصہ بیان کیا گیا تو میں نے بغور ان کے چہرہ کی طرف دیکھا تھا، مگر کوئی علامت اس پر ظاہر نہ ہوئی۔"

"ممکن ہے وہ محض اس جگہ کو دیکھنے کے لئے آئے ہوں" مسز سمتھ نے آہستہ سے کہا۔ "وہ اس سے پہلے کبھی نہ آئے تھے۔"

"ممکن ہے ایسا ہو۔ لیکن ایک بار اس روشنی کو دیکھ لینے کے بعد وہ ضرور اس کمرہ میں جانے کی کوشش کریں گے۔ پس تم ان کے آنے سے پہلے وہاں جاکر اس کو خبردار کر دو۔ اور ہر ایک چیز تیار رکھو۔"

بوڑھی عورت کے بدن میں پھر ایک بار لرزہ پیدا ہوگیا۔ ہاتھ ملتے ہوئے کہنے لگی۔

"لیکن وہ اگر بہت دن اس جگہ ٹھہریں گے تو کیا ہوگا؟... آہ! میں دیوانی ہو جاؤں گی۔ ضرور دیوانی ہو جاؤں گی۔"

"ماں! تم ناحق فکر کرتی ہو" مسز ڈور نے سمجھایا۔ "تم اگر احتیاط سے کام لوگی تو کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہ آئے گا۔ دیکھو میں جس طرح کہتی ہوں کیجو۔ جب تک لارڈ کلینیون اس جگہ ٹھہریں، اسے اپنے کمرہ سے باہر نہ آنے دینا۔ سمجھیں؟"

"اینی! کیوں نہیں تم اس جگہ میرے پاس ٹھہرتیں؟"

"ماں! وہ اگر بہت عرصہ اس جگہ ٹھہرے، تو میں ضرور تمہارے پاس رہنے کے لئے آجاؤں گی۔ لیکن فی الحال میرا واپس جانا ضروری ہے۔"

"لیکن وہ تمہاری جھونپڑی میں کس طرح آ گئے تھے؟"

"وہ رات کے وقت طوفان میں رستہ بھول گئے۔ اس پر جم کئی آدمیوں کو ساتھ لے کر گیا اور ان کو اپنے ساتھ لے آیا۔ بس میں اتنا ہی کہنے کے لئے آئی تھی اور اب جاتی ہوں۔ لیکن تاکید ہے۔ وہ جب کل اس جگہ آئیں تو تم ان کے بارہ میں اجنبیت ظاہر کرنا، تم یہی ظاہر کرنا گویا ان کے ادھر آنے کا حال بالکل تم کو معلوم نہیں۔"

"بہت اچھا میں یاد رکھوں گی۔ لیکن بیٹی تیرے کپڑے گیلے ہیں۔ ایک گھونٹ برانڈی کا پی لے۔ یا ٹھہر۔ میں ٹام سے کہہ کر آگ جلواتی ہوں اور تھوڑی سی چائے تیار کر کے لا دیتی ہوں۔"

"نہیں ماں! مجھے ان میں سے کسی چیز کی حاجت نہیں۔ میں اسی وقت رخصت ہو جانا چاہتی ہوں۔ وہ دیکھو پَو پھٹنے لگی ہے۔"

بہت دور حدِ نگاہ پر سمندر کا متلاطم پانی، سیاہ بادلوں سے نکلی ہوئی مدھم روشنی کی لکیر سے منور ہونے لگا تھا صبح کاذب کی دھندلی روشنی بحرِ محیط پر پھیکی سپید رنگت پیدا کر رہی تھی۔ پہلو بہ پہلو کھڑی ہوئی ماں بیٹی آپ سیاہ سے نورِ صادق کی

کی اس جد و جہد کو دلچسپی کے ساتھ دیکھتی رہیں۔ اس کے بعد مسز ڈورے نے شال لپیٹا اور رخصت ہونے کے لئے مڑی۔

جانے سے پہلے اس نے پھر ایک بار کہا: "ماں! جو کچھ میں نے کہا ہے اس کا پورا خیال رکھنا اور ان کے آجانے کے بعد جب ضرورت ہو بے شک مجھ کو طلب کر لینا۔ بس اب میں جاتی ہوں۔ الوداع!"

"ایمی مت ڈر" ماں نے جواب دیا: "اب اطلاع پانے کے بعد میں خوب چوکنی ہو گئی ہوں۔ خطرہ پہلے کی نسبت بہت کم باقی رہا ہے۔"

باب ۲۴

قلعہ کا برج

۱

دوپہر کا وقت تھا کہ لارڈ کلینیون دیر تک پہاڑوں پر چڑھنے کی وجہ سے پھولے ہوئے دم کے ساتھ کھنڈرات کے اس ڈھیر کے پاس پہنچا، جو اس کے نام سے منسوب اور لاتعداد صدیوں سے اس کے آباؤ اجداد کی ملکیت تھا، قلعہ کے آباد حصہ کو ڈھونڈنے سے پہلے وہ اس کی بیرونی دیوار کے پاس کھڑا ہو کر متعجب نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

نظارہ فرحت بخش یا خوشگوار نہ تھا۔ سنگلاخ چٹانیں دور تک پھیلی ہوئی جن کے سایہ میں سمندر کا مٹیالا پانی کھولتا اور سنسناتا نظر آتا تھا، چاروں طرف حد نگاہ تک پھیلی جدھر دیکھو بنجر اور غیر آباد زمین جس پر سبزہ کا نشان تک موجود نہ تھا۔ ویران قلعہ اور اس کے پھیلے ہوئے کھنڈر اس تصویر کے مطابق اور بالکل حسب حال تھے۔

آخر کار وہ قلعہ کے آباد حصہ تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔ اور اس وقت پہلی مرتبہ اس نے دیکھا۔ ایک دراز قد وجیہہ صورت کی سن رسیدہ خاتون سیاہ رنگ کا ریشمی لباس

پہنے شاہ بلوط کے بنے ہوئے پھاٹک کے پاس کھڑی ہے۔ وہ جب قریب پہنچا تو عورت نے سر کے اشارہ سے سلام کیا۔ اور اس کے چہرہ پر استفہامی نظر ڈالی۔

"گڈ مارننگ مسز سمتھ!" لارڈ کلیینیون نے کہا۔ "غالباً آپ ہی کا نام مسز سمتھ ہے؟"

"جی۔ یہ میرا ہی نام ہے۔ فرمایئے؟"

"میرا پہلے ہی یہ خیال تھا اور گو اس سے پہلے ہم ایکدوسرے سے نہیں ملے۔ تاہم میں امید کرتا ہوں کہ آپ نے میرا نام ضرور سُنا ہوگا۔ میں لارڈ کلیینیون ارل آف ایسٹن کا بیٹا ہوں۔"

عورت نے ادب کے ساتھ پھر آہستہ سر جھکا لیا!

"مائی لارڈ!" اس نے کہا۔ "آپ کی صورت ہی آپ کے تعارف کے لئے کافی ہے۔ آپ کی آمد ہم غریبوں کے لئے باعثِ فخر و عزت ہے۔ گو میں نہیں جانتی، کہ اس غیر آباد مقام میں آپ کی کیا خاطر کروں۔ مہربانی سے اندر تشریف لایئے۔"

وہ اس کے ساتھ چل کر ڈیوڑھی میں پہنچا۔ عورت نے دو دروازے کھولے۔ جن کی پشت پر دو کمرے بنے ہوئے تھے۔ اور ان کو دکھاتے ہوئے کہنے لگی۔

"بس یہی اس قلعہ کا قابلِ آباد حصہ ہے یا ایک بُرج جو اس کے جنوب میں واقع ہے۔"

لارڈ کلیینیون نے چاروں طرف دیکھا اور اس کی نگاہ سے مایوسی ظاہر ہونے لگی۔ ہر ایک چیز بھیانک اور فرسودہ زوال و انحطاط کی آخری منزل تک پہنچی ہوئی تھی۔

کہنے لگا: "میں بُرج والے کمرہ میں جانا چاہتا ہوں۔ والد مرحوم بھی میرے خیال میں جب یہاں آتے تھے تو وہیں ٹھہرا کرتے تھے۔"

"ہاں مائی لارڈ! وہیں۔ اور کوئی جگہ اس قلعہ میں ان کے رہنے کے لائق نہ تھی۔"

لارڈ کلیینیون ٹہلتا ہوا کھڑکی کی طرف گیا اور کہنے لگا۔ "بارہا مجھ کو یہ سوچ کر حیرت ہوتی ہے کہ وہ اس اُجڑے مقام پر کس لئے آیا کرتے تھے۔ اس جگہ کو دیکھنے سے پہلے مجھے بالکل معلوم نہ تھا کہ اس کی حالت اتنی زار ہے۔"

"میری اپنی رائے میں وہ صرف ان اوقات میں تشریف لایا کرتے تھے جب کوئی ایسا کام ان کو درپیش ہو۔ جو پورے سکون کی حالت میں ہو سکے" عورت نے جواب دیا۔ "اس جگہ ان کے کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہوتی تھی۔ علاوہ بریں مائی لارڈ یہ جگہ مفید صحت بھی ہے اور یہاں مچھلی کا شکار خوب ہوتا ہے"

"میں نے بھی ایسا ہی سُنا ہے" لارڈ کلینیون نے جواب دیا۔ "گو میں ذاتی طور پر ماہی گیری کا شائق نہیں ہوں خصوصًا بحری ماہی گیری کا... لیکن ہاں مسز سمتھ! آپ کی صورت دیکھ کر میرے دل میں خیال ہوتا ہے کہ میں نے اس سے ملتی جلتی صورت کسی اور کی بھی دیکھی ہے۔ گو یاد نہیں آتا کس کی؟"

اگر اس نے اس کے چہرہ کو غور سے دیکھا ہوتا تو وہ ضرور معلوم کرتا کہ اس فقرہ کو سُن کر مسز سمتھ بڑے زور کے ساتھ چونکی۔ اور اس کا داہنا ہاتھ بے تابانہ پہلو کی طرف اُٹھا۔ لیکن وہ اس دوران میں ٹہلتا ہوا دوسری کھڑکیوں کی طرف چلا گیا تھا۔ اور مسز سمتھ کی طرف اس کی پیٹھ تھی۔ علاوہ بریں ذکر محض رسمی تھا۔

"مائی لارڈ!" عورت نے جواب دیا۔ "میں نہیں جانتی آپ کس کا ذکر کرتے ہیں شاید مسز ڈور کی صورت آپ کو یاد ہو"

"شاید وہ مسز ڈور ہی تھی" لارڈ کلینیون نے تسلیم کیا۔ "بڑی مہمان نواز عورت ہے۔ کیا اس کا آپ سے کوئی رشتہ ہے؟"

"جی۔ وہ میری بیٹی ہے"

"ٹھیک اب میں اس مشابہت کو سمجھا" اور پھر پیچھے کی طرف مڑ کر "یہ میرے خیال میں آپ کی خوش نصیبی ہے کہ آپ کے رشتہ دار اتنے قریب رہتے ہیں۔ کیونکہ جگہ بالکل ویران ہے... اور اب اگر تکلیف نہ ہو تو میں ایک نظر اس برج کو دیکھنا چاہتا ہوں"

"آیئے۔ میں لے چلتی ہوں۔ وہ دیکھئے اس کی کنجی زنگ آلود کھونٹی سے لٹکی ہوئی جالے

اور گرد و غبار سے ڈھکی ہوئی ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اس مقام کی طرف اشارہ کیا، جہاں وہ کنجی تھی "جب سے بڑے سرکار آخری بار گئے ہیں۔ پھر کبھی اس کو برتا نہیں گیا۔"

۲

لارڈ کلینیون مسز سمتھ کے پیچھے چلتا ایک لمبے رستے سے گذر کر جس سے سیلن کی بو آتی تھی ایک بہت کشادہ کمرہ میں پہنچا۔ جو کسی زمانہ میں دعوت کا ہال ہوگا۔ لیکن اب بعض مقامات پر چھت کے گر جانے سے بگڑی ہوئی حالت میں تھا۔ چند سیڑھیوں پر چڑھ کر وہ ایک غلام گردش میں پہنچے۔ جس کی دیواروں میں بنے ہوئے شگافوں کی راہ سے دامنِ کوہ میں لیٹا ہوا سمندر کا متلاطم پانی دکھائی دیتا تھا۔ اس کے سرے پر ایک شاہ بلوط کی لکڑی کا دروازہ تھا۔ جس پر میخیں لگی ہوئی تھیں۔

"مائی لارڈ! یہ اس برج کا دروازہ ہے۔" عورت نے ہینڈل کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا۔ کیونکہ سمندر کی نمکین ہوا ٹوٹی ہوئی چھت اور دیواروں کی راہ سے داخل ہو کر شور مچاتی ہوئی چلی تھی۔ جس سے مسز سمتھ کے کپڑے بڑے زور سے پھڑ پھڑاتے تھے اور اس کی آواز بھی بہت دور سے آتی سنائی دیتی تھی۔

لارڈ کلینیون نے دیوار کے پاس جا کر نیچے کی طرف دیکھا۔ عین اس مقام کے نیچے وہ چھوٹا سا گاؤں آباد تھا۔ جس میں اس نے کل کی رات گذاری تھی۔ اور اس جگہ ماہی گیروں کی جھونپڑیاں گڑیوں کے چھوٹے چھوٹے گھروں کی مانند دکھائی دیتی تھیں۔ اس نظارہ کو دیکھ کر ایک اور خیال اس کے دل میں پیدا ہوا۔ اس نے اپنا سر اندر کی طرف کھینچا۔ اور ٹھوس دروازہ کی طرف دیکھ کر مسز سمتھ سے کہنے لگا۔

"کیا اس دروازہ کی کوئی اور بھی کنجی ہے؟"

عورت نے صورتِ انکار سر ہلایا۔

"نہیں مائی لارڈ! یہ ایک ہی ہے جو میں نے آپکو دے دی۔"

"تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ والد مرحوم کے بعد کسی نے اس دروازہ کو نہیں کھولا۔

"نہ مائی لارڈ بالکل نہیں۔"

اس نے ٹوپی اُتار کے ہاتھ میں لے لی۔ اور اس کے بعد جب تیز ہوا اس کے لمبے بالوں کو الجھاتی ہوئی چل رہی تھی۔ حیرت آمیز لہجہ میں کہنے لگا۔

غالباً آپ نے اس پراسرار روشنی کا حال سُنا ہوگا۔ جس کے بارہ میں مشہور ہے کہ راتوں کو اس کمرہ میں نظر آیا کرتی ہیں۔"

"جی بے شک میں نے سُنا تھا۔ کہ ایک اس طرح کا قصہ گاؤں کے بچھوؤں میں مشہور رہے۔" عورت نے جواب دیا۔ "لیکن بات یہ ہے وہ لوگ طبعاً وہم پرست ہیں۔"

"آپ کا خیال صحیح ہے۔ لیکن کل رات میں نے ایک روشنی اپنی آنکھوں سے اس برج میں جلتی دیکھی تھی۔ اس کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟"

عورت نے داہنی طرف گرتے ہوئے بالس کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہنے لگی۔

"مائی لارڈ! سخت طوفانی موسم میں میں اس کے ساتھ ایک لالٹین لٹکا دیا کرتی ہوں۔ میرا ایک رشتہ دار میولٹن میں جہاز رانی کرتا ہے۔ اور میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ ضرور ایسا کروں گی۔"

"اور وہ لالٹین کل رات یہاں جلتی تھی؟

"جی ہاں۔"

لارڈ کلینیون کے چہرہ پر ایک لحظہ کے لئے آثار حیرت پیدا ہوئے۔ اس کے بعد اس نے لاپروائی سے شانوں کو حرکت دی۔

کہنے لگا۔ "مجھے خود ہی خیال کرنا چاہیئے تھا۔ کہ کوئی ایسی بات ہوگی۔ خیر اب اس کمرہ کو کھولنا چاہیئے۔"

اس نے اس کنجی کو جسے وہ پہلے ہی قفل میں داخل کر چکا تھا، گھمایا۔ بڑی آہستگی سے

سے ایک زوردار کوشش کے بعد دروازہ کھل گیا۔ جس کے بعد پہلی بات جو اس نے دیکھی یہ تھی کہ دروازہ کے اندر جابجا مکڑی کے جالے تنے ہوئے اور فرش زمین پر گرد کی موٹی تہہ جمی ہوئی تھی۔

" یہ اس کا فیصلہ کن ثبوت ہے۔" اس نے مسز سمتھ کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ " اس سے پایا جاتا ہے کہ دروازہ کو کئی مہینوں سے نہیں کھولا گیا۔"

دروازہ کے پاس کھڑے ہو کر اس نے مشتاق نظروں سے چاروں طرف دیکھا کمرہ بہت چھوٹا ششش پہلو بنا ہوا تھا۔ اس کے ہر پہلو میں ایک ایک کھڑکی تھی بگر سامان اس میں کافی اور سب عہد حال کا بنا ہوا تھا۔ فرش پر بیش بہا تہذیبی قالین اور کئی پرانی تصویریں دیواروں پر لگی ہوئی۔ بحیثیت مجموعی اس کمرہ میں کوئی اور خصوصیت اس کے علاوہ نہ تھی کہ وہ عمارت کے باقی فرسودہ حصوں کے مقابلہ میں بہتر اور ان کے غیر مطابق نظر آتا تھا۔

" مائی لارڈ!" مسز سمتھ نے رکتے ہوئے پوچھا۔ " کیا آپ کچھ دنوں اس جگہ ٹھہریں گے ؟ "

" کیا میں ؟ " اس نے جواب دیا۔ " بالکل نہیں۔ میں تو فقط والد کے بعض کاغذات تلاش کرنے کے لئے آیا ہوں۔ خیال تھا وہ اس جگہ موجود ہوں گے ۔"

" میز کے خانے اور الماری جوں کی توں بند ہے۔ اس لئے وہ کاغذات اگر اس جگہ موجود تھے تو ضرور یہیں ہوں گے۔ ایک بجے کے عمل پر میں آپ کے لئے اس طرح کا لنچ جو میسر آ سکتا ہے بھیجوں گی۔ لیکن بستر کے بارہ میں ... کیا ارشاد ہے ؟ "

" اوہ ! آپ بستر کی تکلیف نہ کریں۔ کیونکہ میں یہاں سونا نہیں چاہتا۔" لارڈ کلینیون نے جواب دیا۔ " میں نے ایک آدمی کو میولٹن سے گاڑی لانے کے لئے بھیجا ہے۔ جو امید ہے پانچ بجے آ جائے گی۔ اسکے بعد میرا آج ہی رخصت ہو جانے کا ارادہ ہے۔"

عورت نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ غالباً اپنے چہرہ کے آثار اطمینان چھپانے کو۔ اس کے بعد آہستگی سے دروازہ بند کرکے رخصت ہو گئی۔

۳

لارڈ کلینیون اس کے ہٹتے ہوئے قدموں کی آواز اس وقت تک سنتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ فاصلہ پر جاکر سنائی دینی بند ہو گئی۔ اس کے بعد اپنے آپ سے کہنے لگا۔

"اس بوڑھی عورت کی تہ میں ضرور کوئی راز پوشیدہ ہے۔ سب سے پہلے اس کا میری آمد پر متعجب نہ ہونا عجیب۔ پھر اس کا پُراسرار روشنی کا ذکر سن کر کانپنا حیرت خیز۔ حالانکہ ظاہرا وہ اس کو سرسری سمجھ کے نظر انداز کر دینا چاہتی تھی۔ اس پر مستزاد وہ خوشی جو میری فوری رخصت کے ذکر سے اس کو ہوئی۔ مگر ان سب سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ اس کی صورت دیکھ کر کسی اور کی صورت میری آنکھوں کے سامنے پھرتی ہے۔ جو مسز ڈوبر کے سوا کوئی اور تھا۔ گو فی الحال یاد نہیں آتا کہ کون؟"

وہ تھوڑی دیر تک تفکرات میں ڈوبا ہوا چپ چاپ کھڑا رہا۔ اسکے بعد نوشت کی میز کی طرف بڑھا جو ایک کھڑکی کے پاس لگی ہوئی تھی۔ اور اس کے قریب رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

کھلے ہوئے کاغذات بڑی تعداد میں میز کی سطح پر بکھرے ہوئے پڑے تھے۔ اور ان پر اس کے والد لارڈ ایسٹن کے ہاتھ کی تحریریں تھیں۔ اس نے ایک کو اندازِ احترام سے اُٹھایا۔ کسی ماہوار رسالہ کے لئے زیر تجویز مضمون کی یادداشتیں اس پر درج تھیں۔ ایک اور پر کسی نئے ناول کی تنقید تھی۔ اپنے محترم باپ کی یادگار تحریروں کی حیثیت میں یہ سب چیزیں، اس میں شک نہیں محفوظ رکھنے کے قابل تھیں۔ تاہم وہ جس کی تلاش میں آیا، کچھ اور تھا۔ اس نے ایک ایک کرکے سارے کاغذات کو دیکھ کر ایک طرف رکھ دیا۔ اس کے بعد میز کے خانوں کی دیکھ بھال کرنے لگا۔

لیکن ایک بات جلدی ہی واضح ہو گئی۔ ارل آف ارسٹن ہر چند ایک دانشمند مدبر اور پابند فرض سیاستداں تھا۔ تاہم اپنے ذاتی اور نجی معاملات میں سلیقہ و اہتمام کا خیال اس کو بالکل نہیں تھا۔ دکانداروں کے بل، رسیدیں، دعوتی رقعے، طلب امداد کے لئے آئی ہوئی چٹھیاں، مبارکباد کے خط اور اپنے سرکاری ہم جلیسوں کے بھیجے ہوئے سیاسی خطوط ملی جلی حالت میں جا بجا پڑے تھے۔

ایک ایک کر کے اس نے ہر ایک خانہ کو دیکھا۔ حتیٰ کہ صرف ایک باقی رہ گیا۔ جس میں اس کی لائی ہوئی کنجیوں میں سے کوئی نہ لگتی تھی۔ اس بارہ میں مطمئن ہو جانے کے بعد کہ اور کوئی ذریعہ اس خانہ کو کھولنے کا باقی نہیں ہے۔ اس نے اس کو توڑ ڈالنے کے لئے کوئی چیز تلاش کرنی شروع کی حتیٰ کہ اس کی نگاہ لوہے کی اس سلاخ کی طرف گئی جو آتشدان میں آگ تیز کرنے کے لئے رکھی رہتی تھی۔ اس کی مدد سے اس نے خانہ مذکور کا خارجی چوبی حصہ توڑا۔ اور اس ذریعہ سے جو شگاف پیدا ہوا۔ اس کی راہ سے ہاتھ ڈال کر جو چیزیں گرفت میں آسکیں نکالیں۔ دیکھا تو چند خطوط اور فوٹو کی ایک تصویر تھی۔ ان کو دیکھتے ہی اس نے سمجھ لیا کہ اب میری کوششیں ضرور بار ور ہوں گی۔

اس سیاہ رنگ کے فیتے کو کھولے بغیر جس سے یہ چیزیں بندھی ہوئی تھیں، اس نے اس بنڈل کو ایک طرف رکھ دیا۔ اور اس سوچ میں پڑ گیا۔ کیا والد کی موت کے بعد ان کی پوشیدہ رکھی ہوئی چیزوں کو دیکھنا گناہ تو نہیں؟ یہ سب لائق احترام متبرک چیزیں تھیں۔ جن پر اس کے والد مرحوم کی روح پاسبانی کر رہی تھی۔ سوال یہ تھا۔ کیا ان کی حیات میں وہ ان کو چھیڑنے یا ان کا راز معلوم کرنے کی کوشش کرتا؟ جواب نفی میں تھا۔ مگر اس کے ساتھ یہ خیال بھی اس کے دل میں پیدا ہوا کہ میں ان چیزوں کو محض رفع استعجاب کے لئے نہیں دیکھتا۔ اس کی خواہش ان چیزوں کو دیکھنے کی نہ تھی۔ فی الحقیقت وہ ایسا کرنے سے متامل تھا۔ وہ عہد ماضی کی ان چیزوں کو فراموشی کے پردہ میں چھپا کر رکھنا

چاہتا تھا۔ لیکن بعض باتیں اور تھیں، جو اس کو ادائے فرض پر مجبور کر رہی تھیں۔ سب
سے پہلے اس آدمی کو سزا دلانے کا سوال تھا۔ جس نے اس کے والد لارڈ السٹن کو ہلاک
کیا۔ پھر اس شبہہ کی تصدیق یا تردید بھی ضروری تھی جو اس کی ماں کی گفتگو نے اس کے دل
میں پیدا کیا تھا۔ اور جس کو سوچ کر اس کی روح میں لرزہ پیدا ہوتا تھا، مگر جس کے بارہ میں
یہ امید اب تک اس کا سہارا تھی۔ کہ زمانہ آئندہ میں اس واقفیت کی بنا پر جو اس ذریعہ
سے حاصل ہوگی وہ اس شبہہ کی تردید کر سکے گا۔

مگر ان سارے خیالات کے باوجود وہ جب فیتہ کی گرہ کھولنے لگا۔ تو اس کی انگلیاں
بے اختیار کانپ رہی تھیں۔ دماغ گو مصلحت کے بہانہ سے اب بھی تحریک کرتا تھا۔ تاہم دل
اس کے خلاف تھا۔ وہ ننھی سی آواز جو آدمی کے سینہ میں چھپی ہوئی نیک و بد کی رہنمائی کیا
کرتی ہے۔ وہ اس کے خلاف تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا ایک بہت کمینہ فعل ہے جس کو
وہ ضرورت کی آڑ میں کرنا چاہتا ہے۔ ذہنی کشمکش کی یہ حالت تھوڑی دیر رہی۔ اس
کے بعد مصلحت نے راستی کو مغلوب کیا یعنی دل نے دماغ کے آگے ہار مانی۔ اور لارڈ کلینیون
نے فیتہ کھول ڈالا۔

چھ سات چٹھیاں جن کی رنگت امتداد زمانہ سے پیلی ہو چکی تھی۔ اور جن سے ایک
اس طرح کی مدھم بو آتی تھی۔ جو اثرات زمانہ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور ایک فوٹو کی
تصویر۔ یہ چیزیں اس بنڈل میں بند تھیں۔

لارڈ کلینیون نے سب سے پہلے تصویر ہاتھ میں لی۔ وہ دو شخصوں کا یکجائی فوٹو
تھا۔ ایک مرد اور ایک عورت کا جو کسی کھلے مقام پر غالباً کسی نوآموز کاریگر کا لیا ہوا
تھا کیونکہ تصویر ایسی ہی تھی۔ اس کے علاوہ اس کی پشت پر فوٹو گرافر کا نام اور پتہ بھی درج
نہ تھا۔ تاہم مرد عورت دونوں کی شباہت بالکل صاف تھی۔ بہت پرانی ہونے کے باوجود
اس تصویر میں دونوں شکلیں واضح تھیں۔ اسکو دیکھتے ہوئے لارڈ کلینیون کے جی کو عجیب

طرح کا احساس ہونا شروع ہوا۔ ایک کو اس نے فوراً پہچان لیا۔ اور وہ اس کے باپ کی تصویر تھی۔ لیکن دوسری .... کسی نامعلوم عورت کی .... وہ کس کی تھی ؟"

بڑی دیر کے بعد جب اس نے تصویر کو ایک طرف رکھا تو اس کا ہاتھ پھر بڑے زور سے کانپ رہا تھا۔ جب اس نے تلاش شروع کی تو کسی ایسی ہی دریافت کا اندیشہ اس کے جی کو لگا ہوا تھا۔ اور اب اس کو پالنے کے بعد اس نے یہ کہہ کر اپنے آپکو سمجھانے کی کوشش شروع کی یہ اگر نہ ملتی تو ضرور میرے دل کو مایوسی ہوتی۔ اس کے باوجود اس حقیقت کو نظرانداز کرنا مشکل ہے کہ اس تصویر کو دیکھ کر اس کے دل کو سخت صدمہ پہنچا۔ یوں تو کون ایسا مرد ہے جو عہد شباب میں راہ صراط سے نہ بھٹکا ہو۔ تاہم اس طرح کے فعل کو وہ اپنی شان ریاست کے خلاف اور اس سے دور تصور کرتا تھا۔

پھر ایک بار فوٹو اُٹھا کر اس نے عورت کے چہرہ کی طرف دیکھا جو تصویر میں اس کے باپ کے شانہ پہ ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔ وہ خوبصورت تھی اور اس کی موٹی سیاہ آنکھوں تنگ دہانہ اور باریک خمدار ہونٹوں میں خوبصورتی اور دلکشی پوشیدہ تھی۔ اس کے بیضوی چہرہ پر چھائے ہوئے خوشنما بالوں میں اور اس کی قامت کی درازی اور موزونی میں دلفریبی تھی۔ قطع نظر اس بات کے کہ وہ کسی نیک عورت کا چہرہ تھا یا بُری کا اس میں شک نہ تھا کہ وہ ایک حسین عورت کا چہرہ تھا۔

اس نے آہ سرد کھینچ کر فوٹو ہاتھ سے رکھ دیا۔ اور خطوں میں سے ایک کو اس سے کم حرمت کے ساتھ جو اس صورت میں ظاہر ہوتی اگر وہ اس تصویر کو نہ دیکھتا، اُٹھایا اور جب اس کے بعد اس نے خط کا مضمون پڑھا تو اس کے رخسار سے مارے شرم کے جلنے لگے۔ کیونکہ اس نے محسوس کیا کہ یہ تحریر فقط اس کے باپ کی نظروں سے گذرنے کے لئے تھی، نہ کسی اور کے۔ فی الحقیقت وہ ایک پُرجوش عشقیہ چھٹی تھی۔ فرانسیسی زبان میں لکھی ہوئی اور جس کے تحت میں راقمہ کا نام درج تھا سیسل۔

دو چٹھیاں اور بھی اسی انداز میں لکھی ہوئی ملیں۔ جن کا مضمون خالص عشقیہ مگر اس راز کے انکشاف میں جس کی اس کو تلاش تھی۔ کسی طرح کی مدد دینے کے ناقابل تھا۔ البتہ تیسرے خط کے آخر میں چند سطریں ایسی نظر آئیں جن کو اس نے دوسری بار پھر پڑھا۔ لکھا تھا:۔

"۔۔۔۔ اب تم پرسوں یہاں آؤ گے۔ آہ کتنی خوش نصیبی، جس کا خیال ہی میری نظروں میں اندھیرا پیدا کرتا ہے۔ برنارڈ! کس طرح میں تمہارے انتظار میں ایک ایک گھڑی گنتی ہوں۔ تمہاری عدم موجودگی میں پہاڑ سے دن کاٹے نہیں کٹتے۔ اور یہ جگہ والد اور میری کی موجودگی میں بھی قیدخانہ نظر آتی ہے۔ پھر اس کے علاوہ کئی باتیں ایسی ہیں جن کے باعث میں حیران اور بے چین رہا کرتی ہوں۔ ان میں سے ایک ہے۔۔۔۔ لیکن نہیں۔ اس کا ذکر کرنے سے پہلے میں بمنت تم سے کہتی ہوں، کہ اپنی سیسل کو معاف کرنا۔ بدگمانی ہر حال میں سچی محبت کی نشانی ہے۔ اس لئے اگر میں نے اس خیال کو اپنے دل میں جگہ دی، تو اس سے میری چاہت کی صداقت میں فرق نہیں آتا۔"

"وہ بات میری کے متعلق ہے۔ تم جب پچھلی دفعہ آئے تھے۔ تو بعض اوقات میں یہ خیال کرنے لگتی تھی کہ تم درحقیقت میری نسبت اس کو بہت چاہتے ہو۔ تم میری نسبت اس سے زیادہ باتیں کرتے تھے۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ بھی یہی تصور کرتی تھی۔ اس وقت کے بعد۔۔۔۔ تم جانتے ہو کب سے میری نسبت اس کا رویہ بالکل بدلا ہوا ہے شاید وہ حسد کرتی ہے۔ یا۔۔۔۔ اس کا خیال ہے میں نے تمہاری محبت اس سے چھین کر اپنا لی ہے۔ پیارے برنارڈ! سچ کہنا کیا یہ صحیح ہے؟ کیا کبھی تم اس کو چاہتے تھے؟ کیا کبھی۔۔۔۔"

"والد آج بہتر ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ تکلیف جو کچھ تھی، گذر گئی۔ اور برنلڈ! وہ یہ بھی مجھ سے کہتے ہیں۔ کہ تمہیں نے ان کو خوش و خرم بنایا ہے۔ میں نے سنا ہے تم اُن کو روپیہ بھیجتے رہے ہو۔ مگر پیارے۔ میں منت کرکے کہتی ہوں۔ ایسا نہ کرو۔ روپیہ ان کے ہاتھوں میں پانی کی طرح ہے۔ یعنی بالکل نہیں ٹھہرتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے انکو مشکلات

میں مبتلا رہنے کے لئے ہی پیدا کیا تھا۔ اور گو ایک لحاظ سے میں تمہارے احسانات کی شکرگذار ہوں۔ میں تم کو ان کی عزت اور ناموس کا محافظ تصور کرتی ہوں۔ تاہم میں شرمندہ ہوں، شرمندہ اور ناخوش۔ تم اتنا صَرف کرتے ہو۔ اور اس کے معاوضہ میں کیا ملتا ہے؟ صرف میری محبت۔ وہ بے شک تمہاری ہے۔ اور وہ ہر حال میں تمہاری رہے گی۔"

ایک خط اس پیکٹ میں اور تھا۔ مختلف انداز اور رسم تحریر سے لکھا ہوا اور اور وں سے مختصر۔ اس کا پہلا فقرہ سب سے بڑھ کر دلخراش تھا۔ اور اسے پڑھ کر لارڈ کلینیون کے جی کو اتنا بھاری صدمہ پہنچا۔ جو اس وقت تک کسی چیز سے نہ پہنچا تھا۔ باقی چٹھیوں کے برخلاف اس پر روانگی کی تاریخ اور پتہ درج تھا۔ یہ اس کی نقل ہے۔

۱۸۔ روڈی سینٹ پیر

پیرس۔ ۵ رمئی

بہن سیسل کل شام میری گود میں لیٹے لیٹے مر گئی۔ موت سے چند ساعت پہلے اس کی آخری خواہش یہ تھی، کہ میں آپ کو بلوا دوں۔ لیکن چونکہ آپ کا وقت پر یہاں آنا غیر ممکن تھا۔ اس لئے میں نے تکلیف دینی نہ چاہی۔ پیغام جو اس نے چھوڑے تھے بہرے کانوں نے سنے۔ کیونکہ میرے لئے ناممکن ہے وہ آپ تک پہنچاؤں۔ اگر وہ چند گھنٹے اور زندہ رہتی تو یقیناً آپ کی یاد پر اسی طرح لعنت بھیجتی، جس طرح میں خود بھیجتی ہوں۔

میری

مکرّر:۔ اس کی موت کی سند لف ہے۔

لیکن معلوم ہوتا ہے لارڈ کلینیون کے لئے اس سلسلہ کی سب سے حیرت انگیز دریافت ابھی باقی تھی۔ اس بنڈل کا آخری کاغذ جو اس نے کھولا وہ اس شادی کی سند تھی جو تیس سال پہلے برنارڈ کلینیون (ارل آف اسٹن) اور سیسل مارس میں مضافاتِ پیرس کے ایک انگریزی گرجا میں ہوئی تھی۔

۴

ایک گھنٹے سے زیادہ عرصہ تک لارڈ کلینیون بحر تفکرات میں ڈوبا ہوا چُپ چاپ بیٹھا رہا۔ ایک ایسا راز اس نے دریافت کر لیا تھا جو اس کے خیالات میں ہیجان کرنے کے باوجود اس راز کی تحقیق پر جس کے وہ درپے تھا، کسی طرح کی روشنی نہ ڈال سکا۔ گذرے ہوئے زمانہ میں اس کے باپ کی یہ شادی عہد ماضی کا ایک بھولا اور بسرا ہوا واقعہ تھا جس کی یاد مدت ہوئی، دلوں سے مٹ چکی تھی۔ اگر رسم شادی ادا نہ ہوئی ہوتی اور وہ عورت سیل جس کے مکتوب اس کے پاس تھے، اب تک زندہ ہوتی تو بے شک اس راز کی توضیح ممکن ہو سکتی لیکن اس طرح کے حالات میں جب شادی کی رسم ادا ہوئے تیس سال کا عرصہ گذر چکا اور جن کی شادی ہوئی، ان کو بھی فرشتۂ اجل نے اپنے دامانِ سیاہ میں لے لیا، سارا واقعہ اس بند کتاب کی طرح تھا جس کے خاتمہ پر جلی خطوں میں تمت لکھا جا چکا ہو، اس قدر مدت دراز کے بعد اس منحوس شادی کا کون سا اثر باقی تھا جو حال یا مستقبل پر سایۂ تاریک پیدا کر سکتا۔ کاغذات کو تہ کر کے جیب میں رکھتے ہوئے لارڈ کلینیون اپنے جی میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ ان چیزوں کا نہ ملنا ان کے پائے جانے سے لاکھ درجے بہتر اور قابلِ ترجیح تھا۔

کمرہ میں اور کوئی چیز لائق تفتیش باقی نہ تھی۔ وہ بے مدعا ادھر ادھر گھوم کر دیوار پر لگی ہوئی تصویروں اور کھڑکیوں کی راہ سے نظر آنے والے سمندر کی طرف دیکھنے لگا۔ دفعتًا وہ جب پیچھے مڑا تو اس کا پاؤں بے خبری میں فرشِ زمین پر گرے ہوئے ایک اخبار پر پڑ گیا، اور محض رفع استعجاب کے خیال سے اس نے اس کو اٹھایا۔ پہلی نگاہ میں ہی اس کی بھویں تن گئیں، اور چہرہ پر سراسیمگی کے آثار نمودار ہوئے۔ اس نے جلدی سے اس کی ورق گردانی کی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں جوش کی نئی چمک پیدا ہو گئی۔

"بخدا!" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا: "ضرور اس میں کوئی بھید ہے۔ مسز سمتھ

یہ کہتی تھی کہ یہ کمرہ آٹھ مہینے سے بند ہے۔ پھر اس کے فرش پر پچھلے ہفتہ کے اخبار "ٹائمز" کا یہ پرچہ کیونکر آگیا؟"

باب ۲۵

رخصت اور واپسی

ا

لارڈ کلینیون تھوڑی دیر پرچہ ہاتھ میں لئے اس سوچ میں ڈوبا کھڑا رہا کہ اب اس کو کیا کرنا چاہیے؟ دفعتاً اس نے اخبار ہاتھ سے رکھدیا۔ اور خود ٹہلتا ہوا کمرہ کے ایک اور حصّہ میں چلا گیا۔ اس کے چند منٹ بعد جب مسز سمتھ لنچ کا سامان لے کر آئی تو اس نے اس اخبار کا ذکر بالکل نہیں چھیڑا۔

"کمرہ" اس نے ایک اور ہی ذکر کرتے ہوئے کہا "کچھ ایسا ناخوشگوار نہیں لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ والد جب اس جگہ آتے تو سویا کہاں کرتے تھے؟"

وہ متجسّس نظروں سے اس کے چہرہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور اس نے معلوم کیا۔ کہ جواب دیتے وقت مسز سمتھ کے لہجے سے تامل اور بے چینی ظاہر ہوتی تھی۔

"جی وہ... اسی کمرہ میں سوتے تھے۔ ایک تہ ہونے والا لوہے کا پلنگ میرے کمرہ میں رکھا رہتا ہے۔ جب وہ اس جگہ آتے تو وہی ان کے استعمال کے لئے اس کمرہ میں پہنچا دیا جاتا تھا۔ اگر آپ بھی مائی لارڈ! اس جگہ رات رہنے کا ارادہ رکھتے ہوں...."

"نہ۔ میرا ارادہ نہیں ہے" لارڈ کلینیون نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا "میں آج ہی سہ پہر کو رخصت ہو جاؤں گا"

مسز سمتھ کے چہرہ پر اطمینان کے ایسے نمایاں آثار پیدا ہوئے جن کو چھپانا عملی طور پر ناممکن تھا۔ لارڈ کلینیون نے اس کی یہ بدلی ہوئی حالت دیکھی لیکن کہا کچھ نہیں۔

سرسری انداز سے فرمایا۔ "مسز سمتھ اس میں شک نہیں یہ جگہ نہایت عجیب ہے!"

"مائی لارڈ! یہ ایک بہت پرانی عمارت ہے۔ اور چونکہ یہاں بارش بہت ہوتی ہے۔ اور سمندر کا ساحل پاس ہے۔ اس لئے نمی سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ برسات اور جھاوٹ میں آپ کی یہ خادمہ دنوں بلکہ ہفتوں جوڑوں کے درد سے بیمار رہا کرتی ہے۔ حقیقت میں یہ جو لوگ آرام کی زندگی بسر کرنے کے عادی ہوں ان کا اس جگہ رہنا بالکل محال ہے۔!"

ہلکا تبسم لارڈ کلینیون کے چہرہ پر پیدا ہوا لیکن اس نے اس کو چھپانے کے لئے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

"سچ ہے۔" پھر اس نے سنجیدگی سے کہا۔ اور اس کے بعد دفعتاً مسز سمتھ! اس نے پر خیال انداز سے کہنا شروع کیا۔ "مدت گذری۔ میں تب بچہ تھا۔ تو یاد پڑتا ہے۔ والد اس قلعہ کے بارے میں عجیب عجیب کہانیاں بیان کیا کرتے تھے۔ مثلاً یہ کہ اس برج میں کچھ خفیہ کمرے ہیں۔ اور ان کا راستہ اسی کمرہ سے جاتا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہوگا۔ کیا سچ مچ ایسا ہے۔ یا میری یاد ہی دھوکا دیتی ہے؟"

یہ الفاظ کہتے ہوئے وہ آہستہ چل کر کھڑکی کی طرف چلا گیا تھا لیکن اس جگہ پہنچ کر وہ قصداً ایک چھوٹے سے آئینہ کے روبرو جو دیوار میں لگا ہوا تھا۔ کھڑا ہو گیا۔ اور اس وقت اس آئینہ کے اندر اس نے دیکھا کہ اس سوال کو سن کر مسز سمتھ بڑے زور کے ساتھ چونکی۔ اور اس کے جھری دار چہرہ پر گہری زردی چھا گئی۔ لارڈ کلینیون اتنا ہی دیکھنا چاہتا تھا۔ اس کا مطلب پورا ہو گیا۔

"مائی لارڈ!" اس نے رکتے ہوئے کہا۔ "اس کا حال کبھی میرے سننے میں نہیں آیا۔ شاید آپ کو مغالطہ ہوا ہو؟"

لارڈ کلینیون نے لاپروائی سے شانوں کو حرکت دی۔

"یہی بات ہوگی۔" اس نے کہا۔ "اگر آپ نے اس کا حال نہیں سنا، تو میرا ہی وہم ہوگا۔

خیر اب میں لنچ کھا کر ان کا غذات کو ایک نظر دیکھتا ہوں ۔ اس کے بعد آپ چار بجے کے عمل
پر چائے تیار کر دیں ۔ میں پی کے رخصت ہو جاؤں گا ۔"

"بہتر ہے ۔ کوئی ارشاد اور بھی !"

"نہ بس ۔ فی الحال کچھ نہیں مسز سمتھ! آپ کا تیار کیا ہوا چوزہ؟ مرغ خوب ہے اور
اس کے علاوہ یہاں کی ہوا نے میری بھوک تیز کر دی ہے ۔ لیکن آہ! ... یہ بڑھیا کلیرٹ
شراب کہاں سے آئی؟"

"مائی لارڈ! کئی سال گذرے بڑے سرکار نے کئی درجن بوتلیں اس کی بھجوائی تھیں ۔
وہ تب سے تہ خانہ میں بند رکھی ہیں ۔"

"نہایت اعلیٰ چیز ہے ۔" لارڈ کلینیون نے گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا ۔ "لیکن
چونکہ میرا ارادہ والد مرحوم کی طرح اس جگہ آنے کا نہیں ہے ۔ اس لئے میں لندن جا کر اس کی
واپسی کا خط لکھوں گا ۔ ایسی بڑھیا شراب یوں ضائع نہ ہونی چاہئے ۔" اور یہ کہتے ہوئے اس
نے چٹخارہ کی آواز پیدا کی ۔ "بس اور تو میرے خیال میں کوئی کام نہیں ۔"

"بہتر ہے ۔ تب میں جاتی ہوں ۔ افسوس اس کمرہ میں گھنٹی نہیں ہے ۔ تاہم آدھ گھنٹہ
کے عرصہ میں میں خود ہی آ کر خالی برتن لے جاؤں گی ۔"

اتنا کہہ کر وہ کمرہ سے باہر نکلی اور دروازہ بھیڑ کے رخصت ہو گئی ۔ دوسری بار آئی
تو لارڈ کلینیون لنچ سے فارغ ہو کر پھر ایک بار نوشت کی میز کے پاس بیٹھا تھا ۔ اس
کی ظاہری مصروفیت کی وجہ سے اس موقعہ پر کسی طرح کی گفتگو نہیں ہوئی ۔ مسز سمتھ
نے چپ چاپ برتن سمیٹے اور رخصت ہو گئی ۔

۲

اس کے تھوڑی دیر بعد جب اس کے پاؤں کی آواز فاصلہ پر جا کر دب گئی ۔ تو لارڈ
کلینیون نے ایک سگار نکال کے سلگایا ۔ اور دروازہ کھول کر اس غلام گردش میں نکلا ۔ جو

اس بُرج کو قلعہ کے باقی حصّوں سے ملاتی تھی۔ چند گز کے فاصلہ پر دیوار میں ایک بہت چوڑا شگاف تھا۔ لارڈ کلینیون دونوں بازو لپیٹ کر اس شگاف پر جھک کے کھڑا ہو گیا۔ اور پُر خیال انداز سے بُرج کی ظاہری صورت دیکھنے لگا۔

دو باتیں اس نے دریافت کیں۔ ایک یہ کہ برج کی عمارت باہر سے بہت بڑی لیکن اندر سے بالکل تنگ تھی جس کا مطلب یا تو یہ تھا کہ اس کی دیواریں بہت موٹی تھیں یا ان دیواروں میں کوئی پولا مقام تھا۔ اور اندرونی اور بیرونی دیواروں میں کچھ فاصلہ پایا جاتا تھا۔ دوسرا بات یہ کہ اپنی غیر معمولی بلندی کی وجہ سے یہ مقام شاید قلعہ کی پاسبانی میں مدد دیا کرتا تھا اور غالباً اس کو اسی مقصد کے لئے تعمیر کرایا گیا تھا۔ اگر یہ آخری نظریہ صحیح ہو تو پھر خفیہ کمروں کی موجودگی غیر اغلب معلوم ہوتی تھی۔ گو اس کے ساتھ کوئی بات ایسی نہ تھی جو اس نظریہ کی درستی میں شبہہ پیدا کرنے والی ہوتی۔ اس کے برعکس یہ ایک جی لگتا خیال تھا کیونکہ اگر اس برج کے کمرہ میں روشنی کی جائے تو اس کا عکس سطح بحر پر جو عین اس کے نیچے موجیں لیتا تھا، بڑی دور تک روشنی پیدا کر سکتا تھا۔

اگر لارڈ کلینیون کو فرصت اور اس کے ساتھ ہی یہ اطمینان بھی حاصل ہوتا کہ مسز سمتھ اس کی حرکات کا مشاہدہ نہیں کرتی، تو وہ ساحلِ بحر تک جا کر اس مقام سے بُرج کا نظارہ کرتا لیکن گھڑی دیکھی تو معلوم ہوا کہ جانے کا وقت قریب ہے اور اس عرصۂ محدود میں یہ کام نہ ہو سکے گا۔

وہ جلا سگریٹ پھینک کر وہ پھر اسی کمرہ میں چلا گیا۔ اور بڑی احتیاط کے ساتھ سمتِ شمال کی دیواروں کا معائنہ کرنے لگا۔ وہ پتھر اور گچ کی بنی ہوئی تھیں، آتشدان کو دیکھا اس میں بھی کوئی راز پوشیدہ نہ تھا۔ پھر اس نے دوسرے پہلو کی دیواروں کو آزمایا۔ گو ان میں بنی ہوئی کھڑکیوں کی موجودگی یہ ثابت کرنے کے لئے کافی تھی کہ کم از کم اس طرف اندرونی اور بیرونی دیواروں پر کوئی پولا مقام نہیں ہے۔ تلاش ختم کر کے اس نے مایوسانہ انداز سے

شاؤں کو حرکت دی۔ اور عارضی طور پر اپنے آپ کو مغلوب تسلیم کیا۔

وہ پھرتے پھرتے تھک گیا تھا۔ ایک اور سگار جلا کے آرام کرسی پر بیٹھ گیا اور چٹھیوں کے اس پیکٹ کو کھول کر جو اس کے پاس تھا، پھر ایک بار دیکھنے لگا۔ بہت کم نیا حال ان سے معلوم ہوا۔ کیونکہ ان کی تحریر مبہم غیر واضح اور ناقابل تسکین تھی۔ اپنے دل میں وہ اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو چکا تھا کہ ان خطوں کے ملنے سے ان کا نہ ملنا بہتر ہوتا۔ اسکے باپ کی داستان ہستی کا یہ ایک ایسا باب تھا، جس کا بند رہنا ہی بہتر تھا۔ اگر شادی کی سند موجود نہ ہوتی یا کسی باپ یا بھائی کی ناراضگی یا خاندانی ذلت کے احساس کا حال درج ہوتا جو اس تعلق سے عورت کے رشتہ داروں کو ہوا تو اس صورت میں کچھ نہ کچھ سراغ اسے اپنے باپ کے قاتلوں کا مل سکتا تھا، کم ازکم وہ اس ذریعہ سے کسی نئی دریافت کی امید ضرور کرسکتا۔ لیکن حالت موجودہ میں کسی دریافت کی قطعاً کوئی امید نہ تھی۔ کیونکہ ان خطوں کی تحریر ان آخری چند سطروں کے سوا جو میری کی لکھی ہوئی تھیں۔ نیز سند شادی کی موجودگی ثابت کرتی تھی، کہ یہ ایک اس طرح کا واقعہ تھا جو ظہور میں آیا۔ اور ختم ہوگیا۔ کوئی بات اس میں ایسی نہ تھی، جو اس ہستی پر اسرار پر روشنی ڈالنے والی ہوتی۔ جس نے اس کے باپ کے خون سے ہاتھ رنگے۔ اور بالواسطہ اس کو تحقیق و تفحص پر آمادہ کیا۔

۳

چار بج گئے تھے اس کے تھوڑی دیر بعد مسز سمتھ چائے کا سامان لے کر حاضر ہوئی۔

"مائی لارڈ!" اس نے کہا: "میولنش سے گاڑی آگئی ہے۔ اور چائے بھی تیار ہے۔"

لارڈ کلینیوان نے چائے پی کر میز کے خانے بند کئے اور رخصت ہونے کو تھا۔

"مسز سمتھ!" اس نے کہا۔ "میں لندن جا کر آپ کو ان کاغذات کی روانگی کے لئے لکھوں گا۔ میرے خیال میں آپ ان کو احتیاط کے ساتھ بند کرکے بھیج دیں گی۔"

"جی کیوں نہیں۔ ان کو جواہرات سے زیادہ قیمتی سمجھوں گی۔"

لارڈ کلینیون نے اوور کوٹ پہنا۔ اس کے بعد کمرہ کی کنجی کو ہاتھ میں گھماتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے خیال میں ان کاغذات کے یہاں ہوتے ہیں اگر اس کنجی کو اپنے ساتھ لیتا جاؤں۔ تو بہتر ہوگا۔ وہ میرے وکیل مسٹر برڈنل کے پاس رکھی رہے گی"

مسز سمتھ کے چہرہ پر اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی اور اس کی نگاہ فکر مند نظر آنے لگی تاہم اس نے کوشش کر کے ضبط کیا۔

"مائی لارڈ!" پھر اس نے کہا "اگر آپ اس کو یہیں رہنے دیتے تو بھی کچھ ہرج نہ تھا۔ میں اس کو احتیاط کے ساتھ رکھتی"

لارڈ کلینیون دروازہ بند کر کے کنجی ہاتھ میں لئے غلام گردش کی راہ سے مسز سمتھ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ کہنے لگا "آپ کا کہنا صحیح ہے اور مجھے آپ پر بے اعتباری بھی نہیں۔ لیکن وکیلوں کی ضابطہ پسندی مشہور ہے۔ شاید مسٹر برڈنل کو اعتراض ہو۔ ممکن ہے، وہ کہیں کہ اس میز میں قیمتی دستاویز موجود تھے۔ پس بہتر یہی ہوگا، کہ میں اسے ان کے پاس لے جاؤں"

"بہت اچھا، جو آپ کی مرضی۔"

گیلری سے گذر کر وہ غیر آباد اور ناقابل سکونت کمروں کے ایک لمبے سلسلہ سے ہوتے ہوئے قلعہ کے صحن میں جا پہنچے۔ ایک نہایت معمولی گاڑی جس میں دو مریل گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ اس جگہ کھڑی تھی۔ لارڈ کلینیون جاتے ہی اس پر بیٹھ گیا اور کھڑکی سے منہ نکال کے کہنے لگا۔

"الوداع مسز سمتھ! میں آپ کی توجہ کا ممنون ہوں"

"خدا حافظ مائی لارڈ! میں آپ کی خادمہ ناچیز ہوں"

مسز سمتھ نے پرانی طرز کا سلام کیا، اور مصنوعی تبسم پیدا کر کے گاڑی کے پاس

کھڑی رہی ۔لیکن اس کے بعد جب گاڑی قلعہ کی حدود سے نکل کر کافی دور چلی گئی تو اس کے چہرہ کا انداز بدل گیا ۔فکر و تشویش کے آثار رفع ہوئے ۔اور ان کی جگہ اطمینان کی جھلک نے لے لی ۔مگر اس کے ہونٹ اب بھی تھرتھراتے اور آنکھیں اشک آلود تھیں ۔واقعہ میں یہ اس کے لئے بڑا کٹھن امتحان تھا ۔جو غنیمت ہے کہ پورا ہو گیا ۔بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگی ۔

"خدا کا شکر ہے وہ چلا گیا !"

باب ۔ ۲۶

چور دروازہ

۱

گاڑی جس پر لارڈ کلینیون سوار تھا ٗ قلعہ سے چل کر دو میل کے قریب سفر کر چکی تھی کہ موصوف نے کھڑکی سے گردن نکال کے گاڑی بان کو ٹھہرنے کی آواز دی ۔ آغوالہ کرنے باگیں کھینچ لیں ۔اور دونوں ٹٹو انہیں پیروں پر کھڑے ہو گئے ۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتا ٗ لارڈ کلینیون گاڑی سے اتر کر اس کی طرف گیا اور کہنے لگا ۔

"کیا تم ایک پونڈ انعام حاصل کرنا چاہتے ہو ؟"

گاڑی بان کے چہرہ پر حیرت کے آثار پیدا ہوئے ۔اپنی چوڑی باڑ کی ٹوپی کے چھجے کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا ۔" سرکار ٗ نیکی اور پوچھ پوچھ ؟"

" تو سنو ۔میں نے ایک ضروری کام کی وجہ سے فی الحال سفر کا ارادہ ترک کر دیا ہے ۔اور میں چاہتا ہوں ٗ تم اس بارہ میں کسی قسم کے سوالات پوچھے بغیر جس طرح میں کہتا ہوں کرو ۔یعنی اس جگہ سے سیدھے سرائے کو چلے جاؤ ۔اور وہاں اگر کوئی پوچھے تو کہنا کہ ان کا ارادہ کل جانے کا ہے ۔کیا سمجھے ؟"

" جی سرکار اچھی طرح ۔لیکن اب کیا میں آپ کو واپس قلعہ میں چھوڑ آؤں ٗ یا

آپ یہیں پر اُتریں گے؟"

"نہ میں اسی جگہ اُتروں گا۔ اور یہاں سے باقی فاصلہ پیدل طے کر دوں گا۔"

"بہتر ہے۔"

"تو جاؤ۔"

"بہت اچھا۔"

"پھر تم جاتے کیوں نہیں۔ جاؤ۔"

گاڑی بان نے پھر ایک بار ٹوپی کو ہاتھ لگایا۔ اور پُراسرار تبسم پیدا کر کے کہنے لگا۔ "حضور نے کچھ انعام کا وعدہ کیا تھا۔"

"اوہ! تم اسے پیشگی وصول کرنا چاہتے ہو؟" لارڈ کلینیون نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"سرکار کل تمام کال کا۔ کام وہ جو ترت پھرت ہو جائے۔"

"سچ ہے۔" اور لارڈ کلینیون نے وعدہ کا سکہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"بہر حال" اس نے کہا۔ اس واقعہ نے ثابت کر دیا کہ تم بیوقوف نہیں ہو۔ مگر یاد رکھو۔ عقلمند ہر بات کو دل میں رکھا کرتے ہیں۔ منہ سے نہیں نکالتے۔"

"اطمینان فرمایئے۔ اسی طرح ہوگا۔ اور اب سلام۔ رخصت ہوتا ہوں۔"

گاڑی بان نے ایک دو زوردار چابک مار کر گھوڑوں کو خبردار کیا اور بڑی مشکل سے وہ اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے کہ یہ منزل مقصود نہیں ہے۔ اسکے بعد گاڑی لارڈ کلینیون کو سڑک کے وسط میں کھڑا چھوڑ کے رخصت ہو گئی۔

اس وقت پانچ بجے تھے لیکن ابھی سے اندھیرا چھانے لگا تھا۔ گلے تک کوٹ کے بٹن بند کر کے وہ پیچھے مڑا۔ اور باد تند کا مقابلہ کرتا پیدل ہی قلعہ کی طرف چلنے لگا۔ قریباً آدھ گھنٹہ کے عرصہ میں وہ اس مقام پر جا پہنچا۔ جہاں سے قلعہ کا فاصلہ بمشکل

پاؤ میل تھا۔ یہ جگہ ایک کھاڑی کے سامنے پاوؤ پر واقع تھی۔ اور وہاں سے قلعہ نظروں کے سامنے تھا۔

لارڈ کلینیون نے سب سے پہلے برج کی طرف دیکھا۔ اب تک اس میں اندھیرا تھا۔ اس نے مایوسی کا گہرا سانس لیا۔ گو صحیح معنوں میں یہ واقعہ خلافِ امید بھی نہیں تھا۔ پھر چاروں طرف دیکھ کر ایک اونچی چوکور چٹان کی اوجھل میں، جو بادِ تند سے محفوظ تھی۔ سگار جلایا۔ اور اس کے کش لگاتے ہوئے انتظار کرنے لگا۔

ایک گھنٹہ۔ دو... پھر تین گذر گئے، سرِ شام سمتِ بحر میں بجلی چمکنے لگی تھی، اب ترشح جاری ہو گیا۔ مگر اس حالت میں بھی وہ صبر و قناعت کی تصویر چپ چاپ وہیں بیٹھا رہا۔ دفعتاً ایک تیز کلمۂ حیرت کے ساتھ اُٹھا اور آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ قلعہ کی دُھندلی تصویر میں ایک روشنی نظر آئی۔ جس نے ایک دو لمحہ ٹمٹمانے کے بعد شعلۂ تیز کی صورت اختیار کی۔ لارڈ کلینیون نے سگار کا آخری سرا ہاتھ سے پھینک دیا۔ اور ایک عجیب طرح کا پُراسرار تبسم اس کے ہونٹوں پر نمودار ہوا۔

یقیناً یہ روشنی قلعہ کے بُرج سے آتی تھی جس کی کنجی اس وقت اسکے پاس تھی!

۲

قلعہ کے اندر مسز سمتھ تنہا اپنے کمرہ میں بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور دونوں ہاتھ جوڑ کر سامنے رکھے ہوئے تھے۔ پاس ہی شاہ بلوط کی میز پر کھلی انجیل، لمپ اور پینے کا سامان تھا۔ مگر اس کی توجہ ان میں سے کسی چیز پہ لگی ہوئی نہ تھی۔ وہ ایک سن رسیدہ عورت تھی۔ آج کا دن اس کے لئے سخت آزمائش کا دن ثابت ہوا تھا۔ اور اب دن بھر کی ذہنی کشمکش کے بعد وہ آرام کی خواہشمند تھی۔ وہ اس وقت مطمئن اور مسرور تھی۔ دھڑکا جو اس کے جی کو لگا ہوا تھا۔ فرضی ثابت ہوا تھا۔ وہ اس غیبی طاقت کی شکر گذار تھی جس نے لارڈ کلینیون کو اس قدر جلد واپس جانے پہ آمادہ کر دیا تھا!

مگر سننا !... یہ کیا آواز تھی ؟ کیا آندھی سے تختہ کھڑکھڑانے کی یا کسی چوہیا کے حرکت کرنے کی ؟ آہ ! یہ تو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کسی کے پاؤں سنگی فرش پر بے آواز چلتے ہیں۔ کوئی اندر آکے دروازہ بند کر رہا تھا! اے رحم خدا ! اگر وہ پھر لوٹ کر آگیا.....!

اس نے انداز تشنج سے کرسی کے پہلو پکڑ لئے اور آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں۔ ... وہی لارڈ کلینیون صورت تصویر سامنے کھڑا تھا۔ سر کے بال باد تند سے الجھے ہوئے کپڑے مرطوب اور ستے ہوئے۔ چہرہ پر استقلال کے گہرے آثار لئے... وہی تھا! اور اس کے داہنے ہاتھ میں کوئی چیز تھی۔ جس کا چمکیلا سرا لیمپ اور آگ کی روشنی میں چمک رہا تھا۔ اس نے صم بکم دہشت کی ناقابل بیان جھلک آنکھوں میں لئے سن رسیدہ اعضا کے رعشہ کو روکنے کی بے سود کوشش کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

لارڈ کلینیون کی آواز نے سب سے پہلے اس طلسم اعظم کو توڑا، جو بدنصیب عورت کے حواس و قواء کو مسلوب کر چکا تھا۔

"مسز سمتھ !" اس نے سختی کے ساتھ کہا "کیوں تم نے جھوٹ بولا تھا، کوئی آدمی اب بھی اس کمرہ کے اندر موجود ہے، اور میں اس راز کو اسی وقت حل کرنا چاہتا ہوں"

مسز سمتھ کے معطل حواس آن واحد میں تازہ ہو گئے۔ اس نے معلوم کر لیا، کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اس نے اس کے سخت چہرہ اور اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستول کی نالی کی طرف دیکھا۔ بے خوفی، قصد مصمم اور اٹل فیصلہ کے آثار اس کے چہرہ پر نمودار تھے لیکن مجبور ہونے سے پہلے اس نے ایک آخری کوشش اور کی۔

اس کے قدموں میں فرش زمین پر دو زانو ہو کر اس نے گڑگڑاتی ہوئی آواز سے کہا۔ "مائی لارڈ ! ایک بوڑھی عورت کا کہا مانئے۔ اب بھی وقت ہے۔ اپنے ارادہ سے

باز آئیے۔ میں اس خدا کی قسم کھا کے آپ سے کہتی ہوں۔ جو ہر ایک کے دل کے حال سے واقف ہے۔ کہ اگر آپ نے اس ارادہ کو ترک نہ کیا۔ تو یاد رکھئے عمر بھر پچھتانا پڑیگا"

لارڈ کلینیون نے عجیب نظروں سے دیکھا۔ مگر اپنی بات پر مصر رہا۔

"اگر میری زندگی بھی خطرہ میں ہو تو اس صورت میں بھی میں اسی کمرہ میں جاکر اس آدمی کا راز تحقیق کروں گا۔ جو اس میں رہتا ہے"۔ اس نے دبے ہوئے جوش کے ساتھ کہا۔ "تم نے اچھا نہیں کیا کہ اس راز کو مجھ سے چھپایا۔ اور گو میں تمہارے بڑھاپے کی عزت کرتا ہوں۔ تاہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر تم میرے آبائی مکان کو مجرموں کا مسکن بنانے پر تلی ہوئی ہو تو میں تم کو بھی جواب دہی پر مجبور کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اٹھو اس طرح ہاتھ جوڑنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا"۔

مسز سمتھ نے کھڑے ہو کر دونوں بازو لارڈ کلینیون کی گردن میں ڈال دئے۔ گویا وہ اس ذریعہ سے اسے اس کے ارادہ سے باز رکھنا چاہتی تھی۔ آخر الذکر نے حتی الوسع نرمی سے لیکن اس پر بھی کسی قدر سختی کے ساتھ اس کی باہیں گلے سے نکال دیں اور ایک قدم آگے رکھا۔ ایک تیز چیخ کے ساتھ جو برہنہ کمروں اور خستہ حال برآمدوں میں گونجتی ہوئی قلعہ کے ہر گوشہ میں پھیل گئی۔ وہ بے ہوش ہو کر وہیں سنگی فرش پر گر پڑی۔

لارڈ کلینیون چلتے چلتے ٹھہر گیا۔ مگر اس کا یہ تامل عارضی تھا۔ اپنے جی کو یہ سمجھا کر کہ میرا اس کے پاس ٹھہرنا بے سود ہے۔ اور نہ جانے کی صورت میں شاید وہ آدمی جو برج کے اندر چھپا ہوا تھا، چیخ کی آواز سن کر جاگ جائے گا۔ اس نے مسز سمتھ کی میز پر رکھا ہوا لیمپ بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ اور اس کو وہیں بے ہوش چھوڑ کے سیڑھیاں تاہم پھر روانہ ہوا۔

دوبارہ وہ رستہ بھولا۔ اور دونوں مرتبہ اس کو پیچھے قدم ہٹانے پر مجبور ہونا پڑا۔ بارہا اندھیرے میں بھاگتے ہوئے چوہے اس کے پاؤں سے لگ کر نکل گئے۔ اور وہ

گرتے گرتے بچا۔ لیکن آخر کار وہ قلعہ کے اس حصے تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ جہاں بُرج واقع تھا۔ بدقسمتی سے غلام گردش کے اس حصہ میں پہنچ کر جہاں چھت اُکھڑی ہوئی اور دیواروں میں شگاف تھے۔ ہوا کے ایک جھونکے نے اس کا لیمپ بجھا دیا۔ اس کے بعد لارڈ کلینیون نے اس کا بوجھ فضول سمجھ کر لاپرواہی سے ایک طرف پھینک دیا اور پستول ہاتھ میں لئے دروازہ کی طرف بڑھا۔

وہ بند تھا۔ اس نے کنجی داخل کرکے بڑی مشکل سے گھمائی۔ تھوڑی دیر کے بعد دروازہ ایک تیز اور پُرشور آواز کے ساتھ کھل گیا۔

ایک لیمپ اس میز پر جل رہا تھا۔ جہاں بیٹھ کر لارڈ السٹن کام کیا کرتے تھے۔ اور اس کے پاس ایک کتاب کھلی ہوئی رکھی تھی۔ کمرہ میں تمباکو کے دھوئیں کی بو پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس کے علاوہ کئی اور حالات ظاہر کرتے تھے کہ کوئی شخص حال میں اس کے اندر موجود تھا۔

مگر اس وقت کمرہ خالی تھا!

۲۴

لارڈ کلینیون نے متجسس نظروں سے چاروں طرف دیکھا۔ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کس راہ سے کمرہ کا رہنے والا غائب ہوا۔ دفعتاً اس کی نگاہ فرش کے ایک خاص حصہ کی طرف گئی۔ جہاں قالین ایک طرف کو ہٹا ہوا اور لکڑی کا کچھ حصہ فرش کی نسبت اونچا تھا۔ اس نے زیادہ جھک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک چور دروازہ ہے۔ اسے اونچا اُٹھایا، تو اندر ایک لوہے کی سیڑھی نظر آئی۔ جو گھُپ اندھیرے میں آگے جاکر بالکل غائب ہو جاتی تھی۔

ایک لحظہ تامل کرکے اس نے پستول جیب میں ڈال لیا۔ اور سیڑھی کے ڈنڈے پکڑ کر اترنا شروع کیا۔ پانچ۔ چھ۔ سات۔ آٹھ ڈنڈے اس نے گنے اور نویں ۔۔ کے

بعد وہ پھر ایک بار پختہ فرش پر پہنچ گیا۔ لیکن اس جگہ بھی نہ کوئی آدمی موجود تھا۔ نہ آواز سنائی دیتی تھی۔

اس نے دیا سلائی روشن کی اور دیکھنا شروع کیا۔ ایک اسی طرح کا کمرہ جس سے وہ اُترا تھا مگر کھڑکیوں سے محروم اور سکونت حال کے آثار سے خالی اس کو نظر آیا۔ جس کی مرطوب دیواروں میں لونی لگی ہوئی تھی۔ اور مکڑی کے بڑے بڑے جالے جس میں چاروں طرف موجود تھے۔ فرش بھی کھردرا اور ناہموار تھا۔ اور کمرہ سے سیلن کی تیز بدبو آتی تھی معلوم ہوا کہ روشنی اور ہوا کی آمد کا واحد رستہ وہ چھوٹا سا شگاف تھا۔ جو سمت بحر کی دیوار میں کمرہ کے اندر بنا ہوا تھا۔

لارڈ کلینیون کی نظر کمرہ کے دور افتادہ حصہ میں ایک چھوٹے سے ڈھیر کی طرف گئی۔ اور وہ اس کی طرف بڑھا۔ معلوم ہوا کچھ اوڑھنے اور بچھونے کے کپڑے کچھ پہننے کی چیزیں اور کچھ متفرق سامان اس طرح اکٹھا کر کے رکھا ہوا تھا۔ گویا کسی نے اس کو جلدی سے یکجا کیا ہو۔ ان چیزوں کو دیکھ کر لارڈ کلینیون کو پورا یقین ہو گیا کہ وہ جس کی اس کو تلاش تھی، دور نہیں ہو سکتا۔

اس نے پھر ایک بار دیا سلائی جلائی۔ اور اب اس کی روشنی میں ایک چھوٹا سا چوبی دروازہ نظر آیا۔ جس کی لکڑی اثرات زمانہ سے کسی حد تک گل سڑ چکی تھی مضبوطی کی غرض سے لوہے کے کچھ پترے اس پر جڑے ہوئے تھے۔ اور ان پر رسّی بندھی تھی مگر قفل یا زنجیر کی قسم سے کوئی چیز اس میں نہیں تھی۔

ایک لمحہ اس کی طرف دیکھ کر لارڈ کلینیون پھر آگے بڑھا۔ اور پھر ایک بار روشنی کی۔ دروازہ اس طرح آگے پیچھے ہلتا تھا۔ گویا کسی تھکے ہوئے ہاتھ نے اس کو تھاما ہوا ہو۔ اس نے پاس جا کر آواز سننے کی کوشش کی۔ تو معلوم ہوا کوئی آدمی اس کے دوسری جانب زور زور سے ہانپ رہا ہے!

باب ۔ ۲۷

تہ خانہ کے اسرار

۱

لارڈ کلینیون کو اس بات کا فیصلہ کرنے میں بہت دیر نہیں لگی ۔ کہ اب اس کا طریق عمل کیا ہونا چاہئے ۔ جلتی ہوئی دیا سلائی ہاتھ سے گرا کر وہ دروازہ کی طرف بڑھا ۔ اور اس پر اپنے کندھے کا دباؤ ڈال کر کہنے لگا ۔

" تم خواہ کوئی ہو ، باہر آ جاؤ ۔ کیونکہ میں تمہاری صورت دیکھنا چاہتا ہوں ۔ نہ آ ؤ گے تو مجبوراً مجھ کو دروازہ توڑ ڈالنا پڑے گا ۔ ! "

لیکن اندر سے ایک ہلکی دبی ہوئی کراہٹ کے سوا کوئی جواب نہ ملا ۔ لارڈ کلینیون نے اپنے پیر مضبوطی سے فرش زمین پر جمالئے ۔ اور دروازہ توڑنے کی تیاری کرنے لگا ۔

" خبردار ! ایک طرف ہٹ کے کھڑے ہونا " اس نے پھر ایک بار احتیاطاً کہا ۔ " میں اس دروازہ کو توڑنے لگا ہوں "

اندر سے پھر بھی کوئی جواب نہ ملا ۔ اور لارڈ کلینیون نے حیل و حجت میں وقت ضائع کئے بغیر عمل شروع کر دیا ۔

لیکن دروازہ گو کمزور تھا ، تاہم مرد نامعلوم کی مزاحمت سے اس کو کھولنے کا کام اتنا سہل ثابت نہ ہوا ۔ جتنا اس کا خیال تھا ۔ ایک لمحہ پورا زور کے بعد اس وقت جب وہ اپنے آپ کو کامیابی کے عین قریب تصور کرتا تھا ۔ اس کا پاؤں نمناک زمین پر اس طرح پھسلا ، کہ کی کرائی کوشش پر پانی پھر گیا ۔ اور اس کو از سر نو کوشش شروع کرنی پڑی ۔ اس اثنا میں حریف کا پھولا ہوا دم اور اس کے منہ سے نکلی ہوئی کراہٹ کی آوازیں ثابت کرتی تھیں کہ وہ بھی اس مقابلہ کو بہت دیر قائم نہیں رکھ سکتا ۔ اس کے باوجود وہ

اس دروازہ کی پشت پر بدستور جما ہوا تھا۔ اور گو ایک دو بار لکڑی کے چرچرانے کی آواز پیدا ہوئی۔ تاہم دروازہ کو نہ ٹوٹنا تھا، نہ ٹوٹا۔

مجبور ہو کے لارڈ کلینیون نے جو خود بھی اس دوران میں تھک گیا تھا۔ موجودہ کوشش ترک کر دی۔ اور مقابلہ کا ایک اور پہلو سوچا۔ چند گز پیچھے ہٹ کر وہ دوڑا ہوا آیا اور اس حالت میں بند دروازہ سے بڑے زور کی ٹکر ماری۔ اس کا نتیجہ وہ نکلا جس کی اسے قطعًا امید نہ تھی۔ یعنی دروازہ پُرشور آواز کے ساتھ کھل گیا۔ اور چونکہ وہ اس قدر سہل کامیابی کے لئے آمادہ و تیار نہ تھا، اس لئے توازن قائم نہ رکھ کے بے تحاشا دوسری جانب جا گرا!

چوٹ تو کم آئی تو بھی آنکھوں کے سامنے شرارے سے پھر گئے اور دماغ چکرانے لگا۔ بہرحال وہ اُٹھا اور چاروں طرف دیکھنے لگا جس کے بعد اس حادثہ کی وجہ فورًا ہی معلوم ہو گئی۔ یعنی حریف نے چونکہ مزاحمت ترک کر دی تھی۔ اس لئے دروازہ بڑی آسانی کے ساتھ کھل گیا۔

قریبًا ایک لمحہ وہ آگے کی طرف جُھکا ہوا اندھیرے کی طرف دیکھنے اور کسی کی آواز سننے کی کوشش کرتا رہا۔ شروع میں ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا قبرستان کی خاموشی چھائی ہوئی ہے لیکن جوں جوں اس کا بھنایا ہوا دماغ اصلی حالت پر آیا، اور حواس اپنے افعال کو ادا کرنے کے قابل ہوئے تو فاصلہ پہ ہٹتے ہوئے قدموں کی چاپ اس کے کانوں میں آنی شروع ہوئی۔

پہلے اس کے جی میں آئی کہ اندھادھند اس طرف کو دوڑے جدھر سے آواز سنائی دیتی تھی۔ لیکن اس کے بعد جب مصلحت کے احساس نے ضرورت کی ترغیب کو مغلوب کیا تو اس نے سوچا کہ اس گھپ اندھیرے میں جہاں روشنی کی خفیف سی شعاع بھی نظر نہ آتی تھی، اس طرح بے سوچے سمجھے گھس جانا خطرناک ہوگا۔ پس اس نے پھر ایک بار اپنی رفیق

مومی دیاسلائیوں کی ڈبیا جیب سے نکالی اور ایک کو جلا کے سر سے اونچا اُٹھایا۔

اس کے بعد وہ تعجب آمیز نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ معلوم ہوا ایک تنگ رستہ قریباً چھ فٹ چوڑا اور اسی قدر اونچا اس کے سامنے ہے۔ دیاسلائی کو ہاتھ سے پھینک کر نیچی چھت سے سر ٹکرا لینے کے احتمال کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ جھک کر اس سُرنگ کے اندر گھس گیا۔ اور ہٹتے ہوئے قدموں کی مدھم آواز کی سُراغ پر تیزی رفتار سے چلنے لگا۔

وہ ایک ایسا تعاقب تھا، جو لارڈ کلینیون کو عمر بھر یاد رہا۔ زمین کی تہ میں چھپی ہوئی سُرنگ جس کے اطراف چیچپی اور گیلے تھے۔ پاؤں میں پھسلن اور شب یلدا کی تاریکی چاروں طرف چھائی ہوئی، ایک سے زیادہ مرتبہ وہ چلتے چلتے گرا۔ اور گرتے گرتے سنبھلا لیکن گو اس کے اعضاء میں شدّت کا درد تھا۔ گو اس کے نرم ہاتھ لہولہان ہو رہے تھے۔ تاہم ہٹتی ہوئی آواز کی کشش اس کو آگے ہی آگے لئے جاتی تھی۔ کئی بار سرنگ کے موڑوں پر اس کا منہ ٹھوس چٹان سے ٹکرایا۔ اور بند متعفن ہوا سے دم گھٹتا معلوم ہوا۔ مگر اس پر بھی اس نے پیچھا ترک نہ کیا۔ ہر نئی ناکامی اس کے جوش کو بھڑکانے اور خواہش دریافت کو تیز کرنے والی تھی۔

۲

دفعتًہ ایک آواز پُر شور عجیب اور ہیبت ناک سرنگ کی گہری خاموشی کو قطع کر کے کانوں میں آنی شروع ہوئی پہلے وہ بے معلوم مبہم اور پُر اسرار تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ ہر قدم کے ساتھ اس میں تیزی اور صفائی پیدا ہونے لگی۔ خوف … لیکن نہیں۔ خوف کا تعلق بزدلی سے ہے اور لارڈ کلینیون بُزدل نہ تھا۔ اس لئے اس پُراسرار آواز کو سُن کر جو احساس اس کو ہوا۔ کہنا پڑتا ہے، کہ وہ خوف سے ملتا ہوا مگر اس سے جُدا … ہیبت کا احساس تھا۔ لارڈ کلینیون چلتا چلتا ٹھہر گیا۔ اور کان لگا کے سُننے لگا۔ وہ ایک اس طرح کی آواز تھی، جس طرح زلزلہ کی آمد سے پہلے سُنائی دیتی ہے یعنی ٹھوس زمین اور سنگلاخ

چٹانوں کے پھٹنے اور ایک دوسرے سے جُدا ہونے کی آواز سے ملتی ہوئی۔ اس کا دل زور سے دھک دھک کرنے لگا۔ جس مقام پر وہ کھڑا تھا، زمین کیچڑ کی طرح چپچپی اور گیلی تھی۔ نمی کے قطرے دیواروں سے نکل نکل کر بہہ رہے تھے۔ اور جب اس نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا تو ایک قسم کی گھونگھا شیپ بحری مچھلی سمندری گھاس کے چھوٹے سے ڈھیر پر پڑی ہوئی نظر آئی۔ اور اس وقت آنِ واحد میں اصل حقیقت ظاہر ہو گئی۔ وہ گڑگڑاہٹ، وہ پُر شور آواز جو اس کے کانوں میں آتی تھی۔ دراصل سمندر کی موجوں کی آواز تھی اور یہ زمین دوز سُرنگ اور اس سُرنگ کا دہانہ یقیناً ساحلِ بحر پر جا کر کھلتا تھا۔

ان حالات سے واقف ہونے کے بعد وہ پھر ایک بار بلا تامّل آگے کو چلنے لگا۔ پانی کی ٹکراتی ہوئی لہروں کی وجہ سے وہ پاؤں کی آواز جو اس کو یہاں تک لانے کا ذریعہ بنی تھی اب بالکل سُنائی نہ دیتی تھی۔ مگر اس کے بعد چند ہی قدم آگے چل کر معلوم ہوا کہ وہ منزلِ مقصود پر پہنچ چکا ہے۔ تھوڑی دور آگے سُرنگ کا دہانہ اتنا تنگ ہو گیا کہ جس سے کوئی آدمی بڑی مشکل سے گذر سکتا تھا۔ اور اس سے دس بارہ گز پر سے ایک اور چوڑا دہانہ کسی غار کے دہانہ سے ملتا ہوا نظر آیا۔ جس کے آگے سمندر تھا۔

لارڈ کلینیون سیدھا کھڑا ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اس دھندلی شفق آمیز روشنی میں جو اس جگہ چھائی ہوئی تھی۔ گرد و نواح کی چیزوں کو اچھی طرح پہچاننا مشکل تھا۔ تاہم جب رفتہ رفتہ اس کی نگاہ دیکھنے کی عادی ہوئی۔ تو اس نے معلوم کیا کہ اس غار کا دہانہ سمندر کی طرف کھلتا ہے۔ اس کے کنارے پانی سے بھیگے ہوئے تھے۔ اور فرش پر بکھری ہوئی سمندری گھاس اور پانی کے چھوٹے چھوٹے گڑھے ثابت کرتے تھے کہ جب سمندر میں جوار آتا ہے تو لہریں اس کے اندر بھی آجاتی ہیں۔ کئی اونچی چٹانیں عجیب و غریب شکلوں کی اس کے اطراف میں بکھری ہوئی تھیں۔

وہ اس غار کے دہانہ کی طرف بڑھنا چاہتا تھا، کہ دفعتاً ٹھہر گیا۔ چٹانوں میں سے

ایک کی پشت جو اس کے بائیں طرف واقع تھی، دو چمکیلی آنکھیں چھپی ہوئی نظروں سے اس کی طرف گھور رہی تھیں پہلے اس کا خیال تھا کہ وہ کسی بحری حیوان کی آنکھیں ہیں۔ اور وہ اس خیال سے آگے بڑھنے سے متامل تھا۔ لیکن دفعتاً ایک آدمی کی سیاہ چھریری صورت چٹان کی اوجھل سے نکل کر سرنگ کی طرف دوڑتی ہوئی نظر آئی۔ لارڈ کلینیون اس کے پیچھے دوڑا اور وہ چند ہی قدم گئی تھی کہ اس نے اپنا بازو اس کی گردن کے گرد ڈال دیا اور اس زور کے ساتھ ڈالا، کہ اس بدنصیب کے پاؤں فرشِ زمین سے اونچے اٹھ گئے!

۳

ایک دہشت انگیز چیخ کسی عام دنیاوی آواز سے مختلف، خاموشی کو چیرتی ہوئی سنائی دی۔ اور غار کی دیواروں سے ٹکرا کر گونج پیدا کرتی مدھم کراہٹ کے ساتھ ختم ہو گئی۔ وہ ایک عجیب طرح کی آواز تھی، خوفِ جسمانی سے بہت زیادہ عذاب روحانی کی مظہر، پُر شور، پُر اسرار اور ہیبت کا احساس پیدا کرنے والی۔ لارڈ کلینیون اسے سن کر کانپ اٹھا۔ مگر اس نے گرفت ڈھیلی نہیں کی۔

"ادھر آ" اس نے جد و جہد کرتے ہوئے بدنصیب قیدی کو غار کے دہانہ کی طرف کھینچتے ہوئے کہا: "ادھر آ۔ میں اس آدمی کی صورت دیکھنا چاہتا ہوں جس نے مجھے اتنا حیران کیا ہے!"

مردِ نامعلوم اس طرح فرشِ زمین پر گر گیا۔ گویا اس کے قواء مسلوب تھے۔ اور اس میں کھڑے ہونے کی طاقت بالکل باقی نہ تھی۔

"خدا کے لئے اور اپنے جی کے اطمینان کو ہمیشہ کے لئے زائل نہ کرنے کی خاطر" اس نے مضطربانہ کہا: "مائی لارڈ! مجھ بدنصیب کو چھوڑ دیجئے۔ میں زمین و آسمان کی ہر مقدس چیز کی قسم کھا کے کہتا ہوں، کہ آپ کے لئے میری صورت نہ دیکھنا ہی بہتر ہے۔ مجھ کو چھوڑ دیجئے! ... جانے دیجئے۔"

"نہیں!" لارڈ کلینیون نے غار کی دھندلی روشنی میں قیدی کے چہرہ کو بغور دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "تو اپنا بھلا چاہتا ہے تو چپ چاپ میرے ساتھ روشنی میں آجا۔ ورنہ مجھ کو جبر کرنا پڑے گا۔!"

"لارڈ کلینیون!" اس شخص نے مری ہوئی آواز سے کہا۔ "یاد رکھئے اس غار سے نکلنے کا اور کوئی رستہ نہیں ہے۔ اور جب جوار کا پانی آتا ہے تو یہ رستہ" اس نے سرنگ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "جس سے آپ آئے تھے' ناقابل گذر ہو جاتا ہے۔ اسلئے واپس تشریف لے جایئے۔ مبادا ایسا کرنا بعد از وقت ہو۔ میرے لئے زندگی کی دلچسپیاں ختم ہو چکی ہیں اور میں ہر لحظہ موت کا انتظار کرتا ہوں۔ مگر آپ کیوں ناحق جان دیتے ہیں؟"

جواب دئے بغیر لارڈ کلینیون نے اس جھکی ہوئی صورت کو چھوٹے بچے کی طرح اُٹھا لیا۔ اور اسی طرح اُٹھائے ہوئے گردن جھکا کر غار کے دہانہ کے باہر لے گیا۔ جہاں اس نے اس کو فرش زمین پر رکھ دیا۔

"اُٹھو!" اس کے بعد اس نے سختی کے ساتھ کہا۔ "عورت کی طرح پاؤں پڑنا یا آہ وزاری کرنا مرد کو زیب نہیں دیتا۔ اُٹھو اور جواب دو کہ تم کون ہو۔ اور تمہارے اس عجیب رویّہ کا کیا مطلب ہے؟"

مگر اس آدمی نے پھر بھی حرکت نہ کی۔ مجبور ہو کر لارڈ کلینیون ایک زانو کے بل فرش زمین پر جھک گیا۔ اور اُن جڑے ہوئے ہاتھوں کو جن میں زرد' ستا ہوا لاغر چہرہ چھپا ہوا تھا۔ بزور نیچے ہٹا یا۔ مگر جوں ہی اس کی نگاہ اس چہرہ کی طرف گئی۔ وہ اس طرح پیچھے ہٹا اور لڑکھڑایا گویا سانپ نے اس کو ڈسا ہو۔

"نیلسن!" اس کے منہ سے نکلا۔ "نیلسن!!"

باب ـــ ۲۸

گرداب اجل

۱

گہری خاموشی چھا گئی !

لارڈ کلینیون دو قدم ہٹ کر ایک چٹان کے ساتھ لگا ہوا سراسیمگی اور حیرت کی نظروں سے دیکھتا تھا ۔ اور نیلسن چُپ چاپ مشکل سے سانس لیتا سمندر کی طرف مُنہ پھیرے کھڑا تھا ۔ حالت عجیب اور دلچسپ تھی ۔ گو وہ پہلا فقرہ جس نے اس سکوت عظیم کو قطع کیا معمولی اور رسمی تھا ۔

" کیا تم بیمار تھے ؟ " لارڈ کلینیون نے پوچھا ۔

پوپلی آواز کا تلخ قہقہہ نیلسن کے منہ سے نکلا ۔ آواز گو ہلکی تھی تاہم وہ گرد و نواح کی چٹانوں سے ٹکرا کر پُر شور سُنائی دی ۔

" ہاں ! میں بیمار تھا ۔" اس کے بعد اس نے اپنی سوکھی کھڑنک صورت کو متبسمانہ دیکھتے ہوئے کہا ۔

اس کے کپڑے جن کی رنگت سیاہ تھی ۔ کیچڑ اور ریت سے آلودہ اور سمندر کے پانی سے بھیگے ہوئے ڈھیلی تہوں میں اس کے گرد لٹکے ہوئے تھے ۔ رخسارے پچکے ہوئے اور گہری سیاہ لکیریں اس کے بے تاب روشن آنکھوں کے نیچے پائی جاتی تھیں اس کا سوکھا ہوا استخوانی بدن رہ رہ کے کانپنے لگتا اور وہ بڑی مشکل سے سانس لیتا تھا ۔ مجموعی طور پر اس کی حالت اس آدمی سے ملتی تھی جو بستر مرگ سے دفعتاً اُٹھ کر کھڑا ہو گیا ہو ۔

" بے شک میں بیمار تھا ۔" اس نے اچانک منہ پھیر کر لارڈ کلینیون سے چار آنکھیں کرتے ہوئے پھر کہا ۔ " لیکن آپ کہیے آپ کس لئے یہاں آئے ہیں ؟ کیوں نہ آپ نے مجھ کو

امن کے ساتھ مر جانے دیا۔"

"نیلسن!" لارڈ کلینیون نے جواب دیا۔ "میں تمہاری تلاش میں اس جگہ نہیں آیا۔ میں درا‌صل والد کے کاغذات کی دیکھ بھال کرنے کے لئے آیا تھا، مگر اس جگہ آ کے معلوم ہوا کہ کوئی شخص اس کمرہ میں جس میں وہ رہا کرتے تھے۔ اب بھی رہتا ہے۔ کیا مجھ کو اس راز کی تحقیق کا حق حاصل نہ تھا کہ وہ آدمی کون ہے؟ اب میں تم سے دریافت کرتا ہوں، کہ اس جگہ قلعہ کے کمرہ میں چھپ کر بیٹھے رہنے کا کیا مطلب تھا؟"

"مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ میرے لئے یہ ایک محفوظ مقام تھا۔"

"حیرت ہے کہ مسز سمتھ نے تم کو یہاں رہنے کی اجازت دے دی۔"

"اس لئے کہ وہ میری ماں ہے۔ اور ایسی کون ماں ہے جو اپنے بیٹے کو پھانسی پر لٹکا ہوا دیکھنا پسند کرے؟ علاوہ بریں اس کو بیگم صاحبہ کی ہدایات کی تعمیل کرنا تھا۔"

لارڈ کلینیون کانپ اُٹھا!

"کسے؟ تمہاری ماں کو؟"

"جی ہاں میری ماں کو۔"

"مگر اس کا نام سمتھ ہے اور تمہارا نیلسن۔"

"میرا اپنا نام بھی یہی ہے لیکن ارل، آپ کے والد محض اسلئے مجھ کو نیلسن کہتے تھے، کہ مجھ سے پہلے جو نوکر ان کے ہاں رہتا تھا اس کا یہی نام تھا۔ اور وہ ان کی زبان پر چڑھ گیا تھا۔ یہ سالہا سال کی بات ہے۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ میرا نام نیلسن ہی ہو گیا۔"

"نیلسن!" لارڈ کلینیون نے آہستگی سے کہنا شروع کیا۔ "اگر مجھ کو معلوم ہوتا، کہ تم اس برج والے کمرہ میں رہتے ہو تو خدا گواہ ہے میں کبھی تم کو تکلیف نہ دیتا۔ کم از کم میری خواہش یہ ہوگی کہ تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ گو یہ سوال کہ میرے لئے ایسا کرنا لازم تھا یا نہیں، اس سے جدا ہے۔ مگر اب چونکہ تم مجھ کو مل گئے ہو۔ اس لئے میں چاہتا

ہوں۔" یہ کہتے ہوئے اس نے گردونواح کے بھیانک منظر کو دیکھا اور انتہائی ضبط کے باوجود ہلکی تھرتھری اس کے بدن میں پھر گئی۔ "میں چاہتا ہوں" اس نے فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا۔ "کہ تم اس رات کے سارے حالات مجھ سے بیان کرو۔"

"خدا کرے وہ ہونٹ جل جائیں جو اس رات کے واقعات کو دوہرائیں" نیلسن نے جوش میں بھر کر کہا "آہ! لارڈ کلمینیون میرا کہا مانئے اور اس قصّہ کو نا تمام ہی رہنے دیجئے۔ میں نے آپ کے خاندان کی خدمت بڑی وفاداری سے کی ہے۔ اور یہ میری وفا موت تک قائم رہے گی جس کا وقت" اس نے رُکی ہوئی آواز سے کہا "اب دور نہیں ہو سکتا۔ بس اتنا ہی میں کہہ سکتا ہوں، آپ اگر چاہتے ہیں تو بے شک مجھے قاتل کہئے۔ اور میرے جرم کا بدلہ لینے کو میری اس زندہ لاش کو سمندر میں پھینک دیجئے۔ مجھے شکوہ نہ ہوگا۔ میری طرف سے کسی طرح کی مزاحمت بھی نہ ہوگی۔ مگر اس سے زیادہ... کچھ نہ کہئے۔"

"لیکن تم کو حالات بیان کرنے پڑیں گے۔"

"معاف کیجئے۔ یہ ناممکن ہے۔ موت آدمی کے لئے سب سے بڑی سزا ہے۔ اور میں خوشی سے اس کو بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔ فرمائیے اس سے بڑھ کر کوئی کر سکتا ہے؟"

"تم قانوناً مجرم ہو۔ تمہاری گرفتاری کا وارنٹ جاری ہو چکا ہے۔ پولیس تم کو گرفتار کرنے کے بعد خود بخود سارا حال کہلوا لے گی۔"

"پولیس!" نیلسن نے انداز حقارت سے کہا۔ "وہ بھی زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتی ہے کہ مجھ کو پھانسی پر لٹکوا دے۔ سو اس کے لئے میں پہلے ہی آمادہ ہوں۔ رہ گیا میری زبان سے کہلوانے کا سوال، تو اگر کوئی طاقت ساحل پر کھڑے ہو کر بڑھتی ہوئی موجوں کو رُکنے کا حکم دے سکتی ہے۔ تو شاید وہ میری مہر سکوت کو بھی توڑ دے۔"

اس کی ہلکی کانپتی ہوئی آواز سے گہرے استقلال کی بو آتی تھی۔ اور لارڈ کلمینیون اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ یکایک وہ ایک طرف مڑا۔ اور کہنے لگا "ہمیں اس بھیانک

جگہ سے رخصت ہو جانا چاہئے۔ تمہیں اس سُرنگ کا حال کیونکر معلوم ہوا تھا؟"

"اپنے آقا ارل آف اسسٹن سے۔ گو یہ خیال بھولے سے بھی میرے دل میں پیدا نہ ہوا تھا کہ مجھے اپنی زندگی میں کبھی اس کو استعمال کرنا پڑے گا!"

دونوں جھک کر سُرنگ کے دہانہ میں داخل ہوئے۔ مگر اس کے ساتھ ہی چونک کر پیچھے ہٹ گئے۔ نیلسن کے چہرہ پر اب دہشت کے آثار نمودار تھے!

"سنئے!" اس نے کہا۔

مگر اس کی آواز بڑھتے ہوئے پانی کے شور میں دب گئی۔ جو تیزی رفتار سے سرنگ کے ناہموار کناروں سے ٹکراتا اندھا دھند بڑھا چلا آرہا تھا۔!

۲

وہ اسی حالت میں کھڑے تھے کہ سبز رنگ کے پانی کی ایک لہر جس کی سطح پر موٹے سپید جھاگ تھے سنسناتی ہوئی ان کے پیروں کے ساتھ چھو کر نکل گئی۔

"مائی لارڈ!" نیلسن نے ہانپ کر کہا۔ "پہلے میں قاتل تھا یا نہ تھا لیکن اب یقیناً بن گیا۔ افسوس! افسوس! میں کتنا بے وقوف تھا کہ اب تک آپ کو اس جگہ روکا!"

"کیوں کیا ہوا؟" لارڈ کلینیون نے مضطربانہ دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"سمندر کا پانی ہمیں چاروں طرف سے گھیرتا جا رہا ہے۔ مائی لارڈ! جس وقت جوار آتا ہے تو پانی اس سرنگ میں بھی گھس جاتا ہے۔ افسوس! اب ہم واپس نہیں جا سکتے!"

"اور کیا یہ غار بھی اس سے محفوظ نہیں رہتی؟" لارڈ کلینیون نے جلدی سے پوچھا۔

نیلسن نے بھیگی ہوئی چھت کی طرف اشارہ کیا۔ جس سے پانی کے قطرے ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔ پھر تلخ لہجہ میں کہنے لگا۔ "یہ غار ساری کی ساری پانی میں چھپ جاتی ہے۔"

لارڈ کلینیون دوڑ کر سرنگ سے باہر نکلا۔ لمبی لہریں ابھی سے غار کے دہانہ تک پہنچ چکی تھیں۔ اور سپید جھاگ اُڑ اُڑ کر اُن کے منہ پر گرنے لگے تھے۔ اطراف کے شفاف کراہے

دور تک سمندر میں پھیلے ہوئے تھے۔ اور ان عمودی ڈھلوانوں پر جو پانی سے چمک رہی تھیں، کوئی مقام ایسا نہ تھا، جہاں پیر رکھ کر اوپر چڑھنے کی کوشش کی جائے۔ وہ اسی حالت میں کھڑا چاروں طرف مایوسانہ دیکھ رہا تھا، کہ ایک بہت بڑی لہر غار کے دہانہ سے نکل کر ان کی طرف آئی۔ اور پانی گھٹنوں تک اونچا چڑھ گیا۔ نیلسن جس کے کپڑے تر اور دم پھولا ہوا تھا لڑکھڑا کر آگے بڑھا، اور روتے ہوئے کہنے لگا۔

"مائی لارڈ! خدا میری حالت پر رحم کرے! میری وجہ سے آپ کو اس موت کے گرداب میں پھنسنا پڑا ہے۔"

لارڈ کلیبنون کا چہرہ زرد تھا اور اس کی نیلگوں آنکھوں میں یاس و حسرت کی جھلک پائی جاتی تھی۔ مگر دہشت کے آثار نہ اس کے چہرہ پر موجود تھے نہ آنکھوں میں۔ وہ ایک پکا فیلسوف اور راسخ الاعتقاد عیسائی تھا۔ اور وہ بلند حوصلہ اس کے اندر پایا جاتا تھا جو انتہائی خطرہ کی حالت میں بھی بے تاب ہونا نہیں جانتا۔ موت اس کی نظروں کے سامنے پھرتی تھی، مگر اُسے اس کی بالکل پروا نہ تھی۔

"نیلسن!" آخر کار اس نے آہستگی سے کہنا شروع کیا: "تم ناحق رنج کرتے ہو۔ بے وقت جان دینا گو باعثِ تکلیف ہے۔ تاہم میں مرنے سے نہیں ڈرتا۔ تم اگر موت آنے سے پہلے دعا کرنا چاہتے ہو تو کر لو۔"

پھر اسکون ان دونوں پر طاری ہو گیا تھا۔ وہ بے رحم سبز پانی میں گھٹنوں تک ڈوبے ہوئے کھڑے تھے۔ جو بتدریج اونچا اُٹھ رہا تھا۔ آنکھیں بے مدعا سمندر کی لامحدود پہنائی پر لگی ہوئی تھیں۔ عرصہ قلیل کے بعد لارڈ کلیبنون نے سکوتِ عظیم کو قطع کرتے ہوئے کہا۔

"نیلسن! جس وقت پانی میری گردن تک آجائے گا تو میں تیرنا شروع کر دوں گا۔ گاؤں میرے خیال میں مغرب کی طرف ہے۔"

"جی ہاں!" نیلسن نے جواب دیا۔ "گاؤں بے شک مغرب کی طرف ہے لیکن رستہ

میں جس مقام پر چٹانیں ہیں، وہاں سے آپ کیونکر گذریں گے ؟"

لارڈ کلبینیون نے اس مقام کی طرف دیکھا جہاں اُڑتے ہوئے جھاگ کی لمبی لکیر نظر آتی تھی۔ پھر آہ سرد کھینچی۔

"سچ ہے!" آخر کار اس نے تسلیم کیا۔ "مگر میں کوشش کئے بغیر جان دینا نہیں چاہتا۔ نیلسن میرا کہا مانو۔ چند گھنٹوں کے عرصہ میں ہم دوسری دنیا میں پہنچ جائیں گے۔ جو کچھ ہوا ہے اس کے لئے میں تم کو ذمہ دار قرار دینا نہیں چاہتا۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ اگر تم اس طرف نہ آتے تو مجھے اس خطرہ کا سامنا نہ کرنا پڑتا!"

"آپ کا فرمانا صحیح ہے!" نیلسن نے کراہتے ہوئے کہا۔ "لیکن اب کیا ہو سکتا ہے؟"

لارڈ کلبینیون نے ایک ہاتھ عنایت کے پیرایہ میں اس کے شانہ پر رکھا اور کہا۔

"نیلسن! جو خدا کو منظور تھا ہو گیا۔ لیکن میرے اس ذکر کو چھیڑنے کا مطلب محض یہ ہے کہ میں اس سلسلہ میں تم سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں وہ حالات...."

"ہاں۔ ان کو جاننے کے بعد میرے لئے جان دے دینا سہل ہوگا۔"

نیلسن نے مجبوری کی لمبی آہ کھینچی اس کے بعد کہنے لگا۔

"مائی لارڈ! ادھر آیئے۔ اس قصہ کے بیان میں چند منٹ صرف ہوں گے اور یہاں ایک ثانیہ کی مہلت نہیں ہے۔ اگر ہم اس چٹان پر چڑھ سکیں تو پھر بے شک مرنے سے پہلے میں کچھ حال آپ سے عرض کر سکوں گا۔"

۳

لارڈ کلبینیون نے جو کسرتی بدن کا مضبوط نوجوان تھا۔ سب سے پہلے چٹان کی پھسلتی چوٹی پر چڑھنے میں کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد جھک کر نیلسن کو اوپر کھینچا۔ آخرالذکر کا دم اس قدر پھولا ہوا تھا کہ تھوڑی دیر تک کوئی لفظ اس کے منہ سے نہ نکل سکا۔

نظارہ عجیب و ہیبت ناک تھا۔ دو آدمی اتھاہ گہرے پانیوں میں گھرے ہوئے ایک بادبان پر بیٹھے تھے۔ اور بحری مرغابیاں شور مچاتی آ رہی تھیں۔ بے رحم سمندر ہر لحظہ اونچا ہو رہا تھا۔ لارڈ کلینیون نے یہ دیکھ کر کہ اس کا ساتھی سردی اور اضطراب سے زور زور سے کانپ رہا ہے۔ اس کو اپنے مضبوط بازو کا سہارا دیا۔ اور اس کے بعد دم رک کر اس وقت جب موت کا دروازہ نظروں کے سامنے کھلا ہوا تھا، نیلسن کے سپید متحرک ہونٹوں سے اپنے باپ کے قتل کی پُر اسرار داستان سننے کو آمادہ ہو گیا۔

باب- ۲۹

رازِ عظیم

ا

"مائی لارڈ! " نیلسن نے ہلکی تھرائی ہوئی آواز سے کہنا شروع کیا۔ "ایک دفعہ پھر میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اس بھیانک راز کو جاننے کے لئے یوں اصرار نہ کیجئے۔ اس جگہ موت کے سامنے کھڑا ہو کر میں حلفیہ عرض کرتا ہوں کہ ان حالات کا پردۂ راز میں چھپا رہنا ہی بہتر ہے۔ میں عنقریب اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ اور ان حالات کا علم اپنے ساتھ ہی لے جاؤں گا۔ اس صورت میں میری جان بڑی آسانی سے نکلے گی۔ اور میرا خیال ہے... کہ آپ کی بھی!"

"نیلسن! تم ان حالات کے بیان کا وعدہ کر چکے ہو" لارڈ کلینیون نے اصرار کیا۔ "اور میں چاہتا ہوں کہ تم اس وعدہ کو پورا کرو۔ بولو۔ وقت بہت تھوڑا ہے۔ ایسا نہ ہو تمہیں اس وعدہ کو پورا کئے بغیر مر جانا پڑے۔!"

اس کے بعد وہ مجبور ہو گیا۔ کمزور شکستہ آواز سے اس نے وہ داستان بیان کرنی شروع کی۔ جس کو تا زیست چھپا رکھنے کا اس نے اپنے دل میں عہد کر رکھا تھا۔ پر شور آوازیں چاروں طرف

پھیلی ہوئی تھیں۔ غضب ناک لہریں چٹانوں سے ٹکراتی اور سروں پر منڈلانے والی مرغابیوں کی چیخیں ایک ایسا منظر پیش کرتی تھیں، جو موت کی حالت انتظار کے عین حسب حال تھا۔ مگر یہ عالم لارڈ کلینیون کی بے خوفی اور گہرے انہماک کا تھا کہ اس کے کان اس شور قیامت سے ہٹ کر اس مری ہوئی آواز پر لگے ہوئے تھے جو ٹوٹے ہوئے بے جوڑ لفظوں میں وہ قصہ بیان کر رہی تھی جس کی اس کو تلاش تھی۔ ہنیلسن نے اپنی تھکی ہوئی حالت کی وجہ سے نیز عصبی اضطراب کے باعث وہ داستان نامربوط پیرایہ میں تکلیف دہ وقفوں کے ساتھ بیان کی تھی۔ مگر لارڈ کلینیون نے اس کا سلسلہ جلدی ہی قائم کر لیا۔ بہرحال یہ وہ قصہ تھا، جو اس نے سمندر کے متلاطم پانیوں میں بکھری ہوئی پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھ کر اس وقت جب موت نظروں کے سامنے کھیل رہی تھی، ہنیلسن کی زبانی سُنا۔

"مسٹر برڈنل وکیل نے اس زمانہ میں مجھ کو آپ کے والد مرحوم کے پاس ملازمت دلوائی تھی، جب وہ براعظم یورپ کے سفر پر رخصت ہونے کو تیار تھے۔ تب ان کی عمر اکیس سال کے قریب تھی۔ لیکن جیسا آپ کو معلوم ہے، ان کے والدین چونکہ اس سے بہت پہلے قضا ہو چکے تھے۔ اس لئے وہ اپنے فعلوں کے مختار تھے۔ کوئی ان سے باز پرس کرنے والا نہ تھا۔

ہم بڑے اطمینان کے ساتھ سفر کرنے لگے۔ سب سے زیادہ قیام ہم نے پیرس میں کیا۔ یا اس کے علاوہ ایک گاؤں میں، جو کوہستان سوئٹزرلینڈ کی بلندیوں پر واقع تھا۔ پیرس کے سوا آپ کے والد کو بڑے شہروں سے کوئی رغبت نہ تھی، اور اس لئے ہمارے وقت کا بڑا حصہ چھوٹے دور افتادہ مقامات پر بسر ہوتا تھا۔ اتفاق سے ہم ساحل فرانس کے ایک چھوٹے سے تفریحی مقام پر جو نیس سے تھوڑی دور واقع تھا۔ جا پہنچے۔ یہ جگہ مالک کو پسند آئی اور وہیں ہم نے ہوٹل میں قیام کیا۔"

یہاں آپ کے والد کی ملاقات کونٹ ڈیگسٹلی سے ہوئی جو کسی اونچے خاندان کے صاحب اخلاق آدمی تھے۔ رسمی ملاقات نے جلدی ہی گہرے دوستانہ کی صورت اختیار کر لی۔

اور یہ ان خرابیوں کی ابتدا تھی جو آگے چل کر لارڈ اسسٹن کو پیش آئیں ۔

"بے تکلف ہو جانے کے بعد آپ کے والد نے کونٹ کی کوٹھی میں آمدورفت شروع کی، جو شہر سے کسی قدر فاصلہ پر ایک چھوٹی سی پہاڑی کے بڑے فرحت بخش مقام پر واقع تھی، کونٹ کی بیگم اس سے پہلے رحلت کر چکی تھیں ۔ اور وہ اس کوٹھی میں اپنی دو توام بیٹیوں کے ساتھ رہا کرتے تھے ۔ اور چونکہ میں اپنے بیان کو مختصر کرنا چاہتا ہوں ۔ اس لئے اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دینا ضروری ہے کہ صاحب خاندان اور صاحب اخلاق ہوتے ہوئے بھی وہ مسلمہ قمار باز اور نمبر اوّل کے بدمعاش تھے !"

"کون ؟"

"کونٹ ڈاگ ولی ۔ جن کا میں ذکر عرض کرتا ہوں ۔"

"خیر آگے کہو ۔"

"ان کی دونوں بیٹیاں نہایت خوبصورت اور حیرت انگیز مشابہت رکھنے والی تھیں ۔ یوم تعارف سے ہی مالک کی حالت میں ایک عجیب تبدیلی پیدا ہو گئی ۔ اس وقت تک سخت مجبوری کے سوا وہ کسی عورت سے کلام تک نہ کرتے تھے ۔ مگر اب ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کوئی سحری اثر ان پر طاری ہو گیا ہے ۔ کیونکہ وہ ہر وقت اسی بنگلہ میں گھسے رہتے ۔ اور ان لڑکیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ کبھی سیر کرنے جاتے ۔ کبھی گھوڑے کی سواری کرتے کبھی کہیں اور چلے جاتے تھے ۔

"سیسل اور میری ان دونوں بہنوں کے نام تھے ۔ اور میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ وہ دونوں ان پر عاشق تھیں ۔ وہ خود ان میں سے کس کو زیادہ چاہتے تھے اس کا فیصلہ میرے لئے اس زمانہ میں سخت مشکل تھا ۔ کیونکہ ارل کی عادت تھی وہ ان دونوں کو تحفے بھیجتے ۔ اور پھول نذر کرتے تھے ۔ کم و بیش دونوں سے ان کا سلوک یکساں تھا ۔ شہر میں افواہیں بہت مشہور تھیں ۔ تاہم ان کے تعلق میں سب سے زیادہ سیسل ہی کا نام لیا جاتا تھا ۔ میری کا مداح ایک شخص اور بھی تھا ۔ اور خیال کیا جاتا تھا کہ ان کی نسبت بھی قرار پا چکی ہے ۔ کم از کم یہ بات

یقینی ہے کہ آخر کار اسی سے اس کی شادی ہوئی تھی۔

"خیر دن کے وقت تو عشق عاشقی کے چرچے تھے اور راتوں کو جوا چلتا تھا۔ ہر روز بلا ناغہ ارل کی بڑی بڑی رقمیں اسی شوق میں ضائع ہوتی تھیں۔ کیونکہ جیسا میں نے بیان کیا ہے کونٹ ڈاگ ولی بدمعاش تھا اور وہ مالک کو دھوکے سے لوٹا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے آپ کے والد کو سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر وہ اتنے برہم ہوئے کہ قریب تھا مجھ کو نوکری سے علیحدہ کر دیتے۔ اس کے بعد میں چپ ہو گیا۔

"آخر ایک رات کا ذکر ہے ہم کونٹ ڈاگ ولی کی کوٹھی پر گئے ہوئے تھے۔ کونٹ اور آپ کے والد قریباً آدھی رات تک تاش کھیلتے رہے۔ وہ ایک کھڑکی کے پاس رکھی ہوئی گول میز کے پاس بیٹھے تھے۔ میں باہر باغ میں ٹہلتا پھر رہا تھا۔ کھیل ختم کرکے ارل اپنی جگہ سے اُٹھے۔ اور کھڑکی سے منہ نکال کے مجھ کو آواز دی۔ "نیلسن!"

"اور اس کے بعد میں جب کمرے کے اندر ان کے پاس گیا تو فرمایا۔ جو کچھ میں کونٹ ڈاگ ولی سے کہتا ہوں اسے کان لگا کے سننا اور گواہ رہنا!"

کونٹ نے چونک کر اوپر دیکھا مگر ارل نے حالتِ سکون میں تقریر جاری رکھی۔

"کونٹ!" انہوں نے کہا۔ "غالباً آج کے کھیل میں میں نے بارہ ہزار فرانک آپ کے ہاتھ ہارے ہیں؟"

"میرے خیال میں اتنی ہی رقم ہوگی" کونٹ نے تسلیم کیا۔

"اور پچھلے ایک مہینہ میں آپ نے میرے خیال میں ایک لاکھ بیس ہزار فرانک مجھ سے جیتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟"

کونٹ کی پیشانی میں بل پڑ گئے۔ "مجھ کو پوری رقم یاد نہیں" اس نے اندازِ تکبر سے جواب دیا۔ "لیکن شریف آدمی اس طرح کی باتوں کا بعد میں ذکر نہیں کرتے۔"

"خیر وہ آپ کو یاد نہیں تو نہ ہو" ارل نے تقریر کرکے کہا "بہر حال مجھ کو یاد ہے۔

وہ ایک لاکھ بیس ہزار میں نے ادا کر دئے تھے۔ لیکن یہ بارہ ہزار آج رات کے میں نہ دونگا۔"

"کیوں ؟" کونٹ ڈاگ ولی نے چونک کر اُٹھتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ کھیل ناجائز تھا کونٹ ڈاگولی!" ارل نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "اخلاق کے اس ایک سبق کے بدلے میں جو ابھی آپ نے مجھ کو دیا ہے۔ ایک اور میں بھی آپ کو دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ شریف آدمی نشان لگے ہوئے پتوں سے نہیں کھیلا کرتے۔"

یہ کہتے ہوئے آپ کے والد نے تاش کا وہ بنڈل جو میز پر ان دونوں کے بیچ میں رکھا ہوا تھا۔ اُٹھا کر میری طرف بڑھا دیا۔

"نیلسن!" اس کے ساتھ ہی انہوں نے کہا۔ "ان پتوں کو ایک ایک کر کے دیکھو کیا ان کے داہنے کناروں پر نشان موجود ہیں یا نہیں؟"

میں نے دیکھا وہ موجود تھے۔ اور میں نے ایسا کہہ دیا۔ اتنے میں دو آدمی اور بھی اسی کمرے کے دوسرے حصہ سے اُٹھ کر آ گئے تھے۔ ارل نے وہ پتے ان کو بھی دکھائے۔ انہوں نے ان کو دیکھا۔ مگر شانوں کو حرکت دے کر چُپ رہے۔ ان پتوں کا نشان دار ہونا ایک نا قابلِ انکار حقیقت تھی۔

کونٹ ڈاگ ولی سراسیمہ اور زرد رو پھر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ مگر اس کے منہ سے ایک لفظ تک نہ نکلا۔ اور ارل نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"ان حالات میں کونٹ! میں آئندہ آپ کے مکان پر رہنا بھی نہیں چاہتا۔ تاہم اطلاعاً آپ سے کہتا ہوں کہ آپ کی بیٹی سیسل سے میری شادی پچھلے ہفتہ نیس کے پروٹسٹنٹ گرجا میں ہو گئی تھی۔ افسوس سند کی نقل اس وقت میرے پاس نہیں۔ تاہم اس کا اندراج گرجا کے رجسٹر میں موجود ہے۔ اور بہ آسانی دیکھا جا سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں وہ بھی میرے ساتھ ہی رخصت ہو۔"

اس وقت دفعتاً کپڑوں کے سرسرانے کی آواز پیدا ہوئی۔ اور میری جس کا چہرہ

غصّہ اور جوش سے پیلا اور آنکھیں آگ کی طرح مشتعل تھیں ۔ پاس آکر کھڑی ہو گئی ۔
"یہ جھوٹ ہے" پھر اس نے باپ کے روبرو دو زانو ہو کر کہا۔ "اور یہ شخص جھوٹا مکّار اور دغا باز ہے سیسل کی شادی اس سے نہیں ہوئی ۔ اس لئے آپ اُسے اس کے ساتھ نہ بھیجیں ۔ میں اس بدمعاش کی شرارت کو اچھی طرح جانتی ہوں ۔ اس نے یہ تاش خود میز پر رکھا تھا ۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اس کو ایسا کرتے دیکھا ہے ۔"

۲

بیٹی کے الفاظ نے کونٹ ڈاگولی کے دل میں نئی طاقت پیدا کر دی ۔ وہ پھر ایک بار اُٹھا اور اس وقت میں نے دیکھا کہ اس کے بدن کا ہر ایک عضو مارے غصّہ کے تھر تھر کانپتا تھا ۔

"ارل آف لسسٹن!" اس نے جوش میں بھر کر کہا ۔ "ثابت ہوا تم جھوٹے ہو ۔ تم نے میری توہین کی ہے ۔ اور میں اس کی جواب دہی ابھی اس وقت تم سے چاہتا ہوں !"

مگر مالک کے سکون میں اب بھی فرق نہیں آیا ۔ نرم آواز سے کہنے لگے "میں اس کا جواب دیتا مگر دینا نہیں چاہتا ۔ اس لئے کہ ایک تو تم میری بی بی کے باپ ہو ۔ دوسرے یہ بات ایک خاندانی انگریز نواب کی شانِ ریاست سے بعید ہے کہ وہ ایک ادنیٰ دھوکے باز کا مقابلہ کرے ۔"

اس وقت دفعتاً اس سے بہت پہلے کہ ہم میں سے کوئی اس کے ارادہ سے واقف ہو سکتا ۔ کونٹ ڈاگولی نے شراب کا ایک خالی گلاس اُٹھا کے ارل کے منہ پر دے مارا جس سے ان کی پیشانی کٹ گئی ۔ اور خون بہنے لگا لیکن ارل نے پھر بھی پروا نہ کی !

"بدکردار! پاجی!" کونٹ نے چیختے ہوئے کہا ۔ "تو مجھ کو ادنیٰ دھوکے باز کہتا ہے ؟ تو ایک بزدل انسان مجھ خاندانی نواب کو محض اس لئے ان لفظوں سے مخاطب کرتا ہے کہ اپنی ناپاک لاش کو میری تلوار کے وار سے محفوظ رکھ سکے ۔ لیکن نہیں ۔ میں تجھ کو چیلنج

کرتا ہوں۔ میرے مقابلہ میں آ اور لڑ۔ ورنہ میں یوں بھی تجھ جیسے کمینے کو جان سے مار ڈالوں گا۔"

ارل نے جواب دینے سے پہلے ایک لحظہ تامل کیا۔ اس کے بعد اپنی پیشانی کے زخم کو چھو کر کہا۔" اس کے بعد میں اپنا انکار واپس لینے پہ مجبور ہوں۔ بولو کب اور کس وقت مقابلہ ہوگا؟"

"ابھی! اس لمحہ کے اندر جو گذر رہا ہے" کونٹ نے جواب دیا" ماہ کامل کی وجہ سے دن کی سی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ ایم ڈارمنڈ تمہارے نائب ہوں گے وکٹر!" اس نے دوسرے آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" تم مجھ کو امید ہے میرے ساتھ رہو گے۔"

ارل نے پردہ ہٹا کر باہر کی طرف دیکھا۔ چاندنی کھیت کر رہی تھی۔ روشنی کا یہ عالم تھا' گویا دن نکلا ہوا ہے۔

"بہتر ہے" انہوں نے لاپروائی سے کہا۔" میں تیار ہوں"

اس کے بعد ایم وکٹر اور کونٹ ڈاگولی میں ایک یا دو لمحے کچھ باتیں ہوئیں۔ پھر اوّل الذکر نے اس مقام کے پاس جا کر جہاں ارل اور ایم ڈارمند کھڑے تھے۔ کہا۔

"موسیو۔ کونٹ کے پاس ڈویل لڑنے کو پستول موجود نہیں۔ البتہ نیچے حاضر ہیں۔ کیا آپ کو ان کی مدد سے لڑنے میں کچھ اعتراض ہے؟"

"کچھ نہیں!" مالک نے جواب دیا۔ مگر میں نے دیکھا اس جواب کو سن کر ڈاگولی کے چہرہ پر رونق آگئی۔ شاید اس کا خیال تھا کہ اکثر انگریزوں کی طرح ارل کو بانک کی مہارت نہیں ہے حالانکہ بات اس کے برعکس تھی۔ مجھ کو معلوم تھا کہ تلوار کی لڑائی میں بہت کم آدمی ایسے ہوں گے جو اُن کا مقابلہ کر سکتے ہوں پستولوں کے مقابلہ میں حالت ہمیشہ غیر یقینی ہوتی ہے۔ لیکن تلوار میں .... ان کی فتح لازم تھی۔

کھلے دروازہ کی راہ سے ہم سب فراخ مرمریں سیڑھیوں سے اُتر کر وسیع لان کی طرف گئے۔ سارل سب سے پیچھے تھے۔ وہ جب رخصت ہونے لگے، تو میری نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے انہیں روکا۔ اور التجائی انداز سے چند الفاظ ان کے کان میں کہے۔ مگر ارل نے جواب دینے کی

پرواکئے بغیر اسے ایک طرف ہٹا دیا اور باہر آ گئے۔

اس وقت جب میری نگاہ پیچھے کی طرف گئی۔ اور میں نے میری کی شکل دیکھی تو ....
اُف الامم خدا! کتنی عظیم تبدیلی اس کے چہرہ پر واقع ہو چکی تھی۔ میں سچ کہتا ہوں اگر اس کی نگاہ میں ہلاک کرنے کی طاقت ہوتی، تو آپ کے والد وہیں مر کر گر جاتے!

۳۳

باہر باغ میں کچھ اور ہی نظارہ تھا۔ ہوا جھکے ہوئے پھولوں سے خوشبودار تھی اور ساحلِ بحر تک جاتی ہوئی چیڑ کے درختوں کی لمبی قطار نکھری ہوئی چاندنی میں بڑا ہی دلفریب منظر پیش کرتی تھی۔ آدھی رات کا وقت، خاموشی اور اس پر ماہِ کامل کی روشنی دن کی طرح صاف۔ یقین کیجئے، میری نگاہ جب اس مختصر جماعت پر گئی۔ جو سونتی ہوئی تلواریں ہاتھوں میں لئے سبزہ زار سے گذر رہی تھی۔ تو بالکل یہ معلوم ہوا گویا اہل دوزخ کی جمعیت زبردستی باغ ارم میں گھس آئی ہے۔ کونٹ کا چہرہ ستا ہوا اور غصہ سے بدنما تھا۔ دونوں نائب بھی بھیانک تھے۔ صرف ارل، آپ کے والد، سکون و جمع خاطر کا مجسمہ بنے ہوئے ایک پُر اسرار تبسم ہونٹوں پر لئے اپنی تلوار پر جھکے ہوئے کھڑے تھے۔ میں نے کسی پیغام کے لئے پوچھا۔ تو ہنس کر کہنے لگے:" یہ مقابلہ اگر دن نکلنے تک بھی جاری رہے، تو کونٹ میرا بال بیکا نہ کر سکے گا۔ مجھ کو اپنی طاقت پر بھروسہ ہے"

اے صاحب! میں نے اپنی عمر میں سو تین ڈویل دیکھے ہیں۔ مگر اس مقابلہ کو جو اس رات کونٹ اور مالک کے درمیان ہوا، میں آج تک نہیں بھولا۔ اشارہ پاتے ہی کونٹ ڈاگولی قہر مجسم کی تصویر ارل کی طرف بڑھا۔ مگر ان کی مزاحمت کا یہ عالم تھا کہ وار کرنا درکنار، وہ ان کے پاس تک نہ آ پاتا تھا۔ لاپرواہی کا تبسم ہونٹوں پر لئے ہوئے وہ یوں تلوار چلاتے تھے، گویا کوئی استاد اپنے شاگرد کو بانک کی تعلیم دینا چاہتا ہے۔ وہ اس کے ہر ایک وار کو بڑی آسانی کے ساتھ روکتے۔ اور سہولت کے ساتھ ہٹاتے تھے۔ کونٹ نے لاتعداد چالیں

چلیں، کوئی ترکیب ایسی نہ تھی، جو اس نے چھوڑی ہو۔ لیکن نتیجہ بہر حال میں وہی نکلا۔ یعنی اس کا ایک بھی وار کارگر نہ ہوا۔ ہر موقعہ پر آپ کے والد ہی بالادست رہتے۔ اور اگر وہ چاہتے تو اس دوران میں بڑی آسانی کے ساتھ کونٹ کو ہلاک کر سکتے تھے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے ایسا کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔

قریباً آدھ گھنٹہ یہ حالت رہی۔ اور اس کے بعد انجام اچانک اور خلاف توقع حالات میں پیش آ گیا۔ کونٹ ڈاگولی پھر ایک بار آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور مائی لارڈ اس کو شہ دینے کے لئے ایک ایک قدم پیچھے ہٹتے تھے۔ کہ دفعتاً انہوں نے ایک ایسا تلا ہوا ہاتھ مارا کہ کونٹ کی تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر رقص کرتی ہوئی قریباً بارہ گز اونچی ہوا میں اچھل گئی۔ اس کے ساتھ ہی کونٹ کا پیر اکھڑ گیا اور وہ منہ کے بل گرا۔ اس دوران میں ارل، جیسا کہ ان کا دستور ہے پھر اپنی تلوار کو سیدھا کرنے لگے تھے۔ کہ دفعتاً اس سے پہلے کہ وہ پیچھے ہٹ سکتے کونٹ کا بدن آگے کو گرتا ہوا ان کی تلوار کی نوک پر آ رہا!

ایک عجیب طرح کی جھرجھراتی ہوئی آواز سے ارل کی تلوار کونٹ کے بدن میں گھستی سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی ارل نے اس کو فوراً اپنی طرف کھینچ لیا۔ لیکن جب پھل باہر نکلا تو وہ خون آلودہ تھا۔ ایک چیخ تک مارے بغیر کونٹ فرش زمین پر گر گیا۔ اور لارڈ اسسٹن آپ کے والد حیران و ششدر رہ گئے جھک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"قصور اس کا اپنا ہے"! اس کے بعد انہوں نے خون آلود تلوار کو گھاس سے پونچھتے ہوئے کہا۔ اور اس وقت پہلی مرتبہ ان کے چہرہ کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ "میں نے اس کو بچانے کی بہت کوشش کی۔ مگر اس ناگہانی افتاد کی خبر نہ تھی!"

میں نے اپنی عمر میں کسی آدمی کو اس قدر جلدی مرتے نہیں دیکھا۔ جتنا کونٹ کو۔ وہ صرف ایک بار سیدھا بیٹھا، اس کی انگلیاں ہوا کو پکڑنے کی قسمیں کوشش کرتی معلوم ہوئیں۔ پھر وہ مر کر پیچھے گر گیا!

لیکن معلوم ہوتا ہے۔ اس سانحۂ عظیم کا سب سے خوفناک حصّہ ابھی پیش آنا باقی تھا۔ اس وقت جب ہم سارے آدمی حیران و سراسیمہ کونٹ کی لاش پر جھکے کھڑے تھے۔ ایک دراز قد سپید چہرہ صورت محل کی سیڑھیوں سے اُتر کر ہماری طرف آتی نظر آئی۔ یہ کونٹ کی دوسری بیٹی اسیسل تھی۔

۴

مائی لارڈ! موت اس وقت میری نظروں کے سامنے ہے اور نہیں معلوم۔ کب آ کے زندگی کا خاتمہ کر دے۔ اس لئے میں بالکل سچ کہتا ہوں کہ اس عورت کا چہرہ اتنا بھیانک تھا کہ اب بھی اس کی یاد میرے بدن میں اس سے بہت زیادہ لرزہ پیدا کرتی ہے۔ جتنا ان اُٹھتی ہوئی موجوں کا نظارہ! اس کی حالت دیکھی نہ جا سکتی تھی۔ اس نے آتے ہی فرش زمین پر گر کر اپنی باہیں باپ کے گرد ڈال دیں۔ اور ہاتھ لگاتے ہی جان گئی کہ وہ اب لاش کی طرح سرد ہے۔

ہم سب ایک ایک قدم پیچھے ہٹ گئے۔ مجھے اس کے چہرہ پر بھی پہلی مرتبہ آثار اضطراب نظر آئے۔ تلوار ہاتھ سے رکھ کر انہوں نے اپنا منہ چھپا لیا۔ دفعتاً وہ ان کی طرف مڑی۔ چاندنی کی روشنی اس کے خوشنما سنہرے بالوں اور سپید مرمریں چہرہ پر پڑ کر اسے یاس و حسرت کی زندہ تصویر بنا رہی تھی۔

"میرے خدا!" وہ مری ہوئی آواز سے کہنے لگی "کیا... تم نے اسے قتل کر دیا؟"

آپ کے والد جو بید مجنوں کے سایہ میں کھڑے تھے آگے بڑھے۔ اور دونوں ہاتھ التجائی انداز سے اس کی طرف پھیلا دئے۔ مگر اس نے فوراً ہی ان کو پیچھے ہٹ جانے کا اشارہ کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اندازِ وحشت سے کہنے لگی:۔

"جا میری نظروں کے سامنے سے دور ہو جا۔ تو قاتل ہے۔ تو بزدل اور مجرم ہے۔ افسوس! تجھے ایک مردِ ضعیف پر بھی رحم نہ آیا! بس آئندہ کبھی مجھے اپنی صورت نہ دکھانا!"

"سیسیل!" لارڈ ایسسٹن نے نرم آواز سے کہا: "خطا میری نہیں، اس کی اپنی تھی۔ میں حتی الوسع اس مقابلہ سے پیچھے ہٹنا چاہتا تھا۔ یقین نہ ہو تو ان لوگوں سے پوچھ لو۔۔۔ اس کے علاوہ کیا تم میری بیوی نہیں ہو؟"

وہ ہنسنے لگی۔ اس کی ہنسی دیوانوں کی طرح پولی اور ہیبت ناک تھی!

"خدا کی ابدی لعنت مجھ پر نازل ہو!" اس نے پُر جوش آواز سے کہا: "اگر میں پھر کبھی تجھ کو دیکھ کے مسکراؤں یا تجھے اپنے بدن کو ہاتھ لگانے دوں۔ یاد رکھ اگر تو نے کبھی میرے پاس آنے کی جرأت کی، تو میں یقیناً تجھ کو ہلاک کر دوں گی۔ جا جا! دیو سیرت شیطان! میری نظروں سے دور ہو جا! اگر اپنے فعلوں کی سزا تجھے اس دنیا میں ملنی غیر ممکن ہے ...... خدا کرے تو دوسری دنیا میں اس کا دہ چند بدلہ دے!"

اتنا کہہ کے وہ پھر اپنے باپ کی لاش پر گر پڑی۔ اور ارل وہاں سے آ گئے۔

۱

نیلسن کی آواز رفتہ رفتہ مدھم ہوتی جا رہی تھی۔ حتی کہ اب وہ بالکل سنائی دینی بند ہو گئی۔ لارڈ کلیننون کو فکر لاحق ہونے لگی کہ شاید وہ غش کر گیا۔

"نیلسن!" اس نے جلدی سے کہا۔ "میں باقی حال بھی سننا چاہتا ہوں۔ ابھی تم نے اس رات کے بارہ میں ایک حرف تک بیان نہیں کیا۔"

"مائی لارڈ! ایک لحظہ مہلت دیجئے۔" اس نے التجا کی: "صرف ایک لحظہ۔ اس کے بعد۔۔۔"

لارڈ کلیننون نے سر کے اشارہ سے ہاں کہی۔ اور چپ چاپ انتظار کرنے لگا۔ بڑھتی ہوئی تاریکی میں بحر ذخار کا پانی آبِ سیاہ کا ہولناک منظر پیش کرتا تھا جس طرف نگاہ جاتی،

پانی ہی پانی .... کھولتا اور اُٹھتا ہوا پانی دکھائی دیتا تھا۔ موجیں ان کے پیروں سے ٹکراتیں، اور جھاگ کے بڑے بڑے گلے ان کے کپڑوں پر بکھراتی تھیں، انجام اب بالکل قریب تھا۔ صرف چند فٹ اور پانی چڑھنے کی دیر تھی ....

نیلسن نے کانپتے ہوئے چاروں طرف دیکھا۔ اس کے بعد گلوگرفتہ آواز سے کہنے لگا۔

" باقی حال جہاں تک اختصار کے ساتھ ممکن ہے، عرض کرتا ہوں۔ کونٹ ڈاگولی کی موت کے بعد سب لوگوں نے لارڈ اسٹن کو فرار کا مشورہ دیا۔ لیکن انہوں نے اپنی بے گناہی کے بھروسہ پر وہیں ٹھہر کر جواب دہی کرنا بہتر سمجھا۔ عام رائے جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے، ان کے حق میں تھی۔ اور آخر کار حکام کو بھی یہی رائے قائم کرنی پڑی۔ اس وقت جب معاملہ پوری طرح واضح اور صاف ہو گیا، تو مائی لارڈ عازم انگلستان ہوئے۔ مگر سیسل ڈاگولی نے جو درحقیقت ان کی بیاہتا بیوی تھی۔ ان کے ساتھ آنے یہاں تک کہ ان سے ملاقات کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ اور ایک خانقاہ میں داخل ہو کر زاویہ نشین ہو گئی۔ مجبوراً لارڈ اسٹن کو تنہا واپس آجانا پڑا۔ وہ پھر ایک بار فوج میں داخل ہوئے۔ اور جنگ میں حصہ لینے چلے گئے۔ واپس آئے تو معلوم ہوا سیسل ڈاگولی کا انتقال ہو گیا۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد ان کی شادی مارگرٹ لاگی برن آپ کی والدہ سے ہو گئی۔

" اب میں درمیانی واقعات کو جو غیر ضروری ہیں۔ نظر انداز کر کے اس یادگار رات کا ذکر کرتا ہوں۔ جب قتل کی واردات ہوئی، اس روز اسٹن ہوس میں بہت بڑی دعوت تھی اور بلاتعداد مہمان رقص کے لئے جمع تھے۔ داروغہ نے مجھ کو طلب کر کے ایک خط دیا۔ جس پر لارڈ اسٹن کا نام اور پتہ اور ایک کونے میں لفظ "ضروری" درج تھا۔ جس وقت میں اس کو ہاتھ میں لئے سوچ رہا تھا، کہ اس کو ابھی ان کے پاس لے جاؤں یا جلسہ ختم ہونے کے بعد؟ میری نگاہ سرنامہ کی تحریر کی طرف گئی۔ میں نے حرف پہچانے اور اس کے ساتھ ہی یہ جان کر خوف کی تھرتھری بدن کے ہر حصہ میں پھر گئی۔ کہ وہ تحریر سیسل ڈاگولی، لارڈ اسٹن

کی مری ہوئی بیوی کی تھی! آخرکار میں جب ضبط کے قابل ہوا، تو اس خط کو لے کر مالک کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ اور تیاری کے ایک دو لفظ کہہ کر خط ان کے حوالے کیا۔ صدمہ عظیم[1] تھا مگر انہوں نے اس کو بڑی ہمت سے برداشت کیا۔ اس کے فوراً بعد وہ اپنے مطالعہ کے کمرہ میں چلے گئے۔ اور مجھ کو بھی وہیں بلایا۔"

"گھنٹی کی آواز سن کر میں جب ان کے کمرہ میں داخل ہوا تو وہ ہاتھوں سے سر تھامے میز کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر جب انہوں نے میری طرف دیکھا، تو معلوم ہوا ایک بھیانک تبدیلی ان کے چہرہ میں پیدا ہو چکی تھی۔ لیکن ... تفصیلات بے سود ہیں۔ فرمایئے کیا آگے بیان کروں یا اتنا کافی ہے؟"

"نیلسن! میں سارا حال سننا چاہتا ہوں" لارڈ کلینیون نے مری ہوئی آواز سے کہا "تیرے اس بیان نے موت کا رہا سہا خوف دل سے نکال دیا۔ اب میں بڑی آسانی سے جان دے دوں گا... آہ! میری غریب ماں، خدا تجھ پر رحم کرے!"

ایک بہت بڑی لہر اس چٹان کے اوپر سے گذری۔ جس پر دونوں بیٹھے تھے اور نیلسن یقیناً اس کے ساتھ بہہ جاتا۔ اگر لارڈ کلینیون اپنا داہنا بازو اس کی کمر میں ڈال کر مضبوطی سے نہ پکڑے رکھتا!

"میں نے اس رقعہ کا مضمون دیکھا تھا" نیلسن نے لہر کے صدمہ سے ہانپتے ہوئے کہا۔ "وہ اب بھی میرے پاس ہے۔ اور میرے ساتھ ہی تلف ہوگا۔ اس پر سیسل ڈاگولی لسسٹی کے دستخط تھے۔ اور اس میں لکھا تھا کہ تم نے میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ اب میں اس ذریعہ سے اس کا انتقام لیتی ہوں۔" معلوم ہوا اس نے قصداً اپنی موت کی جعلی سند بھیج دی تھی۔

---

[1] صدمہ اس بات کا تھا کہ اگر سیسل ڈاگولی۔ لارڈ لسسٹی کی بیاہتا بیوی سچ مچ زندہ ہو تو پھر لیڈی مارگرٹ لاگی برن سے ان کی دوسری شادی ناجائز تھی۔ اور ان کا بیٹا لارڈ کلینیون ناخلف اولاد کی حیثیت میں محروم الارث ہوتا تھا۔ (مترجم)

اور اس طرح مائی لارڈ کو دوبارہ شادی کا موقعہ دے دیا۔ بعد ازاں وہ اس وقت تک چپ رہی حتیٰ کہ آپ بالغ ہو گئے۔ اور اس کے بعد آمادۂ انتقام ہو گئی۔ اب وہ محض لارڈ ایسٹن اور ان کے خاندان کو تباہ کرنے کے لئے منکوحہ بیوی کی حیثیت میں اپنے شوہر پر دعویٰ کرنے آئی تھی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد مائی لارڈ اس کے مکان کی طرف رخصت ہوئے۔ آپکو یاد ہوگا غیر ملکی ساخت کے خنجروں کی ایک پیٹی ان کی الماری میں رکھی ہوئی تھی، انہی میں سے ایک خنجر اس واقعہ کے دوسرے دن سیسل کے دل میں گھونپا ہوا پایا گیا!"

"نیلسن! کیا یہ صحیح ہے؟ اُف میرے خدا!"

"میں اسی رات سمجھ گیا تھا" نیلسن نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "کہ کوئی اس طرح کا واقعہ ضرور پیش آئے گا۔ چنانچہ جیسے ہی دن نکلا۔ میں اس مکان کی طرف گیا۔ جس کا پتہ چھٹی میں درج تھا۔ اس وقت تک قتل کا راز دریافت ہو چکا تھا۔ میں نے اس عورت کی لاش دیکھی۔ اور وہ خنجر بھی، جس سے اس کو ہلاک کیا گیا تھا۔ اور آن واحد میں سب کچھ جان گیا۔ تھوڑی دیر میں اسی کشمکش و پیچ میں رہا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ اسکے بعد تیز چلتا گرا سوینر سکوئر والے مکان پر پہنچا۔ ہر طرف خاموشی تھی، لائبریری میں داخل ہوا اور وہاں یہ خوفناک اور بھیانک نظارہ دیکھا، کہ لارڈ ایسٹن...."

"بولو نیلسن! چپ کیوں ہو گئے؟ پورا حال بیان کرو۔ میں سب کچھ جاننے کو بے تاب ہوں۔"

"مائی لارڈ! بہت کم حال بیان کرنے کے لائق باقی ہے۔ میں نے بکھرے ہوئے خنجروں کو ٹھیک کیا۔ اور باقی چیزوں کو اس طرح بکھرا پایا کہ دیکھنے والے دیکھیں اور سمجھنے والے سمجھ لیں۔ اس کے بعد کمرہ سے رخصت ہو گیا۔ بیگم صاحبہ کے پاس جا کر میں نے سارا حال بیان کیا۔ انہوں نے بڑے استقلال کا ثبوت دیا۔ تاہم ان کے چہرہ کی حالت ایسی ہو گئی کہ میں.... بیان نہیں کر سکتا! خدا کا شکر ہے میں اب مرتا ہوں۔ اور اس بھیانک نظارہ

گی یاد آئندہ میرے جی کو نہ ستائے گی۔ اب میرے لئے صرف ایک ہی راہ باقی تھی اور میں نے اس پر عمل کیا۔ فقط مجھ کو معلوم تھا کہ اس رات جب مہمان جلسہ رقص میں مشغول تھے تو مائی لارڈ تنہا اپنے مکان سے رخصت ہوئے۔ میں ہی اس راز سے واقف تھا کہ وہ کس مطلب کے لئے گئے۔ کسی دوسرے کو اس کا حال معلوم نہ تھا۔ اب میرے لئے دو ہی صورتیں باقی تھیں۔ یا فرار یا حلف دروغی۔ میں نے پہلی کو دوسری پر ترجیح دی۔ کیونکہ اس میں ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ جرم قتل کا شبہ مجھ پر ہوگا۔ اب مائی لارڈ! آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں، کہ میں کیوں اس قلعہ میں چھپا بیٹھا تھا۔ اور کس لئے آپ کے روبرو آنا نہ چاہتا تھا۔"

لارڈ کلینیون نے اس کا ہاتھ بڑی مضبوطی سے پکڑ لیا اور کہا۔

"نیلسن! تیری وفا میں شک نہیں۔ تو انسان نہیں فرشتہ ہے۔ ایسا عظیم ایثار غرضمند انسانوں میں کبھی دیکھا نہیں گیا۔ کاش ہم زندہ رہتے۔ پھر میں تیری اس وفا کی قدر کرتا۔ مگر افسوس! اس کا وقت نہیں۔ اس لئے اے دوست! اے دوستوں سے بڑھ کر سچے مونس اور رفیق الوداع!"

"الوداع مائی لارڈ! لیکن یاد رکھئے۔۔۔"

فقرہ ناتمام ہی رہ گیا۔ کیونکہ سبز پانی کی ایک اونچی لہر تاریکی سے نکل کر ان کی طرف آئی۔ اور سروں کے اوپر پھٹ گئی۔ لارڈ کلینیون اس حالت میں بھی اپنے ساتھی کو بچاتا۔ مگر نیلسن کا آخری فعل ایثار پر مبنی تھا۔ زبردستی اپنے آپ کو لارڈ کلینیون کی گرفت سے چھڑا کر وہ پانی میں گھس گیا۔ اور اس طرح لارڈ کلینیون کو دونوں خالی ہاتھوں سے چٹان کو پکڑ کر پانی کے بہاؤ سے بچ جانے کا موقعہ دے گیا۔ اس کے ثانیہ بھر بعد جب لہر پیچھے ہٹی تو نیلسن غائب ہو چکا تھا۔ اور لارڈ کلینیون ابھی چٹان کی چوٹی پر جما ہوا بیٹھا تھا۔ فاصلہ پر اتنی ہی بڑی ایک اور لہر اس کی طرف آتی تھی۔ لیکن اس کے لئے یہ ایک منٹ کی مہلت بڑی قیمتی ثابت ہوئی۔ اس سے فرصت ہوکر پیشتر بوٹ اتار کے پھینک

دیئے۔ پھر وہ کپڑے جو زائد تھے۔ اور اس کے بعد دوسری لہر کی آمد سے پہلے ہی سمندر کے بے تھاہ پانی میں کود گیا..... !

۲

پرشور آوازیں اسے اپنے کانوں اور خانہ دماغ میں پیدا ہوتی معلوم ہوئیں حالتِ خواب کا احساس شروع ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ درد جو حال کے جدوجہد کے بعد بدن کے ہر حصہ میں پیدا ہوا تھا۔ دبنا شروع ہو گیا۔ اس نے تاحدامکان سمندر کے پانی سے مقابلہ کی کوشش کی۔ لیکن تھک کر اور مایوس ہو کر رہ گیا۔ بے بسی کے عالم میں بازو ڈھیلے چھوڑ کر اس نے اپنے آپ کو سمندر کے رحم پر چھوڑ دیا۔ اب اس میں ہاتھ پیر ہلانے کی طاقت باقی نہ تھی۔ صرف موت کا انتظار تھا.... موت اور بے خبری کا !

اور یہ موت کتنی راحت خیز تھی ؟ احساسات کا رفتہ رفتہ زائل ہونا، دھندلی خواب آلود حالت کا بدن کے ہر حصہ پہ قابو پانا۔ آرام... کامل راحت و آرام۔ اگر اس کا نام موت تھا تو پھر نہ معلوم کیوں لوگ اس سے ڈرتے تھے ؟ اس انتظار اور جدوجہد کے مقابلہ میں جو اس نے اس وقت تک جاری رکھی تھی۔ یہ صبر و سکون کی حالت کتنی راحت خیز تھی ؟ ایک دو بار اس کا جسم لہروں کے زور سے چھپی ہوئی چٹانوں کے ساتھ ٹکرایا۔ جس سے بدن پر کئی چوٹیں آئیں۔ اور ممکن تھا اس ذریعہ سے کوئی ہڈی بھی ٹوٹ گئی ہو۔ تاہم اب کوئی تکلیف اسے قطعاً محسوس نہ ہوتی تھی۔ وہ یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ کیا ہر شخص کی موت اسی آسانی سے واقع ہوتی ہے ؟ دماغ کے سوا بدن کا کوئی حصہ ذی حس نہ تھا۔ بے خبری کی ہلکی دھند رفتہ رفتہ خانۂ دماغ میں چھائی جا رہی تھی۔ البتہ حافظہ مصروف تھا۔ بچپن، اور عہد شباب کے گذرے ہوئے واقعات ایک ایک کر کے نظروں کے سامنے پھرتے تھے۔ مگر وہ ان کو محض ایک تماشائی کی حیثیت میں دیکھتا تھا۔ بارہا وہ سوچتا کیا میں اب تک زندہ ہوں یا یہ میری روح ہے۔ جو بدن سے رخصت ہونے کے بعد ان چیزوں کے نظارے

کرتی ہے؟ کیا میں سچ مچ مر چکا؟ اور کیا اسی بیداری کا نام موت ہے؟ کیا اسی سچ کا نام جھوٹ اور اسی باخبری کو غفلت کہتے ہیں؟ کیا میں کبھی زندہ تھا اور کیا اس دنیا سے میرا تعلق ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گیا؟ کیا آئندہ میرا نام بھی مُردوں کی فہرست میں شامل سمجھا جائے گا؟"

رفتہ رفتہ آہستگی اور استقلال کے ساتھ باخبری کا آخری 'رخصتی احساس' زائل ہوتا گیا۔ اب وہ فارغ اور شاکر تھا۔ اس کی حالت اس آدمی سے ملتی تھی۔ جو دن بھر کی محنت شاقہ کے بعد تھک کے آرام کی نیند سوتا ہے۔ جو راحت اس کو انتظار خواب میں حاصل ہوتی ہے۔ وہی اس کو موت کی آمد سے ہوتی تھی۔ خواب اور موت 'نیند اور رخصت' دونوں کا اثر ایک تھا۔ اجل کے آغوش میں جاتے ہوئے اس کو وہی راحت محسوس ہوتی تھی 'جو بچے کو ماں کی آغوش میں محوِ خواب ہونے سے ہو سکتی ہے۔ اب رہی سہی بیداری کا خاتمہ جتنی جلدی ہو سکے بہتر تھا... آہ! ایک صدمہ اور پہلے کی نسبت تیز! بس اب انجام بالکل قریب تھا۔ تاریکی، سیاہ تاریکی چاروں طرف پھیلتی جا رہی تھی۔ دماغ اپنا آخری فعل ترک کرنے لگا تھا۔ زندگی کے رہے سہے احساس رخصت ہو رہے تھے....!

جلد اوّل ختم ہوئی

جلد دوم

پہلا بیان میری ڈافورجٹ کا

باب - ۱

بحیرۂ روم کے ساحل پر

۱

میں اداس ہوں، بہت اداس ہوں، کوئی چیز نہیں بھاتی. کسی کام میں جی نہیں لگتا. کوئی دلچسپی باقی نہیں رہی۔ بارہا یہ سوچ کر حیران ہوتی ہوں، کیا اسی کا نام دنیا ہے؟ خانقاہ کی تنہائی میں ہم لڑکیاں دنیا کی دلچسپیوں کو سوچ کر اور ان کا ذکر کر کے کتنا خوش ہوتی تھیں لیکن یہاں آکر دیکھا، تو تجربہ اس کے خلاف ہے۔ ایک زمانہ تھا جب میں ایک بیوقوف طالبعلم لڑکی کی طرح اپنے خیالات کو قلمبند کرنا مضحکہ انگیز سمجھتی. لیکن اب وہی اپنے ہاتھ سے کرتی ہوں، کاش! میں اسی خانقاہ میں رہتی۔ میں کسی جگہ رہتی لیکن اس جگہ نہ آتی۔ مصیبت یہ ہے کہ اس کا ذکر والد سے بھی نہیں کر سکتی. کیونکہ وہ ناخوش اور ناراض ہوں گے۔ وہ مجھے ناشکری، نافرض شناس اور نہ معلوم کیا کیا کچھ کہیں گے۔ اس کے باوجود میں جانتی ہوں، وہ مجھ پہ مہربان ہیں. ہمیشہ مجھ سے نرم سلوک کرتے ہیں۔ میرے لئے اچھی اچھی چیزیں لاتے ہیں۔ اور ہر وقت یہ کہتے ہیں۔ کہ میری تو جس طرح چاہے اپنا جی بہلایا کر۔ مگر میں نہیں جانتی اس تنہائی میں میرے لئے بہلاوے کا کیا سامان ہے؟ وہ خود چونکہ تنہائی کے خواہشمند ہیں۔ اس لئے ان کا خیال ہے کہ سب ان کی طرح ہوں گے۔ لیکن... میں سخت اداس ہوں۔ وہ کبھی مجھ کو اپنے ساتھ باہر

نہیں لے جاتے۔ اس جگہ کوئی، میری سہیلی بھی نہیں ہے۔ عورتوں کا تو ذکر ہی کیا، مردوں میں بھی کوئی شخص ایسا نہیں، جس سے ان کا اور ان کے سلسلہ میں میرا میل جول ہو۔ اینٹ کہا کرتی ہے کہ اس گاؤں کے رہنے والے ان کو بگڑے دل کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ان کو سب انسانوں سے نفرت ہے۔ شاید ایسا ہو۔ بہرحال اس سے جو تکلیف مجھ کو ہے میں ہی اس سے واقف ہوں۔

بارہا سوچتی ہوں کیا کوئی مصیبت ان پر نازل ہے؟ پھر خیال آتا ہے کہ ضرور ایسا ہوگا اس سے میرے دل میں ان کے لئے رحم بھی پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ جب ہم انگلستان سے واپس آئے تو یہی خیال میرے دل میں پیدا ہوا تھا۔ وہ بھی کیا وقت تھا، وہ تنگ چھوٹا مکان جس میں ہم رہتے تھے، وہ ہیبت ناک جنازہ جس میں ہم شامل ہوئے اور وہ پراسرار دیتے جو والد کا ان دنوں تھا۔ اب بھی ان حالات کو سوچتی ہوں تو بدن میں لرزہ ہوتا ہے۔ پھر یہ راز بھی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہاں رہتے ہوئے ہمیں اپنا نام تبدیل کرنے کی کیا حاجت تھی، حالت عجیب تھی مگر اس میں بھی ایک واقعہ ایسا ہے، جسے میں کبھی فراموش نہیں کرسکتی!

اے میری میلی اور بے ترتیب یادداشت لکھنے کی کاپی! ایک بڑی خوبی تجھ میں ہے، یعنی گو تو سب کا حال سنتی ہے، تاہم کسی دوسرے سے نہیں کہتی۔ یہی وجہ ہے کہ میں وہ باتیں تجھ سے بیان کرنے کی جرأت کرتی ہوں۔ جن کا اینٹ کے روبرو اشارہ تک نہیں کرسکتی۔ اس لئے کہ وہ کسی راز کو چھپانے کی طاقت نہیں رکھتی۔ وہ جو کچھ ایک طرف سنتی ہے اسے دہ چند کرکے دوسری طرف کہہ دیتی ہے۔ اس لئے میں صرف تجھ پر یہ راز ظاہر کرتی ہوں کہ وہ .... تو جانتی ہے کون .... تب سے اب تک میرے من میں بسا ہوا رہتا ہے۔ میں اسے ہر وقت یاد کرتی ہوں، گو نہیں معلوم کہ وہ بھی کبھی مجھ کو یاد کرتا ہے۔ مگر میرے خیال میں وہ نہیں کرتا ہوگا کیونکہ والد ایک دن کہتے تھے، وہ امیر ابن امیر ہے .... اور ہم .... کچھ بھی نہیں۔ کاش ہماری اپنی حالت مختلف ہوتی۔ کاش! اس دنیا کا سارا انتظام مختلف ہوتا ....!

بارہا یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ ہم بھی اس کے برابر ہوتے۔ جہاں چاہتے جاسکتے۔ ہم

کسی ناچ یا جلسہ دعوت میں جاتے اور وہاں اتفاقاً اس سے ملتے۔ پھر وہ مجھے دیکھ کر کتنا خوش ہوتا ... مگر آہ! میں کیسی بیوقوف ہوں کہ اس طرح کی باتیں اپنے ہاتھ سے لکھتی ہوں بس میری خاموش سہیلی! اب میں اس سے زیادہ نہ لکھوں گی۔ ورنہ ڈر ہے پھر مجھے اپنی نگاہوں میں خود ہی شرمسار ہو کے تجھ کو ہمیشہ کے لئے جدا کر دینا پڑے گا۔ ضرور وہ اسوقت تک مجھے بھول گیا ہوگا ... یقیناً بھول گیا ہوگا۔ لیکن نہیں، ممکن ہے ایک چھوٹی سی یاد اس کے دل میں بھی جو بے شمار خوبصورت لڑکیوں کو دیکھا کرتا ہے باقی ہو! وہ سب اس کو چاہتی ہوں گی۔ اور کسی خوش نصیب کو وہ خود بھی چاہتا ہوگا .... آہ! میں کتنی اداس رہتی ہوں۔ یہ دنیا کتنی سنسان اور بھیانک ہے۔ کاش! کوئی نیا واقعہ ہی پیش آئے، جس سے میرے خیالات کی رو بدلے۔ لیکن اس دور افتادہ مقام میں اس کی کیا امید ہو سکتی ہے؟ خیر اب میں جا کر سوتی ہوں۔ الوداع! میری رازداں سہیلی۔ الوداع میری کتاب .... !

۲

کل رات میں دست بدعا تھی، کہ کوئی نیا واقعہ پیش آئے۔ اور میرے خیالات کی رو کو بدلے۔ غنیمت ہے کہ وہ دعا مقبول ہوئی، اور ایک واقعہ گو وہ چھوٹا سا ہی ہے۔ پیش آ گیا کبھی کبھی والد بھی گھر میں بیٹھے کتابیں پڑھتے یا تنہائی میں سیر کرتے اُکتا جاتے ہیں۔ اور اس طرح کے موقعوں پر محض اپنے عادات کا آہنگ توڑنے کو ان کی گفتگو کسی اجنبی سے ہو جاتی ہے۔ اس ہفتہ میں وہ خلاف معمول دوبار کاسینو گئے، اور آج جب واپس آئے تو یہ خبر لائے کہ رات کے کھانے پر چند مہمان آئیں گے۔ تم استقبال کرنا۔ یہ بھی انہوں نے بیان کیا کہ وہ سب مرد ہیں۔ اور کوئی عورت ان میں نہیں ہے۔ مگر میرے خیال میں اس تفصیل کی کیا حاجت تھی؟ اوّل تو وہ اپنی طرف سے کسی عورت کو دعوت دے ہی نہیں سکتے، اور اگر دیتے بھی تو اس عورت کا سب سے پہلے مجھ سے مل لینا ضروری تھا۔ اس مختصر اطلاع کے بعد وہ پھر اپنے مطالعہ کے کمرے میں گھسے جا رہے تھے کہ میں نے بڑی مشکل سے ان کو روکا۔

اور بالکونی میں بیٹھ کر اپنے ساتھ چائے نوش کرنے پر آمادہ کیا۔ پھر دوران گفتگو میں انہوں نے سارا حال بیان کیا۔

بولے "میری! تم میں چونکہ استعجاب زیادہ ہے۔ اس لئے بیان کرتا ہوں کہ پچھلے پیر کو میں جب سیر کرتا کاسینو میں گیا تو ایک قبول صورت انگریز لڑکا اپنے معلم کے ساتھ اُس جگہ موجود تھا۔ میں نہیں جانتا کیوں؟ بہر حال نگاہ اول ہی سے مجھے اس نوجوان سے دلچسپی ہو گئی۔ اور چونکہ ہم پاس ہی پاس بیٹھے تھے۔ اس لئے جلدی ہی گفتگو ہونے لگی۔ اپنے بارہ میں جو حالات اس نے بیان کئے۔ ان سے معلوم ہوا کہ کارلین اس کا نام ہے۔ اور وہ اس معلم سے جو اس کے ساتھ ساتھ سفر کرتا ہے کسی امتحان کی تیاری کر رہا ہے۔ وہ معلم ایک عجیب طرح کا لاپروا اور سادہ لوح انسان ہے جو اس سے پہلے کبھی انگلستان سے باہر نہیں نکلا۔ بہر حال وہ کارلین ایسے پُر جوش طبیعت کے لڑکے کی نگرانی کے بالکل نااہل ہے۔ پیر کے دن میں جب پہلی بار اُن سے ملا۔ تو یہ خیال میرے دل میں پیدا ہوا تھا، کہ نوجوان کارلین ان لڑکوں میں سے ایک ہے جو ضرور ہی اپنے لئے کوئی نہ کوئی مصیبت پیدا کر لیا کرتے ہیں۔ اور آج میں دیکھتا ہوں کہ میرا اس دن کا خیال صحیح تھا۔ میں نے ایک اور شخص ڈابرن کو دیکھا ہے وہ عموماً ایسے مقامات کے آس پاس پھرا کرتا ہے۔ مثلاً کاسینو۔ یہ شخص گو دیکھنے میں با اخلاق اور شریف ہے۔ تاہم واقعہ میں درجہ اوّل کا شیطان اور جواری ہے۔ کسی طرح اس نے ان دونوں یعنی کارلین اور اس کے معلم سے میل جول پیدا کر لیا۔ اور اب اگر کسی طریقہ پر اُن کو محتاط اور خبردار نہ کر دیا گیا، تو نتیجہ یقینی طور پر ان کے حق میں تباہی بخش ہو گا۔ آج شام میں نے ان کی گفتگو سے معلوم کیا کہ ڈابرن نے جو نوجوان کارلین کو اپنے ہاں کھانے کی دعوت دی ہے۔ اس پر میرا ماتھا ٹھنکا۔ اور میں اس وقت جب کارلین ہاں یا نہ کہنے سے پہلے سوچ رہا تھا۔ میں نے ان سب کو اپنے ہاں کھانے کی دعوت دی۔ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی ذریعہ مجھے اس نوجوان کو ڈابرن کی صحبت سے محفوظ رکھنے کا نظر نہ آتا تھا۔ کارلین نے فوراً میری

دعوت منظور کرلی۔ لیکن بدقسمتی سے ڈابرن بھی اس کے ساتھ ہی شریکِ دعوت ہونے کو آمادہ ہو گیا۔ بس یہ سارا قصّہ آج رات کے جلسۂ دعوت کا ہے۔"

"اچھا خیر، یہ تو ہوا۔" میں نے سب حال سننے کے بعد کہا۔ "لیکن اب سوال یہ ہے کہ کھانے کا انتظام کیونکر ہو؟ ہماری باورچن اس میں شک نہیں کھانا اچھا پکاتی ہے۔ تاہم اتنے کم عرصہ میں وہ اکیلی کیا کر سکے گی؟"

"اس کا انتظام میں نے کر دیا ہے۔" والد نے اُٹھتے ہوئے کہا۔ "میں اب مطالعہ کے کمرہ میں جاتا ہوں۔ تاہم یاد رکھنا، کہ کھانا ٹھیک آٹھ بجے پر سا جائے گا۔"

۳

چونکہ اینٹ اس تقریب پر میرے لئے بہترین پوشش اور آرائش کا اہتمام کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے میں جب آخر کار کمرۂ نشست میں پہنچی، تو آٹھ سے چند منٹ اوپر ہو چکے تھے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ مہمان آئے بیٹھے ہیں۔ اور کھانا کھانے کے کمرہ میں جانے سے پہلے میرا انتظار کرتے ہیں۔ میں جب اندر گئی، تو قدرتی طور پر اجنبی شخصوں کو دیکھ کر شرم محسوس ہوئی۔ مگر والد فوراً ہی آگئے۔ اور انہوں نے اپنا بازو مجھے پیش کیا۔ اور پھر مہمانوں سے میرا تعارف کرایا۔ پہلے مسٹر کارلین کی باری تھی، جس نے مجھے بعد اِسا سلام کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرہ پر کسی طالب علم لڑکی کی طرح شرم کی سُرخی چھا گئی۔ سب مہمانوں میں وہ زیادہ قبول صورت تھا۔ اور مجھے خاص طور سے مرغوب ہوا۔ قامت دراز، چہرہ کتابی، آنکھیں ہلکے نیلے رنگ کی نہایت تیز اور سر پر گھومے ہوئے بھورے بال تھے۔ میں نے دیکھا وہ ہر لحاظ سے والد کی تعریف کا مستحق تھا۔ شاید یوں کہنا چاہیئے کہ حقیقت غائبانہ ذکر سے بہتر ثابت ہوئی۔ دوسرا نمبر ایم ڈابرن کا تھا۔ دراز قد، گندم رنگ، مونچھیں سیاہ، آنکھیں تیز اور دانت کسی قدر چوڑے۔ اس کی صورت مجھے بالکل ناپسند ہوئی۔ اس نے سرد نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کس قدر بے تکلفی کا اظہار کیا۔ حتیٰ کہ جب وہ سلام کرنے کے لئے جھکا تو مجھے اس

بات کا اندیشہ ہوا کہ شاید وہ میری انگلیوں کو بوسہ دینا یا کوئی ایسی ہی اور فضول حرکت کرنا چاہتا ہے۔ پھر اس نے ایک چھوٹی سی لغو تقریر غیر متوقع خوشی اور متعلقہ مضامین کے بارہ میں کی، جسے میں نے قصداً نظر انداز کر دیا۔ اور جتنی جلدی ہو سکا۔ اس کی طرف پیٹھ پھیر لی۔

تیسرے نمبر پر مسٹر کارلین کے معلم مسٹر براؤن تھے۔ جو میرے اندازہ کے برخلاف ایک نوجوان آدمی نکلے۔ سر کے بال اور گلپھے سرخ، ناک پر چوڑے گول شیشوں کا چشمہ لگا ہوا اور چہرہ پر بے رنگ آثار موجود تھے۔ ان کی صورت کہے دیتی تھی کہ وہ کسی آدمی پر کسی طرح کا رعب قائم کرنا نہیں جانتے، اور آرتھر کارلین ایسے نوجوان پر تو بالکل نہیں۔

اس کے تھوڑی دیر بعد ایک بالکل ہی نیا نوکر حاضر ہو کر کہنے لگا کہ کھانا تیار ہے۔ مجھے اس کی صورت دیکھ کر حیرت ہوئی، کیونکہ ہمارے ہاں معمولاً صرف تین نوکرانیاں کام کرتی تھیں۔ اس سے مجھ کو خیال آیا کہ اسے حال ہی میں غالباً اس موقعہ خاص کے لئے نوکر رکھا گیا ہوگا۔ والد نے مسٹر کارلین کو مجھے اپنے ساتھ لے چلنے کے لئے کہا، جس کی تعمیل اس نے حد درجہ شرماتے ہوئے کی۔ تاہم میں اس کے ساتھ جانے سے خوش تھی۔ کیونکہ وہی ان تینوں میں مجھ کو مرغوب تھا۔ آخر کار جب ہم کھانا کھانے کے کمرہ میں پہنچے۔ جسے عموماً بہت کم استعمال کیا جاتا تھا تو ایک نیا اچنبھا یہ دیکھنے میں آیا کہ اس جگہ سارا سامان بالکل نیا تھا۔ اور کھانے کی میز چاندی اور شیشہ کے مجلا برتنوں اور چیدہ پھولوں سے سجی ہوئی تھی۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی، کہ آج اس کمرہ میں خلاف معمول خوشبودار پھولوں کے گملے اور پاموں کے نئے پودے سجے ہوئے تھے!

کھانے کے دوران میں کافی گفتگو ہوئی۔ ایک بار پاس بیٹھ جانے کے بعد مسٹر کارلین کی زبان جلدی ہی کھل گئی۔ اور میں اس کی باتیں سن سن کر بہت خوش ہوئی۔ والد نے مسٹر براؤن کے ساتھ کسی ادبی سوال پر بحث شروع کر دی تھی۔ صرف ایم ڈایمن خاموش تھا۔ اور ان کی توجہ کھانے پر لگی ہوئی تھی۔ بارہا والد نے مسٹر براؤن سے گفتگو

قطع کر کے ایم ڈابرن کو لہجۂ اخلاق میں خطاب کیا۔ لیکن نتیجہ بہر حال میں وہی نکلا۔ یعنی ایم ڈابرن چونکہ گفتگو سے پہلو تہی کرتا تھا، اس لئے وہ ذکر جلدی ہی ختم ہوگیا۔ مجبور ہو کے والد نے اس کا خیال چھوڑ دیا۔ بہر حال مجھے اس سے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ کیونکہ کسی نامعلوم وجہ سے مجھے اس آدمی سے سخت نفرت ہوگئی تھی۔ میرے لئے اس خیال کو دل سے نکالنا غیر ممکن تھا۔ کہ وہ کوئی بہت ہی بُرا آدمی ہے۔

تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد جب میری نگاہ والد کی طرف جاتی، تو میں ان کی بدلی ہوئی حالت دیکھ کر حیرت و تعریف محسوس کئے بغیر نہ رہ سکتی تھی۔ اب یہ سوچ کر حیران ہوتی تھی کیا یہ وہی آدمی ہے جو ہر وقت افسردہ و پژمردہ ملول و غمگین کسی فکر عظیم کا بوجھ سینہ پر لئے ہوئے چپ چاپ بیٹھا رہا کرتا تھا؟ تب اور اب کی حالتوں میں کتنا فرق تھا! مجھے ان کی بدلی ہوئی حالت دیکھ کر بہت خوشی ہوتی تھی۔

بارے کھانا ختم ہوا۔ اور میں ان لوگوں کو شراب اور سگار پینے کے لئے چھوڑ کر وہاں سے اٹھ گئی۔ مسٹر کارلین جلدی سے میرے لئے دروازہ کھولنے کو آگے بڑھا لیکن گھبراہٹ میں اس کا پاؤں میرے سایہ پہ آجانے سے کپڑا بُری طرح پھٹ گیا۔ میں اس کے بعد جب کمرۂ نشست میں گئی، تو اینٹ نے آکر اس میں دو چار پن لگا دئے۔ کیونکہ میں لباس تبدیل کرنا نہ چاہتی تھی!

۱

جتنی بے چینی اس رات مجھ کو ہوئی۔ اتنی اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ میرے لئے کام کرنا، پڑھنا یا تفریح حاصل کرنا سب باتیں ناممکن تھیں۔ مجبور ہو کے میں نے

کھڑکی کھولی۔ اور بالکونی پر چلی گئی۔

دفعتاً پس پشت کسی کے کمرۂ نشست میں داخل ہونے کی آواز سُنائی دی۔ اور میں نے نیم باز کھڑکی کے پیچھے مڑکر دیکھا۔ مسٹر کارلین پتلون کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے دروازہ کے پاس کھڑا مایوسانہ انداز سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ غالباً وہ میری تلاش میں اس جگہ آیا اور مجھے نہ پاکر مایوس ہوگیا تھا۔ بہرحال خالی کمرہ دیکھ کر اس کے چہرہ پر یاس عظیم کے آثار نمودار تھے۔ وہ پیچھے مڑکر واپس جانا چاہتا تھا، کہ میں نے اندر آکے اسے آواز دی۔ وہ فوراً پلٹ آیا۔ اور جب اس کے بعد میری طرف بڑھا۔ تو اس کے خوشنما ہونٹوں پر ہلکا تبسم موجود تھا۔

"میڈموازل ڈانوجٹ!" اس نے معذرتی انداز سے کہا۔ "امید ہے میرا آنا بارِ خاطر نہ ہوگا۔ بات یہ ہے آپ کے والد اور میرے معلم مسٹر براؤن روسو کی تحریروں پر بحث کرنے لگے تھے، اور ڈابرن نہ معلوم کس لئے چپ چاپ بیٹھا تھا، نیز اس کے علاوہ ....."

میں نے ہنس کر اسے روکا۔

"آپ اگر مجھ سے ملنے کے لئے آئے ہیں، تو اس کے لئے ان لمبی چوڑی عذر خواہیوں کی حاجت نہیں۔" میں نے کہا۔ "اس سے تعریف میں ذم کا پہلو نکلتا ہے۔ مجھے آپ کے آنے کی خوشی ہے۔ مگر کیا آپ کو روسو سے کوئی دلچسپی نہیں؟"

"مجھے؟... بالکل نہیں۔" اس نے پاس آکر کھڑکی میں میرے برابر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ "اس کی تحریروں میں جذبات کی فراوانی مجھ کو ناپسند ہے ... لیکن دیکھئے کیا سُہانی رات ہے!"

"بے شک!" میں نے جواب دیا۔ "آپ کے آنے سے پہلے اسی کا لطف اٹھا رہی تھی کیوں مسٹر کارلین آپ کو اس جگہ سینٹ میرین آئے کتنا عرصہ ہوگیا؟"

"قریباً دس روز۔ میں نہیں جانتا اتنی مدت اس جگہ ٹھہرنے کی کیا حاجت تھی۔

بہرحال میرے استاد براؤن کو یہ جگہ مرغوب ہے۔"

"اور آپ کو ناپسند؟"

"بات یہ ہے" اس نے میرے سوال پر کسی قدر بے تابی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "میں انگلستان ہی کو سب سے اچھا سمجھتا ہوں۔ علاوہ بریں اس جگہ کی آب و ہوا نسبتاً گرم ہے۔ کیا آپ محسوس نہیں کرتیں؟"

"نہ۔ میں نہیں کرتی" میں نے جواب دیا "لیکن شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ میں دوپہر کو بہت کم باہر جاتی ہوں۔ یا یہ کہ میں اس آب و ہوا کی عادی ہوں۔ دراصل میری عمر کا بڑا حصّہ فرانس ہی میں گذرا ہے۔"

"اس کے باوجود آپ انگریزی خوب بولتی ہیں" اس نے انداز تعریف سے کہا۔ "غالباً آپ کے سب رشتہ دار فرانسیسی ہیں"

۲

اس کے الفاظ میرے سینہ میں برچھی کی طرح لگے۔ کاش اس کو معلوم ہوتا، کہ یہ عامیانہ فقرہ میرے لئے کس قدر رنج و تکلیف کا باعث تھا۔ بے اختیاری کی سی حالت میں میں کرسی پر بیٹھ کر اس کے سہارے جھک گئی۔ اور چند لمحوں کے لئے یہ کیفیت میری تھی، کہ میں اس کی موجودگی تک کو بھول گئی۔ رشتہ داروں کا سوال مجھ بدنصیب سے؟ جس کا حافظہ اس کی ماں کی صورت تک پیش نہ کر سکتا تھا، بچپن، طفلی اور جوانی کے تینوں زمانوں میں کبھی کسی عورت نے مجھ سے مادرانہ شفقت کا برتاؤ نہ کیا تھا۔ اور سخت گیر بڈھی میڈ موازل ڈوپونٹ کے سوا جو خانقاہ میں بڑی استانی تھیں، مجھے کسی عورت کے زیر سایہ رہنے کا بھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ میری موجودہ حالت یہ تھی کہ گو میں اپنے باپ کے پاس رہتی تھی، اور اسے مجھ سے اپنے طور پر محبت بھی تھی، لیکن اس محبت میں وہ گرمی یا وہ جوش جس کی مجھے خواہش تھی، بالکل نہ تھا۔ وہ ایک طرح کی سرد اور بے جوش محبت تھی۔ جس پر مجھے کفایت

کرنی پڑتی تھی۔ پھر اس کے علاوہ اس کا طریق زندگی اور اس کے عادات میرے لئے بہتر طور راز تھے۔ جب کبھی میں اس سے اپنے رشتہ داروں یا عہد ماضی یا اپنی ماں کے بارہ میں سوالات پوچھتی تو اس کا جواب یا خاموشی یا مضطربانہ تہمائش ہوا کرتا تھا۔ میں گو صحیح طور پر نہیں کہہ سکتی، تاہم ممکن ہے مسٹر کارلین کے سوال پر میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے ہوں بہر حال کوئی بات اس کو میرے چہرہ کی تبدیلی میں ایسی نظر آئی جس سے اس نے معلوم کیا کہ اس کا سوال میرے لئے باعث تکلیف ثابت ہوا ہے۔ اس سے فوراً پشیمان ہو کر اس نے التجائے رحم کی نظروں سے میری طرف دیکھا اور کہا۔

"مجھ کو افسوس ہے" اس نے لہجۂ التجا میں کہنا شروع کیا "اگر میرے کسی لفظ سے آپ کو رنج پہنچا ہو، تو میں اس کے لئے معافی طلب کرتا ہوں۔ دراصل میری گفتگو کچھ اس طرح کی بھدی ہوا کرتی ہے...."

"کوئی بات نہیں" میں نے لاپروائی ظاہر کرتے ہوئے جواب دیا "اور آپ کی گفتگو میں کوئی بھدا لفظ نہیں تھا۔ خیر اب ٹھہریئے۔ میں چائے منگاتی ہوں۔ تکلیف نہ ہو تو گھنٹی بجا دیجئے"

وہ میرے برابر ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ اب اشارہ پا کر بے ضرورت عجلت کے ساتھ اُٹھا۔ اور بڑے زور سے گھنٹی بجائی۔ نوکرانی گھنٹی کی پُر شور آواز سن کر گھبرائی ہوئی آئی۔ اور میں نے اس سے چائے لانے کو کہا۔

"مجھ سے بڑی غلطی ہوئی" خادمہ کے چلے جانے کے بعد میں نے کہا "کہ اپنے رنج پر قابو نہ پا سکی۔ بات یہ ہے میں بارہا اپنی حالت کی تنہائی کو سختی کے ساتھ محسوس کرتی ہوں۔ آپ کے فقرہ نے اس وقت اس خوفناک حقیقت کی یاد تازہ کر دی کہ والد کے سوا میرا اس دنیا میں کوئی رشتہ دار نہیں ہے"

"تاہم دوست ضرور ہوں گے" اس نے حیرت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

میں نے صورتِ انکار سر ہلا دیا۔

"کوئی نہیں۔"

اس کے اپنے چہرہ سے تکلیف و پریشانی ظاہر ہونے لگی تھی۔

"لیکن میڈموازل ڈافورجٹ!" اس نے دفعتاً کہنا شروع کیا۔ "اس حالت میں آپ کا وقت یقیناً بڑی مشکل سے کٹتا ہوگا۔ کیا آپ کے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ نہ آپ کسی سے ملنے جاتی ہیں اور نہ کوئی آپ سے ملنے کے لئے آتا ہے۔ کیا آپ کے والد اس جگہ کے رہنے والوں سے کوئی واقفیت نہیں رکھتے؟"

"میرے خیال میں وہ ان کو جانتے ضرور ہیں۔" میں نے آہ بھر کر جواب دیا۔ "لیکن ان کا مزاج چونکہ خلوت کا دلدادہ ہے۔ اس لئے وہ لوگوں سے بہت کم میل جول رکھتے ہیں۔"

"تاہم آپ کے لئے یہ حالت کس قدر باعثِ تکلیف ہوتی ہوگی؟" اس نے موثر لہجہ میں کہا۔ "اس صورت میں ان کا مجھے دعوت دینا خاص طور پر داخلِ عنایت ہے۔ میں۔۔۔۔"

مگر فقرہ ناتمام ہی تھا کہ کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ اور اس کے بعد کسی کے آتے ہوئے پاؤں کی آواز سنائی دی۔ ہم دونوں ایک ساتھ پیچھے مڑ کر دیکھنے لگے اور مسٹر کارلین کا فقرہ ناتمام ہی رہ گیا۔

باب ۔ ۳

ڈابرن کی مایوسی

۱

ایم ڈابرن داخل ہوا۔

ٹوپی اس کے ہاتھ میں تھی اور وہ رخصت کے لئے تیار تھا۔ مگر میں نے اس کی صورت سے معلوم کیا کہ وہ ایم کارلین کو میرے پاس دیکھ کر بہت خوش نہیں ہوا۔

"کیا!... آپ تشریف لئے جاتے ہیں؟" میں نے اس سے پوچھا۔
"بدقسمتی سے میں رخصت ہونے پر مجبور ہوں" اس نے سر کو خم کر کے جواب دیا۔
"بعض دوست ملنے کو آنے والے ہیں۔ اور میرا اُن سے پہلے ہوٹل پہنچ جانا ضروری ہے۔
کارلین مجھ کو افسوس ہے، تم کو ساتھ چلنے کے لئے کہتا ہوں، لیکن...."
"مگر میں فی الحال نہ جاؤں گا" ایم کارلین نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "یعنی اس صورت میں کہ میڈموازل ڈا فورجٹ" اس نے میری طرف مڑتے ہوئے کہا "اس بات کی اجازت دیں"
جس پر میں نے جواب دیا کہ مجھے آپ کے ٹھہرنے سے خوشی ہے۔
ایم ڈا برن نے غصہ سے ہونٹ چبایا۔ اس کے چہرہ پر آثارِ اضطراب پیدا ہو گئے۔
کہنے لگا "میڈموازل کے منشا کے برخلاف میں ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکتا۔ لیکن کارلین تم کو یاد ہوگا کہ اس جگہ آنے سے پہلے میں نے تم کو دعوت دی تھی"
"اوہ میں اس دعوت کو بھولا نہیں ہوں" مسٹر کارلین نے جواب دیا "اب بھی امید ہے کہ گھر جاتے ہوئے رستہ میں مل کر جاؤں گا"
ایم ڈا برن کے چہرہ سے آثارِ اضطراب رفع ہوئے۔
"بہت اچھا" اس نے کہا "اس صورت میں میں انتظار کروں گا" پھر میری طرف مڑ کے "میڈموازل ڈا فورجٹ! میں اب رخصت کی اجازت چاہتا ہوں۔ اور گو مسٹر کارلین میرے ساتھ جانے کے لئے تیار نہیں۔ تاہم میرے جی کو اس خیال سے اطمینان ہے کہ میں اسے بہتر صحبت میں چھوڑے جاتا ہوں"
جواب میں میں نے اس کو سرد مہری سے الوداع کہی اور وہ رخصت ہو گیا۔
"آپ نے بڑی عنایت کی کہ مجھے ٹھہرنے کی اجازت دے دی" مسٹر کارلین نے اس کے چلے جانے کے بعد میری دی ہوئی چائے کو ایک گھونٹ پیتے ہوئے کہا۔

"میں خوش ہوں آپ نے میرے کہنے سے ٹھہر جانا منظور کیا۔" میں نے اس کو جواب دیا: "میری رائے میں آپ کا ایم ڈابرن کے پاس ٹھہرنے سے اس جگہ ٹھہرنا ہر لحاظ سے فائدہ مند ہوگا۔"

"بے شک وہ تو میں پہلے ہی جانتا ہوں۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔

"میرا مطلب ایک اور پہلو سے ہے۔"

"یعنی کیا؟"

"یہ کہ میں اس کو اچھا آدمی خیال نہیں کرتی۔"

"میرے اندازہ سے آدمی تو کچھ ایسا بُرا نہیں ہے۔" مسٹر کارلین نے پُرخیال انداز سے کہنا شروع کیا: "گو سچ پوچھئے تو میں اس کے مداحوں میں سے بھی نہیں ہوں۔"

"میری اپنی رائے میں اس کی صحبت آپ کے حق میں باعثِ مضرت ہے۔" میں نے اس پر کہا: "غالباً وہ تاش کھیلا کرتا ہے۔"

"مگر آپ کو معلوم ہوگا کہ اس جگہ سبھی لوگ تاش کھیلتے ہیں۔ اس کے سوا یہاں اور کوئی مشغلہ نہیں ہے۔"

"تو کیا آپ بھی کھیلا کرتے ہیں؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"بہت کم۔" اس نے جواب دیا: "صرف چند بار ڈابرن اور اس کے دوستوں سے کھیلا ہوں۔ لیکن یہ کھیل میرے لئے بہت مہنگا ثابت ہوا ہے۔"

"میرا اپنا خیال یہی تھا۔" میں نے خشک لہجہ میں کہا: "غالباً ایم ڈابرن ہر بار جیتا ہوگا۔"

مسٹر کارلین نے انداز حیرت سے دیکھا۔

"یہ صحیح ہے۔" پھر اس نے کہا: "مگر آپ کو کیونکر معلوم ہوا؟"

"بات یہ ہے۔" میں نے شانوں کو حرکت دے کر کہا: "اس کی صورت کہے دیتی ہے

کہ وہ تاش کے کھیل میں ہارنے والا نہیں۔ علاوہ بریں" میں نے رکتے ہوئے کہا۔ "والد نے جورلڈ ایم ڈابرن کے بارہ میں ظاہر کی، وہ بہت اچھی نہ تھی۔ غالباً آپ کا ایم ڈابرن سے دوستانہ تو نہیں ہے؟"

"نہیں، میں اس کا دوست تو نہیں ہوں محض ایک رسمی واقفیت ہے۔ تو بھی میرا خیال تھا کہ وہ ایک شریف آدمی ہے۔ مجھ سے اس کا سلوک ہمیشہ عنایت آمیز رہا ہے"

اس وقت کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ اور ایک نوکرانی بند خط لئے ہوئے داخل ہوئی۔

"ایک صاحب موسیو سے ملنا چاہتے ہیں" اس نے خط مسٹر کارلین کو پیش کر کے کہا۔

"کیا مجھ سے؟" مسٹر کارلین نے حیرت کے ساتھ پوچھا۔ "کون اس وقت رات کو مجھ سے ملنے آیا ہوگا؟ اس کے علاوہ چونکہ ہم نے کسی سے اس جگہ آنے کا ذکر بھی نہیں کیا۔ اس لئے ضرور کچھ غلط فہمی ہوئی ہوگی"

"یہ بات نہیں ہے" نوکرانی نے جواب دیا۔ "خط پر آپ ہی کا نام آنریبل آرتھر کارلین درج ہے۔ اور وہ صاحب جنہوں نے یہ خط مجھ کو دیا۔ یہ اصرار کہتے تھے کہ یہ آپ ہی کے حوالہ کیا جائے۔ وہ اس وقت نیچے کھڑے انتظار کر رہے ہیں"

۲

مسٹر کارلین نے لفافہ کھولا۔ ایک مختصر سا رقعہ اس میں بند تھا۔ اسے پڑھ کر سب سے پہلے اس کے منہ سے کلمۂ حیرت نکلا۔ پھر سرخی کی جھلک چہرہ پر ظاہر ہوئی۔ اور اس نے خط ہاتھ سے مسل ڈالا۔

"بہت اچھا۔ تم ان سے کہہ دو کہ میں ایک منٹ میں آتا ہوں۔" پھر اس نے نوکرانی سے کہا۔ اور بعد ازاں میری طرف مڑ کے "معاف کیجئے۔ اشد ضرورت سے جاتا ہوں۔ میرا ایک خالہ زاد بھائی اچانک اس جگہ آیا اور مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ یہ رقعہ

ایم ڈابرن نے بھیجا ہوگا۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔"

"تو بے شک تشریف لے جایئے۔" میں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"الوداع!"

"میڈموازل ڈافورجٹ!" اس نے پُرجوش لہجہ میں کہنا شروع کیا: "انگلستان سے رخصت ہونے کے بعد آج پہلا موقعہ ہے کہ میرا وقت اس قدر لطف کے ساتھ گذرا۔ میں نہیں جانتا آپ اس کی اجازت دیں یا نہ دیں لیکن تصدیعہ نہ ہو تو میں پھر بھی کسی موقعہ پہ حاضر خدمت ہونے کی آرزو رکھتا ہوں۔"

میں نے جواب دینے سے پہلے تامل کیا۔ انکار اوّل تو اس کے لئے باعثِ تکلیف ہوتا۔ پھر اس کے علاوہ میرا اپنا وقت تنہائی میں بڑی اُداسی کے ساتھ گذرتا تھا! تیسرا خیال یہ بھی دل میں پیدا ہوا کہ اسے ایم ڈابرن کی صحبت سے بچانے کا واحد ذریعہ یہی ہے۔ چونکہ میری یہاں کے بہت کم لوگوں سے ملاقات تھی۔ اس لئے کسی کے اعتراض کا اندیشہ بھی نہیں تھا۔ سوچا آج کیوں نہ اپنی عمر میں پہلی بار اپنی مرضی سے کام لوں۔ والد کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ پس میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا: "ایک بار کی اجازت میں آپ کو دے سکتی ہوں ـــــــ"

اس نے میرا ہاتھ اپنی لمبی گندم رنگ انگلیوں میں مضبوطی کے ساتھ پکڑا اور گو مجھے اس سے تکلیف ہوئی۔ تاہم میں سہ گئی۔

"میڈموازل ڈافورجٹ! میں پھر ایک بار شکریہ ادا کرتا ہوں۔" اس نے کہا: "اور اب فی الحال خدا حافظ!"

اس کے بعد وہ رخصت ہو گیا اور میری نگاہ انداز حسرت سے اس کا پیچھا کرتی رہی۔ مجھے اس کے آنے کی بہت خوشی تھی۔ اور اس سے زیادہ اس سے واقفیت پیدا ہونے کی۔ اس چھوٹی سی ملاقات نے ہی میری سب اُداسی دور کر دی۔ اس کے جانے کے بعد میں اس قابل تھی کہ رو سکوں۔ اور جو عورت رو سکتی ہو۔ وہ کبھی بدترین حالت میں نہیں ہوتی!

باب ۔ ۴

پُر اسرار آوازیں

۱

مسٹر کارلین کے رخصت ہونے کے بعد میں اُس باسکٹ کی طرف گئی ، جس میں کشیدہ کاری کا کام رکھا تھا ۔ اور اسے اُٹھا کر خود بھی اپنے کمرہ میں جانے کی فکر کر رہی تھی کہ ..... ٹھہر گئی ۔ شاید میں اس وقت چلی جاتی ، تو واقعات وہ صورتِ حال اختیار نہ کرتے ۔ جو بعد ازاں انہوں نے کیا ۔ شاید اس حالت میں ... لیکن نہیں ۔ غیب کا حال کس نے جانا ۔ اور قسمت کے اسرار کو کس نے سمجھا ہے ؟

۲

میں رخصت کی تیاری کر رہی تھی ، کہ کھلی کھڑکی کی راہ سے بادِ نسیم کا سرد جھونکا پھولوں کی خوشبو سے مہکا ہوا داخل ہوا ۔ اس کے بعد میں جانے سے پہلے شب کا نظارہ لینے اور مشامِ جان کو تازہ کرنے کے خیال سے پھر ایک بار کھڑکی کی راہ سے نکل کر بالکونی پر گئی ۔ سنہرا چاند صنوبر کی چوٹیوں سے اوپر اُٹھتا دکھائی دیتا تھا ۔ اور سرد ہوا پودوں کی پتیوں کو چھیڑتی اور غنچوں کو گدگداتی میرے گرم رخساروں اور کنپٹیوں کو سہلاتی ہوئی چلتی تھی ۔ کششِ عظیم سے مجبور ہو کر میں ٹھہر گئی ۔

اماں حوا کے وقت سے لے کر عہدِ حال تک ایسی کوئی عورت پیدا نہ ہوئی ہوگی ، جس کے تخیل نے کسی نہ کسی موقعہ پر فرحت و انبساط کے فرضی نظارے پیش نہ کئے ہوں یا جسے خوابِ راحت کی دید سے لطف حاصل نہ ہوا ہو ۔ میں گہری فکروں میں ڈوبی ہوئی کھڑی تھی کہ پائیں باغ سے آتی ہوئی گفتگو کی آوازوں نے اس طلسمِ اہتزاز کو بالکل باطل کر کے مجھے خوابِ راحت سے چونکا دیا ! میں نے جب اس سمت میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ دو مرد کوٹھی کے بالمقابل روش پر کھڑے باتیں کر رہے تھے !

ایک کو میں نے جان لیا۔ کیونکہ چاندنی اس کے برہنہ سر کو پوری طرح نمایاں کرتی تھی۔ یہ مسٹر کارلین تھا۔ مگر اس کا ساتھی جو پودوں کے سایہ میں ایک طرف ہٹ کے کھڑا تھا اس کی صرف ایک دھندلی سی تصویر مجھ کو دکھائی دی۔ اس لئے اس کے بارہ میں میں اس سے زیادہ کوئی حال معلوم نہ کر سکی کہ وہ ایک لمبے قد کا جوان تھا۔ جس کے گلے میں لمبا اسٹر کوٹ اور سر پہ دات کے پہننے کی ٹوپی تھی۔ شروع میں گہرے انہماک کی وجہ سے میں ان کی باتوں کو بالکل نہ سُن سکی تھی۔ لیکن اب دفعتًا ان کی موجودگی سے واقف ہونے کے بعد ان کی آوازیں واضح اور صاف سُنائی دیں۔ چونکہ میں ان کی گفتگو سننے کی خواہشمند نہ تھی۔ اس لئے پہلے میرا ارادہ بالکونی سے رخصت ہو جانے کا تھا۔ لیکن پھر میں نے سوچا، کہ گو وہ لوگ اب تک میری موجودگی سے بے خبر تھے۔ تاہم حرکت کرنے کی صورت میں وہ ضرور اس سے واقف ہو جائیں گے۔ اور چونکہ ان کی نظروں میں آنا اور یہ ظاہر کرنا کہ میں اس وقت تک ان کی گفتگو سنتی رہی ہوں۔ مجھ کو نامنظور تھا۔ اس لئے میں نے اسی جگہ ٹھہرے رہنا بہتر سمجھا۔ شروع میں از راہ مجبوری لیکن اس کے بعد ایک مصلحت کی وجہ سے جو عنقریب ظاہر ہو گی۔

"سچ جانو" آرتھر کارلین کی آواز جو عمومًا بلند آہنگ تھی۔ اس موقعہ پہ کسی قدر دبے ہوئے لہجہ میں کہتے سُنائی دی۔ "مجھے تم سے مل کر نہ صرف خوشی بلکہ حیرت بھی بہت ہوئی ہے۔ آخری بار جب والدہ کا خط آیا تو اس میں لکھا کہ تم ... میرے خیال میں کوئی خبر تمہاری غرقابی کے بارہ میں پھیلی ہوئی تھی۔ کیا یہ صحیح ہے؟"

تھوڑی دیر سکوت رہا۔ اس کے بعد مرد ثانی کی آواز دبی ہوئی لیکن صاف آنی شروع ہوئی۔ لیکن آہ وہ آواز! ... خیال اس میں شک نہیں عجیب، ناقابل تسلیم اور بعید از فہم تھا۔ تاہم اس کی صحت میں کوئی شبہہ ممکن نہ تھا۔ کیونکہ اس آواز کا لوچ اسکی خصوصیت فوراً ہی اس حقیقت کو بے نقاب کرنے کا ذریعہ ثابت ہوئی کہ وہ ایک پہچانی ہوئی آواز

تھی۔ خیال کے پیدا ہوتے ہی حیرت، خوشی اور انبساط کی لہر میرے بدن کے ہر حصہ میں پھیل
گئی۔ اور میں نے آنکھیں پھاڑ کر اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کی لیکن ایک دھندلی
شبیہ کے سوا اس کی صورت کا صحیح نقشہ بالکل نظر نہ آسکا۔ صرف اتنا معلوم ہوا کہ وہ
کوئی دراز قد نوجوان ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ بہرحال یہ ناممکن تھا۔۔۔ محال اور ناممکن
تھا کہ یہ وہ ہو! اس کے باوجود نہ معلوم کیوں میرا دل زیادہ زور سے دھک دھک
کرنے لگا۔ کیوی میری انگلیاں عشق پیچے کی اس بیل میں جو بالکونی کے گرد لپٹی ہوئی
تھی، اندازِ تشنج سے الجھنی شروع ہو گئیں۔ کیوں میں جس قدر ممکن تھا آگے کی طرف جھک
کر دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"بات یہ ہے" دوسرے آدمی نے جواب میں کہنا شروع کیا: "میں ایک کام کیلئے
قلعہ کلیلیون میں گیا تھا۔ جو پارک شائر کے ساحل پر ایک عجیب طرح کا پُراسرار مقام ہے۔
اس جگہ پہنچ کر میں قلعہ کی محافظ عورت کے بیٹے کے ساتھ بعض خفیہ تہ خانوں کی دیکھ بھال
کرنے لگا۔ خیال تھا وہ ان کے حالات سے پوری طرح واقف ہے لیکن بدقسمتی سے یہ خیال
غلط نکلا۔۔۔"

"لیکن۔۔۔ ار۔۔۔ کیا یہ صحیح ہے کہ تمہیں اس جگہ پانی میں کسی طرح کا حادثہ پیش
آیا تھا؟" آرتھر کارلین نے قطع کلام کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہ صحیح ہے۔ جوار آنے کے وقت ہم دونوں ایک سُرنگ کے دہانہ میں کھڑے
تھے جس کے بعد آنِ واحد میں چاروں طرف پانی بھر گیا۔ اور وہ راہ جس سے ہمیں واپس
جانا تھا، بند ہو گئی۔ اس اثناء میں پانی بڑی تیزی کے ساتھ بڑھا چلا آتا تھا۔۔۔"

"لیکن تم کو چاہیئے تھا۔ ساحلی کراروں پر چڑھ کر نکل جاتے۔"

"وہ اتنے سیدھے اور عمودی تھے کہ ان پر چند فٹ چڑھنا بھی محال تھا! انتہائی
صورت یہ تھی کہ ہم آخر تک انتظار کریں اور اس کے بعد تیر کر نکل جائیں۔ اپنے بارہ میں

مجھے یاد نہیں۔ کہ کب بے ہوش ہوا۔ بہرحال تھوڑی دیر ہاتھ پیر مارنے کے بعد میں تھک کر رہ گیا۔ اور اس کے بعد لہروں نے خود ہی مجھے ساحل پر لا ڈالا۔ میرے ساتھی کو ایک ماہی گیر کشتی نے جو گاؤں کی طرف آرہی تھی، بچا لیا۔"

"گویا وہ بھی زندہ بچ گیا؟"

"یوں کہیے کہ جان باقی رہ گئی۔ وہ پہلے ہی --- بیمار تھا۔ اس کے بعد اس کوشش نے نیم مردہ کر دیا۔ تاہم اب وہ بہتر ہے۔ معلوم ہوا شروع میں میری اپنی جان کے لالے تھے۔ تاہم کچھ زندگی تھی، کہ بچ گیا۔ اس کے بعد جیسے ہی بستر سے اٹھنے کے قابل ہوا تو ڈاکٹر نے تبدیلِ آب و ہوا کے لئے جنوب فرانس میں بھیج دیا۔"

"لیکن اس جگہ ... اس دور اُفتادہ مقام پر آنے کے کیا اسباب ہوئے۔ کیا تم کو معلوم تھا کہ میں یہاں موجود ہوں؟"

"میں جب پچھلے ہفتہ نیس میں تھا۔ تو تمہاری والدہ کے ایک خط سے معلوم ہوا تھا کہ تم اپنے معلم کے ساتھ اس جگہ آئے ہو۔ اور چونکہ ایک اور سلسلہ میں بھی مجھ کو یہاں آنا تھا اس لئے چلا آیا۔ فی الحال میں لائن ڈاور کے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہوں۔"

"کیا لائن ڈاور کے ہوٹل میں؟ ہم بھی تو وہیں ٹھہرے ہیں۔ خوب!" اور پھر دفعتاً لہجہ بدل کے آرتھر کارلین نے پوچھا۔ "برنارڈ! کیا تمہارے والد ارل آف لسمٹن کے بارہ میں کوئی نئی بات دریافت ہوئی؟ ... کیا نیلسن کا پتہ ملا؟"

جواب اس قدر ہلکی آواز میں دیا گیا کہ میں نہ سن سکی۔ تاہم مسٹر کارلین کے لہجہ پُرجوش سے معلوم ہوا کہ وہ کوئی تسلی بخش جواب نہ تھا۔

کہنے لگا "وہ لوگ احمق اور نادان ہیں ورنہ اب تک کبھی کے کامیاب ہوگئے ہوتے برنارڈ! اس سے تمہارے جی کو صدمہ ہوا ہوگا۔ میں اس کو بخوبی سمجھ سکتا ہوں۔ کتنی بڑی امید اس شخص کے پکڑے جانے کی تھی۔ جو افسوس! خاک میں مل گئی!"

"خیر اب کوئی امید اس کی گرفتاری کی باقی نہیں ہے" مرد ثانی نے جواب دیا۔
"مجھے اس بات کا بڑا رنج ہے میرے خیال میں تمہاری کمزور صحت کو دیکھتے ہوئے مجھے یہ ذکر چھیڑنا ہی نہ چاہیئے تھا۔ تاہم میں پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔"
"آرتھر! میں تمہاری ہمدردی کا ممنون ہوں۔ لیکن اس مضمون کا چھوڑ دینا ہی بہتر ہوگا۔ علاوہ بریں میں جس کام کے لئے تم سے ملنا چاہتا تھا، وہ کچھ اور ہے"

۳

اس نے اپنی آواز چونکہ بہت مدھم کرلی تھی اس لئے اگلا فقرہ میں پھر نہ سن سکی تاہم اس جواب سے جو اس کے بعد آرتھر کارلین نے دیا۔ معلوم ہوا کہ وہ کوئی رنجیدہ ذکر تھا۔
"نہیں برنارڈ!" اس کی آواز لہجہ پرجوش میں کہتے سنائی دی" یہ بالکل فضول باتیں ہیں۔ تم شاید خیال کرتے ہو کہ میں اور میرا معلم دو ننھے بچے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے یقین کرو ہم اپنی حفاظت اچھی طرح کرسکتے ہیں۔ علاوہ بریں اس معاملہ کی نسبت ضرور تم کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ کیونکہ ہمارا میزبان مرد شریف اور ایک ماہر ادبیات ہے۔ ہم اس کی دعوت کو باعث فخر و عزت خیال کرتے ہیں۔ آج ہی صبح کا سینو میں جو گفتگو اس کے بارہ میں ہم نے سُنی تھی اس سے پایا جاتا تھا کہ اس کے وقت کا بیشتر حصہ کتب خانہ یا غریب لوگوں کی امداد میں بسر ہوتا ہے۔ اس لئے جو کچھ تم نے اس بارہ میں سُنا ہے وہ ضرور غلط ہوگا"
تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ اور گو بادِ سرد کے تیز جھونکے بیلوں اور جھاڑیوں کو سرسراتے ہوئے کھڑکی کی طرف آرہے تھے تاہم مجھے اپنے رخسار سے گرم ہوتے محسوس ہوئے دفعتاً دوسرے آدمی نے جواب دینا شروع کیا۔
"آرتھر! جو میں کہنا چاہتا ہوں اسے غور کرکے سنو۔ میں عمر میں تم سے بڑا ہوں اور میں نے تم سے زیادہ دنیا دیکھی ہے۔ کم از کم اس واقعہ کے بارے میں جو حالات مجھ کو معلوم ہیں۔ تم ان سے واقف نہیں ہوسکتے۔ یورپ کے یہ تفریحی مقامات خصوصاً اس طرح کی

چھوٹی جگہیں جیسے سینٹ میرین ہے، درحقیقت ادنے درجے کے قمار خانے ہیں۔ اور صرف وہ لوگ ان میں رہتے ہیں جو زیادہ فیشن ایبل مقامات سے فرار ہو کر ان میں آباد ہو گئے ہیں دغا، فریب، دھوکا ان چیزوں پر ان کی گذر ہے۔ تمہارے میزبان کے بارہ میں مجھے کوئی خاص حالات معلوم نہیں، اور میں ان کے نام تک سے واقف نہیں ہوں۔ تاہم جس مکان میں وہ رہتا ہے۔ وہ مجھ سے مشکوک بیان کیا گیا ہے۔ ذاتی طور پر میں اس کے برخلاف کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ ممکن ہے وہ ایک شریف آدمی ہو۔ لیکن وہ دوسرا شخص ڈابرن جو تمہارا دوست ہے، اس کے بارہ میں تو میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ وہ مسلمہ قمار باز اور بڑا چلتا پرزہ بدمعاش ہے۔ وہ محض عقل کے زور سے روزی کماتا ہے۔ اور تمہارے ایسے ناتجربہ کار لڑکوں کو لوٹ کر گذر اوقات کرتا ہے۔ جرنیل ارل نے آج صبح تمہیں اس کے ساتھ دیکھا تھا۔ اور چونکہ اسے خود تم سے مل کر فہمائش کا موقعہ نہیں ملا۔ اس لئے جیسے ہی میں آیا۔ اس نے مجھے اس واقعہ کی اطلاع دی۔ اگر یہ سب کچھ مسٹر براؤن کی لاعلمی میں ہوا ہے تو خیر۔ لیکن اگر تم اس کی ہمراہی میں ڈابرن سے ملتے اور اس کے مکان پر جاتے رہے ہو، تو میں آج ہی خط لکھ کر تمہارے باپ کو مطلع کر دوں گا، اور ان سے کہوں گا، کہ وہ کسی دوسرے اور بہتر معلم کا انتظام کر دیں۔"

"مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ جس طرح آپ کا جی چاہتا ہے کریں۔" آرتھر کارلین نے جوش میں بھر کر کہا۔ "تاہم اتنا میں کہوں گا کہ بڈھا ارل اب سٹھیاتا جا رہا ہے۔ اور وہ نہیں جانتا، کہ اسے کیا کہنا چاہیے اور کیا نہیں؟"

"یہ تمہاری زبردستی ہے کہ ایسا کہتے ہو۔ ورنہ جرنیل ارل بڑا دانا آدمی ہے اور اس کے ساتھ ہی اتنا راست شعار کہ وہ بے وجہ کسی پر اعتراض نہیں کرتا۔ پھر اس کے علاوہ وہ تمہارے باپ کا دوست ہے۔"

"بہر حال میں اس وقت ڈابرن کے پاس نہیں ہوں؟" آرتھر کارلین نے جھونجل

میں آ کر کہا۔" اس کو یہاں سے گئے ایک گھنٹہ سے زیادہ عرصہ ہو گیا "

" اوہ! کیا وہ اس جگہ آیا تھا؟" دوسرے آدمی نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔

" اس نے یہیں کھانا کھایا تھا "

" یعنی اس گھر میں جس میں تمہارا میزبان رہتا ہے ... آرتھر! کیا یہ ایک واقعہ تمہاری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں ہے؟ دیکھو میرا کہا مانو۔ آئندہ اس میل جول کو ترک کرو اور میرے ساتھ ہوٹل میں چل کر اس سوال کو طے کر لو۔ کہ اس کے بعد تمہیں کیا کرنا چاہیئے "

" معاف کیجئے میں ایسا نہ کروں گا۔ شاید آپ مجھ کو بچہ خیال کرتے ہیں "

" آرتھر! میں کبھی تم کو مجبور نہ کرتا۔ اگر میں نے تمہاری ماں سے اس بات کا وعدہ نہ کیا ہوتا کہ تمہاری خبرگیری کرتا رہوں گا۔ میری اپنی پریشانیاں کیا کم ہیں۔ کہ میں اوروں کے معاملات میں دخل دیتا پھروں "

اس کے بعد آرتھر کارلین کا لہجہ بدل گیا۔

" آپ کی حالت مجھ سے پوشیدہ نہیں " اس نے پہلے سے نرم آواز میں کہا۔ " اور یہ آپ کا بڑا احسان ہے کہ میرے لئے اتنی فکر کرتے ہیں۔ لیکن ... حالت موجودہ میں افسوس میں مجبور ہوں "

" یعنی تم میرے ساتھ نہ جاؤ گے؟"

" فی الحال نہیں۔ کیونکہ میں ایم ڈافورجٹ کا مہمان ہوں "

" اس صورت میں کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ تم مجھے بھی اپنے ساتھ لے جا کر میزبان سے تعارف کرا دو ... اُف میرے خدا! "

۳

اس موقعہ پر آرتھر کارلین کے ساتھی نے دفعتاً اپنی جگہ بدلی۔ اور وہ آخری جملہ جو اس نے کہا۔ گلوگرفتہ لہجہ میں کانپتے ہوئے ہونٹوں سے نکلا تھا۔ کارلین نے حیرت سے اس

کی طرف دیکھا، پھر اس کی دہشت انگیز نگاہ کا پیچھا کرتے ہوئے مڑا۔ اس وقت میں نے دیکھا
ایک سایہ تاریک ان دونوں میں حائل ہوا۔ اور جب اس کے بعد میں نے آگے جھک کر نظر ڈالی۔
تو معلوم ہوا کہ والد ننگے سر منہ میں سگریٹ لئے مکان کی ایک کھڑکی سے نکل کر باہر آرہے ہیں۔
آرتھر کارلین کی آواز سکوت عظیم کو چیرتی ہوئی لہجۂ وقار میں کہتے سنائی دی۔
"برنارڈ! آؤ میں تمہارا تعارف اپنے میزبان موسیوڈ افورجٹ سے کرا دوں۔۔۔
موسیوڈ افورجٹ! یہ میرے خالہ زاد بھائی لارڈ کلینیون ہیں!"

باب - ۵

وہ جانی ہوئی صورت

۱

میری عمر خواہ سو سال کی ہو جائے۔ اور جو لاتعداد واقعات میری طوفانی زندگی میں
پیش آئے ہیں۔ ان کی یاد اثرات زمانہ سے کتنی ہی مدھم کیوں نہ ہو۔ بہر حال میں اس ایک واقعہ
کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ والد جو عام حالات میں نئی ملاقاتوں پر بہیکل اخلاق بنا کرتے تھے۔
اس وقت چپ چاپ سرد مہر، بے توجہ کھڑے تھے۔ سلگتا ہوا سگریٹ ہونٹوں میں تھا۔ لیکن نہ
انہوں نے اپنے کسی لفظ سے، نہ حرکت سے اس تعارف کو قبول کیا۔ نہ خواہش تعظیم ظاہر کی۔
ایسا معلوم ہوتا تھا گویا انہوں نے ان الفاظ کو بالکل سنا ہی نہیں ہے:
لارڈ کلینیون ان سے چند فٹ کے فاصلہ پر کھڑا تھا۔ اب اس کی صورت مجھ کو واضح
اور صاف دکھائی دیتی تھی۔ لیکن اگر اس سے پہلے میں نے اس کی آواز۔۔ اور اس کا نام نہ
سنا ہوتا تو شاید اب بھی اس کی موجودگی کو مشکوک تصور کرتی کئی باتیں اس میں بدلی ہوئی
اور عجیب تھیں۔ اول تو اس کا چہرہ بہت پیلا اور ستا ہوا تھا۔ پھر اس کے علاوہ گو اس کی قامت
اب بھی سیدھی تھی۔ تاہم بدن لاغر اور کمزور تھا۔ رخسارے بھی پہلے کی نسبت پچکے ہوئے اور

خط و خال تیکھے تھے۔ اب جو میں نے بغور اس کی طرف دیکھا، تو معلوم ہوا کہ اس کا ایک ہاتھ سر کی طرف اُٹھا ہوا اور منہ حیرت سے کھُلا تھا۔ اور اس کی آنکھوں میں اور چہرے کے آثار میں دہشت کی کچھ ایسی جھلک پائی جاتی تھی جس کو میں کسی بہتر لفظ کی عدم موجودگی میں ہیبت ناک کہہ سکتی ہوں۔ اس وقت اس کی نگاہ والد کے چہرہ پر لگی ہوئی تھی۔ قریباً ایک لمحہ یا اس سے کم یہ حالت رہی۔ اس کے بعد زائل ہو گئی۔ اس دوران میں آرتھر کارلین حیرت مجسم بنا ہوا کبھی ایک اور کبھی دوسرے کے منہ کی طرف تکتا تھا!

"کیوں؟ ... معاملہ کیا ہے؟" اس نے بڑی دیر کے بعد سکوت توڑتے ہوئے کہا۔ اور میرا خیال ہے کہ اگر یہ وقفۂ خموشی ذرا اور لمبا ہو جاتا تو میرے اپنے منہ سے چیخ نکل جاتی۔ "کیا تم دونوں کو بھوت دکھائی دیتے ہیں ... یا کیا ... برنارڈ! کیا تم بیمار ہو؟"

۲

اس کے بعد فوراً یہ کیفیت زائل ہو گئی۔

لارڈ کلیبون اس آدمی کی طرح جو حالتِ خواب سے بیدار ہو سنبھلا اور اخلاق مجسم بن گیا۔ والد بھی اپنی اصلی حالت پر آ گئے۔ اور ان میں حسبِ معمول رسمی تکلف کی گفتگو شروع ہو گئی۔ تاہم میں نے دیکھا کہ جب والد نے لارڈ کلیبون کا ہاتھ پکڑا۔ تو ایک عجیب طرح کی تھرتھری ان کے بدن میں پھر گئی۔ اور انہوں نے فوراً ہی اس کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے مختصر لفظوں میں دعوت دی جو فوراً قبول کر لی گئی۔ اور تینوں آدمی اس کمرہ میں داخل ہو گئے، جس سے والد باہر نکلے تھے۔

لیکن میں اپنے جی میں یہ سوچ کر بڑی دیر تک حیرت زدہ رہی کہ آخر وہ کیا بات تھی جس نے تھوڑی دیر ان دونوں کو حیران و ششدر رکھا! جتنا زیادہ میں اس سوال پر غور کرتی تھی۔ اتنا ہی میری پریشانی میں اضافہ ہوتا تھا۔ خیالات کی آندھی فہم و ادراک کے چراغ کو گل کرتی خانۂ دماغ میں چل رہی تھی۔ آخر ایک فوری خیال کے اثر سے میں اُٹھی۔

اور ایک لمبا سیاہ لبادہ اپنے گرد لپیٹ کر چپ چاپ کمرہ سے اُتری۔
میں نے دروازہ کھولا۔ اور باغ میں نکل گئی!

باب - ۶

عجیب و غریب گفتگو

۱

ہمارا بنگلہ چونکہ شاہراہ سے ہٹ کر ایک کھلے میدان میں واقع تھا۔ اس لئے کمروں کی کھڑکیاں عموماً ہوا کی آمد و رفت کے لئے کھلی رہتی تھیں۔ اور ان کے اندر لٹکے ہوئے پردے تو ہمیشہ اُٹھے رہتے تھے یہی وجہ تھی کہ میں جب لان سے گذر کر جھاڑیوں کی قطار کے پاس ایک درخت کے قریب پہنچی۔ تو وہاں سے وہ کمرہ جس میں والد اور ان کے مہمان جمع تھے، بخوبی نظر آتا تھا۔

میں نے دیکھا اس کمرہ کے دور اُفتادہ حصہ میں والد مسٹر کارلین کے معلم مسٹر براؤن کے پاس بیٹھے سال خوردہ کتابوں کے ایک ڈھیر کو جستہ جستہ دیکھتے تھے۔ یہ والد کی نایاب کتابوں یا ان کی پہلی اشاعتوں کا مجموعہ تھا۔ دونوں اس کام میں منہمک تھے۔ اور والد بڑی سرگرمی سے ان مصنفوں کے بارہ میں جو ان کے مقبول تھے مسٹر براؤن سے کچھ کہتے جاتے تھے۔ اس موقعہ پر میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکی کہ ان کے چہرہ کا انداز مختلف اوقات میں کتنی عجیب تبدیلی ظاہر کرتا تھا۔ چنانچہ اس وقت جب ان کے ہونٹوں پر تبسم اور آنکھوں میں تیز روشنی کی جھلک تھی۔ وہ ایک بالکل ہی بدلے ہوئے آدمی دکھائی دیتے تھے۔ ہر چند سن و سال نے ان کے چہرہ پر اپنے اثرات پیدا کر دئے ہیں جو اُن کی پیشانی پر اور آنکھوں کے اطراف میں گہری لکیروں کی صورت میں نظر آتے تھے۔ تاہم وہ میرے خیال میں گہرے رنج و غم اور نہ ختم ہونے والی فکروں سے بہت زیادہ مطالعہ کی کثرت کے نشانات تھے۔ ان کی سیدھی

قامت بھی وقار پیدا کرتی ہے۔

ان سے تھوڑی دور ہٹ کر کھڑکی کے بالکل پاس مسٹر کارلین اور لارڈ کلینیون دبی آواز سے گفتگو کرتے تھے۔ میں گو ان کی باتیں نہ سُن سکتی تھی۔ اور نہ میں نے ایسا کرنے کی کوشش کی۔ تاہم اندازہ سے معلوم ہوا کہ وہ کوئی رسمی گفتگو تھی۔ جس کے دوران میں لارڈ کلینیون تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس طرح چھپی نظروں سے والد کی طرف دیکھتا تھا گویا ان سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ مگر کہہ نہیں سکتا۔

اتنے میں نوکر چائے اور کھانے کی چیزیں لے کر حاضر ہوا اور اس موقعہ پر جو نقل و حرکت ہوئی اس سے ساکنان کمرہ کے مقامات میں بھی تبدیلی ہو گئی۔

اور اس وقت جب ہر شخص کی توجہ منتشر تھی۔ میں نے دیکھا لارڈ کلینیون آہستہ چل کر والد کے پاس پہنچا اور کوئی بات دبی آواز سے ان کے کان میں کہی جسے سن کر والد چونکے! ایک عجیب طرح کی چمک ان کی آنکھوں میں پیدا ہوئی۔ اور چہرہ کے آثار بدل گئے۔ صرف ایک لحظہ تامّل کے بعد وہ اُٹھے۔ اور سیدھے کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد لارڈ کلینیون کے ساتھ ساتھ کھڑکی کی طرف آ گئے۔

۲

ایک یا دو لمحے لارڈ کلینیون دبی آواز میں ان سے کچھ کہتا رہا۔ اور والد چپ چاپ سُنا کئے۔ اس کے بعد دونوں باغ میں نکل آئے۔ اور اتفاق سے عین اس مقام کی طرف آ گئے۔ جہاں میں جھاڑیوں کی پشت پر چھپی ہوئی کھڑی تھی۔

"اب مائی لارڈ!" والد کی آواز دبے لفظوں میں کہتے سُنائی دی۔ چونکہ اس جگہ کوئی آدمی ہماری گفتگو سننے والا نہیں ہے۔ اس لئے جو کچھ آپ کو کہنا ہو بے تکلّف کہئے۔"

"میرے لئے سب مقامات برابر ہیں۔" لارڈ کلینیون نے جواب دیا۔ "میں آپ کا زیادہ وقت لینا بھی نہیں چاہتا۔ فقط ایک سوال مجھے آپ سے پوچھنا ہے۔ بشرطیکہ آپ

اس کا جواب دینا منظور کریں ؟

" وہ اگر ایسا سوال ہے جس کا جواب میں بہ آسانی آپ کو دے سکوں تو مجھے ایسا کرنے سے کوئی تامل نہ ہوگا ۔" والد نے جواب دیا ۔

" موسیو ڈافورجٹ ! آپ بے شک ایسا کر سکتے ہیں " لارڈ کلینیون نے سنجیدگی سے کہا " بہرحال یاد رکھئے ، ایک سے زیادہ باتوں کا آپ کے اس جواب پر دارومدار ہے ۔ دراصل میرا وہ سوال ایک ایسے واقعہ سے تعلق رکھتا ہے ، جو مدت گزری ، پیش آیا تھا ۔"

والد نے کچھ کہے بغیر سر کو خم کیا ۔ اور لارڈ کلینیون نے سلسلہ تقریر جاری رکھا ۔

" موسیو ڈافورجٹ !" اس نے کہا " ہمارا اس مقام پر ایکدوسرے سے ملنا عجیب ہے ۔ اگر وہ حالات جو مجھ کو معلوم ہیں صحیح ہوں ، تو معلوم ہوتا ہے ۔ کہ بیس سال سے زیادہ عرصہ گزرا ۔ اسی لان پر ایک سانحہ پیش آیا تھا ۔ جس میں میرے والد شریک تھے ۔ اور ایک صاحب اور بھی ، موسیو ڈافورجٹ جن کا نام تھا ... کیا وہ آپ تھے ؟ "

" ہاں وہ میں ہی تھا ۔"

ہرچند والد کی آواز پرسکون تھی ۔ تاہم میں جو ان کے چہرہ کو بڑے غور کے ساتھ دیکھتی تھی ۔ یہ معلوم کئے بغیر نہ رہ سکی ، کہ جواب دیتے وقت ان کا چہرہ معمول سے زیادہ پیلا ہوگیا ۔ اور وہی آثار اضطراب جو کبھی کبھی دیکھے جاتے تھے ۔ پھر ایک بار ان کی آنکھوں میں نمودار ہوئے ۔

" گویا آپ ہی اس موقعہ پر کونٹ ڈاگولی کے نائب تھے ؟"

" ہاں ! وہ میں ہی تھا ۔ لیکن میری نیابت کسی ہمدردی کی وجہ سے نہ تھی بلکہ محض اس لئے کہ کوئی دوسرا آدمی اور اس جگہ موجود نہ تھا ۔ علاوہ بریں ... کونٹ کے مجھ پر بعض حقوق بھی تھے ۔"

" غالباً آپ ان کے دوست تھے ... آپ ان کی بیٹیوں سے واقف تھے ؟"

" ان میں سے ایک کے ساتھ میری نسبت قرار پا چکی تھی "

" اور بعدازاں اس سے آپ کی شادی بھی ہو گئی؟ "

" یہ صحیح ہے۔"

" کیا اس عورت کا نام میری تھا؟ "

" ہاں۔ اور دوسری کا نام سیسل جس کی شادی آپ کے والد سے ہوئی تھی "

لارڈ کلینیون ایک لحظہ خاموش رہا تاہم میں اپنے جی میں اچھی طرح محسوس کرتی تھی، کہ یہ گفتگو ابھی ناتمام ہے۔ وہ اپنی حد انتہا تک نہیں پہنچی۔ معلوم ہوتا تھا لارڈ کلینیون جی کڑا کرکے کوئی سوال پوچھنا چاہتا ہے۔ مگر اس کی جرأت نہیں کرسکتا۔ آخر کار وہ جب بولا تو اس کا لہجہ پہلے کی نسبت بدلا ہوا تھا۔ اور الفاظ اس کے تھرائے ہوئے ہونٹوں سے جلد جلد غیرواضح صورت میں نکل رہے تھے۔

" موسیو ڈافورجٹ!" اس نے کہا۔" کیا آپ بیان کرسکتے ہیں کہ اس کا۔ یعنی سیسل میرے باپ کی بیوی کا انتقال کب ہوا تھا؟ "

اس کے بعد پھر خاموشی چھا گئی۔ معلوم ہوتا تھا والد اس کا جواب دینے سے انتہا ہی ہچکچاتے تھے جتنا اس سے پہلے لارڈ کلینیون اس کی دریافت سے۔ بھیانک آثار ان کے چہرہ پر نمودار ہوئے۔ اور انہوں نے ایک طرف کو منہ پھیر لیا۔

پھر بڑی آہستگی سے انہوں نے کہا۔" لارڈ کلینیون! بہتر ہو کہ آپ مجھ سے یہ سوال نہ پوچھیں۔ آپ کا اس بارہ میں لاعلم رہنا ہی بہتر ہے "

" موسیو ڈافورجٹ! کچھ بھی ہو میں اپنے سوال کا جواب پانا چاہتا ہوں" لارڈ کلینیون نے بضد ہو کر کہا۔" میرے لئے اس کے جواب سے واقف ہونا ضروری ہے۔ یا ٹھہرئیے میں یہ سوال ایک اور طریقہ پر آپ سے پوچھتا ہوں جس خوفناک رات کو میرے والد قتل ہوئے تھے۔ تو ایسا ہی ایک اور جرم لندن کے حصہ ایسٹ اینڈ میں بھی ہوا تھا۔ یعنی ایک نامعلوم عورت پر اسرار

طریقہ پر ایک ایسے شخص کے ہاتھوں ماری گئی ۔ جو اس کی ہلاکت کا قصد کر کے اس سے ملنے گیا تھا۔ کیا اس کا حال آپ کو معلوم ہے ؟"

"ہاں !" والد نے جواب دیا " اور ایک وجہ خاص سے !"

"بیشک ۔ ایک وجہ خاص سے " لارڈ کلینیون نے ان کے لفظوں کو دوہراتے ہوئے کہا " جہاں تک مجھ کو یاد ہے ۔ آپ نے اس واقعہ سے دلچسپی لی تھی ۔ چنانچہ جب لاش کے بارہ میں تحقیقات ہوئی تو آپ اس موقعہ پر مقتول عورت کو شناخت کرنے گئے تھے ۔ پھر یہ بھی آپ نے کارونر سے کہا تھا ۔ کہ میں اس عورت سے ایک بار انگلستان سے باہر ملا تھا اور اس وجہ سے یا کسی دوسری وجہ سے آپ کو اس کے جنازہ کے اخراجات ادا کرنے کی اجازت دی گئی تھی ۔ اس کے بعد نہ صرف آپ نے اپنے خرچ سے اس عورت کی آخری رسومات ادا کیں بلکہ آپ اپنی بیٹی میڈموازل ڈا فورجٹ کے ساتھ شریک جنازہ بھی ہوئے تھے ۔"

میں نے دیکھا والد کی حالت میں جلد جلد تبدیلی ہو رہی تھی ۔ ان کا مصنوعی اور اختیاری سکون زائل ہو چکا تھا ۔ اور چہرہ سے فکر و دہشت کے آثار ظاہر ہوتے تھے ۔ ان کا لہجہ بھی پہلے کی نسبت تیز تھا ۔

" مگر یہ سارے حالات آپ کو کیونکر معلوم ہوئے ؟" انہوں نے جھٹکے دار آواز سے پوچھا " میرا نام اخباروں میں شائع نہ ہوا تھا ۔"

"اس لئے کہ جو نام آپ نے اس موقعہ پر ظاہر کیا فرضی تھا ۔" لارڈ کلینیون نے جواب دیا ۔ " بہر حال اس کی کوئی خاص وجوہ ہوں گی ۔ جن کی نوعیت پر میں سردست بحث کرنا نہیں چاہتا ۔ کیونکہ میں آپ کا حاکم نہیں ہوں ۔ اور اب موسیو ڈا فورجٹ !" اس نے ایک ہاتھ والد کے شانہ پر رکھتے ہوئے کہا ۔ " مہربانی سے میرے اس سوال کا جواب اچھی طرح سوچ کر دیجئے ۔ کہ وہ عورت کون تھی ؟"

۳

اس کے بعد وقفۂ قلیل کے لئے جو خاموشی پیدا ہوئی، وہ اتنی گہری اور عظیم تھی کہ مجھے اپنے دل کی تیز حرکت صاف سنائی دیتی تھی۔ وہ ایک اس طرح کی ہولناک خاموشی تھی جو زندگی کی پُرشور آوازوں سے بھری ہوئی، دنیا میں بہت کم دیکھی جاتی ہے۔ آخر کچھ عرصہ کے بعد جو اس وقت میرے لئے حالتِ انتظار میں صدیوں لمبا ہو گیا تھا والد کی آواز اس گہرے سکوت کو قطع کرتی سُنائی دی۔

"لارڈ کلینیون!" انہوں نے تھرائے ہوئے لہجہ میں کہا۔ "آپ یہ سوال بڑے پُراعتماد لہجہ میں اس طرح پوچھتے ہیں۔ گویا آپ کو ایسا کرنے کا خاص حق حاصل ہے۔ تاہم آپ ہی کی بہتری کے خیال سے میں مشورہ دیتا ہوں کہ اس بارہ میں زیادہ اصرار نہ کیجئے۔ اور اس ذکر کو چھوڑ دیجئے۔"

"مگر کچھ بھی ہو۔ میں اس معاملہ کی تہ تک پہنچنا چاہتا ہوں۔" لارڈ کلینیون نے اصرار کیا۔ "موسیو ڈافورجٹ! مجھ کو بتایا گیا ہے کہ وہ عورت میرے باپ کی پہلی بیوی سیسل ڈاگولی تھی۔ کیا یہ صحیح ہے؟ آپ زندگی میں اس سے واقف تھے۔ آپ نے بعد مرگ بھی اس کی لاش دیکھی تھی۔ فرمائیے۔ کیا یہ وہی تھی؟"

"ہاں مائی لارڈ وہی!"

پھر وہی ہیبت ناک خاموشی چھا گئی۔ قریباً ایک لمحہ لارڈ کلینیون دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھک کر کھڑا رہا۔ جی چاہتا تھا میں اپنی جائے کمین سے نکل کر اس کے پاس جاؤں اور اس کو تسلی دینے کی کوشش کروں۔ میری آنکھیں اشک آلود تھیں۔ میرا دل اس کی بے تابی کی ہمدردی میں بڑے زور سے دھک دھک کرتا تھا مگر افسوس!... میں آگے جانے کی جرأت نہ کر سکتی تھی۔

"اس صورت میں" آخر کار لارڈ کلینیون نے پوچھا "کیوں نہ آپ نے کارونر سے صاف صاف کہہ دیا؟"

والد نے شانوں کو حرکت دی پھر کہا۔

"اس سے کیا فائدہ ہوتا؟ مجھ کو معلوم تھا کہ آپ کے والد نے دھوکے میں آکر دوبارہ شادی کر لی تھی۔ بس اس عورت کا نام ظاہر کرنے سے آپ کی اور آپ کے خاندان کی ذلت ہوتی۔ لیکن فائدہ کچھ حاصل نہ ہو سکتا۔ اس لئے میں نے چپ رہنا ہی بہتر سمجھا۔"

"لیکن موسیو ڈافورجٹ!" لارڈ کلینیون نے تھوڑے تامل کے بعد پوچھا۔ "وہ عورت جو قتل ہوئی؟ کسی فرضی نام سے اس جگہ رہتی تھی۔ پھر اس کی موت کا حال پڑھنے کے بعد یہ کیونکر آپ کو معلوم ہوا کہ وہ۔۔۔ آپ کی سالی سیسل تھی!"

"اس کا حال میں عرض کرتا ہوں۔ مرنے سے پہلے میری بیوی کو اپنی بہن سیسل کے زندہ ہونے کا راز معلوم ہو گیا تھا۔ اس نے مجھے اس بات کا وعدہ کرنے پر مجبور کیا کہ مجھ سے جہاں تک ممکن ہو گا۔ اسے انگلستان جانے اور اپنی شخصیت ظاہر کرنے سے روکوں گا۔ میں اس کا کھوج لگاتا لندن پہنچا۔ اور اس کے رازِ سکونت کو ایک حد تک حل کر چکا تھا کہ وارداتِ قتل کا حال اخباروں میں شائع ہوا۔ محض اس شبہ کی وجہ سے کہ شاید یہ وہی ہو۔ میں اس کی لاش کا معائنہ کرنے گیا۔ اور جب اس کے بعد میں نے اسے پہچانا، تو۔۔۔ اُف! بیان نہیں کر سکتا کہ کتنا بھاری صدمہ میرے دل کو ہوا!"

۴

صرف ایک سوال اور تھا جو کئی بار لارڈ کلینیون کے ہونٹوں تک آیا۔ اور رہ گیا معلوم ہوتا تھا انتہائی کوشش کے باوجود وہ اس کے پوچھنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ آخرکار اس نے دبے ہوئے لہجہ اضطراب میں دریافت کیا۔

"آپ کو کوئی اندازہ اس بات کا ہے۔۔۔ کہ قاتل کون تھا؟"

اس سوال کو سُن کر والد کے اپنے چہرہ پہ آثار اضطراب پیدا ہوئے۔ ہونٹوں کی رنگت پیلی پڑ گئی۔ کئی لمحوں تک وہ اس کا جواب دینے کی جرأت نہ کر سکے۔

"میرے خیال میں آپ اس سوال پر بحث نہ کریں تو بھلا ہے؟" آخرکار انہوں نے

گلوگرفتہ آواز سے کہا۔ "کچھ اندازہ میرے دل میں ہے۔ کچھ آپ کے دل میں بھی ہوگا۔ بہرحال اس کو ظاہر نہ کرنا ہی بہتر ہے"

پھر ایک وقفہ خاموشی حائل ہوا۔ اس کے بعد والد کی آواز رسمی انداز سے کہتے سنائی دی۔

"مہمان بیٹھے انتظار کر رہے ہوں گے۔ آیئے چلیں"

لارڈ کلینیون پھر بھی اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ اس پر والد نے پاس جا کر ایک ہاتھ اس کے شانہ پر رکھا۔ اور کہا۔

"مائی لارڈ! اندر آیئے۔ اور یاد رکھئے یہ راز میرے اور آپ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ اور وہ میرے سینہ میں تا زیست دفن رہے گا"

لارڈ کلینیون نے اپنی بے تابی پر قابو پانے کی کوشش کی۔ اس کے بعد کہا۔

"موسیو ڈا فورجیٹ! میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ لیکن ایک سوال اور بھی فی الحال مجھے پوچھنا ہے۔ کیا ایم ڈابرن آج رات آپ کے مہمان تھے؟"

"بے شک وہ میرے ہاں آیا تھا۔ لیکن نہ وہ میرا دوست ہے نہ عموماً یہاں آتا ہے"

"مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ میں نے ہوٹل میں یہ بات سنی تھی کہ میرا بھائی آرتھر اس کے ساتھ تاش کھیلتا دیکھا گیا ہے"

"میں نے خود ان کو کاسینو میں تاش کھیلتے دیکھا تھا" والد نے جواب دیا۔ "اور اس کے ساتھ مسٹر کارنین کو آج رات اس کے مکان پر جانے کا وعدہ کرتے بھی سنا تھا، چونکہ میری رائے میں اس کا وہاں جانا خطرناک تھا۔ اس لئے میں نے دونوں کو اپنے ہاں دعوت دی۔ اور اس طرح مسٹر کارلین کو جو ایک بہت شریف لڑکا ہے۔ ڈابرن کے دام میں آنے سے بچا لیا"

والد کے ان الفاظ سے میرے اپنے جی کو تسکین ہوئی۔ اور میں نے دیکھا کہ لارڈ کلینیون بھی اس اطلاع کو پا کر خوش ہوا۔ اس کے بعد وہ دونوں آہستہ آہستہ چلتے مکان کے اندر چلے گئے۔ میں بھی جھاڑیوں سے نکل کر لان سے گذری اور اپنے کمرہ میں پہنچ گئی۔

باب ۔ ۷

التجائے لاحاصل

۱

میں نے وہ رات بڑے قلق و اضطراب میں بسر کی - اور خلاف معمول دن نکلنے کے بعد دیر تک بستر پر لیٹی رہی - لنچ سے تھوڑی دیر پہلے جب خوابگاہ سے اُتری تو والد بالکونی پر رکھی ہوئی بینچے پینڈے کی باسکٹ چیئر پر بیٹھے انداز کسل سے اپنے لئے ایک سگریٹ تیار کر رہے تھے - جو کچھ جی میں تھا، اس کے اظہار کا پختہ ارادہ کر کے میں ان کے پاس گئی۔

ایک رسمی سلام کے بعد وہ اپنے کام میں مشغول رہے - میں تھوڑی دیر چپ چاپ انہیں دیکھا کی - اس کے بعد ایک اور کرسی لے کر وہیں ان کے پہلو میں بیٹھ گئی -

"ابا جی!" آخر کار میں نے کہا، "آج آپ باہر تو نہ جائیں گے؟"

"کیوں؟"

"میں آپ سے باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

انہوں نے نیم باز آنکھوں سے ایک تیز متجسس نظر میرے چہرہ پر ڈالی - گویا اس ذریعہ سے میرے دل کا حال معلوم کرنا چاہتے تھے - عام حالات میں شاید میں اس نگاہ تیز کا مقابلہ نہ کر سکتی - لیکن آج میری ہمت مضبوط اور ارادے قوی تھے - میں نے بڑے استقلال سے چار آنکھیں کیں -

"نہیں - میں باہر جانا نہیں چاہتا۔" انہوں نے جواب دیا، "تاہم وہ کیا چیز ہے جس کی فرمائش کی یہ تمہید ہے؟ کوئی نئی پوشاک؟ ... نئے فیشن کی ٹوپی ... یا زیور؟"

میں نے صورت انکار سر ہلایا -

"نہیں ابا - ان میں سے کوئی چیز مجھ کو درکار نہیں - وہ پہلے ہی میرے پاس موجود ہیں۔"

" تو پھر کیا ؟ "

میں نے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں سے لئے۔ اور ان کو پیار کرتے ہوئے کہا:" ابا جی!

... میں ناشاد ہوں "

" ناشاد! " انہوں نے اس طرح آہستگی سے اس لفظ کو دوہراتے ہوئے کہا گویا انہیں اس میں کوئی پہلو استہزا کا نظر آتا تھا۔ اور پھر بھی بھوئی نظروں سے میری طرف دیکھ کر "کیا تم اپنے بیان کو واضح نہیں کر سکتی ہو؟ "

۲

ان کے حوصلہ فرسا انداز کو دیکھ کر میرے منہ سے بے اختیار آہِ سرد نکل گئی!

" ابا جی! کیا آپ نہیں جانتے ہیں " آخر کار میں نے کہا:" کہ میری عمر کی کوئی لڑکی کسی ایک بھی ساتھی یا رشتہ دار کی صحبت کے بغیر زندگی بسر کر کے خوش نہیں رہ سکتی۔ میں بہت اداس رہتی ہوں۔ میرا جی کسی چیز میں نہیں لگتا "

" مجھے اس کا افسوس ہے " انہوں نے لاپرواہی سے کہا:" کم از کم مجھ سے تم کو خوش رکھنے کے لئے جو کچھ ہو سکتا تھا۔ میں نے اس سے دریغ نہیں کیا "

" اس کے لئے میں آپ کی شکر گزار ہوں " میں نے جواب دیا:" تاہم میں .... ناخوش ہوں "

" میری! تم اگر اس لفظ کی تشریح کر سکو، تو شاید میرے لئے اس کے انسداد کی کوشش ممکن ہو "

" اس کی تشریح اسی طرح ممکن ہے۔ کہ میں اپنی زندگی کا مختصر حال آپ سے بیان کروں " میں نے کہنا شروع کیا۔

اور اس کے بعد خیالات جمع کرنے کے لئے ٹھہر گئی۔ پھر جب دوبارہ کچھ کہنے لگی، تو دیکھا ان کے چہرہ کا انداز سخت تھا۔ اور اس پر سرد مہری کے آثار پائے جاتے تھے مجھے

اس میں ہمدردی کی جھلک بالکل نظر نہ آتی تھی۔

تو بھی میں نے بیان کرنا شروع کیا۔

"خانقاہ سے پہلے کا حال مجھے بالکل یاد نہیں غالباً میں بہت چھوٹی تھی جب مجھے اس میں داخل کیا گیا تھا۔۔۔۔"

"تمہاری عمر پانچ برس کی تھی" والد نے قطع کلام کر کے کہا۔

غالباً اتنی ہو گی۔ تاہم جہاں تک مجھ کو یاد ہے۔ میری زندگی اس جگہ بھی نہایت عجیب حالات میں بسر ہوتی تھی۔ دوسری لڑکیاں اپنے والدین، بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کا ذکر کر کے خوش ہوتیں۔ اور ان ایام تعطیل کا شوق سے انتظار کرتی تھیں۔ جو انہیں ان کی صحبت میں بسر کرنے ہوتے تھے لیکن میری حالت جدا تھی۔ میرا نہ کوئی گھر تھا۔ نہ دوست، نہ رشتہ دار۔۔۔"

"تاہم میں تو تھا" والد نے پھر قطع کلام کر کے کہا۔

"بے شک آپ تھے۔ لیکن یاد ہو گا آپ کتنی لمبی مدت کے بعد آتے اور کتنا کم عرصہ میرے پاس رہا کرتے تھے؟"

"اس لئے کہ میں بہت مصروف تھا۔ مجھے تمہارے اخراجات ادا کرنے کو سخت محنت کرنی پڑتی تھی۔ میں تب غریب تھا۔ اور خانقاہ میں تمہارے اخراجات کچھ کم نہ ہوتے تھے"

"ابا جی! میں آپ کی شکایت نہیں کرتی۔ بلکہ یہ سب محض اس لئے بیان کرتی ہوں کہ آپ کو معلوم ہو میری عمر کس طرح تنہائی میں بسر ہوتی ہے۔ اس زمانہ میں نہ مجھے آپ کی مالی حالت معلوم تھی، اور نہ مجلسی۔ نہ میں اپنی ماں کے حالات سے واقف تھی، کبھی کبھی میں اپنے بچپن کے حالات یاد کرنے کی کوشش کرتی۔ تو ایک دھندلی۔۔۔ بہت دھندلی تصویر مجھ کو نظر آتی تھی"

والد ان الفاظ کو سن کر چونکے۔ سگریٹ بے اختیار ان کے ہاتھ سے گر گیا۔ اور اس طرح کی حالت میں کہ ان کی سیاہ آنکھوں میں قدرے استفہام اور قدرے حیرت کے آثار

پڑ جاتے تھے۔ کہنے لگے۔

" دھندلی تصویر! ... لیکن نہیں۔ تمہیں اس زمانہ کا حال کیا معلوم ہو سکتا ہے؟ "

" کچھ نہیں " میں نے ایک آہ سرد بھر کر جواب دیا " صرف ایک چیز دیکھنے کی میرے دل کو آرزو تھی اور اب بھی ہے۔ مگر افسوس وہ نظر نہیں آتی۔ یعنی اپنی ماں کی صورت۔ ابا جی کیا آپ اس کا حال مجھ سے بیان نہ کریں گے؟ "

وہ جلدی سے اُٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ آنکھیں شعلہ بار تھیں، اور ہونٹوں پر تھرتھراہٹ کے آثار دکھائی دیتے تھے۔

" میری! " انہوں نے غصہ میں بھر کر کہا " کیا میں نے تجھ کو اس کے ذکر کی ممانعت نہ کر دی تھی؛ وہ مر چکی۔ اور میرے خیال میں اتنا ہی کافی ہے۔ وہ اس زمانہ میں مر گئی تھی، جب تمہاری عمر بہت چھوٹی تھی! "

" مگر کیا آپ اس کے بارہ میں کوئی حال مجھ سے بیان نہ کریں گے؟ " میں نے غمگین ہو کر پوچھا " کیا آپ مجھے اس کے بارہ میں بالکل لاعلم رکھنا چاہتے ہیں۔ ابا جی! کیوں نہیں آپ مجھے اپنے رنج و غم کا حصہ دار بناتے؟ آہ! اگر آپ اس ایک راز سے مجھ کو آگاہ کر سکیں، تو پھر میری سب شکایتوں کا خاتمہ ہو جائے۔ پھر نہ میں اپنی تنہائی پر غم کروں، نہ کسی بات کی شکایت۔ اگر یہ ایک چیز یعنی اپنا اعتماد آپ مجھ کو دے سکیں، تو میں سبھی کچھ برداشت کرنے کو آمادہ ہوں۔ بارہا میں آپ کو بے چین اور بے تاب بیٹھے دیکھتی ہوں۔ ساری ساری رات آپ کے اپنے کمرہ میں ٹہلنے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ پھر یہ بھی مجھ کو معلوم ہے کہ آپ لوگوں سے دور رہ کے تنہائی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ تاکہ اس خفیہ غم کو جو آپ کے سینہ میں چھپا ہوا ہے۔ بہتر محفوظ رکھ سکیں۔ مجھے آپ کے چہرہ پر رنج عظیم کی جھریاں اور لکیریں دکھائی دیتی ہیں۔ مگر اپنی لاعلمی کی وجہ سے نہ میں آپ سے ہمدردی کر سکتی ہوں۔ نہ میرے لئے آپ کو تسکین دینا ممکن ہے۔ یکہ و تنہا بے مونس و غمگسار میں آپ کی خفیہ پریشانیوں

کے سایہ میں اپنی زندگی شاد و ناشاد . . . . . بسر کرنے پر مجبور ہوں ۔ اگر آپ مجھ پر بھروسہ کر سکیں ، اگر آپ مجھے اپنے راز کا حصہ دار بنانا منظور کریں ۔ تو پھر میری سب شکایتوں کا خاتمہ ہو جائے ۔ پھر میں ساری آفات کا مردانہ وار پورے استقلال سے مقابلہ کر سکوں ۔ ۔ ۔ "

۳

انہوں نے دوسری طرف منہ پھیر لیا پہلے چپ رہے ۔ پھر بولے " عزیز لڑکی ! میں وہ راز تجھ پر ظاہر نہیں کر سکتا ۔ کیونکہ اس کا بوجھ تجھ کو کچل دے گا "

" میں باہمت اور دلیر ہوں ۔ "

" کچھ بھی ہو "

" آزمائش کر کے دیکھئے ! "

" ناممکن ہے ! "

" تو اس صورت میں " میں نے تنگ آ کر کہا ۔ " خدا کے لئے مجھے پھر اسی خانقاہ میں بھیج دیجیے ۔ میں اس جگہ رہنا نہیں چاہتی ۔ کوئی اور مقام خواہ وہ اس سے بدتر ہی کیوں نہ ہو ۔ بہر حال بہتر ہو گا "

" عزیز لڑکی ! " وہ بولے " تو خانقاہ میں واپس جانے کا ذکر کرتی ہے ۔ مگر میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا ۔ تو یہیں میرے پاس رہ ۔ اس کے علاوہ اب تو خانقاہ میں جا کے کیا لے گی ؟ "

" میں چھوٹے بچوں کو گانا اور انگریزی سکھاؤں گی ۔ کم از کم میرا وجود آپ کے لئے بار ثابت نہ ہو گا " میں نے تلخ لہجہ میں کہا ۔

اس کے چہرہ کی رنگت زرد تھی ۔ اور وہ ہاتھ جس میں سگریٹ تھا ۔ زور زور سے کانپتا تھا ۔ پہلے میں نے سمجھا یہ غصہ ہے ۔ لیکن اب جو غور کر کے سوچتی ہوں ، تو معلوم ہوتا ہے وہ کسی اور ہی طرح کا جوش تھا !

"میری!" انہوں نے غمگین لہجہ میں کہنا شروع کیا۔ "تیرے ناخوش رہنے کا مجھ کو افسوس ہے۔ اس کا حال پہلے مجھ کو معلوم نہ تھا۔ یہ ایک بالکل نئی دریافت ہے۔ میں اب غور کر کے سوچوں گا کہ ہمارے لئے اصلاح کی کون سی صورت بہتر ہے۔"

بس اتنا کہا اور چلے گئے!

میری ڈافورجٹ کا بیان ختم ہوا

دوسرا بیان لارڈ کلیتیون کا

باب۔ ۱

دُبدھا

۱

سارا حال جانا جا چکا۔ نیلسن کا بیان جو اس نہ بھولنے والی خوفناک رات کو اس نے گرداب اجل میں سیاہ تاب پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھ کر میرے انتہائی اصرار پر دیا تھا لفظ بہ لفظ صحیح ہے۔ شک تو پہلے بھی میرے دل کو نہیں تھا۔ کیونکہ جھوٹ دنیاداری کا حصہ اور دنیا سازی کا لازمہ ہے۔ جب موت سامنے کھڑی ہو تو کوئی آدمی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اس کے باوجود وہ قصہ جو اس نے بیان کیا۔ چونکہ رومانِ عظیم کی طرح تھا۔ اس لئے بارہا میرے دل میں خیال پیدا ہوتا تھا کہ شاید اس کے واقعات کسی دہشت ناک خواب کا حصہ ہیں۔ جو میرے بحرِ مواج سے زندہ بچ کر نکل آنے کے بعد اس تپ کی وجہ سے جو دنوں لاحق رہی تھی۔ میرے جوش میں آئے ہوئے دماغ کو نظر آیا۔ لیکن اب کوئی شبہہ نیلسن کے بیان کی صداقت میں نہیں رہا۔ رُک رُک کر پورے یقین کے ساتھ ایم ڈافورجٹ

نے ہر ایک واقعہ کی تصدیق کر دی ہے بسیل ڈاکولی کا انتقام سچا ہے .... سچا، خوفناک اور نا قابل ذکر!

اب میں نہیں جانتا، والد کے بارہ میں کیا خیال کروں ... یا والدہ کے بارہ میں ... یا اپنی ہستی غم نصیب کے بارہ میں۔ ایم ڈافورجٹ کا مشورہ صحیح تھا۔ مجھ کو اس معاملہ میں عمل سے پہلے فکر کرنی چاہیے۔

۲

خداوند! میں نے کیا گناہ کیا تھا، کہ یہ ذلت اور ذلالت جھیلنے پر مجبور ہوں؟ کیوں تقدیر میرے لئے اتنی بے رحم ثابت ہوئی ہے؟ کیوں یہ نادیدہ آفات میرے حصّہ میں آرہی ہیں؟

مہینوں وہ پاک صورت، نہ بھولنے والی تصویر کی مانند آنکھوں کے سامنے پھرتی رہی۔ مہینوں یہ دل اس کی یاد میں بے تاب رہا۔ لیکن اب جس وقت فرشتہ نیکی نے پھر ہمیں ایکدوسرے سے ملایا تو ... اُف! ... رحم خدا! میں نہیں جانتا اس کشش اور کوشش کا کیا انجام ہوگا؟ کیا یہ دیوانگی کی تمہید ہے؟ کیا یہ نہ جانی ہوئی مصیبتوں کا پیش خیمہ ہے؟

خوبصورت وہ تب بھی تھی، جب میں نے اس کو لندن کے ایک ادنیٰ میلے مکان میں رہتے ہوئے دیکھا تھا۔ لیکن اب اس فرحت افزا بحری مقام پر۔ دن کو محو رقص پیڑوں کے سایہ میں، راتوں کو ماہِ کامل کی براق چاندنی میں، وہ اس حور کی طرح ہے، جو باغ جنت کی روشوں پر پھرتی ہو۔ یا اس ایسرا کی مانند جو راجہ اندر کے اکھاڑے سے نکلی ہو!

لیکن آہ۔ میں کتنا بے وقوف ہوں کہ اس کے حسن کی دید سے مسرت اور اس کے قرب سے انبساط و راحت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جبکہ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہوں۔ کہ وہ میرے لئے نہیں ہے۔ میں اس کی محبت کی چنگاری کو دبانے پر مجبور ہوں۔ میں اس کے دستِ نازک کو چھونے تک کی جرأت سے معذور ہوں۔ میں اس پاپ کا

بیٹا جس نے اپنے ہاتھ سے... اے پاک خدا! تو ہی میرے جی کو اطمینان دے۔ تو ہی میرے قلب کی بے چینی زائل کر۔ کیونکہ میں نہیں جانتا مجھے اس موقع پر کیا کرنا چاہیئے؟

کاش میں اس کو نہ دیکھتا یا اگر دیکھا تھا تو پھر اُسے نہ ملتا اور ملا ہی تھا تو یہ رنگ جو میرے اور اس کے درمیان حائل ہے۔ پیدا نہ ہوتی۔

جوش اس کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے۔ مگر ادراک دامن کشاں ہے کہ اس راہ میں آفات کے گرداب ہیں۔

لیکن اب دانائی سیکھنے کی کوشش کرنا عبث اور بعد از وقت ہے۔ اب جس حالت میں اس کی انگلیوں کے ذرا سے مس ہونے' اس کے تیز نگاہ کے سینہ پر برسنے' اس کے شہد سے میٹھے لفظوں کے منہ سے نکلنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ خون جوش تیز سے رگوں میں دوڑنے اور حرکت کرنے لگتا ہے اور دماغ اپنی جگہ سے بہت اونچا اٹھ جاتا ہے تو... میرے لئے حکمت و دانائی کا سبق بس ہے! میں اس کو چاہتا ہوں میں جان و دل سے اس کو چاہتا ہوں۔ میں اس حالت میں بھی اس کو چاہتا ہوں۔ جب مجھ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس سے میرا عقد ذلت اور رسوائی کے سوا کوئی چیز اس کو نہیں دے سکتا وہ نام تک بھی نہیں' جو کبھی میرا تھا۔

اے رحم خدا!...

باب - ۲

وہ خوفناک ملاقات

۱

میں اپنی ماں سے ملنے گیا تھا... خدا کرے کوئی طاقت اس ملاقات کی ہیبت انگیز یاد کو میرے دل سے محو کر دے۔ وہ لیسسٹر شائر کے گوریٹی پارک والے محل میں ٹھہری

ہوئی تھی جس سے اس کو کشش ہے۔ گو والد بہت کم وہاں جاتے تھے۔ ان کے لئے وہ ایک خارج از اہمیت دور افتادہ مقام تھا۔ بہر حال ماں کے لئے اس کی موجودہ حالت میں وہ ایک حسب حال جگہ ہے۔

میں جب اس جگہ پہنچا، تو رات تھی، دن رات کے لمبے سفر اور نہ ختم ہونے والے روح فرسا خیالات نے ذہنی اور جسمانی اضمحلال پیدا کر دیا تھا۔ جب اس جگہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ اپنے ہی کمرہ میں رہتی ہے، اور مجھے تنہا کھانا کھانا پڑے گا۔ تو میں اس سے خوش ہوا۔ لیکن جب اس کے بعد کھانا کھانے بیٹھا۔ جب میری نگاہ دیواروں پر لگی ہوئی تصویروں کے سنجیدہ اور پُرغضب چہروں کی طرف گئی۔ جب داروغہ گروز نے پشت پر کھڑے ہو کر میری اشتہا کی قلت پر تلقین کرنی شروع کی، تو میں نہیں کہہ سکتا اس وقت میرے جی کا کیا حال تھا؟

وہ رات میرے لئے دوزخ کی پہلی رات تھی۔ چاروں طرف دیواروں پر لگی ہوئی خاندان اسسٹن کے گذرے ہوئے اسلاف کی تصویریں امتدادِ زمانہ سے مدھم اور بجھی ہوئی، تیز و تند نظروں سے اس طرح میری طرف گھورتی معلوم ہوتی تھیں گویا میں اپنے باپ کا ناجائز بیٹیا، اس کمرہ کی بے حرمتی کا موجب اور ان کے سکون و اطمینان میں حائل ہونے والا غاصب تھا۔ ممکن ہے یہ میرے جوش میں آئے ہوئے دماغ کی حدت کا نتیجہ ہو۔ ممکن ہے یہ سب فرضی خیالات ہوں تاہم جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ وہ اس وقت کے لحاظ سے امر واقعہ اور حقیقت ہے۔ کم از کم اس وقت یہ ہیبت ناک خیال میرے دل میں پیدا ضرور ہوا تھا۔

۲

اور اس کے بعد وہ ناقابلِ فراموش، ہیبت انگیز ملاقات!

میں جب اندر پہنچا تو وہ جلتی آگ کے پہلو میں افسردہ و پژمردہ گردن ڈالے

بیٹھی تھی۔ آگ سے پیدا ہونے والی روشنی کے سوا کوئی ذریعہ اس کمرہ کی تاریکی دور کرنے کا نہیں تھا۔ ایک موم بتی تک روشن نہ تھی!

لیکن آہ! وہ اس کا چہرہ اور اس چہرہ کے دہشت ناک آثار اب بھی اس وقت کو یاد کر کے اور اس رنج و تکلیف کے تصور سے جو اس کو لاحق تھی، میرا دل سینہ میں دکھتا اور درد کی تیز کسک پیدا کرتا ہے۔ اگر ذہنی عقوبت اس دنیا کی سب سے زیادہ باعثِ تکلیف سزا ہے، تو اس غم نصیب ماں کی حالت سوچ کر میرا سینہ پھٹا جاتا ہے۔

اس نے مجھے اپنی طرف کھینچ کر مادرانہ شفقت کا سرد بوسہ دیا۔ لیکن گو اس کے ہونٹ ٹھنڈے سے تھے تاہم آنکھوں میں سینہ کی ساری جلن پیدا تھی۔ معلوم ہوتا تھا اس جلن کو دور کرنے والے آنسو اس سے بہت پہلے خشک اور ختم ہو چکے تھے۔!

"مادرِ مہربان!" میں نے آخر کار کہا۔ "میں سارا حال سن چکا۔ اب کوئی بات مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔"

"بیٹا افسوس ہے!" اس نے مری ہوئی آواز سے کہا۔ "میں نے وہ حالات تجھ سے چھپانے کی کوشش کی تھی، مگر تو نہ مانا!"

"کاش میں وقت پر رک جاتا!" میں نے اندازِ افسوس سے جواب دیا۔ "مگر اب حسرت بے سود ہے!"

"بے سود اور لاحاصل!" اس نے اپنی طرف سے کہا۔

میں چپ ہو گیا۔ حیران تھا اس سے آگے کیا کہوں!

"ماں! سب سے پہلے یہ حالات مجھ کو نیلسن کی زبانی معلوم ہوئے تھے۔" اسکے بعد میں نے پھر کہنا شروع کیا۔ "گو خدا گواہ ہے۔ میں جب قلعہ کلیلیوں میں گیا۔ تو اس کے اس جگہ چھپ کر بیٹھنے کا حال قطعًا معلوم نہ تھا۔ آپ کو یاد ہوگا اس وقت جب آپ نے اس خوفناک واقعہ کا پورا حال بیان کرنے سے انکار کیا تو میں نے کیا کہا تھا؟"

"تو نے اپنے طور پر اس کی تحقیق کا حلف لیا تھا۔ آہ برنارڈ! میرے بیٹے! کیوں نہ تو نے میرا کہا مانا؟ اس صورت میں یہ رنج و پریشانی ہرگز لاحق نہ ہوتی!"

میں نے افسوس سے سر کو حرکت دی۔

"بدقسمتی سے میں مجبور تھا!" اس کے بعد میں نے کہا۔ "سارا حال جانے بغیر مجھ کو چین نہ آتا۔ جو مبہم اشارہ اس روز آپ نے کیا تھا۔ وہ میرے بدن میں زہر ہلاہل کا کام کرتا تھا۔ اس کی تحقیق کئے بغیر مجھ پر خواب و خور حرام تھا۔ آپ کے جزوی حالات بیان کرنے کے بعد میں اس عقدہ کے حل پر اور بھی آمادہ ہو گیا۔ فرق محض اتنا تھا کہ پہلے میں علانیہ سب کام کرتا تھا مگر اس کے بعد خفیہ طور پر کرنے لگا۔ میں نے آپ سے مدد چاہی تھی۔ مگر آپ نے اُلٹا میری راہ میں رکاوٹ پیش کی۔ یہ غیر یقینی حالت میرے لئے سوہان روح تھی۔ میں یہ ثابت کرنا چاہتا تھا، کہ والد کی ذات ہر شک و شبہ سے بالا ہے۔ میں ان کے نیک نام کو روشن کرنا چاہتا تھا۔ یہ میری آرزوئے واحد تھی۔ اس مطلب کے لئے میں سب سے پہلے اپنے خاندانی وکیل مسٹر برڈنل کے پاس گیا۔ مگر انہوں نے میرے سوالات کا جواب دینے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد جی میں آئی، کہ ممکن ہے والد کے کاغذات کی دیکھ بھال کرنے سے کچھ حال معلوم ہو۔ مگر اسوینبر سکوئر والے مکان کی سب چیزیں دیکھی جا چکی تھیں، پس میں قلعہ کلینیون میں چلا گیا۔۔۔"

"آہ میرے عزیز!" ماں نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "ان سب باتوں کی تہ میں قسمت کا اپنا ہاتھ تھا۔ میں تجھ کو قصوروار نہیں کہتی۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔"

"اس کے بعد" لارڈ کلینیون نے تقریر کر کے کہا۔ "میں جب اس جگہ پہنچا، تو دو باتوں سے سخت متعجب ہوا۔ ایک اس روشنی کے بارہ میں جو قلعہ کے برج میں جلا کرتی تھی۔ اہل دیہات کی روایت۔ اور دوسرے اس کمرہ کی کنجی کے بارہ میں مسز سمتھ کے عجیب و غریب رویہ سے۔ اس سے میرے جی میں شبہات پیدا ہو گئے۔ اور اس کے بعد جب میں نے درپردہ تحقیقات شروع

کی تو معلوم ہوا کوئی شخص حال میں اس کمرے کے اندر رہا ہے۔ اس پر میں نے ایک چال سوچی۔ مسز سمتھ سے یہ کہہ کر کہ میں واپس جاتا ہوں۔ میں اس جگہ سے چلا آیا۔ لیکن رستہ ہی سے لوٹ گیا۔ اور اس وقت جا کر دیکھا کہ گو اس کمرہ کی کنجی میرے پاس تھی۔ تاہم اس کی کھڑکی سے تب بھی روشنی خارج ہوتی تھی۔ اس پر میں نے واپس جا کر کمرہ کی دیکھ بھال شروع کی، مگر آپ میری حیرت اور سراسیمگی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب میں نے معلوم کیا، کہ نیلسن اسی کمرہ میں رہتا ہے۔ وہ مجھے آتا دیکھ کر تہ خانہ میں اتر گیا تھا۔ بہر حال میں نے اس کو جا لیا اور اس وقت معلوم ہوا کہ ہم اس سرنگ میں ان چوہوں کی طرح بند ہیں۔ جن کے لئے پنجرہ سے باہر نکلنے کا کوئی رستہ نہ ہو۔ آن واحد میں سمندر کا پانی چاروں طرف پھیل گیا۔ اور ہمارے لئے بچاؤ کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔ اس وقت جب ہم ایک چھوٹی سی پہاڑی پر طوفان خیز موجوں میں گھرے ہوئے بیٹھے تھے۔ اس نے میرے اصرار پر محض اس خیال سے کہ اب بچاؤ کی کوئی صورت باقی نہیں ہے۔ اور یہ راز ہماری جانوں کے ساتھ جائے گا۔ مختصر لفظوں میں پورا حال مجھ سے کہہ دیا۔"

"حالانکہ اسے چاہئے تھا تب بھی خاموش رہتا" اس نے دبی ہوئی آواز سے کہا۔

"شاید وہ پھر بھی آمادہ نہ ہوتا۔" میں نے جواب دیا۔ "لیکن مجھے یہ کدتھی کہ اس طرح ہماری جانیں بآسانی نکل جائیں گی۔۔۔ اس راز کا بوجھ کم ہونے سے اور میری خاتمہ تشویش سے ہمارا وہاں سے زندہ بچ کر آ جانا معجزہ سے کم نہ تھا۔ چنانچہ جب مجھے ہوش آیا اور معلوم ہوا کہ نیلسن بھی زندہ ہے تو بڑی دیر تک میں اس بیان کو قابل یقین نہ سمجھ سکا۔ بہر حال میں جب وہاں سے رخصت ہوا تو وہ سخت بیمار تھا۔ کیا اس کے بعد آپ کو اس بارہ میں کوئی خبر موصول ہوئی ہے؟"

"آج ہی ایک چٹھی مسز سمتھ نے بھیجی تھی" اس نے جواب دیا۔ "جس میں لکھا تھا، کہ وہ اب بہتر ہے۔ اور عنقریب سفر کرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔"

"مگر کیا اس طرح کی حالت میں اس کے لئے سفر کرنا مناسب اور محفوظ ہوگا؟"

"اس کی ماں نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ وہ گھل گھل کر اپنے اگلے وجود کا محض سایہ رہ گیا ہے۔ سر کے بال سپید ہیں۔ اور صورت پہچانی نہیں جاتی!"

"بدنصیب، بے چارہ!"

"بے شک بدنصیب! مگر اس کا انعام ابھی ملنا ہے۔ ایسی عظیم وفاداری جو موت تک قائم رہے، معاوضہ سے خالی نہیں رہ سکتی!"

۳

تھوڑی دیر سکوت رہا۔ اس کے بعد میں نے کہا۔

"ہاں کچھ حالات اور بھی اس بارہ میں قابلِ ذکر ہیں۔ غالباً آپ کو عہدِ ماضی کی وہ داستان معلوم ہے...؟"

اس نے سر کو خم کیا۔

"بیٹا مجھ کو معلوم ہے۔"

"یعنی اس ڈویل کے بارہ میں جو...."

اس نے کانپتے ہوئے اشارہ سے مجھے روکا پھر کہا۔ "مجھ کو سب معلوم ہے۔"

"کیا اس عورت کا نام بھی، جو اس خوفناک رات کو ماری گئی تھی۔ کیا آپ کی رائے میں اس کی موت کا ان گذشتہ واقعات سے کوئی تعلق تھا؟"

"بدقسمتی سے حالات مجھے ہاں کہنے پر مجبور کرتے ہیں۔" اس نے مری ہوئی آواز سے کہا۔

"نیلسن نے بھی اس عورت کو دیکھا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ وہ سیسل ڈاگول ہی تھی اس کو بھی معلوم ہے۔"

"میرے خدا....."

"لیکن ہر چند وہ اس راز سے واقف ہے۔ تاہم مجھ کو امید ہے کہ وہ اس کو ظاہر نہ کریگا۔
یہ راز ہم تینوں کے پاس محفوظ ہے"

"اور تم اس بارہ میں کیا ارادہ رکھتے ہو؟"

"میں؟... میرا ارادہ یہ ہے کہ اسے اپنے ساتھ ہی قبر میں لے جاؤں گا"

"مگر تم نے کہا تھا ایک آدمی اور بھی اس سے واقف ہے۔ اس نے تم کو کیا مشورہ دیا تھا؟"

"یہی چپ رہنے اور اس راز کو قبر میں لے جانے کا۔ اور سچ پوچھو تو اس کے سوا چارہ کار بھی کیا ہے؟ اگر ہم اس راز کو ظاہر کریں، تو کیا فائدہ؟ چونکہ میں اپنے باپ کی جائداد کا جائز وارث نہیں ہوں، اس لئے حقیقت حال ظاہر ہونے پر وہ بحق سرکار ضبط ہو گی۔
پس بہترین صورت یہی ہے کہ ہم چپ رہیں"

"یہ اس کا مشورہ ہے؟"

"اور اس کے ساتھ میرا اپنا ارادہ بھی۔ کیونکہ اگر ہم اس راز کا آدھا حصّہ ظاہر کریں، تو باقی آدھا خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔ اس عورت کی شخصیت پوشیدہ نہ رہ سکے گی۔ ایک رات میں دو موتوں کا توارد لازمی طور پر اس نتیجہ پر پہنچنے میں مدد دے گا۔ کہ ان کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق تھا۔ کئی کئی طرح کے خیالات پیدا ہوں گے۔ اور نتیجہ آپ خود ہی سمجھ سکتی ہیں"

"برنارڈ میرے بیٹے! جو کچھ تم کہتے ہو صحیح ہے۔ زندگی کی دلچسپیاں ہم دونوں کے لئے ختم ہو چکی ہیں۔ اپنا مجھ کو غم نہیں۔ کیونکہ میری زندگی کی باگیں ابھی سے ڈھیلی ہو رہی ہیں۔ میری موت کسی دن کی بات ہے۔ لیکن تمہارا غم مجھ کو ہلکان کئے دیتا ہے۔ عزیز بیٹے! اگر خدا کی کوئی ہستی ہے تو وہی اس مصیبت میں تیری مدد کرے گا۔ اس کے سوا کوئی نہیں"

ایک ہلکی چیخ مار کر وہ میرے بازوؤں میں گر پڑی۔ پہلے میرا خیال تھا کہ مر گئی۔ لیکن نہیں۔ اسے جلدی ہی ہوش آ گیا۔

اس سے اگلی صبح کو اس نے مجھے رخصت کر دیا۔ کیونکہ ہم اس بار غم کو ایک دوسرے

کے پاس رہ کر نہیں - بلکہ علیحدگی میں ایکدوسرے کی مصیبت دیکھے بغیر بہتر برداشت کر سکتے تھے کم ازکم یہ اس کا خیال تھا - اور اس نے یہ کہہ کر مجھ کو رخصت کیا کہ پھر جب ضرورت ہوگی - تم کو بلوالوں گی -

لارڈ کلینیون کا بیان ختم ہوا

تیسرا بیان میری ڈافورجٹ کا

باب - ۱

باغ کے سایہ میں

۱

میں کتنی بدنصیب ہوں - نہ جانی ہوئی آفتوں کا مرکز - نہ سوچی ہوئی سختیوں کا نشانہ قدرت جس پر مہربان تھی - مگر قسمت برخلاف - والد کی پریشانیاں میرے لئے کیا کم تھیں، کہ اب دیکھتی ہوں لارڈ کلینیون بھی رنگ میں رنگے نظر آتے ہیں - گویا وہ مرد جو میری زندگی کی دلچسپیوں کا سامان تھے - دونوں اداس اور افسردہ - دونوں مالیخولیا کے مریض ہیں -

آج میں ایک رنجیدہ لیکن سچی بات لکھنا چاہتی ہوں - جو ہر چند خلاف فطرت ہے تاہم میرے دل کا حال ظاہر کرتی ہے - یعنی یہ کہ میری ہمدردی والد سے بہت زیادہ لارڈ کلینیون سے ہے - میں نہیں جانتی ایسا کیوں ہے؟ بہر حال میں اچھی طرح دیکھتی اور جانتی ہوں، کہ والد گو ہر شخص سے نرمی اور عنایت کا سلوک کرتے ہیں - تاہم مجھ سے بڑی سرد مہری سے پیش آتے ہیں - آخر میں نے ان کا کیا بگاڑا ہے؟ کیوں وہ مجھ سے ... اپنی عزیز بیٹی سے پرے پرے رہتے اور اپنے دل کا حال کہنے سے ہچکچاتے ہیں؟

نہ معلوم کیوں والد کو لارڈ کلینیون سے اتنا انس ہے؟ اور میں دیکھتی ہوں وہ بھی...

لارڈ کلینیون اکثر یہاں آتے ہیں۔ وہ میرے خیال میں والد ہی سے ملنے آتے ہوں گے۔ شاید میں اگر ایک خود پسند بے وقوف لڑکی ہوتی تو سمجھتی، کہ وہ ۔۔۔ کسی اور وجہ سے ۔۔۔ کسی اور کشش کے باعث یہاں آتے ہیں۔ لیکن میں چونکہ نہ خود پسند ہوں۔ اور نہ بے وقوف، اس لئے ۔۔۔ اے دلِ ناداں! اس خیال کو چھوڑ دے۔ اسے اپنے اندر جگہ دینے کی کوشش نہ کر!

مگر ان کی آمد کی چاہے اصلی وجہ کچھ ہو، وہ عموماً یہاں آتے ہیں اور ان کی آمد بہر حال میں باعثِ مسرت ہوتی ہے۔ بعض اوقات میں ان کو گا کے سناتی ہوں۔ اور وہ اس کو بہت پسند کرتے ہیں۔ بعض اوقات وہ دونوں، والد اور وہ، شطرنج کھیلنے لگتے ہیں۔ مگر ان کا کھیل ہمیشہ ناتمام رہتا ہے۔ کھیلتے کھیلتے ایک کے خیالات کی رو بہت دور جا پہنچتی ہے، اور اس کے بعد اگر میں وہاں جا کر شطرنج اٹھا کے مہرے اکٹھے نہ کروں، تو ممکن ہے وہ دونوں بڑی رات تک اسی طرح صم بکم بیٹھے رہیں۔ کبھی کبھی وہ مسٹر کارلین کو بھی اپنے ساتھ لے آتے ہیں اور اوقاتِ بعید میں وہ لڑکا آرتھر کارلین اکیلا بھی آ جاتا ہے۔ لیکن ۔۔۔ بہت کم۔ کیونکہ وہ گو اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے ہچکچاتا ہے۔ تاہم میں دیکھتی ہوں کہ وہ بہت شرمیلا ہے۔ بہت کم موقعوں پر والد اب کاسینو جاتے ہیں۔ بہرحال ان راتوں کو لارڈ کلینیون ان کی عدم موجودگی کے باعث یہاں نہیں آتے۔

۲

کل شام والد نے مجھ کو بلایا اور کہنے لگے۔ میں اس درخواست کے بارہ میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ جو تم نے دوبارہ خانقاہ میں داخل کئے جانے کی نسبت کی تھی۔ میں حیران و ششدر ان کا منہ تکنے لگی۔ تعجب ہے چند ہفتوں کے عرصہ نے کتنی بڑی تبدیلی میرے اندر پیدا کر دی ہے۔ تب میں بے چین اور بے تاب تھی۔ تب میرا جی خانقاہ کی تنہائی کے لئے کڑھتا تھا، لیکن اب فارغ و مسرور ہوں۔ اب یہاں سے خانقاہ جانے کا خیال ہی جی کو پریشان کرتا ہے!

کہنے لگے: "میں نے تمہاری اس درخواست کو غور کے ساتھ سوچا تھا اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بے شک میں نے تمہاری خوشنودی کا پورا خیال نہیں رکھا، اس لئے ...."

وہ فقرہ کو نا تمام ہی چھوڑ کر چپ ہو گئے۔ اور آنکھیں تارا بن کر باہر کی طرف لگ گئیں۔ ہم برآمدہ میں ایک چھوٹی سی گول میز کے پاس بیٹھے تھے، کھانا ختم ہو چکا تھا۔ لیکن فواکہات، شراب اور سگریٹ ابھی باقی تھے۔ شب کی تاریکی چھانے لگی تھی۔ اور منظر بہت سہانا تھا۔ میں آنکھیں جھکائے بیٹھی تھی، مگر ان کو دفعتاً چپ ہوتے دیکھ کر میں چونکی، اور ان کی طرف دیکھنے کو گردن اٹھائی۔ اُف میرے خدا! کتنی عظیم تبدیلی ان کی حالت میں پیدا ہو گئی تھی! چہرہ زرد اور اس پر موت کی سختی کے آثار نمودار تھے۔ ایک ہاتھ سے انہوں نے سپید رومال کو تشنجی انداز سے پکڑا ہوا تھا اور میں نے دیکھا کہ آن واحد میں ان کا بدن سکڑ کر چھوٹا سا رہ گیا۔ البتہ گردن آگے نکلی ہوئی اور آنکھیں ہیبت کے آثار لئے باغ میں کسی مقام کی طرف دیکھتی تھیں۔ ان کی حالت دیکھ کر میرے دل کو بھاری صدمہ ہوا اور جب اس کے بعد میری آنکھیں ان کی نگاہ کا پیچھا کر کے اس مقام کی طرف گئیں۔ جو ان کی نظر کا مرکز بنا ہوا تھا۔ تو معلوم ہوا ایک آدمی درختوں کے پاس کھڑا ہماری طرف دیکھتا ہے اس نے لمبا سیاہ کوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور ٹوپی اس انداز سے ہاتھ میں لے رکھی تھی۔ گویا اس ذریعہ سے سر کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہے۔ میں نے فوراً اس کو پہچان لیا۔ اور وہیں سے اس کو ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے والد سے کہا۔

"ابا جی! کیا آپ نہیں دیکھتے کہ وہ ...."

میں یہ کہتے ہوئے والد کی طرف مڑی۔ مگر ان کی تبدیل ہوتی ہوئی حالت دیکھ کر فقرہ میرے منہ میں نا تمام ہی رہ گیا۔ عرق سرد کے قطرے ان کی پیشانی پر نکلے ہوئے تھے۔ آنکھیں دہشت سے کھلی تھیں۔ اور ایک ہاتھ خوف کے تشنجی اشارہ سے آگے کی طرف بڑھا ہوا تھا۔ بہ حیثیت مجموعی ان کی حالت اتنی ردی تھی کہ میں بیان نہیں کر سکتی!

"ابا جی!" میں نے انداز فکر سے کہنا شروع کیا۔ "کیا بات ہے؟ کیا آپ لارڈ کلینیون کو نہیں پہچانتے؟... کیا آپ بیمار ہیں... ؟"

وہ نہ بولے نہ حرکت کی نہ اپنی حالت بدلی۔ اسی طرح بت کی مانند بیٹھے رہے۔

لارڈ کلینیون نے میرے اشارہ کا اشارہ سے جواب دیا۔ اور تیز چلتے اس طرف کو آئے جہاں ہم بیٹھے تھے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ پہنچتے، والد ایک تیز چیخ مار کے جو رات کی ساکن ہوا کو چیرتی ہوئی چاروں طرف پھیل گئی۔ آگے کی طرف جھکے۔ اور میرے پاؤں کے پاس گر کر بے ہوش ہو گئے۔

باب - ۲

میٹھا راز

۱

لارڈ کلینیون امداد مجسم تھے۔ جلدی سے نوکروں کو ایک طرف ہٹا کے انہوں نے والد کو اس طرح بازوؤں پر اٹھا لیا، گویا کوئی خوردسال بچہ تھا۔ اور انہیں ان کے کمرہ میں لے گئے۔ ان کی غش عارضی ثابت ہوئی اور احتیاطی تدبیروں کی مدد سے وہ جلدی ہی ہوش میں آ گئے۔ آنکھیں کھولتے ہی انہوں نے ہم سب کو یہ کہہ کے رخصت کیا کہ میں سونا چاہتا ہوں۔ اس لئے ہم دونوں، میں اور وہ، باہر بالکونی پر آ گئے!

"مس ڈافوجٹ!" لارڈ کلینیون نے آہ سرد بھر کر کہا۔ "ایک پہلو سے میں اور آپ کے والد ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ خفیہ غم ہم دونوں کے اندر موجود ہے۔"

"والد کی حالت دیکھ کر میں بارہا سہمی جاتی ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ "میں نہیں جانتی کون سا غم عہد ماضی کا ان کو ہلکان کرتا ہے۔ بہرحال نوبت بارہا دیوانگی تک پہنچ جاتی ہے۔ کاش میں بھی اس بار الم کی حصہ دار ہوتی! پھر میری زندگی زیادہ اطمینان کے ساتھ

بسر ہو سکتی ۔"

"آپ کے لئے ان کے پاس رہنا کتنا غمناک ہوتا ہوگا ۔" لارڈ کلبینون نے رحم آمیز لہجہ میں کہا ۔" افسردگی ناقابلِ برداشت ہوتی ہوگی ۔"

"پہلے بے شک تھی ۔" میں نے دبی آواز سے کہا ۔" لیکن اب ایک مدت سے... نہیں ہوتی ۔"

میں نے آخری جملہ ہر چند بڑی مدھم آواز سے کہا تھا ۔ تاہم اس نے سُن لیا ۔ اس کے ساتھ ہی ایک تیز روشنی اس کی آنکھوں میں پیدا ہوئی ۔ اور وہ چاندنی میں پُراسرار طریقہ پر چمکنے لگیں ۔ مگر اس نے کہا کچھ نہیں ۔ جس سے میرا دل... ڈوب گیا ۔ کوئی آواز مجھ سے کہتی تھی کہ وہ کبھی کچھ نہ کہے گا ۔ کسی غیبی طاقت نے اس کے ہونٹوں پر مُہرِ خموشی لگا رکھی تھی ۔ اگر وہ مجھ کو... چاہتا بھی تھا تو ایسا کہنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا ۔

۲

وقفۂ طویل کے بعد وہ بولا ۔

"کم از کم بعض اور سامانِ دلچسپی کے آپ کے لئے موجود ہیں ۔" اس نے کہا ۔" مثلاً... یہ پُرفضا مکان ، یہ دلفریب منظر..."

"سچ... ۔"

"واپس جانے کے بعد میں اس جگہ کی دلچسپیوں کو ہمیشہ یاد رکھوں گا ۔"

"تو کیا آپ واپس جانا چاہتے ہیں ؟"

میری آواز میں لرزش اور چہرہ پہ خاموشی تھی ۔ تو بھی میرا خیال ہے اس نے میری یہ اضطرابی کیفیت نہیں دیکھی ۔ یا اگر دیکھی تو اس کو جتلانے کی کوشش نہیں کی ۔ وہ دوسری طرف کو منہ پھیرے چپ چاپ کھڑا تھا ۔ میرا دل زور سے دھک دھک کرنے لگا ۔ وہ اگر اس وقت میری طرف دیکھتا ، تو آنسوؤں کے قطرے میری آنکھوں میں ضرور نظر آ جاتے !

"میں اس جگہ غیر معین عرصہ تک نہیں ٹھہر سکتا ۔" اس نے کہا ۔

"تو بھی اتنا جلد جانے کی کیا حاجت ہے؟" میں نے فکرمند لہجہ میں پوچھا۔
اس نے میری طرف دیکھا۔ چاندنی اس کے چہرہ کی بھیانک زردی کو نمایاں کرتی تھی۔
"مس ڈافورجٹ!" اس نے کہا "میں اب جاتا ہوں۔ آج میرے حواس بجا نہیں۔
میں اگر تھوڑی دیر بھی ٹھہرا، تو... شاید ناگفتہ الفاظ میرے منہ سے نکل جائیں ..."
"تو ٹھہریئے" میں نے اپنا بازو اس کے بازو پر رکھتے ہوئے کہا "میں وہ الفاظ سننا چاہتی ہوں"

میں خود محسوس کرتی ہوں، کہ مجھ کو یہ الفاظ نہ کہنے چاہیئے تھے۔ بے شک مجھ سے غلطی ہوئی۔ اور اس غلطی کی سزا فوراً ہی مجھ کو مل گئی۔

لیکن آہ! ... کیا سچ مچ وہ سزا تھی؟ اس کا جواب افسوس! میں نہیں دے سکتی۔ میں صرف واقعہ بیان کر دینا کافی سمجھتی ہوں۔

دو مضبوط بازو مجھ کو اپنے گرد لپیٹے معلوم ہوئے۔ اور پُرجوش الفاظ بہتے ہوئے پانی کی تیزی رفتار سے میرے کانوں میں آنے شروع ہوئے۔ جو نغمۂ شیریں سے زیادہ دلکش اور دلفریب تھے۔ اور اس کے بعد... مگر اس کے بعد کا حال ایک میٹھا راز ہے جسے میں ظاہر نہیں کر سکتی!

میری ڈافورجٹ کا بیان ختم ہوا

چوتھا بیان فلپ نیلسن کا

باب - ۱

پُراسرار خواب

۱

میں ایک غریب کا بیٹا، غریب کے گھر پیدا ہوا لیکن قسمت میں وہ رنگ دیکھنے

لکھے تھے جو کسی ابن امیر کے حصہ میں بھی نہ آئے ہوں۔ اب اپنی عمر کے آخری ایام میں ایک نظر بازگشت ڈالنے سے زندگی کے کئی عجیب و حیرت انگیز واقعات دکھائی دیتے ہیں۔ مگر ایک ان میں بڑھ چڑھ کر ایسا ہے۔ جسے میں کسی حال میں نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اور جس کے مختلف پہلوؤں پر اب بھی کئی بار غور کرتا ہوں، وہ ایک نہایت عجیب واقعہ ہے۔ جس کی تشریح اس مہذب دنیا کا کوئی آدمی خواہ وہ عالم ہو یا فاضل۔ فیلسوف ہو یا ادیب، نہیں کر سکتا۔

اور ضمناً اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح نہایت چھوٹے اور بے حقیقت واقعات اس عالم کے اسرار عظیم کو حل کرنے کا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔

میرا مقصد اس بیان میں فقط اس ایک واقعہ کا ذکر کرنے کا ہے۔ اپنی حیرت خیز زندگی کے باقی عجیب و غریب حالات کو میں قصداً قلم انداز کرتا ہوں۔

یہ (اس) واقعہ پُر خوف کے چار مہینے بعد کا ذکر ہے۔ جب ہم (اور) لارڈ کلینیون بحر موّاج سے مرتے مرتے بچے تھے۔ ان کا عہد شباب تھا۔ اور بدن کسرتی اور مضبوط۔ اس لئے وہ تو جلدی شفا پا گئے۔ البتہ میری حالت میں جو پہلے ہی ضعیف و نیم مردہ تھا، بحالی صحت کا عمل بڑا آہستہ ثابت ہوا۔ اور آخر ایک عرصہ دراز کے بعد میں اس قابل ہوا کہ ایک ہاتھ میں لاٹھی اور دوسرے میں بہن کا بازو دے کر رینگتا ہوا چلتا تھا۔ اپنے بگڑے ہوئے نظام عصبی اور خراب صحت کی وجہ سے میرا دماغ اس میں شک نہیں اچھی حالت میں نہ تھا، تو بھی میں جس واقعہ کا ذکر کرتا ہوں۔ اس کا تعلق میرے خیال میں کسی طرح ان دو باتوں سے نہیں ہو سکتا۔

بیماری کے ایام میں راتوں کو نیند آتی تو اکثر خواب متوحش نظر آتے۔ اور ان میں بارہا میری زندگی کے ہیبت ناک واقعات پُر خوف صورت میں دکھائی دیا کرتے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ جب میری صحت بحال ہوئی۔ اور میں چلنے پھرنے کے قابل ہوا۔ تو یہ خواب

بھی کم ہو گئے۔ حتیٰ کہ آخر کار وہ بالکل نظر نہ آتے تھے۔ قریباً پندرہ دن تک میں بڑے آرام و اطمینان کے ساتھ سویا۔ جس میں نہ کوئی خواب دکھائی دیتا تھا اور نہ نیند اُچاٹ ہوتی تھی۔ اس کے بعد ایک رات ایک نہایت عجیب واقعہ پیش آیا جس کا میں اب ذکر کرنے لگا ہوں۔

میں نہیں جانتا وہ خواب تھا یا میرے جوشِ دماغ کی پیدا کی ہوئی تصویر۔ یا کوئی اور چیز۔ بہر حال جہاں تک میری اپنی رائے کا تعلق ہے، میں اسے خواب نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ اس کے واقعات میں بہت ہی کم تسلسل تھا۔ اور متحرک صورتیں تو اس میں بالکل دکھائی نہ دیتی تھیں۔ میرے خیال میں خواب اور اس نظارہ کا فرق جو میں نے دیکھا، زیادہ واضح طور پر یوں بیان ہو سکتا ہے کہ خواب ایک طرح کی سینما کی تصویر ہے، لیکن جو نظارہ میں نے دیکھا وہ بڑی حد تک میجک لالٹین کی پیش کی ہوئی تصویروں سے مشابہ تھا۔ میں بے خبر پڑا سوتا تھا، کہ دفعتاً میری نظروں کے سامنے ایک چیز دکھائی دی۔ ایک نہایت معمولی چیز۔ جس کا کسی واقعہ حال سے کوئی تعلق نہ تھا یعنی سونے کا بنا ہوا سادہ کنگن۔ جب آنکھ کھلی، تو میں نے اس واقعہ کو گو عجیب سمجھا۔ تاہم اس کے بعد جلدی ہی اس کا خیال ذہن سے اُتر گیا۔ اس رات یہ نہایت عجیب واقعہ پیش آیا، کہ وہی تصویر پھر ایکبار مجھ کو دکھائی دی۔

میں سوچ میں پڑ گیا۔ مگر انتہائی کوشش کے باوجود اس واقعہ کی کوئی تشریح ذہن میں نہ آسکی۔ بس ایک کنگن تھا جو مجھ کو دکھائی دے جاتا۔ مگر اس کنگن کا کس چیز سے تعلق تھا، اور وہ کیوں مجھ کو دکھائی دیتا تھا۔ اس کا کوئی جواب ذہن میں نہ آتا تھا۔

تیسری رات کو وہی خواب پھر ایک بار نظر آیا۔ لیکن اس دفعہ قدرے ترمیم کے ساتھ۔ یعنی میں نے دیکھا کہ اب وہ کنگن ایک سوئی ہوئی یا مردہ عورت کے سپید بازو پر کہنی کے قریب پہنا ہوا تھا۔ اور اس وقت مجھے یاد آیا کہ اس کنگن کا تعلق میری زندگی کے کسی واقعہ سے ضرور ہے۔ مگر پھر بھی یہ بات ذہن میں نہ آسکی کہ کس واقعہ سے؟

صبح کو میں بڑی دیر تک اس معاملہ پر غور کرتا رہا۔ اس کے بعد دفعتاً یاد آیا کہ بہت مدت گذری، جب میرے آقا لارڈ آف اسٹن حیات تھے تو ایک روز جب میں ان کے کمرہ میں داخل ہوا تو دیکھا تھا کہ دو مراکو چمڑے کے بنے ہوئے کھلے ڈبے اُن کے سامنے پڑے تھے جن کا پارسل اسی دن پیرس سے ان کے نام آیا تھا۔ میں نے اچھی طرح ان کو دیکھا۔ دو کنگن ان ڈبوں میں رکھے تھے۔ اور دونوں ایک دوسرے سے ملتے ہوئے اس کے تھوڑا عرصہ بعد مجھ کو معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک کو لارڈ اسٹن نے اپنے داہنے بازو پر پہنا ہے۔ اور دوسرا میڈ موازل ڈاگولی کو پیش کر دیا ہے۔

اس رات وہی خواب کسی قدر تبدیلی کے ساتھ پھر ایک بار نظر آیا۔ کیا دیکھتا ہوں وہی سپید اور بے حرکت بازو ہے اور وہی سونے کا بنا ہوا سادہ کنگن کہنی کے بالائی حصہ میں پہنا ہوا، مگر اب جو میں نے غور کر کے دیکھا، تو معلوم ہوا کہ اس میں اور ان دو کنگنوں میں جو میں نے لارڈ اسٹن کے پاس دیکھے تھے۔ ایک چھوٹا سا اختلاف تھا یعنی اس میں جوڑ کے مقام پر دو بہت چھوٹے دانے لگے ہوئے تھے۔ اس بات کی نشانی کہ کنگن کو اس مقام پر کھولا اور بند کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ اس طرح کا کوئی نشان ان دو کنگنوں میں جو میں نے لارڈ اسٹن کے پاس دیکھے تھے، بالکل موجود نہ تھا۔ ان کی ساخت بہت سادہ تھی۔ ان میں جوڑ کا مقام بالکل موجود نہ تھا۔

اور اس وقت جب میں حالتِ خواب میں بے حرکت سپید بازو اور اس پر پہنے ہوئے کنگن کو حیرت آمیز نظروں سے دیکھ رہا تھا، تو ایک نہایت عجیب واقعہ ظہور میں آیا۔ یعنی ایک اور ہاتھ جو بے حد سپید تھا اور جس کی لمبی نازک انگلیاں بے رنگ دکھائی دیتی تھیں، اس بازو کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ میرے دیکھتے دیکھتے اس نے وہ کنگن جو بازو پر پہنا ہوا تھا، اس طرح گھما دیا، کہ اس کے جوڑ کا مقام جہاں دو چھوٹے دانے بنے ہوئے تھے۔ نظر آتا بند ہو گیا۔ اب اس کنگن کی ظاہری صورت ان دو

کنگنوں سے ملتی تھی۔ جن میں سے ایک لارڈ اسرسٹن نے اپنے بازو پر پہنا اور دوسرا سسیل ڈاگولی کو دیا تھا۔ اتنا کہنے کے بعد وہ ہاتھ جس نے کنگن گھمایا تھا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ یعنی اس طرح جیسے سینما کی تصویر اندھیرے میں زائل ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد کچھ وقت گذر گیا۔ گو میں اس کی لمبائی کا صحیح اندازہ قائم نہیں کر سکتا۔ پھر دفعتاً وہ کنگن جو برہنہ بازو پہ پہنا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔ اس کے فوراً بعد وہی ہاتھ پھر ایک بار نمودار ہوا۔ اور اس نے پھر وہی حرکت کی۔ جس سے کنگن کا قابلِ شناخت حصہ نظروں سے پوشیدہ ہو گیا۔ تین بار یہی واقعہ پیش آیا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

۲

دن بھر میں حیران و سراسیمہ اپنے اس عجیب و غریب خواب پر غور کرتا رہا۔ بہتیرا اس کی تعبیر کی کوشش کرتا۔ مگر کوئی حل ذہن میں نہ آتا تھا۔ یکایک ایک عجیب خیال میرے دماغ میں پیدا ہوا۔ اور ساری رات اس کو سوچنے میں گذری۔ دن نکلا تو میں نے رختِ سفر باندھ کر چلنے کی تیاری شروع کر دی۔

میری بوڑھی ماں نے میری کمزور حالت دیکھ کر بہت سمجھایا اور سفر کے خطروں سے آگاہ کیا۔ پھر یہ بھی اس نے کہا کہ تمہارے خلاف وارنٹ گرفتاری نکلا ہوا ہے۔ سی، آئی، ڈی کے آدمی تم کو دیکھتے ہی گرفتار کر لیں گے۔ میں نے اس کے پہلے اعتراض کو اَن سُنا کر کے دوسرے کے بارہ میں جواب دیا کہ حال کی بیماری نے میری صورت میں عظیم تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ اب میرا وہ حلیہ نہیں رہا۔ جو پولیس کو معلوم تھا۔ آئندہ میں اپنا نام بھی اصلی یعنی ولیم سمتھ رکھوں گا۔ ان ساری احتیاطوں کے بعد ناممکن ہے کہ کوئی شخص مجھ کہن سال اور دیہاتی ولیم سمتھ کو دیکھ کر معلوم کر سکے کہ یہ آدمی فلپ نیلسن ہے۔ جو کسی زمانہ میں ارل آف اسرسٹن کا ملازم تھا اور جسکے برخلاف

جُرمِ قتل میں وارنٹ جاری ہے۔ اپنی سابقہ حالت میں میرا چہرہ ریش و بروت سے صاف
قد لمبا اور رنگت گندمی اور سلونی تھی۔ مگر اب میں سال خوردہ، خم کمر، سپید چہرہ اور ضعیف
تھا۔ سر کے بال برف کے گالوں کی مانند سپید اور چہرہ پر ناف تک لمبی ڈاڑھی تھی۔ میرے
اس جواب کو سُن کر ماں کو خاموش ہو جانا پڑا۔ یعنی وہ بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئی، کہ
دونوں حالتوں کا فرق بیّن ہے۔

لیسسٹر شائر تک جاتے ہوئے مجھے دو دن رستہ میں لگ گئے۔ دوسرے دن کی
رات کو میں گورنٹ پارک پہنچا۔ اور لیڈی اسٹی سے ملنے کی خواہش کی۔

نوکر نے جواب دیا، کہ وہ اب کسی سے ملاقات نہیں کرتیں۔ اور زاویہ نشیں رہتی ہیں۔
اس پر میں نے ایک پرزہ کاغذ پر اپنا پہلا نام نیلسن لکھ کر بند لفافہ میں ان کے پاس بھیج دیا۔
جس کے بعد نوکر فوراً یہ پیغام لے کر آیا، کہ وہ آپ کو بُلاتی ہیں۔

کئی لمبے کمروں اور ویران غلام گردشوں سے گزر کر میں آخرکار ایک چھوٹے سے
حجرۂ تاریک میں پہنچا۔ جہاں ایک بہت بوڑھی اداس چہرہ عورت جس کے سر کے بال سپید
اور منہ پر جھریاں پڑنے لگی تھیں، نشیب کرسی پر بیٹھی تھی۔ بیگم کی بدلی ہوئی حالت
دیکھ کر میرا دل پھٹنے لگا۔ اور آنکھیں اشک آلود ہو گئیں۔ اس میں شک نہیں میری اپنی حالت
پہلے کی نسبت بدلی ہوئی تھی۔ تاہم اس کی صورت تو بالکل پہچانی ہی نہ جاتی تھی۔ اب وہ اس
کے خوشنما سنہرے بال، چہرہ کی خوشنما سپید رنگت وہ ہر وقت قائم رہنے والا تبسم اور لا تعداد
اوصاف کہاں تھے جو اس کو سوسائٹی کی سب سے حسین عورت بنانے میں مدد دیتے تھے۔
اس کا حسن دلخواہ زائل ہو گیا...... ہمیشہ کے لئے مٹ گیا۔ اب وہ ایک سالخوردہ خاتون تھی،
جس کے ہاتھ پیر تھرتھراتے تھے۔ فقط اس کے سر کا وقار جوں کا توں قائم تھا۔ اس بات کی یاد
تازہ کرتا تھا، کہ یہ لیڈی اسٹی کی بجھی ہوئی تصویر...... اس کے اگلے وجود کا مٹتا ہوا
سایہ ہے!

"نیلسن!" اس نے مجھے دیکھ کر اندازِ حیرت سے کہا۔ "میرے خدا! کیا تم سچ مچ اتنے بدل گئے۔ یا بھیس بنا کر میرے پاس آئے ہو؟"

میں نے صورتِ انکار سر ہلایا۔

"بانو! جس حالت میں قدرت نے اپنے ہاتھ سے میری صورت بدل دی۔ تو پھر مجھے مصنوعی تبدیلیوں کی کیا حاجت تھی؟" میں نے جواب دیا۔ "یہ سب میری بیماری کی پیدا کی ہوئی تبدیلیاں ہیں۔"

"وفادار نیلسن!" بیگم نے جوش سے تھرائی ہوئی آواز سے کہا۔ "آگے آ کے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے۔ اتنی مدت کے بعد تجھ کو زندہ اور صحیح سلامت دیکھ کر میرے جی کو چین آ گیا۔ میرا بیٹا بہرنارڈ چند دن ہوئے یہاں آیا تھا۔ اس کا درد اذیت مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ مجبوراً مجھے اس کو رخصت کر دینا پڑا۔ مگر تم بتاؤ تم یہاں کس لئے آئے ہو؟ کیا تمہارا آنا محفوظ تھا، کیا تمہارے آنے کی کوئی وجہ خاص تھی؟"

میں نے اپنی لمبی سپید داڑھی پر ہاتھ پھیرا۔ اور اس کے بعد جلتی آگ کی روشنی میں آ کر اپنے جھری دار چہرہ اور گھسی ہوئی آنکھوں کو نمایاں کیا۔ پھر اپنی لڑکھڑاتی ہوئی ٹانگوں کی طرف دیکھا۔ "بانو! اس کے بعد میں نے کہا۔ "میں اب ہر طرح محفوظ ہوں۔ کیا آپ کی رائے میں ایسا نہیں ہے؟"

بیگم کے ستے ہوئے سپید چہرہ پر رحم کے آثار پیدا ہوئے۔ میری حالتِ زار دیکھ کر بے اختیار آنکھیں بھر آئیں!

"سچ ہے۔ تم اپنی اس حالت میں محفوظ ہو!" اس نے کہا۔ "تاہم کوئی خاص ہی وجہ ہوگی کہ تم نے یہاں تک آنے کی جرأت کی۔"

"بے شک تھی۔ میں نے ایک عجیب طرح کا خواب دیکھا تھا....."

"کیا؟"

"ایک کنگن جو کسی مردہ عورت کے بازو پر پہنا ہوا تھا ....."

"میرے خدا!"

"بانو! کئی سال گذرے، جب میرے آقا مرحوم لارڈ کلیمیون کہلاتے تھے تو میں ان کے ہمراہ سفر کرتا فرانس گیا تھا۔ وہاں انہوں نے سونے کے دو کنگن ایک ہی طرز کے بنے ہوئے خریدے تھے۔ جن میں سے ایک انہوں نے اپنے پاس رکھا۔ اور دوسرا اس عورت کو دیا جس سے بعد ازاں اُن کی شادی ہوئی تھی۔"

"مجھ کو معلوم ہے" لیڈی اسپنسٹن نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

"اس صورت میں بانو!" میں نے پُر شوق لہجہ میں پوچھا "ضرور وہ کنگن کبھی آپ کی نظروں سے گذرا ہوگا۔ کیا آپ بیان کر سکتی ہیں اس کی بناوٹ کیسی تھی؟"

"نیلسن!" ستم رسیدہ عورت نے گلوگرفتہ آواز سے جواب دیا: "یہ ایک نہایت عجیب بات ہے کہ تم اس کنگن کا حال مجھ سے پوچھتے ہو۔ اس کا بڑا بھیانک قصہ ہے۔ جو میں تم سے بیان کرتی ہوں۔ تمہارے آقا مر چکے تھے۔ اور ان کا جنازہ دوسرے دن اُٹھنا تھا کہ میں نے بتھنل گرین روڈ کے واقعہ قتل کا حال اخباروں میں پڑھا۔ اس میں لکھا تھا کہ مقتول عورت کے داہنے بازو پر کہنی سے اوپر سونے کا بنا ہوا ایک سادہ کنگن پایا گیا ....."

"آگے کہیے" میں نے مری ہوئی آواز سے تحریک کی۔

"اس وقت مجھے یاد آیا کہ ایسا ہی ایک کنگن ان کے بازو پر ہوتا تھا۔ اور وہ اب تک وہیں ہوگا۔ خیال آیا اگر اس کنگن کو کسی نے ان کے بازو پر دیکھ لیا۔ تو ایسا نہ ہو اس اتفاق کو عجیب سمجھ کے محکمہ پولیس دونوں وارداتوں کا تعلق ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ جس صورت میں نہ معلوم کیا کیا راز آشکار ہوں۔ کیونکہ نیلسن! سچ اس کاگ کی طرح ہے جسے کتنا ہی پانی کے اندر دباؤ، جلدی یا دیر میں ضرور سطح پر آ جاتا ہے۔ ایک عجیب طرح کی دہشت مجھے لاحق ہوگئی۔ حتیٰ کہ اپنی بے تابی سے مجبور ہو کر میں آدھی رات کے وقت اس

کمرہ میں گئی۔ جہاں ان کی لاش رکھی تھی ۔۔۔"

"میں سمجھا۔ آگے کہیئے۔"

"اور وہ کنگن ان کے بازو سے اتار لیا۔

"وہ اب آپ کے پاس ہے؟" میں نے مضطربانہ پوچھا۔

"ہاں ہے۔"

بڑی آہستگی سے اٹھ کر وہ لکڑی کی مدد سے چلتی کمرے کے دوسرے حصہ میں گئی۔ اور ایک الماری کھول کر کوئی چیز اس سے نکالی۔ چند منٹ کے بعد واپس آئی تو ایک کنگن ہاتھ میں تھا۔

۳

میں نے اس کو بیتابانہ لے لیا اور آگ کی روشنی میں دیکھنے لگا۔ اس کی ہموار دھندلی سطح پر شعلوں کی چمک مدہم نظر آتی تھی۔ میں نے اس کو گھمایا۔ یہاں وہ کنگنوں میں سے ایک تھا جنہیں بڑی مدت گذری۔ میں نے اپنے آقا کے پاس دیکھا تھا۔ میں نے فوراً اسے پہچان لیا۔ بناوٹ بہت سادہ اور بند کرنے کے مقام پر کوئی خاص نشان نہ تھا۔ گویا اس پہلو سے یہ اس کنگن سے مختلف تھا۔ جسے میں نے حالتِ خواب میں کسی عورت کے بے جان بازو پر پہنا ہوا دیکھا تھا۔

ایک نیا اضطراب میرے دماغ میں پیدا ہو گیا۔ وہیں ایک کرسی پر بیٹھ کر میں اس معاملے کے پہلوؤں کو سوچنے لگا۔ وحشت آمیز بہت سے خیالات دماغ میں پیدا ہوتے تھے۔ اس کنگن کو دیکھنے کے بعد مجھے پورا یقین ہو گیا کہ میرے حافظہ نے غلطی نہیں کی یقینی طور پر یہ دو کنگن ایک علیحدہ ساخت کے تھے۔ اور وہ جو مجھ کو مردہ بازو پر نظر آیا' اس سے مختلف تھا۔ لیکن ایک پہلو میرے خواب کا ابھی حل طلب باقی تھا۔ یعنی وہ کس کا ہاتھ تھا۔ جس نے مردہ بازو پر پہنے ہوئے کنگن کو گھمایا۔ اور اس پہنے ہوئے داغوں کو چھپانے کی

کوشش کی تھی۔ اور کس لئے؟ ... خیالات کی تیز آندھی میرے دماغ میں چل رہی تھی۔ فراست کا چراغ گل ہونے کے قریب تھا۔

میں نے نظر اٹھا کر دیکھا، بیگم بالمقابل بیٹھی پُر خوف سی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھتی تھی۔ نہ کوئی لفظ اس کے منہ سے نکلا، نہ کوئی سوال اس نے پوچھا۔ میں خود حیران تھا کہ کیا کہوں اور کیا نہ۔

"بانو!" آخر کار میں نے دبی ہوئی آواز سے کہنا شروع کیا "میرے عجیب و غریب خواب نے دماغ کو پریشان کر رکھا ہے۔ اس لئے اگر آپ اجازت دیں، تو میں اس کنگن کو فی الحال اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔"

"تم اگر چاہو تو اس کو ہمیشہ کے لئے اپنے پاس رکھ سکتے ہو" اس نے کانپتے ہوئے لہجہ میں جواب دیا۔ "تم اسے لے جاؤ۔ میں پھر کبھی اس کو دیکھنا نہیں چاہتی۔"

میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"لیکن رات زیادہ گئی ہے۔" بیگم نے ہمدردانہ کہا "ابھی نہ جاؤ۔ اتنی کیا جلدی ہے؟"

میں نے گھڑی نکال کر دیکھی۔ آدھی رات کا عمل تھا۔ کل سے پہلے میرے لئے کوئی کام کرنا ممکن نہ تھا۔

"میں تمہارے لئے ایک علیحدہ کمرہ کا انتظام کرا دوں گی۔ کھانا کھا کے یہیں سو رہنا" اس نے کہا، اور پھر مجھے چپ دیکھ کر گھنٹی کا بٹن دبا دیا۔

جب نوکر حاضر ہوا، تو اس نے ضروری ہدایت دے کر ہم دونوں کو رخصت کر دیا۔ "اس چیز کے متعلق" میں جب رخصت ہونا چاہتا تھا، تو اس نے مجھ سے پوچھا۔ "تم کیا ارادہ رکھتے ہو؟"

میں شش و پنج میں پڑ گیا۔ کوئی جواب ذہن میں نہ آتا تھا۔ تاہم کچھ کہنا بھی ضروری تھا۔

"بات یہ ہے میں اس کے ذریعہ سے اپنے خواب کے بعض حصّوں کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ "بس فی الحال میں اتنا ہی عرض کر سکتا ہوں۔"

اس نے رحم آمیز نظروں سے میری طرف دیکھا اور کہا کچھ نہیں۔ خیال ہے اس نے مجھ کو دیوانہ تصوّر کیا۔ اور یہ سمجھا کہ حال کی بیماری نے میرے دماغ پر بڑا گہرا اثر ڈالا ہے۔ بہت اچھا۔ اس کو یہ خیال مبارک ہو۔ میرے لئے یہ بھی اخفائے راز کا ایک ذریعہ تھا۔

باب ۲

سکاٹ لینڈ یارڈ کے دفتر میں

۱

دوسرے دن صبح کی گاڑی پر سوار ہو کر میں لندن پہنچا۔ اور سہ پہر کو اپنے لباس میں چند ضروری تبدیلیوں کے بعد وہ حرکت کی جسے عام حالات میں نہ صرف خطرناک بلکہ احمقانہ تصوّر کیا جاتا۔ گو اب اپنی بدلی ہوئی حالت میں میں بڑی حد تک اس کے خطرناک پہلو سے محفوظ تھا۔ مختصر یہ کہ میں فلپ نیلسن، ارل آف اسٹن کا بیان کردہ قاتل، جس کا حلیہ پوری تفصیل کے ساتھ ہر حصۂ انگلستان میں مشتہر ہو چکا تھا۔ اور جس کی گرفتاری کا وارنٹ مدت ہوئی جاری ہوا تھا۔ خود ہی سکاٹ لینڈ یارڈ کے دفتر جا پہنچا۔

میں نے ڈیوڑھی کے پہرہ دار سپاہی سے بیان کیا کہ میں صاحب افسر پولیس سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس نے پوچھا کیوں؟ میں نے جواب دیا۔ ایک گمشدہ عورت کی تلاش کے سلسلہ میں۔ اس نے مجھے ٹھہرنے کے لئے کہا۔ اور خود اطلاع کرنے اندر چلا گیا۔ اس کی غیر حاضری میں میں نے دیکھا، کہ ایک اشتہار جس میں میرا سابقہ حلیہ درج تھا۔ وہیں ایک جانب دیوار پر لٹکا ہوا تھا۔ میں نے دھڑکتے ہوئے دل لیکن ظاہرا سکون سے اس کو پڑھا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد سپاہی مجھے ساتھ لے چلنے کے لئے واپس آ گیا۔ اور اس

کی ہمراہی میں میں ایک چھوٹے اور سادہ آرائش کے کمرہ میں داخل ہوا جو سی، آئی، ڈی کے ایک سپرنٹنڈنٹ کا دفتر تھا۔

مگر اندر جاتے وقت جو حالت شدتِ اضطراب سے میرے دل کی تھی۔ اس کا حال تصور ہی میں بہتر سمجھا جا سکتا ہے۔ پھر بھی دکھاوے کے لئے میں نے ضبط قائم رکھا، اور جب صاحب افسر خفیہ پولیس نے میرا نام اور پتہ پوچھا، تو میں نے بلا تامل جواب دیا۔

"رچرڈ ایش ڈیل!"

"آپ کیا کام کرتے ہیں؟"

"میں پارک کے پاس موضع بیٹن کا دیہاتی مدرس ہوں۔"

مگر جب الفاظ منہ سے نکل چکے تو ایک بھاری اندیشہ یہ لاحق ہوا کہ اگر جیسا انتہائے احتیاط کی وجہ سے ان لوگوں کی عادت ہے۔ انھوں نے میرے نام اور پتہ کی تصدیق کرنی چاہی، تو... کیا ہوگا؛ بہر حال اب پشیمان ہونا بعد از وقت تھا۔ افسر مذکور کے سوالات کے جواب میں میں نے بیان کیا کہ کئی مہینے گذرے، میری ایک بھتیجی کسی کام پر لندن آئی تھی۔ مگر اس کے بعد واپس نہیں گئی۔ حال میں اخبار کا ایک پرانا پرچہ پڑھنے کا اتفاق ہوا تو میں نے اس میں دیکھا کہ انہی ایام میں متصل گرین روڈ پر ایک عورت ہلاک ہوئی تھی جس کے بازو پہ کہنی کے اوپر ایک کنگن پایا گیا تھا۔ چونکہ میری بھتیجی بھی اسی طرح ایک کنگن اپنے داہنے بازو پر پہنے رکھتی تھی۔ اس لئے میں یہ دریافت کرنے آیا ہوں، کہ کیا وہ کنگن جو مقتول عورت کے بازو پر لا تھا، آپ کے پاس ہے؟ کیونکہ میں اسے ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر یہ کنگن وہی ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مقتول عورت میری بدنصیب بھتیجی کیری ایش ڈیل ہی تھی!

افسر مذکور نے میرے بیان کو چپ چاپ سنا۔ لیکن میں نے دیکھا ایک محرر اس کے پہلو میں بیٹھا ہوا شارٹ ہینڈ کے حرفوں میں میرے بیان کا ایک ایک لفظ قلمبند

کر رہا تھا۔ کاروائی رہی تھی۔ تاہم اپنی اس وقت کی ذہنی حالت میں میں اپنا بیان لکھتا دیکھ کر اور اس کے زمانہ آئندہ میں میرے برخلاف استعمال کئے جانے کا احتمال پر لرزہ محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا۔

جب میرا بیان ختم ہوا تو صاحب افسر پولیس نے مجھ سے میری بھتیجی کا حلیہ پوچھا میں اپنے دل میں اچھی طرح سمجھ گیا تھا، اگر اس موقعہ پر میری طرف سے ذرا سا اضطراب یا تامل ظاہر ہوا تو خطرہ سے خالی نہ ہوگا۔ پس میں نے اس انداز سے گویا سارا حال لوگ مان ہو، اس سے بیان کیا کہ وہ گورے رنگ کی خوبصورت عورت تھی۔ جو عہد شباب ہی میں بیوہ ہو گئی۔ اس سن میں اس کے سنہری بالوں میں کہیں کہیں سپیدی کی جھلک پیدا ہونے لگی تھی۔ قد لمبا، بدنی ساخت اکہری، آنکھیں موٹی، اور سیاہ، اور وہ آسودہ حالی کی زندگی بسر کرتی تھی۔ افسر مذکور نے ایک موٹی سی کتاب اُتار کے میرے بیان کردہ حلیہ کا مقابلہ اس تفصیل کے ساتھ کیا۔ جو اس میں درج تھی۔ پھر ایک الماری کا خانہ کھول کر تھوڑے تجسس کے بعد سونے کا ایک کنگن میرے ہاتھ میں دے دیا۔

اس کو ہاتھ میں لے کر میرا دل زیادہ زور سے دھک دھک کرنے لگا۔ تاہم میں نے بڑی کوشش سے کام لے کر اپنے اضطراب کو چھپایا۔ اس وقت میں نے دیکھا، کہ ساخت کے اعتبار سے یہ کنگن اسی کنگن سے ملتا تھا۔ جو لیڈی السٹن نے مجھے دکھایا تھا۔ تاہم ایک فرق اس میں تھا۔ یعنی گو اس نے پہلے کنگن کے جوڑ کے مقام پر کوئی زائد چیز موجود نہ تھی۔ تاہم اس میں دو اس طرح کے چھوٹے دانے نہ ہوئے تھے جیسے پرشتریں نے حالتِ خواب میں بے جان سپید بازو پر پہنے ہوئے کنگن میں دیکھے تھے۔

میں نے بغور اس کا معائنہ کیا۔ اور اس کے بعد واپس دیتے ہوئے بلوۂ اطمینان سے کہنا شروع کیا۔

"یہ وہ کنگن نہیں ہے جسے میری بھتیجی پہنا کرتی تھی۔ یہ اس سے زیادہ بھاری

اور بناوٹ کے اعتبار سے بہت سادہ ہے "

افسر پولیس نے متجسس نظروں سے میری طرف دیکھا۔

"آپ کو پورا یقین ہے ؟" اس کے بعد اس نے پوچھا "یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ آپ کی بھتیجی کا حلیہ مقتول عورت کے حلیہ سے پوری طرح ملتا ہے۔ ہیں اگر یہ حسن اتفاق ہے تو اس کے عجیب ہونے میں کلام نہیں "

مگر میں نے صورت انکار سر ہلایا۔

"کم از کم کنگن وہ نہیں جو میری بھتیجی کے بازو پر ہوا کرتا تھا " اور یہ کہتے ہوئے میں نے مدعا حاصل ہو جانے کے بعد جس قدر جلد ممکن تھا۔ وہاں شیر سے باہر نکلنے کے خیال سے اٹھنا شروع کیا "افسوس ہے آپ کو ناحق تکلیف ہوئی۔ بہرحال میرے دل کو جو تشویش تھی وہ اب بالکل رفع ہو گئی۔"

"بے شک !" اس نے سرد لہجہ میں کہا۔

"آداب عرض کرتا ہوں "

"تسلیم !"

۲

دفتر سے باہر آتے وقت میرا دل اگر ممکن ہو تو داخلہ کے وقت سے بھی زیادہ زور سے دھڑک رہا تھا۔ کیونکہ میں اس بات کو اچھی طرح محسوس کرتا تھا کہ اگر کوئی شبہ ان لوگوں کے دلوں میں میری داستان کے فرضی ہونے کے بارہ میں پیدا ہو گیا تو وہ ضرور میرا پیچھا کریں گے۔ اور وہی بات جس کا اندیشہ تھا پیش آئی۔ کیونکہ میرے دروازہ کے باہر پاؤں رکھتے ہی اندر سے سیٹی کی تیز آواز سنائی دی۔ جو ایک بند نالی کے رستے سے لینڈ یارڈ کے دوسرے حصہ میں پہنچائی گئی تھی۔ میں جب باہر نکلا تو ایک محرر آواز سننے کی نالی ہاتھ میں لئے چند شخصوں سے جو دروازہ کے باہر ایک جگہ بیٹھے تھے کہہ رہا تھا۔

"ڈیٹیکٹیو ہیریسن کو فوراً بلا لیا گیا ہے۔"

اس پر ایک لمبے قد کا دُبلا پتلا آدمی اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کلرک کے پاس جا کر کہنے لگا۔

"مجھے کہاں جانا چاہئے؟"

"سپرنٹنڈنٹ ہو کے کمرہ میں!" محرر نے جواب دیا۔

جاسوس نے سر کو خم کیا۔ اور اسی کمرہ کی طرف ہو لیا۔ جہاں سے میں نکل کر آیا تھا۔ جس قدر تیزیٔ رفتار سے ممکن تھا۔ میں صدر دروازے سے باہر نکل کر بازار میں پہنچا۔ اب میری وحشت حدِ انتہا تک پہنچ چکی تھی۔ سپرنٹنڈنٹ ہو اُسی افسر کا نام تھا جس سے میری باتیں ہوئی تھیں۔ اس کا شک آمیز رویہ، پھر سیٹی کی آواز، اور فوراً ہی ایک جاسوس کو کارِ خاص کیلئے طلب کرنا ... میں اپنے جی میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ سارا دام میری ہی راہ میں بچھایا جا رہا ہے۔

کئی ترکیبیں عمل کی میرے دل میں پیدا ہوئیں۔ مگر ان میں تسلی بخش ایک بھی نہ تھی، تاہم جہاں تک ممکن تھا سکاٹ لینڈ یارڈ کے دفتر سے دور پہنچ جانے کی غرض سے میں تیزیٔ رفتار سے بے مدعا ایک طرف کو چلتا گیا۔ اس طرح قریباً ایک گھنٹہ گزرا۔ لیکن گرفتاری کا خوف ہر لحظہ دامنگیر تھا۔ ایک گھنٹہ کے بعد میں نے دیکھا کہ چیرنگ کراس سٹیشن کے پاس بازار سٹرینڈ میں چل رہا ہوں۔ میں رُخ بدلنے کی نیت سے فوراً ٹھہرا اور پیچھے مڑ کر وکٹوریہ سٹیشن کی طرف چلنے لگا۔ لیکن جوں ہی پیچھے مُڑا! کیا دیکھتا ہوں ایک آدمی چھوٹا سیاہ رنگ کا بیگ ہاتھ میں لئے تیزیٔ رفتار سے چلا آتا ہے۔ اس نے مجھے دیکھ کر دوسری طرف کو منہ پھیر لیا۔ مگر میں اتنے ہی میں جان گیا کہ یہ وہی جاسوس ہے۔ جسے میری رخصت کے وقت سپرنٹنڈنٹ ہو کے کمرہ میں طلب کیا گیا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ کام جو اس آدمی کے سپرد ہوا، میرے بیان کی تصدیق کرنا تھا۔

خطرہ کی حالت میں ایک فوری خیال میرے دل میں پیدا ہوا۔ اس کی موجودگی کو نظر انداز کر کے میں بڑی لا پرواہی سے چلتا سڑک کے اس پار گیا۔ لیکن اس طرح رُک رُک کر چلتا جیسے وہ دیہاتی جو پہلی بار لندن آیا ہو۔ ایک تار گھر قریب تھا۔ اس میں داخل ہو کر میں نے ایک تار کا فارم مانگا اور اس پر یہ مضمون لکھا۔

بنام مسز رچرڈ ایش ڈیل۔ موضع بیلڈ متصل پارک۔

معلوم ہوا وہ عورت کیری نہ تھی۔ اس لئے آج رات کو واپس آتا ہوں۔

۳

ہر چند میرے لئے زندگی اور موت کا سوال درپیش تھا۔ تو بھی میں اپنی اس وقت کی سوچی ہوئی عیاری کی داد دئے بغیر نہ رہ سکا۔ کیونکہ جیسے ہی میں نے تار کی رسید لے کر پیچھے کو منہ پھیرا۔ کیا دیکھتا ہوں حضرت جاسوس میری پشت پر کھڑے ہیں۔ بظاہر اس نے تار کا ہر ایک لفظ پڑھ لیا تھا اور یہی میری خواہش تھی۔ تار گھر سے نکل کر میں باہر کی سیڑھیوں پر کھڑا ہو گیا۔ اور جب اس کے بعد وہ بھی آ پہنچا تو محض اس کو سنانے کے خیال سے میں نے ایک پادری صاحب سے جو پاس سے نکلے جا رہے تھے کہا۔

"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہاں پر آس پاس کوئی ایسا مقام بھی ہے جہاں ارزاں قیمت پر اچھا کھانا مل سکتا ہو؟"

پادری صاحب ٹھہر گئے۔ اور سوچ سوچ کر کہنے لگے۔

"کیا آپ کو جلدی ہے؟"

"جی ہاں!" میں نے جواب دیا۔ "میں آج رات کی گاڑی پر رخصت ہو جانا چاہتا ہوں۔"

پادری صاحب نے قریب ہی ایک رسٹوران کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔

"اس صورت میں آپ وہاں چلے جائیں۔ شور و غل بے شک بہت ہوتا ہے تاہم چیز

اچھی اور ارزاں ملتی ہے ۔"

میں نے شکریہ ادا کیا اور اس مقام کی طرف چل دیا ۔ میرا اندازہ یہ تھا کہ جاسوس میرے تعاقب میں اندر آنے سے پہلے ایک دو لمحے ضرور انتظار کرلے گا ۔ چنانچہ وہی بات ہوئی ۔ اور میں نے اندر جاتے ہی وہی داؤ کھیلا ' جو پہلے سے سوچ رکھا تھا یعنی ایک دروازہ سے گذر کر مقابل کے دوسرے دروازہ سے باہر نکل گیا ۔ اور ایک کرایہ کی موٹر طلب کرکے سیدھا وکٹوریہ اسٹیشن کو چل دیا ۔

اس رات میں بحفاظت پیرس پہنچ گیا ۔ رستہ میں یا اس کے بعد پھر مسٹر ہیریسن جاسوس کے درشن نہیں ہوئے ۔

باب ۔ ۳

کنگن کا راز

۱

جن دنوں میں قلعہ کلیلیون کے ویران کمرہ میں بند قید تنہائی کے اوقات بسر کرتا تھا ۔ تو بارہا ایسا معلوم ہوتا کہ زندگی کی چہل پہل اور سرگرمیاں ہمیشہ کے لئے میرے وجود سے رخصت ہو چکی ہیں ۔ اور میں پھر کبھی ان کو اپنے اندر محسوس نہ کروں گا لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ ایک عظیم تبدیلی میری حالت میں پیدا ہوگئی ہے ۔ امید کی ہلکی شعاع جو میرے سینہ میں پیدا ہوئی تھی ' وہ اب شعلۂ تیز کی صورت اختیار کرنے لگی ہے ۔ فی الحال میں اس کو بیش بینی کے ایندھن سے بھڑکانا نہیں چاہتا ۔ کیونکہ ڈر ہے شاید وہ اپنے بوجھ سے اس تازہ جلی ہوئی آگ کو بالکل ہی سرد نہ کردے ۔ تاہم کچھ نہ کچھ اطمینان اب میرے دل کو حاصل ہوگیا ہے ۔ فی الحال میں اس معاملہ میں اپنے دماغ کی پیش کی ہوئی راہ پر چلنا ہی کافی سمجھتا ہوں ۔ اور امید کرتا ہوں کہ جلدی یا دیر میں وہ مجھے منزل

مقصود پر پہنچا دے گی۔

پیرس پہنچ کر میں رو سینٹ پیری کے ایک متوسط درجہ کے ہوٹل میں ٹھہرا اور وہ رات وہیں بسر کی۔ دوسرے دن علی الصبح بلوارڈ کی طرف ہو لیا۔ اور اس شہر کے نامی جوہری ایڈ سرز رینگے کی دوکان پر پہنچا۔

ایک محرر سے مل کر میں نے ایک اشد ضروری کام کے لئے مالکان دوکان میں سے ایک سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ جس کے تھوڑی ہی دیر بعد مجھے دوکان کے ایک کونے میں بنے ہوئے چھوٹے سے دفتر میں پہنچا دیا گیا۔ جس کے سب دروازے شیشے کے تھے۔ ایک نوجوان خوش پوش آدمی چھوٹی سی سنگ مرمر کی میز کے پاس بیٹھا ہوا تھا جس پر بے شمار ہیرے بکھرے ہوئے پڑے تھے۔ مجھے آتا دیکھ کر اس نے سر و قد تعظیم کی۔ پھر اپنے سپید ہموار دانتوں سے سلگا ہوا سگریٹ نکال کر کام پوچھا۔

جواب میں میں نے کہا۔

"بہت مدت گزری ایک خاص طرح کا کنگن آپ کی دوکان سے تیار کرایا گیا تھا، اگر اس کا نمونہ آپ لوگوں کے پاس ہو، تو میں ویسا ہی ایک اور کنگن تیار کرانا چاہتا ہوں"

اس نے از راہِ اخلاق سر کو خم کیا اور کہنے لگا۔

ہمارے ہاں جو چیز تیار ہوتی ہے۔ اس کا نمونہ ضرور رکھ لیا جاتا ہے۔ پس اگر آپ وہ تاریخ بیان کر سکیں، جب کنگن خریدا گیا تھا تو میں نمونوں کی فہرست دیکھ کر بتا سکونگا کہ کیا ہم اس طرح کا کنگن اب بھی تیار کر کے دے سکتے ہیں یا نہیں"

میں نے پاکٹ بک نکال کر دیکھی اور رکتے ہوئے کہا۔

"یہ واقعہ بہت مدت پہلے کا ہے"

"مضائقہ نہیں کبھی کا ہو"

"تو سنئے" میں نے کہنا شروع کیا "۲۰ مئی ۱۸۹۵ء کو آپ نے سینٹ میرین

کے ہوٹل لائن ڈار میں لارڈ کلینیون کے نام دو کنگن بھیجے تھے۔ معلوم نہیں فرمائش کب کی تھی۔ بہر حال یہ تاریخ ان کے تیار ہو کر بھیجے جانے کی ہے۔"

اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ اس کے بعد شانوں کو حرکت دے کر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہ میری ولادت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس لئے مجھے تو اس کا حال معلوم نہیں، البتہ.... ایمل" اس نے اس آدمی کی طرف مڑ کر کہا؛ جو گھنٹی کی آواز سن کر آیا تھا۔ "تم ذرا موسیو ڈوکیٹ کو اس جگہ بھیج دو۔"

شخص مذکور آداب بجا لا کر رخصت ہوا۔ اور اس کے چند منٹ بعد ایک دراز قد سپید ریش آدمی جس کے سنہری کمانی کا چشمہ لگا ہوا تھا، داخل ہوا۔

۲

"موسیو ڈوکیٹ!" نوجوان ایم روگے نے اس آدمی سے کہا: "میں ۱۸۹۵ء کا وہ کھاتہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ جس میں تیار کردہ چیزوں کے ڈیزائن درج ہوتے ہیں۔ آپ ایک کنگن اسی نمونہ کا تیار کرانا چاہتے ہیں جیسے اس زمانہ میں.... کیا نام آپ نے ان کا لیا تھا۔ جن کو وہ تیار کر کے دئے گئے تھے؟"

"لارڈ کلینیون۔"

"آہ بے شک وہ کنگن لارڈ کلینیون کو مئی سنہ مذکور میں تیار کر کے دئے گئے تھے"

"بہت اچھا موسیو۔ ابھی پیش کرتا ہوں۔"

اتنا کہہ کے وہ کمرہ سے باہر چلا گیا۔ اور جب اس نے چند منٹ بعد واپس آیا، تو ایک موٹا سا بہی کھاتہ اس کے پاس تھا جس پہ پنسل کے بہتیرے چڑھے ہوئے تھے۔ اور جس کے بیشتر اوراق پر کوئی طرح کے زیورات کے نمونے درج تھے۔ تھوڑے تجسس کے بعد اس نے مذکورہ اندراج برآمد کیا اور ہم تینوں آدمی کھڑے ہو کر اس کو دیکھنے لگے۔

"اب مجھ کو اچھی طرح یاد آ گیا" موسیو ڈوکیٹ نے اپنی لمبی استخوانی انگلی کتاب کے اس ورق پر رکھتے ہوئے کہا جس میں کنگن کی تصویر بنی ہوئی تھی "اس طرح کی ایک جوڑی بے شک تیار کر کے دی گئی تھی۔ اس کی ساخت سادہ اور جوڑ بے معلوم تھے۔ فی الحقیقت یہ نمونہ ہمارا اپنا پیٹنٹ کرایا ہوا تھا۔ گو مجھ کو افسوس ہے وہ اتنا کامیاب نہیں ہوا جتنی امید تھی۔ کیونکہ اس زمانہ کے بعد میرے خیال میں ایسا کنگن ایک بھی تیار نہیں ہوا۔"

ایک فوری خیال میرے دل میں پیدا ہوا۔

"موسیو! کیا آپ یاد کر کے بتا سکتے ہیں کہ اس طرح کے کنگن کے بارہ میں کبھی کوئی استفسار بھی آپ کے دفتر میں ہوا؟"

موسیو ڈوکیٹ نے داہنے ہاتھ کی انگلی سے دو تین بار پیشانی کو بجایا۔ پھر کہنے لگا۔

"میرے خیال میں... ہوا تھا۔ اگر آپ ایک لحظہ انتظار کریں۔ تو میں پورے یقین کے ساتھ سارا حال عرض کر سکوں گا۔"

ایک دفعہ پھر وہ کمرہ سے باہر چلا گیا۔ اور اب کی بار ایک چھوٹی سی ڈائری ہاتھ میں لے کر واپس آیا۔

"قریباً ایک سال گزرا" اس نے اس کی ورق گردانی کر کے کہا۔ "ایک خاتون جس کا نام افسوس ہمارے ہاں درج نہیں۔ قریباً ایسی ہی درخواست لے کر آئی تھی جیسی آپ نے کی ہے۔ یعنی وہ بھی اسی نمونہ کا ایک کنگن تیار کرانا چاہتی تھی۔ لیکن ہمارے ہاں ان دنوں کام کا زور تھا۔ اس لئے ہم نے جواب دیا کہ کنگن تو بے شک تیار کر دیا جائے گا۔ لیکن ہم وقت خاص کا وعدہ نہیں کر سکتے۔ اتفاق سے ایک کنگن ہمارے ہاں تیار رکھا تھا جس کی ساخت باقی سب پہلوؤں سے ایسی ہی تھی البتہ جوڑ کے مقام پر تھوڑی سی تبدیلی ضرور تھی۔ بڑی دیر وہ اس سوچ میں رہی کہ اسے خریدے یا نہ خریدے۔ مگر آخر کار وہ اسی کو لے کر چلی گئی۔"

"کیا وہ کنگن اس نمونہ کا تھا؟" میں نے وہ جو لیڈی اسسٹنٹ نے مجھ کو دیا تھا پیش کرتے ہوئے پوچھا۔

موسیو ڈوکیٹ نے اسے ہاتھ میں لے کر کہا۔

"بالکل نہیں موسیو!" پھر اس نے میرا کنگن واپس کرتے ہوئے کہا "یہ تو وہی کنگن ہے جو ہم نے لارڈ کلینیون کو تیار کر کے دیا تھا"

"اس صورت میں کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس میں اور دوسرے کنگن میں جو آپ نے اس خاتون کو دیا تھا، کیا فرق ہے؟" میں نے پوچھا۔

موسیو ڈوکیٹ نے انگلی کا سرا کنگن کے جوڑ والے مقام پر رکھا۔

"بس موسیو!" پھر اس نے کہا "اتنا ہی فرق ان دونوں میں تھا کہ اس کا جوڑ سادہ ہے اور اس میں جوڑ کے مقام پر دو چھوٹے دلنے بنے ہوئے تھے"

"اور کیا اس خاتون کا حلیہ آپ کو یاد ہے؟" میں نے دریافت کیا "یعنی اس کی سرسری تفصیل ...."

اس نے صورت انکار سر ہلایا۔

"حلیہ تو مجھ کو یاد نہیں" پھر اس نے کہا "البتہ اس قدر معلوم ہے کہ اس نے سیاہ رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اور منہ پر موٹی نقاب تھی۔ قامت دراز اور سر کے بال سنہرے میں نے اس کی صورت گو نہیں دیکھی، تو بھی چال ڈھال سے وہ کوئی حسین اور خوبصورت خاتون تھی ... لیکن ہاں۔ یاد آ گیا۔ ایک بات اس نے کہی تھی، جس سے ممکن ہے آپ اس کو شناخت کر سکیں"

"وہ کیا؟"

"شروع میں کنگن کی تیاری کی درخواست کرتے ہوئے اس نے بیان کیا تھا، کہ میں وہی عورت ہوں، جسے لارڈ کلینیون نے ان پہلے کنگنوں میں سے ایک دیا تھا۔ جو ہم نے

آپ کو تیار کر کے دئیے تھے"

"اور کیا اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ پہلا کنگن جو اس کے پاس تھا کہاں گیا؟"

"کوئی بات اس نے کہی تھی۔ شاید کھو گیا' یا کہیں رکھا رہ گیا۔ بہر حال صحیح حال مجھ کو یاد نہیں"

میں نے شکریہ ادا کیا جس کے بعد ایم ڈوکیٹ کھاتے کی کتاب ساتھ لے کر رخصت ہو گیا۔

۳

اس اثنا میں موسیو رو گے بے تاب ہونے لگا تھا۔ اب ایم ڈوکیٹ کے چلے جانے پر اس نے پوچھا۔

"کہیے' جو حالات دریافت طلب تھے آپ کو معلوم ہو گئے؟"

میں نے صورتِ انکار سر ہلایا۔

"پوری طرح نہیں۔ البتہ کچھ کچھ ہو گئے"

اس نے پھر ایک بار شانوں کو حرکت دی۔

"گویا آپ اس کنگن کی تیاری کا محض بہانہ کرتے تھے۔ ورنہ اصلی مدعا حالات دریافت کرنا ہی تھا"

"جی نہیں' میں نے آپ کا وقت بے فائدہ ضائع نہیں کیا۔ وہ کنگن آپ چاہیں تو اب بھی تیار کر کے دے سکتے ہیں"

"اوہ مضائقہ نہیں۔ اگر آپ کا کام ہو گیا تو ہمیں کچھ شکایت نہیں تسلیم!"

اس کے بعد میں آداب بجا لا کر رخصت ہوا۔

فلپ نیلسن کا بیان ختم ہوا

پانچواں بیان لارڈ کلینیون کا

باب - ۱

عشق اور ایمان

۱

وہ آخری انتہائی لمحہ جس کا میرے جی کو دھڑکا لگا ہوا تھا، آخر کار آ گیا۔ دولت اور نام پہلے ہی ہاتھ سے جا چکے تھے۔ اب عزت بھی گئی۔ یہ قمار عشق کی بازی کا انجام ہے۔

حیران ہوں وہ کیا دیوانگی تھی، جو دفعتاً مجھ پر سوار ہوئی۔ شاید یاس ... یا بیتابی ... یا محبت کا جنون۔ ہم تنہا تھے اور سماں راحت انگیز۔ اس کے حسن کی تاثیر نے وہ الفاظ منہ سے کہلا دئے۔ جن کو میں روکے ہوئے تھا ... جنہیں میں کبھی منہ سے نکالنا نہ چاہتا تھا!

میں کیا اس کے چہرہ کی دل آویزی بھول سکتا ہوں؟ ہم بالکونی پر کھڑے تھے۔ وہ میری طرف جھکی ہوئی چشم فسوں ساز کی میٹھی اداؤں سے دل لبھاتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں دعوت شوق تھی۔ اور تھرّائے ہوئے ہونٹ اس جوش کو چھپانے کی بے سود کوشش کرتے تھے۔ جس کی پوشیدگی محال اور ناممکن تھی۔

اور اب میں نہیں جانتا۔ وہ میری نسبت کیا خیال کرتی ہوگی؟ میں نے اس کو بازوؤں میں لے لیا۔ میرے ہونٹ اس کے ہونٹوں سے پیوست ہوئے۔ اور محبت کی لہر ان میں سرایت کر کے نکل گئی۔ بے اختیاری اور لاعلمی میں میں نے عشق کی پُر جوش زبان سے اس بے پایاں محبت، اس نہ ختم ہونے والی دائمی محبت کا اقرار کیا۔ جو مجھے اس سے تھی۔ جو تا زیست قائم رہے گی جو کبھی فنا نہیں ہو سکتی۔ اور سب کچھ کہنے کے بعد

دفعتاً اس کو دھکیل کر کسی مجذوب دیوانے کی طرح وہاں سے بھاگ آیا۔ اور رات کے اندھیرے میں غائب ہوگیا۔ جب میں لان پر دوڑا جاتا تھا تو اس کی مدھم، ملامت انگیز، چیخ میرے کانوں میں پہنچی۔ مگر میں پیچھے مڑنے یا مڑکر دیکھنے کی جرأت نہ کرسکا۔ میں دوبارہ اس کو دیکھتا تو یقینی طور پر پھر اس کا حلقہ بگوش غلام بن جاتا!

قسمت! ہائے قسمت! کیوں تو مجھ پر اتنی نامہربان ہے؟ کمسنی سے لے کر اب تک میں نے کبھی کسی عورت کی آنکھوں میں وہ دلفریبی نہ دیکھی تھی۔ جو میرے دل کی حرکت تیز کرسکتی۔ نہ کبھی ایک لمحہ کے لئے میرے خیالات کسی عورت کے چہرہ کی طرف گئے تھے۔ لیکن اب کیا حالت ہے؟ عین اس وقت جب مصیبت کا نادیدہ پہاڑ میرے سر پر آکر گرا۔ جب میرا فرض مصیبتوں کا مردانہ وار مقابلہ کرتا اور آزمائش و ابتلا میں ثابت قدم رہنا تھا۔ میں اپنے آپ کو اس جوش عظیم کا اندھا غلام پاتا ہوں۔ جس سے بچنے کے لئے میری کوششیں اتنی ہی بے سود ہیں۔ جتنی اس اندھیری رات کو قلعہ کلینیون کے دامن میں میری آواز اٹھتی ہوئی موجوں کو روکنے سے قاصر تھی۔

لیکن نہیں۔ مجھے اپنی حالت پر سکون کے ساتھ غور کرنا چاہیئے۔ میں وہ بدنصیب انسان ہوں۔ جس کا نہ کوئی نام نہ سرمایہ۔ جس کی اس دنیا میں ایک نہایت بے حقیقت ہستی۔ میں اس نادان لڑکی سے دعوئ عشق کرتا ہوں۔ جو مجھے انگلستان کا امیر ابن امیر تصور کرلی تھی۔ اس سے بھی زیادہ میں اس کی محبت حاصل کرچکا۔۔۔۔ ممکن ہے اسے میری دولت کی چاہ نہ ہو۔ اور وہ مجھ سے فقط میری ذات کے لئے عشق کرتی ہو (اور کوئی غائبانہ آواز مجھ سے کہتی ہے کہ ضرور ایسا ہے) تاہم کیا میرا یہ فرض نہیں، کہ اسے اپنی زندگی برباد کرنے سے روکوں۔ اسے اپنے سایہ تک سے دور رکھنے کی کوشش کروں؟ میں اس سے صاف صاف کہہ دوں کہ جس کو تو چاہتی ہے وہ تیرے حق میں سم قاتل اور زہر ہلاہل ہے!

سخت حیران ہوں کہ کیا کروں؟ ... حقیقتِ حال اس سے کہہ دوں؟ ممکن ہے اس کے باپ نے پہلے ہی ایسا کیا ہو۔ بہرحال میں کوئی بات اس کے روبرو نہیں کہہ سکتا۔ انتہائی چارہ یہ ہے کہ میں اس جگہ سے کسی طرف کو چلا جاؤں۔ اس سے ملنے، الوداع تک کہنے کے بغیر رخصت ہو جاؤں۔ مگر سوال پیدا ہوتا ہے کیا میں ایسا کر سکتا ہوں؟

مجبوری ہے!

۲

آج اس کا باپ یہاں آیا تھا۔ جس وقت نوکر نے آکر اطلاع کی کہ ایم ڈافورجٹ ملنے آئے ہیں تو صرف ایک خیال میرے دل میں پیدا ہوا تھا۔ یعنی یہ کہ ضرور وہ مجھے اس بات کی ملامت کرنے آیا ہوگا کہ کیوں میں نے اس کی بیٹی سے عشق کیا۔ اور سچ پوچھئے تو اس کا ملامت کرنا جائز اور برحق تھا۔ اپنی عمر میں پہلی مرتبہ میری یہ حالت تھی، کہ اس سے چار آنکھیں نہ کر سکا۔ میں چپ چاپ اس کے روبرو کھڑا تھا۔ اور ڈرتا تھا کہ اب طوفان بھڑکا۔ اب غصہ اور جوش کے الفاظ اس کے منہ سے نکلے۔ لیکن میں قانع اور صابر تھا۔ اپنے گناہ کی خاطر اور اس کی خاطر بھی جو میرے جان و دل کی مالک ہے۔ میں سب کچھ برداشت کرنے کو آمادہ تھا!

مگر وہ الفاظ جن کا اندیشہ تھا، اس کے منہ سے نہیں نکلے۔ میں نے ڈرتے ڈرتے نظر اٹھا کے دیکھا۔ خیال تھا یہ خاموشی فرطِ غضب کی ہوگی۔ مگر اس کے برعکس میں نے دیکھا کہ وہ مضطرب اور بے چین تھا۔ اور جیسا کہ بعد ازاں معلوم ہوا۔ اس بے چینی کی ایک اور ہی وجہ تھی۔

"لارڈ کلینیون!" اس نے کہنا شروع کیا "میری بیٹی نے سارا حال مجھ سے کہہ دیا۔ میں ان حالات سے واقف ہوں۔ جو کل اس کے اور آپ کے درمیان پیش آئے تھے۔"

"موسیو ڈافورجٹ! میں خطاوار ہوں" میں نے آنکھیں جھکاتے ہوئے جواب دیا: "آپ کا ناراض ہونا صحیح ہے۔ آپ مجھے اس بات کے لئے جتنی ملامت کریں کم ہے۔ کیونکہ میں نے آپ کی میزبانی کا ناجائز فائدہ اٹھایا"

مگر اس کا جواب حیرت خیز تھا!

"معاف کیجئے۔ میرا یہ خیال نہیں" اس نے آہستگی سے کہا: "مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میری بیٹی نے آپ کو پسند کیا۔ آپ سے بہتر میری نظروں میں کوئی دوسرا بر اس کے لئے نہیں تھا!"

میں حیران و ششدر اس کے منہ کو تکنے لگا۔ اور پھر رکتے رکتے کہا: "شاید آپ بھول گئے....."

"میں بھولا کچھ نہیں" اس نے جواب دیا: "معاملہ دراصل یہ ہے کہ حالات پیش آمدہ میں اس کے لئے کوئی بات ظاہر کرنا دیوانگی میں داخل سمجھا جائے گا۔ کیونکہ اس سے فائدہ کچھ نہیں۔ البتہ خود آپ کی، آپ کی ماں اور آپ کے باپ کے نام نیک کی تذلیل ضرور ہے۔ بس اس واقعہ کو نسیان میں دفن رہنے دیجئے۔ اس دنیا میں فقط تین آدمی اس قصہ سے واقف ہیں۔ میں، آپ اور آپ کی ماں۔ اور ہم سب کو چاہیئے۔ اس کی یاد دل سے محو کر دیں۔ لیکن بالفرض عہد آئندہ میں کبھی کوئی واقعہ باعث انکشاف ثابت ہو گیا، گو مجھے اس کا بہت ہی کم اندیشہ ہے۔ تو اس کے تدارک کے لئے میں یوم شادی کو اپنی ساری جائداد آپ کے نام منتقل کر دوں گا۔ فرمائیے کیا منظور ہے؟"

شوق عظیم کی چمک اس کے چہرہ پہ پائی جاتی تھی۔ اس کی آواز کی تھرتھراہٹ صریحاً اس کے جوش کا ثبوت تھی۔ موسیو ڈافورجٹ کے بارہ میں جو حالات مجھ کو معلوم تھے ان کی بنا پر بھولے سے بھی یہ خیال دل میں نہ آ سکتا تھا۔ کہ وہ طامع اور حریص ہے اور محض اس خیال سے اپنی بیٹی کو میرے گلے باندھنا چاہتا ہے۔

"بالفرض میں ہاں کہہ دوں" میں نے رُکتے ہوئے کہا "تو اس صورت میں کیا آپ سارا حال... اس سے کہہ دیں گے؟"

"بالکل نہیں... اور اس کی حاجت ہی کیا ہے؟ میں اب کسی دن کا مہمان ہوں۔ اور جب میں اس دنیا سے گذر گیا، تو پھر اس واقعہ کا حال آپ کے سوا کسی کو معلوم نہ ہوگا۔"

"لیکن مشہور ہے" میں نے اپنے دل سے باتیں کرکے بڑبڑاتے ہوئے کہا "سچ کو کتنا ہی چھپاؤ، ضرور ظاہر ہو جاتا ہے۔ لاتعداد مثالیں ایسی ہیں کہ زمانہ گذر گیا۔ حالات بدل گئے مگر اس کے باوجود سچ ظاہر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔"

"بہرحال اس واقعہ کے بارہ میں کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ یہ ایک اور ہی طرح کا معاملہ ہے۔"

تحریص عظیم تھی عین اس وقت جب میرا پائے استقلال ڈگمگانے لگا تھا۔ خواب کی سی حالت میں مجھے اپنی ماں کا افسردہ اور غمناک چہرہ اپنے رنج و درد کو خوفناک تنہائی میں پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتا نظر آیا۔ اور اس کے ساتھ ہی سوچ آئی۔ اگر میں نے اپنے آپ کو ایک مرد پاک کی صورت میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ اگر میں نے اس سے پوچھے بغیر یہ رشتہ قائم کر لیا، تو اس کا حال کیا ہوگا؟ جواب بالکل سہل تھا۔ اس کا مغرور دل اس صدمۂ عظیم کی تاب برداشت نہ لاکر یقیناً ٹوٹ جائے گا۔

پھر اس کے بعد میری کا اپنا چہرہ محبت کی نرمی سے ملی ہوئی ملامت کی جھلک لئے نظر آیا۔ اور سوال پیدا ہوا کیا اس معاملہ میں اس کی راحت خطرہ میں نہیں ہے؟ کیا یہ جو کچھ ہونے والا ہے۔ اس سے اس کی اپنی بہتری مقصود ہے!

وہیں کرسی پر بیٹھ کر میں نے دونوں ہاتھوں سے مُنہ ڈھک لیا۔ ایم ڈافورجٹ آگے بڑھ کر میرے پاس آیا۔ اور دبی ہوئی جھٹکے دار آواز سے جو اپنے اندر شوق کی جھلک رکھتی تھی۔ از سرِ نو تحریک کرنے لگا: "ہاں کہہ دو" اس نے کہا۔ "پھر میں میری

کے پاس جاکر سب حال اس سے کہہ دوں گا۔ بلکہ تم بھی میرے ساتھ چلو" اور اس کے بعد اپنے حق میں کئی دلیلیں پیش کیں جن کو میں نے پوری توجہ سے سنا۔ کیونکہ میں اس معاملہ میں واقعی مطمئن ہونے کا خواہشمند تھا۔ مگر اس مختصر اضطرابی ملاقات میں بھی میں یہ معلوم کئے بغیر نہ رہ سکا، کہ کوئی عجیب اور پر اسرار واقعہ معاملہ کی تہ میں چھپا ہوا ایسا تھا جس کے باعث ایم ڈافورجٹ مجھے اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کرتا اور اس کی تائید میں لاتعداد دلائل دیتا تھا۔

"موسیو ڈافورجٹ!" دفعتاً میں نے اس کی پرجوش تقریر روکتے ہوئے کہا "ایک باپ کی حیثیت میں کیا جو کچھ آپ کہتے ہیں واجب اور انسب ہے؟ کیا یہ آپ کا فرض ہے کہ مجھے اس طریقہ پر اکسائیں۔ اور استدلال کی مدد سے میرے ارادہ کو استوار کریں؟"

"ہاں!" اس نے جوش آمیز لہجہ میں جواب دیا "ہاں۔ آپ کا اعتراض اس صورت میں بے شک جائز ہوتا۔ اگر مجھے اپنی پیش کردہ تجویز کی درستی کا اتنا ہی اطمینان نہ ہوتا جتنا اپنی زیست کا۔ حالتِ موجودہ میں کوئی بات مجھ کو قابلِ اعتراض نظر نہیں آتی۔ میں اپنی بیٹی کی خوشی چاہتا ہوں۔ اور اس کی خوشی آپ ہی سے وابستہ ہے"

"خدا گواہ ہے کہ مجھے اس سے کچھ محبت نہیں" میں نے تلخ لہجہ میں کہا "تاہم موسیو ڈافورجٹ! میں آپ کے سوال کا فوراً جواب نہیں دے سکتا۔ نہ آج نہ کل۔ ہاں تین دن کے عرصہ میں اپنا آخری فیصلہ آپ سے عرض کر دوں گا۔ اور اب فی الحال الوداع!"

"مجھ کو منظور ہے" اس نے رکتے ہوئے جواب دیا "تین دن کے بعد میں آپ کے جواب کا انتظار کروں گا"

اتنا کہہ کر وہ چلا گیا!

۳

آدھی رات ہو گئی۔ خلقِ خدا محوِ خواب تھی۔ لیکن میرے لئے سونا محال۔ نیند کا خیال بھی

میرے لیے داخل تضحیک تھی۔

میں کھلی کھڑکی کے پاس کھڑا تھا کہ دفعتاً گاڑی کے پہیوں کی گڑگڑاہٹ رات کی خاموشی کو قطع کرتی سنائی دی۔ مگر مجھ میں اتنا شوقِ استعجاب باقی نہ تھا کہ نیچے جھک کر دیکھتا۔ کوئی آدمی ہوٹل میں داخل ہوا۔ پھر مجھے اپنے کمرہ کے دروازے پر دستک سنائی دی۔ دروازہ کھلا تھا۔ کسی نے خود ہی اس کو کھولا۔ اور پھر بند کیا۔ اب میں حرکت کرنے پر مجبور ہو گیا۔ میں یہ دیکھنے کو مڑا کہ کون آدھی رات کو میرے کمرہ میں آیا ہے؟

ایک مردِ ضعیف و سن رسیدہ میرے سامنے کھڑا تھا۔ پہلے میں نے اس کو نہیں پہچانا۔ اس کی لمبی سپید ڈاڑھی گردن تک لٹکے ہوئے بال، اندر کو گھسے ہوئے رخسارے اور آنکھیں بخار کی تیز چمک رکھتی تھیں۔ ایک لحظہ حیران و ششدر میں اس کے منہ کو تکتا رہا۔ اس کے بعد آنِ واحد میں اصل حقیقت ظاہر ہو گئی۔

"نیلسن! کیا تم ہو؟" میں نے حیرت کے ساتھ پوچھا۔ وہ ایک کرسی کی پشت پر جھکا ہوا کھڑا تھا۔ اور اس کی لمبی سپید انگلیاں کرسی کے سہارے کو مضبوط پکڑے ہوئے تھیں بدن شدّتِ اضطراب سے کانپتا اور سانس ناہموار جھٹکوں میں آتا تھا۔ دو بار اس نے بولنے کی کوشش کی۔ مگر کچھ کہہ نہ سکا۔ آخر بڑی مشکل سے چند الفاظ اس کے منہ سے نکلے!

"مائی لارڈ! سیسل کی موت کی سند کیا آپ کے پاس ہے؟"

اس نے اپنا ہاتھ اشتیاق سے آگے بڑھایا تھا۔ مگر میں نے صورتِ انکار سر ہلایا۔

"وہ اس طوفانی رات کو پانی میں بہہ گئی۔"

"کیا آپ کو اتنا یاد ہے کہ اس کے لکھے جانے کی تاریخ اور مقام کیا تھا؟"

دہی انکاری حرکت اب بھی میرا جواب تھی۔

وہ ایک قدم بڑھ کر بے بسی کی حالت میں کرسی پر گر پڑا۔ اور ہاتھ ملتے ہوئے

کہنے لگا۔

"بے سود! بے سود! ساری کوششیں لاحاصل اور بے سود ثابت ہوئی ہیں!"

میں دو قدم چل کر پاس گیا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ خوفناک زردی اس کے چہرہ پر چھائی ہوئی تھی۔ وہ بے ہوش تھا!

باب ۲

امن کی تلاش

۱

شدتِ غم، پریشانی اور ذہنی تکلیف کی بعض حالتیں ایسی بھی ہوتی ہیں۔ جب آدمی کا رہا سہا استقلال زائل ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لئے اپنے آپ کو حالات کی رو پر چھوڑ دینے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہتا۔ کم و بیش یہ حالت میری اس وقت تھی۔ جب تیلسن میرے پاس آیا۔ اور میری نظروں کے سامنے بے ہوش ہو گیا۔ حالات کی بڑھتی ہوئی پیچیدگی میری طاقتِ برداشت سے باہر تھی۔ میں نے رات کا باقی حصہ یہ سوچتے ہوئے بسر کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے؟ روح صرف ایک چیز کی متلاشی تھی۔ امن کی۔ لیکن مجھ ایسے دکھیا انسان کے لئے امن کہاں تھا؟ موسیو ڈافورجیٹ سے مانگی ہوئی تین دن کی مہلت میرے لئے تین منٹوں کی مہلت کے برابر تھی۔ اس وقفۂ قلیل میں میں کیا سوچ سکتا۔ اور کیا جواب تیار کر سکتا تھا ایک ہی خواہش سینہ میں ہیجان کرتی تھی۔ یعنی جس طرح ممکن ہو آبادی کے شور و غل اور تہذیب کے مخمصوں سے بچ کر کسی دور افتادہ مقام پر نکل جانے کی۔ میں نے اسی پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

علی الصبح ہوٹل سے نکلا۔ اور پیدل ہی ایک طرف کو چلنے لگا۔ کوئی مدعائے خاص نظروں کے سامنے نہ تھا۔ کوئی مقررہ منزل بھی میری ٹھانی ہوئی نہ تھی۔ میں بہت دور کسی

نامعلوم نہ دیکھے ہوئے مقام پر تنہائی کی تلاش میں آرام و اطمینان حاصل کرنے کے لئے جانا چاہتا تھا۔ ہوٹل سے نکل کر نیم بے خبری کی حالت میں ایک طرف کو چلتا گیا۔ حتیٰ کہ دوپہر تک قریباً چودہ میل کا فاصلہ طے کر لیا۔ آخر اس وقت تھک ہار کر اس طرح کی حالت میں کہ بوٹ کا ایک ایک جوڑ دکھتا اور گلا گرد و غبار سے رُکا ہوا تھا۔ دم لینے کے لئے ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں ٹھہر گیا۔ وہ ایک مفلس کاشتکار کا مسکن تھی جس نے جہاں تک اس کی توفیق تھی، رُکتے رُکتے میری خاطرداری کی۔

جب ذرا جی کو چین آیا۔ تو میں نے ایک سکّہ اسے معاوضہ کے طور پر پیش کیا۔ جسے دیر تک نہ نہ کرنے کے بعد اس نے لے لیا۔ اس کے بعد میں پھر ایک بار چوڑی سپید سڑک پر چلنے لگا۔

دور حد نگاہ پر نیلی پہاڑیوں کی ایک لمبی قطار تھی۔ میں ان کی طرف ہولیا۔ سہ پہر کا ڈھلتا ہوا سورج بے رحمی سے میری نظروں کے سامنے چمک رہا تھا۔ اور پاؤں گرد سپید کی ہوتی تہ میں بے آواز پڑتے تھے۔ مجھے کنپٹیوں کے پاس دھڑکن کا احساس ہونے لگا۔ شدتِ گرما کی وجہ سے سر میں چکر آنے شروع ہوئے۔ مگر ان باتوں کی پروا نہ کر کے میں آگے ہی آگے چلتا گیا۔ حال کی عظیم ذہنی اذیتوں کے بعد میرے لئے یہ جسمانی تکلیف محض بے حقیقت تھی۔

قریب پہنچا تو معلوم ہوا کوہستان کا منظر بڑا پُر فضا اور سُہانا تھا۔ سنہرے بالوں کے سر سراتے ہوئے کھیت، پہاڑوں کی ڈھلوانیں تاکستانوں سے بھری اور اونچے درختوں سے ڈھکی ہوئی سبزۂ بیدار چار سو پھیلا ہوا، اس نظارہ کو دیکھ کر میرے تھکے ہوئے جسم کو راحت، اور جلتی ہوئی آنکھوں کو ٹھنڈک کا احساس ہوا۔ نظروں کے سامنے ناہموار ساخت کی صرف ایک لمبی عمارت تھی۔ جس کے چاروں طرف طوفانِ باد و باراں سے جھکے ہوئے درخت پاسبانی کر رہے تھے۔ پہلو میں ایک بہت پُرانا گرجا تھا۔ اور جب میں پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ

کہ لیموں کے کنج میں آرام کرنے کے لئے بیٹھا تو گرجا کا گھنٹہ بجنا شروع ہوا۔ اس کے ساتھ ہی سادہ پوش عورتوں کی ایک لمبی قطار دو دو کی صورت میں مکان سے نکل کر گرجا میں داخل ہوئی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد گھنٹہ بند ہو گیا۔ پھر ایک بار خاموشی چھا گئی۔

میں نے راحت و آرام کی گہری سانس لی۔ اور اپنے تھکے ہوئے اعضاء کو ہموار گھاس پر دراز کیا۔ میں جس چیز کی تلاش میں اس جگہ تک آیا تھا۔ وہ ایک حد تک حاصل ہو گئی۔ اس خلوت و تنہائی میں آرام تھا۔ اسی ویرانہ میں اطمینانِ قلب حاصل ہو سکتا تھا۔ میرے سامنے گرجا کی سالخوردہ عمارت موسمی سختیوں سے گذرے ہوئے صلیبی نشان کو اونچا اٹھائے کھڑی تھی۔ سورج غروب ہونے لگا تھا۔ پرندے اپنے آشیانوں میں آرام کی فکر کرتے تھے۔ دفعتاً گرجا کے کھلے دروازے سے عورتوں کی ملی ہوئی مدھم اور شیریں آواز اداس لہجہ میں اگنس ڈی کا گیت گاتی سُنائی دی۔ تھوڑی دیر کے بعد آواز آنی بند ہو گئی۔ حتیٰ کہ آخرکار خاموشی اور سناٹے کو قطع کرتی ختم عبادت کے گیت کی آواز سُنائی دی۔

رفتہ رفتہ آسمان کی رنگت بدلنی شروع ہوئی۔ سورج افق مغرب میں ڈوب گیا۔ شفق پھوٹنے لگی۔ ہوا میں خنکی پیدا ہو گئی اور دامن کوہ اور پہاڑیوں کے اطراف میں دُھند کے سپید بادل جمع ہونے شروع ہوئے۔

میری تلاش ختم ہوئی۔ واپسی کا وقت ہو گیا۔

۲

میں آہستگی سے اُٹھا۔ اور اپنے اعضاء سیدھے کرنے لگا۔ ایک یا دو لمحوں کے عرصہ تک میری نگاہ اس سنگی صلیب کی طرف گئی۔ جو نکھرے ہوئے آسمان کے مقابلہ میں واضح اور صاف دکھائی دیتی تھی۔ اور جی میں یہ حسرت آمیز خیال آیا کہ یہ سادہ پوش،

سادہ روح خاتونیں، دنیا کے جھمیلوں سے علیحدہ، خلوت و تنہائی میں کس آرام کی زندگی بسر کرتی ہیں۔ تہذیب کی صد ہا راحتیں ان کے اطمینانِ قلب پر نثار تھیں۔ ان کی قناعت ہم دنیا داروں کے لئے باعثِ رشک و حسرت تھیں۔

میری نگاہ چاروں طرف گھومتی ہوئی اس مسکن کی طرف گئی۔ جو دکھیا دلوں کے لئے جائے پناہ تھا۔ اور اس کو دیکھ کر میرے اپنے قلب کی حرکت تیز ہو گئی۔ لیکن آہ! وہ کیا سُرخی تھی۔ جو عمارت کی کھڑکیوں میں سے ایک کے اندر نظر آئی؟ کیا غروب آفتاب کی آخری چمک؟ لیکن نہیں۔ سورج کو منہ چھپائے کافی عرصہ گذر گیا۔ اور نہ چاند اور نہ لیمپ کی مصنوعی روشنی ایسی تیز چمک پیدا کر سکتی تھی۔ ایک ثانیہ کے لئے میری نگاہ تارا بن کر اس مقام پر لگ گئی۔ اس کے بعد ایک پُر زور چیخ منہ سے نکلی اور میں اس طرح بے تحاشا آگے کی طرف دوڑا گویا تمکن کا احساس بالکل زائل ہو گیا تھا۔ کیونکہ کھڑکی سے نکل کر آسمان کی طرف اُٹھتی ہوئی، دھوئیں میں لپٹی ہوئی جو لَو نظر آئی وہ آگ کی تھی!

صریحًا اس گھر کو آگ لگی ہوئی تھی!

باب ۔ ۳

جلتی ہوئی خانقاہ

۱

کالج کے عرصہ تعلیم میں میں اپنی تیز رفتاری کے لئے مشہور تھا۔ اور دوڑ کے مقابلوں میں بار ہا انعام جیتے تھے۔ تو بھی میرا خیال ہے جس طرح اندھا دھند میں اس وقت آتش زدہ مکان کی طرف دوڑا کبھی اپنی عمر میں نہ دوڑا تھا۔ جھاڑیوں کو پھاندتا میں اس طرح آگے کی طرف بھاگا گویا میرے پاؤں میں پر پرواز لگے ہوئے تھے۔ مگر اس تیز رفتار کے باوجود میرے پہنچنے سے پہلے دہشت زدہ عورتوں کی چیخیں سنائی دینے لگی تھیں۔

جن میں سے بعض مکان سے نکل کر اطراف میں دوڑتی اور بعض بے بسی کے عالم میں کھڑکیوں کے پاس کھڑی دہشت سے سہمی ہوئی مایوسانہ ہاتھ ملتی تھیں۔ نظارہ ہیبت ناک تھا۔ آگ دوسری منزل سے شروع ہوئی تھی۔ جہاں خانقاہ کی رہنے والی بہنیں غائبانات کا کھانا کھانے بیٹھی تھیں۔ ان میں سے بعض دوڑ کر فوراً نیچے آ گئیں لیکن بعض جو زیادہ ڈرپوک یا سست تھیں اسوقت تک ٹھہری رہیں۔ حتیٰ کہ زینہ کو آگ لگ گئی۔ اور ان کے لئے نیچے اترنا محال و ناممکن ہو گیا۔ وہ کھڑکی کے پاس کھڑی خوف سے تھر تھر کانپتی بعض چیخیں مارتی، بعض دو زانو ہو کر دُعا کرتی اور بعض راہِ فرار کی تلاش میں بے تحاشا دوڑتی نظر آتی تھیں۔ اور ان کی پُشت پر لپکتی آگ کے سُرخ شعلے اونچے اور تیز ہوتے جا رہے تھے۔ میں دوڑتا ہوا ان سے گذرا روش پر گرجا کا بڈھا پادری جس کے لمبے سپید بال ہوا میں لہراتے اور رحم عظیم کے آثار بے بسی سے ملے ہوئے چہرہ پر نمودار تھے۔ کھڑا تھا۔ میں نے اس کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر زور زور سے ہلاتے ہوئے کہا۔

"کوئی لکڑی کی سیڑھی موجود ہے؟"

"آہ سیڑھی!" اس نے چونکتے ہوئے جواب دیا "بے شک ایک بانس کی بنی ہوئی سیڑھی گُدام میں موجود ہے۔ آپ اس طرف کو آیئے۔"

میں اس سے بھی آگے دوڑتا ہوا گودام کی طرف گیا۔ ایک کافی لمبی سیڑھی اس جگہ رکھی تھی۔ دھڑکتے ہوئے دل سے میں نے اس کو اُٹھا کر خانقاہ کی دیوار کے ساتھ لگایا۔ مگر افسوس! وہ ایک گز چھوٹی تھی۔ یاس کی آواز کانپتی ہوئی عورتوں کے ہجوم سے آتی سُنائی دی۔

"حوصلہ کرو!" میں نے ان سے کہا "اور اس کھڑکی سے پرے ہٹ کر رہو۔ میں آتا ہوں"

ایک لحظہ کے لئے گہری خاموشی چھا گئی۔ میں جلد جلد سیڑھی پر چڑھا۔ پھر اوپر کے

ڈنڈے پر پہنچ کر ذرا جھک کے اس زور کے ساتھ اُچھلا کہ دونوں ہاتھ کھڑکی کی دہلیز سے جا لگے۔ اس کی راہ سے اونچا اُٹھ کر میں اندر گھس گیا۔

۲

وقت کم تھا۔ آگ کے شعلے کمرہ کی دور اُفتادہ دیوار سے لپٹنے لگے تھے۔ اور دھوئیں کے مارے دم گھٹا جاتا تھا۔ میں نے قریب ترین عورت کو پکڑ کر اس طرح نیچے لٹکایا، کہ اس کے پیر سیڑھی کے ڈنڈے سے لگ گئے۔ پھر آپ نیچے جھک کر اس کو اُترنے میں مدد دی۔ اور جب وہ نچلے ڈنڈوں پر پہنچ گئی تو دوسری کو بچانے کے لئے مڑا۔

ایک ایک کر کے ان سب کو بچا لیا گیا۔ اور مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ خطرہ کے وقت ان میں سے ہر ایک نے ضبطِ عظیم کا ثبوت دیا۔ نہ ان میں گھبراہٹ پیدا ہوئی نہ بے تابی۔ کوئی کسی کو ہٹا کر آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرتی تھی۔ سب چپ چاپ بیٹھی دعا کرتی رہیں۔ آنکھیں نیم باز اور چہروں پر گہرے سکون کے آثار۔ جن میں تیز آگ کی سُرخی منعکس دکھائی دیتی تھی۔ باری باری ہر ایک اپنی جگہ سے اُٹھتی اور میرے سہارے نیچے اُتر جاتی۔ سب سے آخر جس کی باری تھی وہ مجھے اپنے بازوؤں میں ایک بچہ کی طرح معلوم ہوئی۔ اور چونکہ حرارت اور دھوئیں سے وہ نیم بے ہوش ہو چکی تھی۔ اس لئے میں نے اس کو گود میں اُٹھایا۔ اور اسی حالت میں سیڑھیوں سے نیچے اُتر آیا۔

اس اثنا میں گرد و نواح کے لوگ جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ لیکن آگ بجھانے کا انجن نہ وہاں موجود تھا اور نہ اس کے آنے کی امید۔ اس لئے شعلوں کو فرو کرنے کی کوئی صورت ممکن نہ تھی۔ خطرہ گذر جانے کے بعد سب عورتیں خوف سے سہمی ہوئی روتی اور مکان کے جل جانے پر افسوس سے ہاتھ ملتی تھیں۔ دفعتاً ایک مدھم بڑبڑاہٹ اس گہری خاموشی کو قطع کرتی سُنائی دی۔ پھر عورتوں میں سے ایک نے جلدی سے آگے بڑھ کر میرے بازو پر ہاتھ رکھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کھڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

جس سے وہ بچ کر آئی تھی سہمی ہوئی آواز سے کہا۔

"افسوس مسز ایگنس وہیں رہ گئی۔ وہ اس جگہ نہیں ہے!"

۳

ایک لحظہ کی خاموشی، اس کے بعد جگر دوز، قلب پاش چیخوں کی آواز عورتوں کے ہجوم سے آنی شروع ہوئی۔ ہر ایک آنکھ اس کھڑکی کی طرف لگی ہوئی تھی۔ جس سے ان عورتوں کو بچایا گیا تھا۔ اور جب اس کے بعد میں نے بھی اس طرف دیکھا، تو دہشت اور خوف کی تھرتھری میرے بدن میں پھر گئی۔ کیا دیکھتا ہوں ایک پُر شکوہ دراز قامت عورت جس کے سپید بال تیز آگ کی روشنی میں پیلے اور چکیلے نظر آتے تھے۔ صبر و قناعت کی تصویر چپ چاپ ساکن و صامت کھڑی ہے۔ اور چہرہ اور دونوں بازو اس طرح اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں گویا دعا کرنے میں مشغول ہے!

سب عورتیں روتی اور افسوس سے ہاتھ ملتی تھیں۔ بعض دو زانو ہو کر دعا کر رہی تھیں۔ مگر بہتوں کے منہ سے دردناک لفظوں میں اس کے بچانے کے التجائی الفاظ نکلتے تھے۔ خطرہ کی حالت دیکھ کر میرے بدن میں نئی طاقت آگئی۔ پھر ایک بار میں اسی جلتے ہوئے مکان کی طرف دوڑا۔ اور سیڑھی کھڑی کر کے اس پر چڑھنے لگا۔ لیکن ہر چند میں نے بہت جلدی کی۔ تو بھی کھڑکی تک پہنچنے سے پہلے آگ اور تیز ہو گئی تھی۔ چنانچہ میں جب اوپر والے ڈنڈے پر پہنچا تو آگ کے شعلے میرے منہ اور بالوں کو جھلستے ہوئے خالی ہونے لگے تھے۔ مگر جب میں نے دھوئیں کے گلوگیر بادلوں کی راہ سے اندر دیکھا تو معلوم ہوا کمرہ خالی ہے۔ اس پر بھی میں نے کھڑکی تک پہنچنے کی کوشش کی لیکن بڑھتی ہوئی آگ کے شعلے ایک قدم آگے رکھنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ شاید میں اس حالت میں بھی ایک آخری انتہائی کوشش کسی طرح اس کھڑکی کے اندر گھس جانے کی اور کرتا۔ مگر عین اس وقت ایک تیز چیخ نیچے سے آتی سنائی دی۔ میں نے جھک کر دیکھا۔ سب عورتیں دو زانو بیٹھی تھیں۔ مگر ان کی

نگاہ میرے سر سے اوپر عمارت کے بالائی حصّہ کی طرف لگی ہوئی تھی ۔ میں جلدی سے نیچے اُترا اور سیڑھی کو خطرناک مقام سے ایک طرف ہٹا لیا ۔ اس کے بعد میں بھی ان کے پاس جا پہنچا ۔

پھر جب میں نے ان کی نگاہ کا پیچھا کرتے ہوئے اوپر کی طرف دیکھا تو ایک تیز چیخ میرے اپنے منہ سے نکل گئی ۔ کیونکہ معلوم ہوا وہ ایک عورت مسز ٹایگنس جو جلتی ہوئی خانقاہ میں باقی رہ گئی تھی ۔ کسی طرح اوپر کی چھت پر پہنچ گئی اور اب اپنا ایک بازو سے سنگی صلیب کا سہارا لئے دوسرے کو انداز الوداع سے اُٹھائے ہوئے کھڑی تھی ۔ نہ اس کے چہرہ پر آثار اضطراب تھے نہ اس کی نگاہ میں دہشت پائی جاتی تھی ۔ موت اپنی انتہائی بھیانک صورت میں اس کی نظروں کے سامنے موجود تھی ۔ تاہم اس کا سکون کامل تھا ۔ کسی طرح کا اضطرار اس کی طرف سے ظاہر نہیں ہوا ۔

روتی ہوئی عورتوں کے ہجوم کی طرف جا کر میں نے سختی کے ساتھ کہا ۔

"یوں رونے دھونے سے کچھ فائدہ نہیں ۔ مجھے ایک مضبوط رسہ لا دو ۔ کیا وہ گودام میں ملے گا ؟"

وہی بڈھا پادری ان کے پہلو میں کھڑا تھا ۔ جواب دئے بغیر وہ دوڑا ہوا گیا اور ایک موٹا سا مضبوط رسہ نکال کر لے آیا ۔ میں نے اس کا ایک سرا اپنی کمر میں باندھا ۔ اور دوسرے کا پھندا تیار کیا ۔ پھر سیڑھی کو ایک اور مقام پر دیوار کے ساتھ لگا کر اس کے اوپر والے ڈنڈے پر چڑھ گیا ۔

لیکن معلوم ہوا چھت کی اونچائی اس مقام سے بیس فٹ کے قریب تھی ۔ میں نے رسہ کو اوپر کی طرف کھینچ کر ایک ہاتھ میں لے لیا ۔ اور اس کے بعد تیار شدہ پھندا داہنے ہاتھ میں پکڑ کر اس عورت کو جو موت سے لاپرواہ چھت پر کھڑی تھی ' آواز دی ۔

اس طرح کے غیر معمولی تامّل کے ساتھ جس نے خطرہ کی موجودگی میں میرے اپنے

دل کو سخت بے تاب کر دیا۔ اس نے اپنا وہ بازو جو نشان چلیپا کے ساتھ لپٹا ہوا تھا ہٹایا اور منڈیر کی طرف آئی۔ میں وہ پھندا اس کی طرف پھینکنا چاہتا تھا، مگر جب میں نے ایسا کرنے اور ساتھ ہی اس عورت کو رسّہ پکڑنے کی آواز دینے کی کوشش کی تو... حیران و ششدر رہ گیا! اب نہ میرا بازو حرکت کر سکتا تھا نہ زبان۔ اس اثنا میں آگ کے تیز شعلے دھڑ دھڑاتے ہوئے ہماری طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ آگ کی حرارت سے مجھے اپنا چہرہ اور ہاتھ جلتے محسوس ہوئے۔ ہمارے چاروں طرف ایک عجیب طرح کا گلابی ہالہ چھا گیا۔ پھر ایک بار میں نے اس خاتون کے اُداس مگر صابر و پُر سکون چہرہ کی طرف دیکھا۔ گذری ہوئی خوبصورتی کے آثار اس پر باقی تھے۔ میرے لئے وہ ایک ہی نظر کافی تھی۔ معلوم ہو گیا یہ وہی عورت ہے جس کے فوٹو کی تصویر میں نے قلعہ کلینیون میں پڑی ہوئی دیکھی تھی!

جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے یہ اس صدمہ روحانی کا ہی اثر تھا کہ میری قوتِ گویائی اور بدنی توانائی ایک ساتھ جواب دے گئی۔ ایسا معلوم ہوا گویا میرے سر میں چکر آنے لگے ہیں۔ بڑی مشکل سے میں گرتے گرتے سنبھلا۔ اس نے میری یہ حالت دیکھی تو دہشت کے آثار اس کے خوشنما چہرہ پہ نمودار ہوئے۔ مگر اس قدر اونچائی پر کھڑی ہوئی وہ میرے لئے کیا کر سکتی تھی؟ ایک دفعہ پھر ہماری چار آنکھیں ہوئیں۔ اور اس وقت میرا خیال ہے کہ اس نے بھی مجھ کو پہچان لیا۔ کم از کم اس کو معلوم ہو گیا کہ میرا چہرہ ایک پہچانی ہوئی صورت سے ملتا تھا۔

میں نے رسّی کا گرہ دار سرا چھت کی طرف پھینکا۔ لیکن گو وہ اس کے پاس جا پہنچا۔ تاہم نہ اس نے اسے پکڑا۔ نہ اپنی جگہ سے حرکت کی۔ وہی منڈیر کے پاس کھڑی متحیر نظروں سے میری طرف دیکھتی رہی!

"مہربانی سے اس رسّی کو پکڑ لیجئے۔" میں نے آواز دی۔ "وقت تھوڑا ہے۔"
لیکن اس نے پھر بھی حرکت نہ کی۔ پہلے کی نسبت زیادہ پُرجوش آواز میں میں نے

پھر ایک بار اس سے کہا۔

" یہ رسی جو میں نے پھینکی ہے اس کی گرہ پکڑ کر صلیب میں اٹکا دیجئے "

مگر اس کی حالت میں پھر بھی فرق نہ آیا۔ چپ چاپ اور بے حرکت کھڑی بدستور میرے منہ کو تکے جا رہی تھی۔ میں نے ایک ہاتھ ڈھیلا چھوڑ دیا اور سیڑھی کو صرف ایک ہاتھ سے پکڑے ہوئے پھر اس کو آواز دی۔

" خدا کے لئے جس طرح میں کہتا ہوں کیجئے۔ میں آپ کو بچانے کے لئے آیا ہوں۔ اگر آپ نے ایک منٹ بھی دیر کی تو پھر ہم دونوں کا خاتمہ ہے! "

یہ الفاظ مؤثر ثابت ہوئے۔ یعنی وہ جلدی سے ایک طرف کو ہوٹی اور میرے کہنے کے مطابق رسی کا پھندا سنگی صلیب میں ڈال دیا۔

" کیا یہ مضبوط ہے؟ " میں نے پُر جوش آواز سے پوچھا۔

جواب میں وہ پہلی بار بولی۔

" تم ناحق تکلیف کرتے ہو۔ مجھے میری حالت پر رہنے دو۔ میں مرجانا چاہتی ہوں "

میں نے دونوں پیر سیڑھی سے ہٹا لئے۔ اور کمر کے گرد بندھی ہوئی رسی کی مدد سے لٹکنے لگا۔ پھر اسی رسی کی مدد سے دونوں ہاتھوں کے بل چڑھتا آخرکار جلتی ہوئی خانقاہ کی چھت پر جا پہنچا۔ اور اس کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔

۴

کثیف دھوئیں سے بھری ہوئی گرم ہوا کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہم مشکل سے سانس لینے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس کے چہرہ پر حیرت کے آثار تھے۔ دہشت جو پیشتر موجود تھی، اب بالکل زائل ہو گئی۔ تاہم —— حیرت اب بھی باقی تھی۔

" تم کون ہو؟ " اس نے پوچھا۔ " کیا تم —— ؟ "

" مسٹر ایگنس! " میں نے جلدی سے جواب دیا۔ " میں آپ کو بچانے کے لئے آیا

ہوں۔ باتوں میں وقت ضائع نہ کیجئے۔"

جلدی سے رسّی کا وہ سرا جو میری کمر کے گرد بندھا ہوا تھا، کھول کر میں نے اس کے گرد باندھنے کی کوشش کی۔ وہ مجھے باز رکھنا چاہتی تھی۔ مگر میں نے اس کے ہاتھ پرے ہٹا دئے۔

"اب مجھے جینے کی آرزو نہیں ہے۔" اس نے پھر ایک بار کہا۔ "اس لئے مجھ کو یہیں چھوڑ کر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرو۔ مگر میرے اس سوال کا جواب ضرور دیتے جاؤ کہ تم کون ہو؟"

"میرا نام کلینیون ہے اور میں لارڈ اسیسٹن کا بیٹا ہوں۔" میں نے لمبے چھت کے سرے کی طرف لاتے ہوئے کہا۔ "لیکن اگر آپ نے ایک لمحہ بھی دیر کی۔ تو پھر ہم دونوں کا خدا حافظ!"

میں نے رسی کو اس کی کمر کے گرد باندھ کر کس دی۔ اور اسے آہستہ آہستہ نیچے کی طرف لٹکایا۔ حتیٰ کہ اس کے پاؤں سیڑھی کے سلاخ جا لگے۔ اس کے بعد میں بھی اس کے پیچھے رسی کی مدد سے اُترا۔!

سیڑھی پر سے اُترتے ہوئے میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں مضبوط پکڑے رکھا۔ اور یہ احتیاط مفید ثابت ہوئی۔ کیونکہ چند ہی قدم چل کر وہ بڑے زور سے لڑکھڑائی۔ اور اگر میں اس کو سہارا دینے کے لئے پاس نہ ہوتا۔ تو یقیناً گر جاتی۔ نیچے لان میں لاتعداد لوگ ہماری امداد کو تیار تھے۔ ہمیں اُترتا دیکھ کر خوشی کی تیز چیخ اس خاموشی کو قطع کرتی سُنائی دی۔ جو پیشتر پھیلی ہوئی تھی۔ آخری واقعہ جو مجھ کو یاد ہے، نرم ہاتھوں کے میری گردن میں لپٹنے، گرم آنسوؤں کے میرے بدن پر گرنے اور پیشانی اور رخساروں پر بامحبت بوسوں کی حرارت محسوس ہونے کا تھا۔ مگر یہ بھی جلدی ہی زائل ہو گیا۔ عورتوں کی جوش سے تھرّائی ہوئی آوازیں ان کے زرد اشک آلود چہرے جو ممنونیت سے چمکے ہوئے تھے۔ ساری باتیں دھند کے پردہ میں چھپتی معلوم ہوئیں۔ باخبری کا احساس بجلی کی چمک کی طرح غائب ہو گیا۔ اور وہ خلاف

فطرت طاقت جس نے مجھے اب تک سہارا دے رکھا تھا جاتی رہی۔ میں ایک بے کس کمزور عورت کی طرح گرا۔ اور گرتے ہی غش کر گیا۔

باب ۔ ۴
مسنر ڈ ایگنس

۱

میرا خیال ہے یہ حالت کئی گھنٹے رہی ہوگی۔ کیونکہ جب آنکھ کھلی، تو دوسرے دن کا سورج اُفق مغرب میں چھپنے لگا تھا۔ میں ایک سادہ اور سامانِ آرائش سے محروم کمرۂ خواب میں پڑا تھا۔ جس کی دیواروں پر سپیدی پھری ہوئی تھی۔ میرا بستر بالکل بے داغ اور سپید تھا۔ اور پہلو میں ایک چھوٹی سی تپائی پر دیہات کے خوشبو دار پھولوں کا گملا رکھا ہوا تھا!

مگر جب میں نے اُٹھنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ میرے اعضا اکڑے ہوئے اور بدن کے سارے جوڑ دُکھتے تھے جسم پر جابجا پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔

میں پھر ایک بار لیٹ گیا اور آنکھیں بند کرلیں۔ اس کے فوراً بعد دروازہ کھلا۔ اور کسی کے اندر آنے کی آواز سُنائی دی۔ تھوڑے وقفہ کے بعد ایک نرم سپید ہاتھ میری پیشانی پر پھرتا معلوم ہوا۔ اور یہ عمل ایک یا دو لمحوں کے بعد پھر دُہرایا گیا۔ پھر ایک اس طرح کی آواز جو دبی ہوئی سسکی سے ملتی تھی، سُنائی دی۔ اور جب میں نے آنکھیں کھولیں تو معلوم ہوا کہ ایک سیاہ پوش عورت میرے پاس فرشِ زمین پر دوزانو بیٹھی ہے۔ مجھ کو بیدار ہوتا دیکھ کر اس نے بھی گردن اُٹھائی۔ اور اس وقت میں نے دیکھا وہ مسنر ڈ ایگنس تھی۔

وہ اُٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ اس کے بے رنگ سپید چہرہ سے جوش کے آثار بالکل غائب

ہو گئے اور اس نے پوچھا۔

"میرے بیٹے اب تمہاری کیا حالت ہے ؟"

"میں اگر بیمار تھا، تو اب اچھا ہوں" میں نے جواب دیا " لیکن بدن اب بھی دُکھتا ہے ۔ غالباً میں بہت دیر سویا ہوں "

" تم دن بھر سوتے رہے ہو " اس نے جواب دیا " اور تمہیں اس آرام کی ضرورت بھی تھی ۔ میرے عزیز ! لاتعداد بے کس عورتیں ہیں ، جنہیں محض تمہاری وجہ سے ازسرِ نو زندگی حاصل ہوئی ہے ۔ اور ایک اُن میں سے میں بھی ہوں "

" مگر آپ اس جلتے ہوئے مکان سے باہر آنے پر آمادہ نہ تھیں " میں نے پھیکا تبسم پیدا کر کے کہا ۔

"میں اپنی زندگی اور موت کا سوال خدا کی اپنی مرضی کے تابع کر چکی تھی " اس نے جواب دیا " بہرحال اب زندہ رہ جانے کے بعد میں خوش ہوں کہ تم نے مجھ کو بچا لیا ۔ کیونکہ وہ جو ہمیشہ مجھ کو عزیز تھیں ، اپنی موجودہ حالتِ زار میں سب سے زیادہ میری ہمدردی و امداد کی محتاج ہیں ۔ پس میں خدا کی اور اس سے دوسرے درجہ پر تمہاری ممنونِ احسان ہوں کہ تم نے اپنی جان خطرہ میں ڈال کر مجھ کو بچایا ۔"

"مسٹر انگلس !" دفعتاً میں نے کہا " آپ کا چہرہ مجھ کو پہچانا ہوا معلوم ہوتا ہے "

" مگر یہ ناممکن ہے کہ تم نے اس سے پہلے کبھی مجھ کو دیکھا ہو " اس نے پُر سکون لہجہ میں جواب دیا ۔

"بے شک اس سے پہلے ہمیں ایک دوسرے سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا" میں نے تسلیم کیا " تاہم ایک موقعہ پر میں نے آپ کے عہدِ شباب کی تصویر دیکھی تھی ، مسٹر انگلس اگر میرا خیال غلط نہیں تو اس خانقاہ میں آنے سے پہلے آپ کا نام کچھ اور تھا ۔"

وہ چونکی ! پھر کہنے لگی ۔

"لیکن وہ نام اور اگلی شخصیت مدت گذری دونوں تلف ہو چکے "

" ممکن ہے ایسا ہو" میں نے جواب دیا " تاہم میرے لئے یہ جاننا اشد ضروری ہے کہ کیا کسی زمانہ میں آپ کا نام سیسل ڈاگولی بھی تھا؟ اگر ایسا ہو تو خدا کے لئے اس راز کو مجھ سے نہ چھپایئے "

"بے شک کسی زمانہ میں یہ میرا نام تھا" اس نے آہستہ سے تسلیم کیا۔

" آہ! اگر ایسا تھا" میں نے دفعتاً جوش میں بھر کر کہا " تو کیوں آپ نے میرے والد کو اس بات کا یقین دلایا، کہ آپ اس دنیا سے گذر چکی ہیں۔ اور اس طرح انہیں دوسری شادی کی ترغیب دی۔ افسوس مسٹر انگنس! آپ نہیں سمجھ سکتی ہیں کہ آپ کی اس حرکت نے کتنے دوررس اثرات پیدا کئے ہیں۔ میں اُنہی لارڈ اسسٹن کا بیٹا ہوں۔ جن کے نام سے آپ واقف ہیں۔ مگر..... افسوس! اب میں کیا ہوں؟ ایک ہستی، ناچیز! بے زر فقیر۔ جسے اپنے باپ کا نام اختیار کرنے یا اس کی جائداد میں حصہ لینے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے اور یہ سب محض آپ کی دھوکا دہی کی وجہ سے!" میں نے تلخ لہجہ میں فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا۔

" آہ!" یہ ایک لفظ اس کے منہ سے نکلا۔ اس کے ساتھ ہی وہ گہرا سکون جو اس کے چہرہ پر موجود تھا غائب ہو گیا۔ اور اس نے اپنا ہاتھ اپنی سرد کنپٹیوں کی طرف بڑھایا۔ وہ سخت اضطراب کی حالت میں تھی۔ اس کے چہرہ کا رنگ جلد جلد تبدیل ہو رہا تھا۔

" تمہارے والد... کیا اب زندہ ہیں؟ " دفعتاً اس نے پوچھا۔

" افسوس! وہ مر چکے! "

۲

میں نے یہ الفاظ لہجۂ تیز میں اس انداز سے کہے تھے گویا ان کے ذریعہ سے مجھے اس کے دل کو زخمی کرنا منظور تھا۔ کیونکہ اب یہ جاننے کے بعد کہ وہ بالواسطہ کتنی عظیم تباہی اور بربادی کا موجب بنی ہے۔ مجھے اس سے کوئی ہمدردی باقی نہ رہی تھی لیکن.....

آنِ واحد میں بجلی کی تیزی رفتار کے ساتھ ایک نیا خیال میرے دل میں پیدا ہو گیا۔ یہ عورت اگر واقعی سیسل ڈاگولی تھی تو پھر وہ دوسری عورت کون تھی جو متصل گرین روڈ کے ایک ادنیٰ مکان پر مقتول پائی گئی؟ کون وہ ہستی پُر راز تھی جس سے ملنے آدھی رات کو والد چُپ چاپ جلسۂ رقص سے رخصت ہوئے تھے؟ اس نئی دریافت کی روشنی میں وہ سارا نظریہ جو میں نے اس سے بیشتر اس قدر محنت و تحقیق سے قائم کیا تھا، بالکل غلط، اور بے بنیاد ہو گیا۔ میری اس وقت تک کی ساری کوششیں خاک میں مل گئیں۔ میں جس مقام سے چلا تھا۔ پھر پھرا کے اُسی پر واپس آ گیا۔

"مر چکے! ... افسوس! افسوس!"

الفاظ نیم بے خبری کی حالت میں اس کے مُنہ سے نکلتے ہوئے معلوم ہوئے۔ حیران و ششدر میں اس کے منہ کی طرف تکتا تھا۔ اور اس وقت اس پاک فرشتہ نما چہرہ کو دیکھ کر میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ کیا یہ چہرہ ایک پُر گناہ خطاوار عورت کا ہو سکتا ہے؟ کہ یہ اس عورت کا چہرہ ہے جو حصول انتقام کی خواہشمند ہو، جو کسی ادنیٰ خواہش کی غرض سے ہر طرح کے فعل شنیع پر آمادہ ہو سکے؟

"نہیں۔ یہ نا ممکن تھا۔" اور اس خیال کے پیدا ہوتے ہی وہ سخت الفاظ جو میرے مُنہ تک آ چکے تھے، ہونٹوں پہ آ کر رہ گئے۔

وہ دو قدم آگے بڑھ کر میرے بستر کے پاس دو زانو ہو گئی۔ پھر اپنا چہرہ ایک طرف کو پھیر کر اس نے منکسر لہجہ کی شیریں آواز سے دُعا کرنی شروع کی۔ بے اختیاری کی سی حالت میں اس کا ہاتھ میرے ہاتھ کی طرف بڑھا۔ اور اس سے لگ گیا۔ اور اس وقت میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا، کہ اگر یہ عورت سچ مچ گنہگار تھی، تو اس کے گناہ بہت عرصہ پیشتر بارگاہِ ایزدی سے معاف کر دئیے جا چکے تھے۔ اس کے خلاف کینہ کو سینہ میں جگہ دینا میرے اپنے لئے محال و نا ممکن تھا۔

باب - ۵

وہ عورت کون تھی؟

۱

"میرے بیٹے!" اس نے نرم آواز سے کہنا شروع کیا۔ "تقدیر کا اپنا ہاتھ ہمیں ایک دوسرے سے ملانے کا ذریعہ ثابت ہوا ہے۔ ورنہ میرا یہ خیال تھا کہ ایک بار تارک الدنیا ہونے کے بعد مجھے اپنی گذری ہوئی زندگی کے واقعات کے بند باب کو از سرِ نو کھولنے کی حاجت نہ ہوگی۔ اور نہ مجھے ان حالات کو بیان کرنے پر مجبور ہونا پڑے گا۔ جو اس زمانہ میں پیش آئے تھے جب میرا اس خارجی دنیا سے تعلق تھا جس میں رنج و راحت اور امیدیں اور مایوسیاں ہیں۔ بے شک کسی زمانہ میں میرا اس دنیا سے تعلق تھا اور میں اس کی راحتوں سے بہرہ اندوز ہوتی تھی۔ لیکن اب بہت مدت گذر گئی کہ میرا اس سے ترک تعلق ہو چکا۔ اور میں ایک گنہگار عورت اور خدا سے اپنے گناہوں کی آلائش دھونے کی کوشش کرتی ہوں۔"

"بہت مدت گذری۔ مجھ کو تمہارے باپ سے محبت تھی۔ یعنی ویسی ہی محبت جیسی اب بھی میرے خیال میں عورتوں کو اس دنیا کے مردوں سے ہوتی ہوگی۔ جس سے میں ہمیشہ کے لئے جدا ہو چکی ہوں۔ اس کو بھی مجھ سے عشق تھا۔ گو حقیقتاً میں اس کی محبت کے ہرگز قابل نہ تھی۔ وہ میرے راز سے ناواقف تھا۔ تاہم میں اپنے جی میں اچھی طرح جانتی تھی کہ میری گنہگار ہستی اس کے لائق نہیں ہے۔"

"یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر سینٹ مرین کا چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اس میں ہم رہتے تھے۔ یعنی میں، میرا باپ اور بہن۔ اور وہیں سب سے پہلے میری تمہارے باپ سے ملاقات ہوئی تھی۔ وہ جوان اور شکیل تھا اور اس کے ساتھ بے حد شریف بھی پہلی ملاقات کے بعد ہی اس نے مجھ سے عشق کرنا شروع کیا اور اس کے چند دن بعد مجھ سے شادی

کی درخواست کی۔ لیکن میں اس کا جواب فوراً ہی نہ دے سکی۔ گو میرے اس غیر معمولی تامّل کی وجہ اس کو معلوم نہ تھی ... اسے بالکل معلوم نہ تھا کہ کس طرح میں راتوں کو بیدار رہ کے درد سے کراہتی اور یہ سوچ کر ناقابلِ برداشت ذہنی تکلیف اُٹھاتی تھی۔ کہ کیا مجھے اس کے جواب میں ہاں کہنی چاہئے ؟ کیا مجھے اس سے شادی کی جرأت کرنی چاہئے۔ بدی کا فرشتہ مجھے اس فعل پر اُکساتا تھا۔ مگر میں پھر بھی متامّل تھی۔ آخر کار تحریص غالب ہوئی۔ اور میں ہاں کہنے پر مجبور ہو گئی۔ اس کے باوجود جب ہم دونوں رسم شادی کے موقعہ پر گرجا کے معبد میں پہلو بہ پہلو کھڑے تھے۔ اور پادری نے ہمارے ہاتھ ملا کر ہمیں مرد عورت کا درجہ دیا تھا تو ایک بڑا خوفناک بھید تمہارے باپ سے پوشیدہ میرے سینہ میں موجود تھا۔ بہرحال شادی ہو گئی اور میں تمہارے باپ کی منکوحہ بیوی بن گئی۔"

اتنا کہہ کر وہ دم لینے کے لئے ٹھہر گئی۔ مگر اس کے ان لفظوں نے میرے دل کی رہی سہی آس توڑ دی تھی۔ ایک چھوٹی سی امید جو اب تک میرے دل میں باقی تھی۔ اب اس کے بیان سے بالکل تلف ہو گئی۔ مجھے اپنا دل سینہ میں ڈوبتا معلوم ہوا۔ میں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالنے کی کوشش کی۔ مگر اس نے اس کو مضبوط پکڑے رکھا۔

"سُن میرے بیٹے!" اس نے پھر کہا: "ابھی میرا قصّہ ناتمام ہے۔ ہرچند ہماری شادی کی رسم ادا ہو گئی تاہم درحقیقت وہ شادی جائز نہ تھی۔"

"جائز نہ تھی!" میں نے چونک کر پوچھا۔ "معاف کیجئے میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔ اس شادی کی سند میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔"

"ضرور دیکھی ہو گی۔" اس نے سر کو خم کر کے تسلیم کیا: "مگر اس کے باوجود میں کہتی ہوں۔ وہ شادی صحیح معنوں میں شادی نہ تھی۔ کیونکہ جب گرجا میں رسم ادا ہوئی تو میں اُس وقت بھی شادی شدہ تھی!"

میں حیران و ششدر اس کے منہ کو تکنے لگا!

"تم یہ سوچ کر حیران ہوتے ہو کہ میں اپنی زندگی کا ایسا شرمناک واقعہ تم سے بیان کر رہی ہوں"۔ اس نے آخر کار کہا۔ "آہ! میرے بیٹے! بیس سال سے زیادہ عرصہ تک میں نے اپنے اس گناہ کے لئے دن رات توبہ کی ہے اور وہ پرانی زندگی جو گناہوں اور خطاؤں سے پُر تھی اب مجھ سے بہت دور جا چکی ہے۔ کنواری مریم نے میری دعائیں سن لی ہیں۔ اور اب مسز اگنیش سیسل ڈاگولی کے گناہوں کا ذکر بڑی دلجمعی سے کر سکتی ہے۔ اس لئے تم مجھے باقی حال کہہ لینے دو۔

"کم از کم ایک عذر میرے پاس اپنے فعل کا ضرور تھا یعنی جب میں نے تمہارے باپ سے شادی کی، تو مجھ کو یقین تھا کہ میرا پہلا شوہر فوت ہو چکا ہے۔ اس سے میری شادی بہت چھوٹی عمر میں جب میں تعلیم سے فارغ ہو کر مدرسہ سے نکلی تھی خفیہ طور پر ہوئی تھی۔ لیکن اس کا پیشہ سپہ گری تھا۔ شادی کے فوراً بعد اس کو سلسلہ ملازمت میں رخصت ہو جانا پڑا۔ جب میں نے اس سے شادی کی تو میری عمر مشکل سے سترہ سال تھی۔ وہ ایک بے تہ سطحی جوش تھا جس نے ہمیں ایک دوسرے سے ملا دیا۔ مگر جب اس جوش کی آندھی گذر چکی، تو معلوم ہوا کہ وہ محبت جو مجھے اس سے تھی، اس کے ساتھ ہی تلف ہو گئی۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر اپنے والد سے نہ کیا تھا۔ کیونکہ وہ غریب تھے۔ اور ان کو امید تھی کہ میں اور میری بہن میری مالدار مردوں سے شادی کرینگی۔ پس میں نے اس واقعہ کا ذکر اپنے شوہر کے جنگ سے واپس آنے کے زمانہ تک ملتوی کر دیا لیکن وقت گذرتا گیا۔ اور وہ واپس نہ آیا۔ انہی ایام میں افواہ سنا گیا کہ وہ میدانِ جنگ میں مارا گیا ہے اور میں نے اس بیان کو از راہ حماقت صحیح تصور کر لیا۔ اس کے بعد میری تمہارے باپ سے ملاقات ہوئی۔ اور یوم اوّل ہی سے ہمیں ایکدوسرے سے عشق ہو گیا۔ پھر جب اس نے مجھ سے شادی کی درخواست کی تو میں آمادہ ہو گئی۔ مگر اس سے اپنے عہد گذشتہ کا ذکر بالکل نہ کیا۔ اور بیوقوفی سے یہ سمجھا کہ وہ افواہیں، جو سنتے میں آئی تھیں صحیح ثابت ہوں گی۔ چنانچہ تمہارے باپ سے میری دوسری شادی خفیہ طور پر ہو گئی۔ لیکن خدا نے میرے اس گناہ کی سزا فوراً ہی دینی شروع کی۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر نہ صرف تمہارے باپ نے میرے والد کو ڈوئیل لڑتے ہوئے مار ڈالا بلکہ

مجھ کو یہ اطلاع بھی موصول ہوئی کہ میرا پہلا شوہر زندہ ہے۔ فی الحقیقت اس نے ایک چھٹی میرے نام لکھی جس میں تحریر کیا کہ تم بلا تامل میرے پاس آجاؤ۔

"اس خوفناک نہ بھولنے والی رات کو میں اس بات کا مصمم ارادہ کر کے گھر سے نکل بھاگی کہ اپنی زندگی کا اپنے ہاتھوں سے خاتمہ کرلوں گی۔ مگر قدرت کو شاید مجھے اس گناہِ عظیم سے بچانا تھا کیونکہ میں جس وقت ایک چھوٹے سے قصبہ کے پاس سے گذری جا رہی تھی تو کسی نامعلوم ترغیب نے مجھے گرجا میں جانے پر مجبور کیا۔ اس وقت اپنی عمر میں پہلی بار مجھ کو معلوم ہوا کہ مذہب کیا چیز ہے۔ میں نے سچے دل سے دعا کی۔ جو مقبول ہوئی۔ اور جب اس کے بعد نیکدل پادری کے روبرو میں اپنے گناہوں کا اقرار کر چکی تو مجھے اسی گھر میں جو افسوس آج آتشزدگی سے ضائع ہو چکا ہے۔ سب سے ادنیٰ صف میں جگہ دی گئی۔ رفتہ رفتہ اپنے توبہ و استغفار سے اور اپنی شب و روز کی عبادت گذاری سے میں نے درجہ وار ترقی کی حتیٰ کہ مدر سپیریئر کے انتقال پر اس کی جگہ مجھے دی گئی۔ اس وقت سے لے کر کہ میں اس خانقاہ میں داخل ہوئی میں نے اپنے جی میں فیصلہ کر لیا کہ دنیا کے لئے میری ہستی ہمیشہ کو ختم ہو چکی۔ اور اب میں پھر کبھی اس میں نہ جاؤں گی نہ اس کے کاموں میں حصہ لوں گی۔ اسی مطلب کے لئے میں نے اپنی موت کی سند تمہارے باپ اور اپنے احباب کے نام بھیجدی۔ کیونکہ میں چاہتی تھی ان کی کوئی تحریر یا ترغیب مجھے اس گوشۂ عافیت سے پھر باہر نکلنے پر آمادہ نہ کر سکے۔ خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کہ وہ کون سے خاص حالات تھے جنہوں نے تم کو میری راہ میں لا ڈالا۔ اور میں تمہارے روبرو اپنی سرگذشت بیان کرنے پر مجبور ہوئی۔ مگر کچھ بھی ہو۔ میں سارے حالات تم سے بیان کر چکی۔ اور اب میں جاتی ہوں۔ خدا تم کو برکت دے۔ تم نے آج اس حادثہ کے موقعہ پر خلق خدا کی جو خدمت کی ہے۔ اس کے لئے ہم سب تم کو دعائے خیر سے یاد کرتے رہیں گے۔ الوداع!"

۲

اتنا کہہ کر وہ رخصت ہونا چاہتی تھی۔ مگر میں نے اسے آواز دے کر روکا۔

"مسٹر ایگنس!" میں نے کہا۔ "میں ایک بات آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ کی داستان سننے کے بعد میں نے اس بات کا فیصلہ کر لیا ہے کہ آپ کی سابقہ زندگی کو بالکل فراموش کر دوں گا۔ تاہم جانے سے پہلے میرے اس سوال کا جواب دیتے جایئے"۔

"یعنی کس سوال کا؟"

"جب میرا باپ مردہ پایا گیا تو اس کے داہنے بازو پر ایک سونے کا کنگن موجود تھا"۔

"اور جب میں مروں گی تو ویسا ہی ایک کنگن میرے اپنے بازو پر ہوگا"۔ اس نے جواب دیا۔ "میں نے اپنی داستان زندگی اس کے بدترین پہلوؤں سے بیان کی ہے۔ اور اپنے حق میں کوئی بات کہنے کی کوشش نہیں کی۔ لیکن حقیقت میں جب میں نے اس سے شادی کی تو میرے لئے اس خوفناک گناہ کا ایک عذر معقول یہ تھا کہ مجھے تمہارے باپ سے نہ مٹنے، نہ کم ہونے والی پُرجوش محبت تھی۔ گو اب وہ زمانہ گذر گیا۔ اور میں اس کا خیال بھی دل میں لانا نہیں چاہتی تھی۔ تاہم اس زمانہ کی یادگار وہ کنگن اب بھی میرے بازو پر موجود ہے ... لو دیکھو"۔

اتنا کہہ کر اس نے اپنے کُرتے کی لمبی آستین اُٹھائی۔ اور اس کے نیچے میں نے بے رنگ سونے کا ایک سادہ کنگن بازو میں پہنا ہوا دیکھا۔

"مسٹر ایگنس!" میں نے کہا۔ "جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں اُسے کان لگا کر سُنئے۔ ایک بڑی خوفناک سازش ہوئی ہے جس کا راز اس وقت تک حل نہیں ہوا۔ ذرا صبر کیجئے۔ تاکہ میں ان حالات کا ذکر کر سکوں جن میں والد کی موت واقع ہوئی تھی"۔

وہ میرے قریب بستر پر بیٹھ گئی۔ اور دونوں ہاتھ جوڑ لئے۔

"تمہارا باپ ایک بڑا بہادر نیکدل آدمی تھا"۔ اس نے نرم آواز سے کہا۔ "ہر چند ہم میں مذہبی اختلافات تھے۔ تاہم میں کہہ سکتی ہوں کہ مرنے کے بعد خدا نے ضرور اس کو بہشت نصیب کیا ہوگا"۔

"تاہم سُنئے" میں ان کی موت کا حال کہتا ہوں"۔ میں نے کانپتے ہوئے کہا۔ "ایک

رات نصف شب کے بعد جب ہمارے مکان پر جلسۂ رقص تھا۔ نوکر ایک بند رقعہ ان کے پاس لے کر آیا۔ اس رقعہ کا مضمون پڑھ کر انہوں نے مہمانوں سے معذرت چاہی۔ اور پوشیدہ طور پر لندن کے حصہ ایسٹ اینڈ میں گئے۔ معلوم ہوتا ہے اس جگہ انہوں نے ایک عورت سے ملاقات کی۔ جس کا ان پر ضرور کوئی حق ہو گا۔ اس کے بعد وہ اپنے مہمانوں کے پاس آ گئے اور اپنے فرائض میزبانی پورے کرتے رہے۔ ان کی رخصت کے بعد وہ اپنے مطالعہ کے کمرہ میں چلے گئے۔ دوسرے دن صبح کو دیکھا گیا تو وہ مُردہ تھے!"

"آہ! معلوم ہوتا ہے ان کی موت فوراً واقع ہو گئی" اس نے کہا "تاہم امید کرنی چاہئے کہ مرنے سے پہلے ان کو بارگاہ ایزدی میں دعا کرنے کی مہلت ملی ہو گی"

"ان کی موت بے شک فوری تھی" میں نے بیان کیا "لیکن ابھی تک آپ نے پورا حال نہیں سُنا۔ در اصل ان کی موت قدرتی نہ تھی"

"کیا؟" اس نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا "کیا انہوں نے خودکشی کر لی تھی؟"

"دونوں ہی باتیں ممکن ہیں" میں نے جواب دیا "انہوں نے خودکشی کی۔ یا کسی نے ان کو مار ڈالا۔ صحیح حال خدا کو ہی بہتر معلوم ہے۔ تاہم اس واقعہ کا تتمہ بھی سُن لیجئے۔ اس دن صبح کو وہ عورت بھی جس سے وہ ملنے گئے تھے مقتول پائی گئی!"

مسز ٹالیگنس کے بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ تھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگی: "پاک مریم ہماری حفاظت کرے۔!"

"اس وقت تک اس راز کا واحد سُراغ جو ہم کو ملا۔ یہ تھا" میں نے اس کی طرف جُھکتے ہوئے کہا "کہ مقتول عورت کے داہنے بازو پر بھی سونے کا ویسا ہی کنگن موجود تھا۔ جیسا کہ والد کے بازو پر" ایک دفعہ پھر اس کے چہرہ پر حیرت و خوف کے آثار نمودار ہوئے۔ اور اُس کے رخساروں کی رنگت اُڑ گئی۔

"میں نے اس راز کو حل کرنے کا فرض اپنے اوپر لیا تھا" میں نے تقریر جاری رکھتے

ہوئے کہا : چنانچہ اس مطلب کے لئے میں نے سب سے پہلے والد کے نجی کاغذات کی دیکھ بھال کی۔ اور انہی سے اس شادی کا حال معلوم ہوا جو آپ کے ساتھ اُن کی ہوئی تھی۔ پھر اس کے بعد والد کے نوکر نیلسن کی زبانی ان کنگنوں کا حال معلوم ہوا۔ جو آپ کے اور ان کے بازوؤں پر موجود تھے۔ ان حالات کی روشنی میں غالباً آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ میری تحقیقات کیا رُخ اختیار کرنے لگی تھی۔ میں، میری ماں اور نیلسن ہمارا نوکر مختلف راہوں سے چل کر ایک ہی منزل پر پہنچ چکے تھے یعنی ہمارا آخری فیصلہ یہ تھا کہ جس عورت کا رقعہ پاکر والد آدھی رات کو لندن کے ادنیٰ اور غیر آباد حصّہ میں اس سے ملنے کے لئے گئے۔ اور جس کی خاطر انہوں نے اپنے بہانوں سے عورت کی، وہ ان کی پہلی بیوی تھی جسے غلطی سے مردہ سمجھ لیا گیا تھا۔ لیکن جو درحقیقت زندہ تھی۔ بعد ازاں اسی رات کو والد کی ملاقات کے بعد اس کا مردہ اور مقتول پایا جانا ایک ایسا واقعہ تھا جس کا خیال ہی رشح فرسا ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہی تھا کہ والد اس کا منہ بند کرنے کی غرض سے جُرم قتل کے مرتکب ہوئے۔ یہ ایک ہیبت ناک خیال تھا، جو اس دریافت کے وقت سے ہر آن ہمارے دل میں ہیجان کرتا رہتا تھا۔ اور یہ اسی غم کا اثر ہے کہ میری ماں دل شکستہ ہو کر اب گور پہنچ چکی۔ نیلسن دیوانہ ہے اور میں روئے زمین پر ایک بے حقیقت آوارہ گرد ہستی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ لیکن اب آپ کو زندہ دیکھ کر... میں بار بار سوچنے لگتا ہوں کہ کیا یہ خواب ہے یا حقیقت ؟ کیا وہ اذیت جو ہم نے پائی" واقعہ میں بے وجہ تھی۔ میرے خدا ! یہی معلوم ہوتا ہے کہ اب میرا دماغ بھی چلنے لگا ہے! آہ مسٹر انگینس ! اگر آپ ہی میرے والد کی منکوحہ بیوی تھیں، تو پھر وہ عورت کون تھی جو اُس رات لندن میں مقتول پائی گئی؟ اور جس کے بازو پر ویسا ہی کنگن موجود تھا جیسا آپ کے اور والد کے۔ یہ راز اسوقت مجھ کو سخت حیران کر رہا ہے۔ اور اگر آپ اس پر روشنی نہ ڈال سکیں، تو پھر میں یقیناً دیوانہ ہو جاؤں گا۔"

وہ چپ چاپ سیدھی کھڑی تھی۔ دونوں ہاتھ کنپٹیوں کی طرف اُٹھے ہوئے آنکھوں

میں دہشت کے آثار اور مجذوبانہ انداز سے دائیں بائیں ہلتی تھی ۔ پھر ایک دہشت انگیز چیخ مار کر جس کی صحیح کیفیت ناقابلِ بیان ہے ۔ وہ دفعتاً آگے جھکی اور ایک بے جان ڈھیر کی مانند فرش زمین پر گر گئی ۔!

۳

میں گھبرا کر اُٹھا، اور بستر سے اُتر کر مضطربانہ اس کے پاس گیا ۔ وہ بے ہوش تھی ۔ میں نے مدد کے لئے آوازیں دیں ۔ اور معاً اس کسان کی بیوی جس کی جھونپڑی میں ہم ٹھہرے ہوئے تھے ۔ دوڑتی آ پہونچی اس کی پشت پر میں نے دیکھا ۔ خانقاہ کی دوسری عورتیں بھی تھیں ۔

میں نے ان کو اندر آتے دیکھ کر جلدی سے کہا ۔

" مسز ڈرائگینس کو غش آ گیا ۔ اب کیا کرنا چاہئے ؟ کیا آپ لوگوں کے پاس برانڈی موجود ہے ؟ "

وہ سب اس کے گرد جمع ہو گئیں ۔ اور ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگیں ۔ لیکن وہ بڑی دیر تک بے ہوش رہی ۔

" ٹھہرو میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں ۔" آخر کار میں نے کہا " کیا آس پاس کوئی رہتا ہے ؟ "

عورتوں میں سے ایک نے گھڑی نکال کر دیکھی اور پھر کہا ۔

" موسیو ڈاکٹر لیونول تھوڑی دیر تک آپ کی حالت دیکھنے آئیں گے ۔ آپ ان کی آمد کا انتظار کریں ۔ اس اثنا میں بہتر ہوگا کہ ہم اسے آپ کے بستر پر لٹا دیں ۔"

ایسا ہی کیا گیا ۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد مسز ڈرائگینس میں زندگی کے آثار نمودار ہونے شروع ہوئے ۔ دوسری عورت نے مشکوک نظروں سے میری طرف دیکھا پھر کہنے لگی ۔

" معاف کیجئے ۔ لیکن اگر آپ کی موجودگی کا ہماری محترم مسز کی بے ہوشی سے کوئی تعلق ہے تو کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آپ تھوڑی دیر کے لئے باہر تشریف لے جائیں ۔ تاکہ ہوش میں آنے کے فوراً بعد وہ آپ کو نہ دیکھے ۔ امید ہے آپ اس درخواست کو منظور فرمائیں گے ۔"

میں چپ چاپ کمرے سے نکل آیا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد کاشتکار کی بیوی یہ پیغام لے کر آئی کہ مسٹر ڈرامگیکس کو ہوش آگیا اور وہ آپ کو یاد کرتی ہے؟

میں پھر اس کے کمرہ میں گیا۔ وہ اشارہ سے مجھے اپنے پاس بلاتی تھی۔ مگر مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ چند گھنٹوں کے عرصہ نے اس کی حالت میں کتنی عظیم تبدیلی پیدا کر دی ہے۔

میرے کوٹ کی آستین کو اپنی لمبی استخوانی انگلیوں سے پکڑتے ہوئے اس نے گلو گرفتہ آواز سے کہا۔ "اب تم مجھ سے کسی طرح کے سوالات نہ پوچھو۔ اور کل میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو جاؤ.... کیا آمادہ ہو؟"

"مسٹر ڈرامگیکس!" میں نے جواب دیا۔ "اس راز کو حل کرنے کے لئے آپ جہاں مجھ کو لے جائیں میں چلنے کو تیار ہوں۔ خدا ہمارا مددگار ہو!"

لارڈ کلیینیون کا بیان ختم ہوا

چھٹا بیان میری ڈافورجٹ کا

باب - ۱

انتظار

۱

تین دن.... تین لمبے نہ ختم ہونے والے دن گذر گئے۔ اور اب تک لارڈ کلیینیون .... میرے پیارے برنارڈ کی طرف سے کوئی خبر موصول نہیں ہوئی۔ تین دن گذر گئے۔ اور وہ مجھ سے ملنے کے لئے نہیں آیا۔ اس نے میرے نام دو حروف کا پیغام تک نہیں بھیجا۔ آخر اس خاموشی کا کیا مطلب؟ کیا وہ راحت کے چند لمحے جو بالکونی پر گذرے تھے۔ محض

ایک خواب شیریں یا جوشِ تخیل کا نتیجہ تھے؟ نہیں! میں کتنی بے وقوف ہوں کہ یہ سوال اپنے دل سے پوچھتی ہوں۔ کیا ان پُرشوق طویل بوسوں کی تاثیر میرے ہونٹوں کو اب تک محسوس نہیں ہوتی؟ کیا اس کے پُرجوش لفظوں کی گونج میرے کانوں کو اب تک سنائی نہیں دیتی؟

ضرور اسے کوئی واقعہ خاص پیش آیا ہوگا۔ ورنہ غیر ممکن تھا کہ اس لحظہ شیریں کے بعد جو اس رات پیش آیا تھا۔ وہ ایک لفظ تک کہے یا پیغام تک چھوڑے بغیر مجھ سے رخصت ہو جاتا!

گھر میں ہر سو ابتری کے آثار ہیں۔ اکیلی میں ہی پریشان و سراسیمہ نہیں ہوں۔ والد کے چہرہ پر بھی وحشت کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ تعجب اس بات کا ہے کہ میری طرح ان کی پریشانی بھی لارڈ کلینیون کے عدم پتہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ کوئی آواز مجھ سے کہتی ہے کہ وہ خفیہ تکلیف بھی جو در پردہ ان کو ہلکان کئے دیتی ہے، وہ جو اُن کی جان کھائے جاتی ہے۔ اور جس کا وہ مجھ سے ذکر تک کرنا نہیں چاہتے وہ بھی برنارڈ ہی کی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔

والد پھر ایک بار اس کی تلاش میں ہوٹل گئے تھے۔ اور اپنے ساتھ برنارڈ کے ایک بڈھے نوکر کو جو حال میں انگلستان سے آیا تھا لے آئے۔ دونوں میرے سامنے لائبریری میں گئے اور باتیں کرتے رہے۔ میں اپنے کمرہ میں بیٹھی کسی نتیجہ کا انتظار کر رہی تھی۔ لیکن آخر کار جب صبر و شکیب کی باگ ہاتھ سے نکلنے لگی۔ تو میں دریافت حال کی غرض سے ان کے پاس گئی۔ مگر افسوس بڈھے نوکر کو بھی کوئی حالات معلوم نہ تھے۔ محض اتنا بیان کرتا ہے کہ تین دن گذرے برنارڈ بغیر کسی اطلاع کے، بغیر کسی کو یہ کہے کہ وہ کہاں جانے لگا ہے۔ کسی طرف کو چلا گیا....

کل مسٹر کارلیرہ یہاں آیا تھا۔ اس نے مجھے کھڑکی میں بیٹھے دیکھ لیا۔ اور گو میں پریشانی کی وجہ سے کسی سے ملنا نہیں چاہتی تھی۔ تاہم اس سے مجبوراً ملاقات کرنی پڑی۔ ایک عجیب طرح کا عصبی اضطراب مجھے لاحق تھا۔ رُکتے رُکتے میں نے برنارڈ کا ذکر چھیڑا۔ مگر

اس کا جواب وہی تھا۔ یعنی معلوم نہیں وہ کہاں ہے؟

تاہم اس نے کہا: "آپ برنارڈ کی فکر نہ کیجئے۔ اسے کوئی خطرہ پیش نہیں آسکتا۔ وہ اپنی حفاظت کرنا بہتر جانتا ہے۔ اس کے علاوہ اسے کبھی کبھی پُراسرار طریقہ پر غائب ہو جانے کا شوق ہے۔ اور جب وہ اُکتا جاتا ہے تو ضرور کسی طرف کو نکل جایا کرتا ہے۔"

لیکن یہ بات میرے جی کو نہیں لگتی۔ کیا وہ اس جگہ رہ کر اُکتا گیا تھا؟ میرے خیال میں نہیں۔ ایک بار جی میں آئی تھی کہ یہ بات مسٹر کارلین سے کہہ دوں مگر وہ کچھ ایسا گم صُم بیٹھا تھا اور اس کی حالت پہلے سے کچھ ایسی بدلی ہوئی تھی کہ میں کہتے کہتے رہ گئی۔ اس کے علاوہ میں نے سوچا شاید برنارڈ کو یہ ذکر ناپسند ہو۔

۲

سارا حال والد کو معلوم ہو چکا۔ میں ان سے کہنے پر مجبور ہو گئی۔ وہ جب میرے کمرہ میں آئے تو میں بیٹھی رو رہی تھی۔ پھر جب اس کے بعد انہوں نے نرمی سے دریافت کیا تو میرے لئے جواب دئے بغیر کوئی چارہ نہ رہا۔

سارا حال ان سے کہہ دینے کے بعد میرے جی کو بھی اطمینان ہو گیا۔ دیر تک انہوں نے کوئی لفظ منہ سے نہیں کہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا انہوں نے میرا بیان بالکل ہی نہیں سُنا۔ تاہم مجھ کو معلوم تھا کہ وہ قصداً خاموش ہیں۔

"ابا جی!" میں نے آخر کار پوچھا۔ "کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں؟"

"ناراض! میری عزیز بیٹی میں ہرگز تم سے ناراض نہیں ہوں۔" وہ میری کرسی کے بالمقابل کھڑے تھے۔ اور ان کی آواز دبے ہوئے جوش سے کانپ رہی تھی: "اس دنیا کی کوئی چیز ایسی مبارک نہیں ہے۔ جیسا تم دونوں کا رشتہ۔ خدا کرے یہ آرزو بر آئے۔ کیونکہ اسی طرح میرے جی کو چین آ سکتا ہے۔"

میں نے حیرت آمیز نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔ ان کو ایسا رقیق القلب دیکھنا

میرے لئے ایک بالکل ہی نئی بات تھی آخر اس کا کیا مطلب ہوگا؟

"ابا جی!" میں نے رُکتے ہوئے پوچھا "کیا آپ مجھے رخصت کر دینے کو اتنے ہی بیتاب ہیں؟"

"نہیں بیٹا! یہ بات نہیں ہے" انہوں نے سنجیدگی سے جواب دیا "دراصل مجھے لارڈ کلینیون کا ایک بھاری قرضہ دینا ہے۔ جو شاید میں اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکوں۔ اس کا تاوان تمہاری معرفت ہی دیا جانا ممکن ہے۔ بہر حال میرا کہا یاد رکھنا۔ یعنی عمر بھر اس کے لئے نیک بیوی ثابت ہونا۔ میری روح ہمیشہ تم کو برکت دیتی رہے گی"

"مگر اس قرضہ کا حال ان کو معلوم ہے؟" میں نے رُکتے ہوئے پوچھا۔

"فی الحال نہیں لیکن میرا خیال ہے کہ جلدی یا دیر میں ضرور معلوم ہو جائے گا میری موت کا زمانہ اب قریب ہے۔ اور مجھ کو یقین ہے کہ میرے مرجانے کے بعد یہ راز اس سے پوشیدہ نہ رہے گا"

بس اتنا کہا اور چل دئے۔

باب - ۲
تاش کا کھیل

۱

اس کے ایک گھنٹہ بعد انہوں نے مجھے اپنے لائبریری کے کمرہ میں طلب کیا۔ میں دوڑی دوڑی گئی۔ خیال تھا برنارڈ کی کوئی تازہ خبر سنوں گی۔ مگر انہوں نے اس کا ذکر تک نہیں چھیڑا۔ نہ حال کی عجیب گفتگو کا ذکر ہی تازہ کیا۔ ایک اور ہی واقعہ کے متعلق لہجہ پُرسکون میں گفتگو شروع کر دی۔

"میری اِحم کو یاد ہے؟" انہوں نے کہنا شروع کیا۔ "اس رات جب ایم ڈابرن اور مسٹر کارلین پہلی بار ہمارے مکان پر آئے تھے تو میں نے تم سے کیا کہا تھا؟"

"غالباً ایم ڈابرن کے تاش کھیلنے اور مسٹر کارلین کے لئے صحبتِ بد ثابت ہونے کے بارہ میں کوئی ذکر تھا"

"میرا کہا بالکل صحیح ثابت ہوا ہے۔ ڈابرن نے کارلین سے بارہا تاش پر جوا کھیلا۔ اور چونکہ کارلین پہلی دو راتوں کے بعد ہر بار ہارتا رہا ہے اس لئے جتنا روپیہ ڈابرن نے اس سے جیتا۔ اس کی تحریریں کارلین نے اس کو دے دیں۔ اب کچھ مدت سے ڈابرن اپنے روپیہ کا تقاضا کرنے لگا ہے۔ اور چونکہ کارلین پہلے ہی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتا رہا ہے۔ اس لئے اب وہ اس کے مطالبات سے سخت پریشان ہے۔ میں نے آج صبح کاسینو میں اس کا ذکر سنا تھا اور اس کے فوراً بعد کارلین سے ملا۔"

"لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسٹر کارلین کا استاد مسٹر براؤن کیوں ابتک غافل تھا؟" میں نے والد سے دریافت کیا۔ "کیا اس کا فرض نہ تھا کہ اپنے شاگرد کی نگرانی کرتا؟"

"افسوس یہ اس معاملہ کا سب سے بدتر پہلو ہے! اس عیار شیطان ڈابرن نے اس کو بھی کھیل پر آمادہ کر لیا۔ چنانچہ وہ خود قرضہ میں الجھا ہوا ہے۔ بحالتِ موجودہ کارلین اور وہ دونوں تباہی کی آخری منزل پر پہنچ چکے ہیں!"

اب مجھ کو یاد آیا کہ آرتھر کارلین کی زرد رنگت اور پریشان صورت کی اصلی وجہ کیا تھی۔ اور مجھے اس خیال سے رنج ہوا کہ کیوں اپنے غم کی الجھن میں میں اس سے ہمدردی نہ کر سکی۔

"مگر اب کیا کرنا چاہیے؟" آخر کار میں نے پوچھا۔ "اس شخص ڈابرن کو ضرور اس کی عیاری کی سزا دی جانی چاہیئے۔"

"صرف ایک امید باقی ہے۔" والد نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔ "مجھکو یاد ہے ایسا ہی ایک واقعہ کئی سال گذرے اس جگہ پیش آیا تھا۔ اور میں اس موقعہ پر بھی موجود تھا۔ اس سے میرے دل میں خیال آتا ہے کہ شاید یہاں بھی وہی نوبت درپیش ہو!"

"کیا آپ کی رائے میں ایم ڈابرن نے کھیل میں کوئی چالاکی کی ہے؟"

"میرے خیال میں ضرور کی ہے" والد نے مشکوک لہجہ میں کہا "تاہم میں اس راز کو عنقریب حل کرنے کی امید رکھتا ہوں"

"کس طرح؟"

"وہ دونوں آج رات پھر ہمارے مکان پر آئیں گے۔ میں نے ڈابرن کو دعوت دیتے وقت اشارتاً اس سے کہا تھا کہ اگر آپ تاش لیتے آئیں تو دو گھڑی تفریح ہوتی رہے گی۔ وہ آمادہ ہوگیا تھا اور میرے خیال میں ضرور لیتا آئے گا۔ میں اس کے کھیل کی بغور نگرانی کروں گا۔ اور اگر ذرا بھی شبہہ میرے دل میں پیدا ہوگیا تو پھر جو کچھ پیش آئے گا تم دیکھو گی"

۲

ایم ڈابرن، مسٹر کارلین اور مسٹر براؤن اکھٹے ہی آپہنچے۔ میں بیماری کا بہانہ کرکے آگئی۔ مجھے ان کی گفتگو سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

کھانا ختم ہوچکا۔ اب ان کی آوازیں لائبریری سے آتی سنائی دیتی ہیں کس زور سے وہ لوگ باتیں کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ والد بھی، جن کی آوازتیں مدھم ہوا کرتی تھی۔ مگر اب خاموشی چھاگئی، میرے خیال میں کھیل شروع ہوچکا۔

میں اپنے کمرہ میں سونے کے لئے جاتی ہوں۔ گو امید نہیں کہ سو سکوں۔ کیونکہ میرا دماغ جلتا اور کنپٹیوں کے پاس درد محسوس ہوتا ہے۔ سوچتی ہوں کیا وہ آج بھی نہ آئے گا؟... الوداع پیارے برنارڈ! میں اگر تیرے سامنے تیرا نام نہیں لے سکتی، تو کم از کم لکھ ضرور سکتی ہوں۔ الوداع برنارڈ الوداع! میری جان! خدا کی خاص برکتیں ہمیشہ تم پر نازل رہیں!"

میری ڈافورحبٹ کا بیان ختم ہوا

ساتواں بیان۔ فلپ نیلسن کا

بابؑ ۔ ۱

اسرار

۱

ایک راز کے سلسلہ میں دوسرا اسرار پیدا ہوتا ہے۔ اور میں ایک عجیب طرح کی بھول بھلیاں میں پھنسا ہوا کسی کامیاب سراغ کو پانے کی بے فائدہ کوشش کر رہا ہوں۔ سب دروازے بند ہیں۔ ہر راہ میں نئی الجھن پیدا ہوتی ہے!

وہ عورت کون تھی۔ جس نے ایم روگے کی دوکان سے تیسرا کنگن خریدا؟ ... اور کیوں؟ نیز کس طرح اس کو معلوم ہوا کہ پہلے دو کنگن اسی دوکان پر تیار ہوئے تھے۔ اب میرے سامنے عمل کی ایک ہی راہ باقی ہے۔ یعنی میڈموازل سیسل کی موت کی تصدیق کرنے کی۔ وہ سند اگر جعلی ہے، تو پھر یہ معلوم کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ کہ اس نے اسے کیونکر حاصل کیا تھا؟

میں پیرس سے چل کر اپنے نوجوان آقا کی تلاش میں سیدھا یہاں آگیا۔ کیونکہ وہ سند اُن کے پاس تھی۔ مگر کتنی عظیم تبدیلی میری صورت میں پیدا ہو چکی ہوگی کہ انہوں نے مجھ کو بڑی دیر تک نہ پہچانا۔ بارہا میں خود اپنی صورت کو دیکھ کر حیران ہوتا ہوں، یہ جھرّی دار اُترا ہوا چہرہ۔ یہ برف کے ایسے دودھیا سپید بال اور یہ جھکی ہوئی کمر ـــ میری کون سی چیز سابقہ حالت سے ملتی ہے؟'

لیکن یہاں آ کر جب آقا کی بدلی ہوئی صورت دیکھی اور اس کے بعد سیسل کی موت کی سند کے سمندر میں بہہ جانے کا حال معلوم ہوا تو صدمۂ یاس سے میرے دماغ میں چکر آگیا۔

میرے حواس عارضی طور پر بالکل جواب دے گئے۔ اور جب اس کے بعد ہوش آیا تو معلوم ہوا کہ وہ... میرے آقا کسی طرف کو رخصت ہو گئے۔ دو سطر کا ایک رقعہ میرے نام لکھا ہوا رکھا تھا اور اس میں تحریر تھا کہ میں تین دن کے بعد واپس آؤں گا۔

۲

ایک نہایت عجیب واقعہ پیش آیا ہے۔ نوکر نے آ کر اطلاع دی تھی کہ ایک صاحب لارڈ کلینیون سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے انہیں بھیج دینے کو کہا۔ وہ جب اندر آئے، تو میں بے تابانہ کمرہ میں ٹہلتا پھر رہا تھا۔ مگر میں اپنی اس وقت کی حیرت کا حال کیا لکھوں۔ جب آنکھ اٹھا کر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ایم ڈانورجٹ ہیں!

"نیلسن!" انہوں نے حیرت کی تھرائی ہوئی آواز سے کہا: "تم اس جگہ؟.... لارڈ کلینیون کے پاس!"

"ہاں موسیو!" میں نے جواب دیا۔

"میں ...ار... میرا خیال یہ تھا...؟"

"آپ کا خیال یہ تھا کہ میں روپوش ہوں؟" میں نے قطع کلام کر کے پوچھا۔

"تو کیا کوئی دوسرا آدمی پکڑا گیا؟ سنا تھا پولیس تمہارے نام کا وارنٹ لئے پھرتی تھی۔"

"اور وہ اب بھی لئے پھرتی ہے۔ مگر میں اپنی بے گناہی کا پورا یقین اپنے آقا کو دلا چکا ہوں۔ اس لئے اب مجھے گرفتاری کا اندیشہ نہیں ہے۔ غالباً آپ میرے برخلاف مخبری نہ کریں گے؟"

"کیا میں؟ بالکل نہیں! میرا اس معاملہ سے کیا تعلق؟"

میں نے ان کے چہرہ کی طرف دیکھا، وہ قبل از وقت بڈھے ہو گئے۔ اور شاید اب بھی بیمار ہیں۔ ان کے مزاج کی عصبیت حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ اس خلاف توقع

ملاقات نے ان کو سخت پریشان کر دیا ہے!

قریباً ایک گھنٹہ بیٹھے بے مدعا باتیں کرتے رہے۔ نگاہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کی طرف جاتی تھی۔ گویا انہیں آقا کی واپسی کا ہر لحظہ انتظار تھا۔ آخرکار رخصت ہونے کے لئے اُٹھے تو میری تنہائی اور بیماری پر اظہار رحم کرتے ہوئے فرمایا۔ "کیوں نہیں میرے ساتھ چلتے۔ دو گھڑی دل بہلا رہے گا۔" پہلے میں انکار کرنا چاہتا تھا۔ لیکن پھر سوچ کر رہ گیا۔ حیران ہوں ایم ڈا فورجٹ کو مجھ سے مل کر اتنا اضطراب کیوں ہے اور کیوں وہ آقا سے ملنے کو اتنے بے تاب ہو رہے ہیں؟ واقعات حال نے کچھ شبہات میرے دل میں پیدا کئے ہیں۔ اور ایسا ہونا قدرتی ہے۔ کیونکہ جو بات میری سمجھ میں نہیں آتی، میں اسی پر شک کرنے لگتا ہوں۔

تھوڑے تامل کے بعد میں نے ان کے ساتھ جانا منظور کر لیا۔

۳

میں جب ایم ڈا فورجٹ کی کوٹھی پر پہنچا، تو ایک نیا اچنبھا دیکھا۔ وہی پُرانا مکان تھا جس میں ایم ڈاگولی اپنی بیٹیوں کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ جن کا حال افسوس مجھ کو اچھی طرح معلوم ہے۔

بعدازاں باغ میں ایم ڈا فورجٹ کی دختر سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور میں اس کو دیکھ کر بھی حیران و ششدر رہ گیا۔ میڈموازل سیسل سے اس کی صورت اس قدر مشابہ ہے کہ پہلے مجھے شک ہوا شاید یہ کوئی خواب ہے! لیکن معلوم ہوا خواب نہ تھا۔ پھر جب وہ مسکرائی تو میں نے دیکھا کہ وہ میڈموازل سیسل سے بھی زیادہ خوبصورت تھی۔ اس کا حسن سرزمین انگلستان کی عورتوں سے ملتا تھا۔ آن واحد میں سارا واقعہ میرے ذہن میں تازہ ہو گیا۔ یاد آیا کہ ایم ڈا فورجٹ کی شادی میڈموازل میری سے ہونی قرار پائی تھی۔ میں نے ان سے ان کی بیوی کا حال پوچھا جس کا جواب انہوں نے عجیب طرح کے لفظوں میں کڑوا ہو کر

دیا کہ وہ مرچکی! میرا خیال ہے ان کی شادی کامیاب ثابت نہ ہوئی تھی۔ ایک دو مرتبہ اس گذرے ہوئے زمانہ میں بھی یہ خیال میرے دل میں پیدا ہوا تھا کہ سیسیل کی بہن میری ایم ڈافورجٹ کی نسبت میرے آقا لارڈ اسسٹن آنجہانی کو زیادہ چاہتی ہے۔ شاید یہی باعث ان کی شادی کے ناکام ثابت ہونے کا ہو۔ ایم ڈافورجٹ کی صورت کہے دیتی ہے کہ انہوں نے اپنی عمر میں دُکھ اور تکلیف کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔

حیران ہوں کیوں وہ لارڈ کلینیون کی ذات سے اتنی دلچسپی لے رہے ہیں۔ کئی طرح کے عجیب سوالات انہوں نے مجھ سے ان کے بارہ میں پوچھے۔ اور اس نہ بھولنے والی رات کا ذکر بھی چھیڑا۔ مگر میں نے انہیں ٹال دیا۔

رات کے وقت کچھ اور آدمی کھانے میں شریک ہونے کے لئے آئے۔ اور ایم ڈافورجٹ اُن سے ملنے عارضی طور پر مجھے چھوڑ کے چلے گئے۔ میں ان کی عدم حاضری سے فائدہ اُٹھا کر ہوٹل سے یہ معلوم کرنے گیا کہ کیا آقا واپس آگئے؟ لیکن افسوس وہ نہیں آئے۔ اور نہ کوئی اطلاع ان کے بارہ میں موصول ہوئی ہے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ ایم ڈافورجٹ چونکہ اپنے مہمانوں میں مشغول ہیں، اس لئے میں ہوٹل ہی میں ٹھہرونگا اور ان کے پاس واپس نہ آؤں گا۔ مگر ہوٹل پہنچ کر معلوم ہوا کہ اس جگہ رہتے ہوئے جی کو چین آنا دشوار ہے۔ میں بے تاب و بے قرار تھا۔ کوئی نامعلوم قوت میرے خیالات کو ایم ڈافورجٹ اور ان کی کوٹھی کی طرف کھینچتی تھی۔ کوئی غیبی طاقت مجھے واپس جانے پر اُکساتی تھی۔ میں مجبور ہوگیا۔ آدھی رات کا عمل تھا، کہ چپ چاپ ہوٹل سے نکلا۔ اور خرزہرہ کی جھاڑیوں سے ہوتا ہوا ایم ڈافورجٹ کی کوٹھی کی طرف ہولیا۔

باب ۔ ۲

پچھلی رات کا ناٹک

۱

ایم ڈافورجٹ کی کوٹھی میں پھاٹک کے پاس ایک چھوٹی سی کھڑکی کھلی تھی۔ میں اس کی راہ سے بے آواز اندر جا پہنچا۔ گھر میں چار سو تاریکی تھی۔ صرف نچلی منزل کے ایک کمرہ سے جسے ایم ڈافورجٹ نے اپنی لائبریری بیان کیا تھا۔ روشنی کی تیز مثلث خارج ہوتی تھی۔ صرف اس کی کھڑکیاں کھلی تھیں۔

میں دبے پاؤں لان سے گذرا۔ اور ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ گیا۔ جہاں سے کمرہ کا اندرونی حال بخوبی دیکھا جاسکتا تھا۔ چار آدمی ایک میز کے گرد بیٹھے تھے ایم ڈافورجٹ مسٹر کارلین، اس کا استاد مسٹر براؤن اور ایم ڈابرن۔ لیکن میرے اس جگہ پہنچنے کے فوراً بعد وہ دفعتاً اُٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ اس تاش کے پتے جس سے وہ کھیل رہے تھے۔ بکھرے ہوئے میز پر پڑے تھے۔ میں نے ان کے چہروں کی بدلی ہوئی حالت سے اندازہ کیا کہ کوئی خاص واقعہ پیش آیا ہے۔ ایک طرف مسٹر کارلین جیبوں میں ہاتھ ڈالے بُرا سا منہ بنائے بیٹھا تھا۔ اس سے تھوڑی دور اس کا استاد مسٹر براؤن حیران و ششدر نظر آتا تھا۔ ایم ڈافورجٹ کے اپنے چہرہ پر کچھ اس طرح کے آثار تھے جن کا مطلب فوراً میری سمجھ میں نہ آسکا۔ صرف چوتھا آدمی ایم ڈابرن اطمینان سے سگریٹ پیتا مسرور و لاپرواہ دکھائی دیتا تھا۔ دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد ایم ڈافورجٹ پھر سکوت توڑنے کے لئے جلتا ہوا سگریٹ جو ہاتھ میں تھا۔ ایک طرف پھینک کر میز کی طرف بڑھا۔

جس جگہ میں کھڑا تھا وہاں سے ان کی باتیں صاف سنائی دیتی تھیں ایم ڈافورجٹ

نے میز کے پاس جاکر پوچھا "کوئی صاحب تاش کے پریچ کھیلوں سے واقف ہیں؟"

"خدا کی لعنت تاش کے کھیلوں پر نازل ہو!" مسٹر کارلین نے غصہ میں بھر کر کہا۔

مگر اس کے فوراً بعد ایم ڈافورجٹ کی طرف مڑتے ہوئے شرمسار ہو کر کہنے لگا۔

"میں آپ سے معافی چاہتا ہوں کہ حالتِ جوش میں نازیبا الفاظ منہ سے نکل گئے۔ لیکن چونکہ یہ منحوس ذکر چھڑ گیا تھا۔ اس لئے میں نہ رہ سکا!"

ایم ڈافورجٹ نے مسٹر کارلین کی طرف دیکھ کر ہمدردی کا اشارہ کیا۔ اس کے بعد اپنی کرسی میز کے پاس کھینچتے ہوئے اس پر بیٹھ گیا۔ پھر میز پر جھک کر بکھرے ہوئے تاش کے پتے جمع کئے۔ ایم ڈابرن کے چہرہ پر اب حیرت و اضطراب کے آثار دکھائی دیتے تھے۔

"صاحبو!" ایم ڈافورجٹ نے دفعتاً ایک عجیب طرح کی بدلی ہوئی آواز میں جسے سُن کر سب آدمیوں کے کان کھڑے ہو گئے۔ کہنا شروع کیا۔ "جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں آپ لوگ اس کو ہمہ تن گوش ہو کر سنیں۔"

سب کے چہرے اس کی طرف پھر گئے۔ تاہم میں نے دیکھا ایم ڈابرن کے چہرہ کی رنگت قدرے پیلی پڑ گئی۔ وہ میز کے دوسری جانب ایم ڈافورجٹ کے بالمقابل بیٹھا تھا اور اس کی لمبی سپید انگلیاں، جن میں اس نے جلتا ہوا سگریٹ پکڑا ہوا تھا، مریضِ رعشہ کی طرح کانپتی تھیں۔

"آج رات" ایم ڈافورجٹ نے کہنا شروع کیا۔ "ایم ڈابرن کے سوا ہم سب کی ہار ہوئی ہے۔ کیا یہ غلط ہے؟"

مسٹر براؤن نے زور سے سر ہلایا۔ مسٹر کارلین نے وہی اثباتی حرکت آہستگی سے کی۔

مگر ایم ڈابرن نے بیتابی سے اپنے شانوں کو حرکت دینا کافی سمجھا۔

"اپنی اپنی قسمت ہے" پھر اس نے لاپروائی سے کہا "کسی کی جیت آج کسی کی کل!"

"میرا یہ خیال نہیں" ایم ڈافورجٹ نے کہا۔

ایم ڈابرن نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"موسیو میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا" اس نے اندازِ نخوت سے کہا۔

"نہیں؟" ایم ڈافورجٹ نے شانوں کو حرکت دے کر کہا "تو سنئے میں سب حال آپ پر واضح کرتا ہوں۔ ایم ڈابرن! اگر کوئی شخص ساری عمر بھی آپ سے تاش کھیلتا ہے تو امید نہیں کبھی اس کی جیت ہو۔"

ایم ڈابرن نے مشکل سے ظاہری سکون قائم رکھا تو بھی اس کے چہرہ کی رنگت پیلی پڑ گئی۔ اس اثنا میں مسٹر براؤن اور مسٹر کارلین کسی قدر آگے بڑھ کر میز کے پاس پہنچ چکے تھے۔ اور اس گفتگو کو اندازِ حیرت سے سُن رہے تھے۔

"موسیو!" آخر کار ایم ڈابرن نے صاف اور بے لغزش آواز میں کہا۔ "شاید آپ مجھے کند ذہن تصور کریں۔ تاہم جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کا مطلب اب تک میری سمجھ میں بالکل نہیں آیا۔"

"تو اس صورت میں میں کچھ اور وضاحت کرتا ہوں" ایم ڈافورجٹ نے کہا۔ "غالباً آپ کے پاس مسٹر کارلین کے اڑتالیس ہزار فرانک اور مسٹر براؤن کے چھ ہزار فرانک کے پرونوٹ موجود ہیں۔ اور یہ روپیہ وہ ہے جو آپ نے کھیل میں ان سے جیتا ہے۔"

"مجھے صحیح مقدار یاد نہیں۔ لیکن اگر ایسا ہو تو یہ ایک نہایت معمولی بات ہے۔ بہرحال میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے آپ کا کیا تعلق ہے؟"

مگر ایم ڈافورجٹ نے اس اعتراض کو اَن سنا کر کے سلسلہ تقریر جاری رکھا۔ "اس کے علاوہ" اس نے کہا۔ "قریباً چار ہزار فرانک کی میری بھی ایک تحریر آپ کے پاس ہے۔ اب میری درخواست یہ ہے کہ آپ ان ساری دستاویزوں کو ردّی سمجھ کر پھاڑ دیں۔"

حیرت کی تیز لہر حاضرین میں پھر گئی۔ اور ایم ڈابرن جس کا چہرہ مارے غصہ کے زرد

تھا۔ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ایم ڈافورجٹ!" اس نے غصہ سے تھرائی ہوئی آواز میں کہا: "اگر یہ سب کچھ آپ بطور مذاق کہہ رہے ہیں تو معاف کیجئے میں اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر آپ کا مطلب کچھ اور ہے۔ تو مہربانی سے اس کو واضح کیجئے!"

"میرے خیال میں جو کچھ میں کہہ چکا ہوں وہ بجائے خود بالکل صاف ہے۔" ایم ڈافورجٹ نے جواب دیا: "میرے لفظوں کا مطلب نہ صرف آپ بلکہ باقی اصحاب بھی بہ آسانی سمجھ سکتے ہیں۔ دراصل یہ تاش جسے آپ ازراہِ کرم ساتھ لیتے آئے تھے نشان زدہ ہے۔ یعنی اس کے ہر پتے کی پشت پر ایسے نشانات موجود ہیں جن سے پتے کی نوعیت جانی جاسکتی ہے۔ اور اب اس قدر بیان کرنے کے بعد" اس نے جوش میں بھر کر کہا: "یہ کہہ دینا ہی کافی ہے کہ تم ٹھگ اور دھوکے باز ہو۔ اور وہی سلوک تم سے ہونا چاہیے۔ جو ایسے شخصوں سے کیا جاتا ہے۔"

۲

غصہ کی تیز لہر ایم ڈابرن کے چہرہ پر پھرتی نظر آئی۔ اور وہ ظاہری سکون جو اس نے اب تک قائم رکھا تھا، زائل ہو گیا!

"یہ جھوٹ ہے!" اس نے دبی ہوئی گلوگرفتہ آواز سے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے آپ لوگوں نے مل کر میرے برخلاف سازش کی ہے تاکہ اس ذریعہ سے روپیہ کی ادائیگی پر مجبور نہ ہونا پڑے لائیے یہ تاش میرے حوالے کیجئے۔"

اس نے تاش لینے کو ہاتھ بڑھایا تھا۔ مگر ایم ڈافورجٹ نے صورتِ انکار سر ہلا دیا۔ اور اپنا ہاتھ پشت پر لے جاکر تاش مسٹر براؤن کو دے دیا۔

"مسٹر براؤن!" اس نے کہا۔ "مہربانی سے آپ اس تاش کے ہر ایک پتے کو غور کے ساتھ دیکھیں، کیا ان کی پشت پر داہنی طرف کے اوپر والے کونے میں کسی طرح کے نشانات موجود ہیں؟"

مسٹر براؤن اور مسٹر کارلین دونوں آگے جھک کر دیکھنے لگے ۔

" ہر ایک پتے پر صاف نشان موجود ہیں " اوّل الذکر نے جس کی آواز جوش سے تھرّائی ہوئی تھی کہا ۔" یعنی جو کچھ پتے کے دوسری جانب ہے ' اسی کا چھوٹا سا نشان اس کی پشت پر بنا دیا گیا ہے ۔"

" لیکن بالفرض ایسا ہو " ایم ڈابرن نے لہجہ وقار قائم رکھنے کی بے سود کوشش کرتے ہوئے کہا ۔" تو بھی کوئی شخص کیونکر دعوے سے یہ بات کہہ سکتا ہے کہ یہ وہی تاش ہے جسے میں اپنے ساتھ لایا تھا ۔ ممکن ہے تم لوگوں میں سے کسی نے پتوں کو تبدیل کر دیا ہو ! "

ایم ڈافورجیٹ حالتِ پُرسکون میں اپنی کرسی سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور دروازہ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا ۔

" ایم ڈابرن ! اوّل تو یہ بات ایک عالم میں مشہور ہے کہ تم نشان دار پتوں سے کھیلتے ہو لیکن اگر ایسا نہ بھی ہو تو ہر بار تمہارا جیتنا اس بات کا بیّن ثبوت ہے ۔ بس میں حکم دیتا ہوں کہ اسی وقت میرے مکان سے رخصت ہو جاؤ ۔ اور اگر آئندہ کبھی تم نے اس کے آس پاس آنے کی کوشش کی تو یاد رکھو تمہارے کرتوت کا سینوں میں سب پر ظاہر کر دئے جائیں گے ۔ بس جاؤ ! "

اب ایم ڈابرن کو بھی غصّہ آ گیا کہنے لگا ۔" یہ جو تم نے کہا سراسر جھوٹ اور بہتان ہے ۔ میں ایک خاندانی اور شریف آدمی ہوں ۔ اور جو الزام تم نے مجھ پر لگایا ہے ۔ صریحاً باعثِ توہین ہے ۔ بس تمہیں ضرور اس کے لئے جوابدہی کرنی پڑے گی ۔"

" اس کی بہترین جواب دہی یہ ہے کہ میرے نوکر تمہیں ٹھوکر مار کر گھر سے نکال دیں ۔ اور اسی کے تم مستحق بھی ہو ۔"

ایم ڈابرن کا رہا سہا ضبط ہاتھ سے جاتا رہا ۔ میز پر ذرا سا آگے جھک کر اس نے ایم ڈافورجیٹ کی بے خبری میں زور کا تھپّڑ اس کے منہ پر مارا ۔ چونکہ وہ اس حملہ کے لئے

بالکل ناتیار تھے۔ اس لئے اس کے سر میں چکر آ گیا۔ اور قریب تھا کہ فرش زمین پر گر جاتا۔ اگر اس کے دوست اس کو ہاتھوں ہاتھ سنبھالنے کے لئے موجود نہ ہوتے۔ لیکن ایم ڈابرن کی یہ کامیابی عارضی تھی، وہ پیچھے ہٹ کر سیدھا بیٹھا ہی تھا کہ مسٹر کارلین جو جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا تھا حالت جوش میں آگے بڑھا۔ اور اس زور کا مُکہ ایم ڈابرن کے منہ پر لگایا کہ وہ زمین پر گر پڑا۔

اس کے ایک لمحہ بعد وہ آہستگی سے اُٹھا تو اس کے مُنہ سے خون بہتا تھا!

"مسٹر کارلین!" اس نے غضب ناک ہو کر کہا "کم از کم تم کو اس حملہ کی ضرور جوابدہی کرنی پڑے گی"

"میں ہر وقت اس کے لئے تیار ہوں" مسٹر کارلین نے لاپروائی سے کہا "تم نہ صرف درجہ اوّل کے بدمعاش ہو بلکہ اس کے ساتھ بُزدل بھی ہو۔ بہرحال میں تم سے ڈویل لڑنے کے لئے تیار ہوں"

۳

اس وقت ایم ڈافورجٹ نے دفعتاً کہا "ایم ڈابرن! میں نے اپنا پہلا خیال بدل لیا۔ اب میں تمہارے مقابلہ کو تیار ہوں۔ اور چونکہ تمہارا چیلنج سب سے پہلے میرے لئے تھا، اس لئے ڈویل لڑنے میں میرا حق افضل ہے"

"منظور ہے" ایم ڈابرن نے کہا "اور یہ قصہ جس قدر جلدی طے ہو جائے بہتر ہے"

ایم ڈافورجٹ نے آہستہ سے کھڑکی کے پاس آ کر باہر کی طرف دیکھا۔

"میں تیار ہوں" پھر اس نے کہا "بیشک یہ کام جس قدر جلد ہو جائے بہتر ہے۔ بلکہ ابھی ہو جائے تو سب سے بہتر ہے۔ اس میں شک نہیں ابھی رات ہے۔ تاہم اندھیرے کا نقص ایک آدمی کے لئے نہیں فریقین کے لئے ہے۔ مقابلہ کے لئے ایک علیحدہ جگہ موجود ہے اور میں ہتھیار بھی پیش کر سکتا ہوں۔ مسٹر براؤن! مجھ کو امید ہے کہ آپ حالات پیش آمدہ میں

ایم ڈابرن کے نائب بننا منظور کریں گے "

" یہ بھی مجھ کو منظور ہے " ایم ڈابرن نے پُر شوق لہجہ میں کہا " مسٹر براؤن! کیا آپ میری نیابت کریں گے ؟ "

" اس موقعہ پر مسٹر براؤن اس طرح کے انداز و وقار سے جس کی اس جیسے شخص سے بہت کم توقع ہوسکتی تھی، اُٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ میں نے حیرت آمیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ اس وقت اس کی صورت پہچانی نہ جاتی تھی۔

" میں کسی معاملہ میں " اس نے سرد لہجہ میں کہا " ایم ڈابرن کا ساتھ دینا نہیں چاہتا اور چونکہ ڈویل لڑنا میرے اصول کے برخلاف ہے۔ اس لئے اس میں حصہ لینا میں بہر حال منظور نہیں کرسکتا۔ لیکن بالفرض میں جنگجو آدمی بھی ہوتا تو ایک ایسے ڈویل سے ہرگز سروکار نہ رکھتا۔ جس میں ایک طرف ایک مرد سن رسیدہ اور شریف ہے۔ اور دوسری جانب ایک نوجوان دھوکے باز! "

ایک لحظہ سکوت رہا۔ لیفا ہر ایم ڈابرن مسٹر براؤن پر بھی وار کرنے کی فکر کر رہا تھا۔ تاہم اس نے بڑی مشکل سے ضبط کیا۔ اور غصہ سے کانپتا ہوا ایک طرف کو ہٹ گیا۔

" خیر مضائقہ نہیں " اس نے لاپروائی سے کہا " یہیں سینٹ میرین میں میرا ایک دوست ہے، جسے میں بہ آسانی بلوا سکتا ہوں۔ کیا کوئی آدمی میرا رقعہ اس کے پاس لے جاسکتا ہے ؟ "

ایم ڈافورجٹ نے صورت تسلیم سر ہلایا۔ ڈابرن نے رقعہ لکھا۔ اور اسے فوراً بھجوا دیا گیا۔

نوکر کے چلے جانے کے بعد ایم ڈابرن نے کہا " نائب کی عدم موجودگی میں میں براہِ راست دریافت کرتا ہوں کہ مقابلہ کے لئے کن ہتھیاروں سے کام لیا جائے گا ؟ "

" مجھے اس کی پرواہ نہیں، خواہ کوئی ہتھیار ہوں " ایم ڈافورجٹ نے جواب دیا۔

"ذاتی طور پر مجھ کو تلواریں پسند ہیں"

مجھے ایم ڈابرن کی آنکھوں میں ایک عجیب طرح کی شیطانی چمک پیدا ہوتی دکھائی دی۔ اس کے بعد وہ لوگ لان سے گذر کر اس مقام کے قریب پہنچے۔ جہاں میں چھپا ہوا کھڑا تھا۔ میں نے اس خیال سے کہ کسی کو میری موجودگی کا حال معلوم نہ ہو جائے، بڑی آہستگی سے سانس لینا شروع کیا۔

"ایک گھنٹہ کے عرصہ میں صبح کی روشنی ہو جائے گی" ایم ڈافورجٹ نے مشرق کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "اس لئے شاید یہ انتظار مفید ثابت ہو۔ صاحبو! آپ کی اجازت سے میں تھوڑا قہوہ منگاتا ہوں۔ اور اس کے علاوہ چند منٹ کی مہلت بھی چاہتا ہوں۔ کیونکہ مجھے ایک ضروری خط لکھنا ہے"

ہر شخص نے اس بارہ میں رضامندی ظاہر کی۔ اور چاروں آدمی پھر ایک بار لائبریری کے کمرہ میں چلے گئے۔

باب ۳

عورت یا اس کی رُوح

۱

دنیا کی تاریخ میں بارہا ایسا ہوا ہے کہ روئے زمین کے سب سے زیادہ خوشنما مقامات نبرد آزمائی اور خونریزی کے لئے چُنے گئے ہیں۔ تو بھی میرا خیال ہے کہ ایک ایسا پُر فضا مقام، جیسا ایم ڈافورجٹ اور ایم ڈابرن کے مقابلہ کے لئے منتخب ہوا بہت کم بے گناہ انسانوں کے خون سے آلودہ ہوا ہوگا۔ ایک چھوٹی سی پہاڑی کے دامن میں، چیڑ کے اونچے درخت کے پاس، ساحل بحر سے متصل ایک کشادہ سبزہ زار جس میں پہنچنے کا تنگ رستہ جھاڑیوں کے بیچ سے ہو کر گذرتا تھا۔ یہ وہ رزمگاہ تھی جس میں زندگی اور

موت کا آخری فیصلہ ہونا تھا!

اس میدان کے سرے پر ایم ڈا فورجٹ برہنہ تلوار ہاتھ میں لئے کھڑا تھا۔ اس نے فقط قمیص اور پتلون پہنی ہوئی تھی۔ اور سرد ہوا کے جھونکے اس کے سپید بالوں کو لہراتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ اس کی حالت اس آدمی سے مختلف جو زندگی اور موت کے امتحان سے گذرنے کو تیار ہو۔ اس فاتح کماندار کی حالت سے ملتی تھی، جو زندگی کا معرکۂ عظیم سر کرکے مطمئن اور مسرور ہو۔ جو کسی کڑی آزمائش سے گذرنے کے باوجود از سر نو مقابلہ کرنے کو تیار ہو۔

میں نے بے خبری میں ذرا سی حرکت کی۔ تو اس کی آواز اس نے سن لی۔ جلدی سے پیچھے مڑ کر کہنے لگا۔

"نیلسن! تم ہو؟ کیا تمہارے آقا واپس آ گئے ہیں؟"

میں نے صورتِ انکار سر ہلایا: "جی نہیں۔ میں ابھی ہوٹل کا پھیرا کر کے آیا ہوں۔ اس وقت تک کوئی اطلاع ان کی طرف سے موصول نہیں ہوئی ہے۔"

"آہ!" بے اختیاری میں اس کے منہ سے نکلا۔ اور یاس کی تاریکی چہرہ پر چھا گئی۔ محض اس کے خیالات کی رو بدلنے کے خیال سے میں نے ایک ذکر چھیڑا۔

"سورج طلوع ہونے لگا ہے" میں نے کہا: "افقِ مشرق پر قدرت کی زرکاری دیکھئے؟"

"بے شک نظارہ دلفریب ہے" ایم ڈا فورجٹ نے تسلیم کیا: "مگر میں اب ان کیفیتوں کو دوسری دنیا سے ہی دیکھوں گا۔"

"کیا آپ ڈوئیل لڑنا چاہتے ہیں؟"

"ایک ایسا ڈوئیل نیلسن! موت ہی جس کا خاتمہ کر سکتی ہے" اس نے مسکراتے ہوئے کہا: "لیکن ہاں... تم میرا کوٹ اُٹھا لاؤ۔ اس کی جیب میں ایک چٹھی رکھی ہوئی ہو گی۔"

میں نے جیب سے ایک بند لفافہ نکالا۔ جس پر میرے آقا لارڈ کلینیون کا نام اور پتہ درج تھا۔

"نیلسن! میری موت کے بعد جو عنقریب واقع ہوگی، یہ لفافہ تم اپنے آقا کو تلاش کر کے ضرور ان کے حوالے کر دینا۔ کیا تم ایسا کرنے کا وعدہ کرتے ہو؟"

"ہاں میں وعدہ کرتا ہوں" میں نے دبی آواز سے کہا: "لیکن۔۔۔۔"

"نہ بس۔ میں اعتراضات سننا نہیں چاہتا" اس نے قطع کلام کر کے کہا: "تم شاید یہ کہنا چاہتے ہو کہ مجھے پیش از وقت ہمت نہ ہارنی چاہئے۔ لیکن افسوس! تم میرے دل کا حال نہیں جانتے۔ کسی دولہا کو اپنی شادی سے ایک دن پہلے اس قدر شوق سے کل کا انتظار نہ ہوا ہوگا۔ جس طرح میرے دل کو موت کا ہے۔ میں نے اپنی زندگی ایک ایسے ہولناک گناہ کی باخبری میں گذاری ہے جس کا خیال کسی عادی اور سیاہ کار مجرم کے دل میں بھی لرزہ پیدا کر سکتا ہے۔ میری زندگی ایک اس طرح کا دوزخ تھی جس کا خاتمہ موت ہی کر سکتی ہے۔ اپنی ساری عمر مُردوں کی طرح بسر کرنے کے بعد مجھے اس دنیا سے رخصت ہونے کا بالکل افسوس نہیں۔ ڈابرن کی تلوار یقیناً آج میری ہستی پُر گناہ کا خاتمہ کر دے گی اور اس طرح میری روح زندگی کے عظیم بار سے سُبکدوش ہوگی!"

اس وقت میدان کے سرے پر بنے ہوئے پھاٹک کے کھلنے کی آواز سُنائی دی۔ اور چار آدمی آتے نظر آئے۔ مسٹر کارلین اور مسٹر براؤن آگے تھے۔ اور ان سے تھوڑی دور پیچھے ایم ڈابرن اور ایک اجنبی۔ قریب آکر ایم ڈابرن نے مسٹر کارلین کے شانہ پر ہاتھ رکھا اور کہا۔

"اجازت دیجئے کہ میں آپ کا تعارف اپنے دوست مسٹر واشی سے کرا دوں۔۔۔ مسٹر واشی! آپ مسٹر کارلین ہیں۔"

فریقین نے اس تعارف کو رسمی تکلف کے ساتھ قبول کیا۔ جس کے بعد دونوں نائب کسی قدر فاصلہ پر ہٹ گئے۔ اب ان کی گفتگو کی آواز میرے کانوں میں نہ آتی تھی بہرحال وہ گفتگو جلدی ہی ختم ہوگئی۔ اور اس کے دوران میں مسٹر کارلین کا لہجہ انتہا درجے سرد تھا چند منٹ کے عرصہ میں جب مبادیات طے ہو چکے تو دونوں آدمی جن کو ڈویل لڑنا تھا، ایک

دوسرے کے بالمقابل کھڑے ہوگئے۔ اور مقابلہ شروع کرنے کا اشارہ دے دیا گیا!

۲

پہلے پاؤ گھنٹہ کے عرصہ میں ایم ڈا فورجٹ کا پہلو غالب نظر آتا تھا۔ اس کے بعد ایسا معلوم ہوا گویا وہ تھک گیا اور کم ہمتی کے ساتھ مقابلہ کرنے لگا۔ اس دوران میں اس کی طرف سے دشمن پر ایک بھی سیدھا وار نہ ہوا۔ اس پر ایم ڈابرن کم محتاط ہوگیا۔ اور قریب تھا کہ جان سے مارا جاتا لیکن ایم ڈا فورجٹ نے اپنی تلوار سے ایک چھوٹا سا زخم لگانے پر کفایت کی۔ ڈابرن نے بہ دقّت روکا۔ اور ایک لحظہ دم لینے کے لئے ٹھہر گیا۔

جب اس کے بعد مقابلہ شروع ہوا تو ایم ڈا فورجٹ کی طرف سے پھر ایک بار پوری طاقت کا اظہار ہونے لگا۔ کچھ ایسے وار اس نے کئے کہ ایم ڈابرن گھبرا گیا۔ بارہا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایم ڈا فورجٹ کی تلوار عنقریب دشمن کا خاتمہ کر دے گی۔ لیکن گو ایم ڈابرن کی طرف سے بڑھتے ہوئے اضطراب کی وجہ سے مقابلہ کی بہت کم کوشش ہوتی تھی۔ تاہم ایم ڈا فورجٹ ... عین وقت آخر میں کوئی گہرا گھاؤ لگائے بغیر اپنی تلوار پیچھے کر لیتا تھا۔ لیکن آخری فتح اس کی یقینی نظر آتی تھی۔ اور ایک دو بار تو میں اس کی وہ پیش گوئی یاد کرکے جو اس نے اپنی موت کے بارہ میں کی تھی، مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔ لیکن دفعتًا اس مقابلہ میں ایک نیا عنصر شامل ہوگیا۔ سکوتِ عظیم کو قطع کرتی ہوئی ایک اس طرح کی آواز سنائی دی گویا چند آدمی تیز چلتے میدان کی طرف آ رہے تھے۔ اور اب جو میں نے پھاٹک کی طرف نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ میرے آقا لارڈ کلینیون زرد رو اور مضمحل ایک طرف کھڑے ہیں۔ ان کے پہلو میں ایک دراز قد عورت جس کے سر کے بال سپید اور چہرہ پہ گذرے ہوئے حُسن کے آثار نمودار تھے۔ راہب عورتوں کی طرز کا لمبا سیاہ لباس پہنے کھڑی تھی!

صرف ایک بار میں نے اسے دیکھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک تیز چیخ میرے ہونٹوں سے نکل گئی۔ میرے خدا کیا یہ خواب تھا یا حقیقت؟ کیا یہ عورت مر کر دوبارہ زندہ ہو چکی

تھی ؟ یقیناً یہ وہی سیسل ڈاگولی تھی۔ جس سے میرے آقا مرحوم لارڈ السسٹن کی شادی ہوئی تھی۔ یہ وہی سیسل ڈاگولی تھی جس کے خوشنما سپید بازو پر لارڈ السسٹن نے اپنے ہاتھ سے دوسرا اکنگن پہنایا تھا۔۔۔ وہی عورت جو لندن کی بتھنل گرین روڈ پر مقتول پائی گئی تھی۔ اور جس کی ہلاکت کے اسرار اس وقت تک حل نہ ہوئے تھے۔

دفعتاً ایک اور چیخ پہلے سے زیادہ جگر دوز و جاں گداز کانوں میں آئی۔ اس کے ساتھ ہی اس خاتون نے عالم دہشت میں دونوں ہاتھ اونچے اُٹھا لئے۔ میں نے اس کی نگاہ کا پیچھا کرتے ہوئے دیکھا تو میرے اپنے بدن میں لرزہ پیدا ہوگیا۔ کیونکہ میدان کے ایک سرے پر مسٹر کارلین کے بازوؤں پر جھکا ہوا ایم ڈافورجٹ لہولہان اور زخمی پڑا تھا اور ایم ڈابرن کی تلوار اس کے پھیپھڑوں کو چیر کر پیٹھ تک نکلی ہوئی تھی!

باب - ۴

دو خون

۱

بڑی آہستگی سے ایم ڈابرن نے اپنی خون آلود تلوار کو ایم ڈافورجٹ کے بدن سے نکالا۔ اور ہیبت ناک سکون سے گھاس کے ساتھ پونچھا۔ اس وقت ایم ڈافورجٹ کی آنکھیں تارا بن کر اس دراز قد سیاہ پوش عورت کی طرف لگ گئیں۔ جو روح بے تاب کی مانند پھاٹک کے پاس کھڑی تھی۔ اتنے میں وہ بھی اس نظارۂ پُرخوف کو دیکھ کر چونکی اور ہموار گھاس پر دوڑتی ہوئی پاس آ کر فکر مند نظروں سے ایم ڈافورجٹ کے چہرہ کو تکنے لگی۔

وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینا چاہتی تھی۔ لیکن شخص مجروح نے ایک دبی ہوئی کراہٹ کے ساتھ اپنا ہاتھ پرے ہٹا لیا۔ اور اس رحم آمیز زرد چہرہ سے جو اسکی طرف جھکا ہوا تھا، دہشت کے ساتھ پیچھے ہٹا۔

"میری!" اس نے چیختے ہوئے لہجہ میں کہا: "خداوند! کیوں تو نے وقت آخر
میں اس کی روح کو میری اذیت کے لئے بھیجا ہے؟ میں مرتا ہوں۔ لوگو! میری جان آرام
واطمینان سے نکل جانے دو۔ جاؤ جاؤ! اسے لے جاؤ!"

اُس نے اپنے بے جان کمزور ہاتھوں کو اس طرح سامنے کی طرف اُٹھایا۔ گویا اس کی
صورت کو نظروں سے پرے کرنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ خاتون اپنے پُرسکون چہرہ پر آثارِ حیرت
لئے اس کے پہلو میں دوزانو ہوگئی! اور دبی ہوئی نرم آواز سے جو بہرحال میرے کانوں تک
تک پہنچ گئی۔ بولی: "وکٹر! وکٹر! کیا تم مجھ کو بھول گئے؟ میں میری نہیں اسکی بہن سیسل ہوں"

ایم ڈانورجٹ نے مشکوک نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور اس طرح ایک دو منٹ
اچھی طرح دیکھ لینے کے بعد وہ شبہ جو اس کے دل میں پیدا ہوا تھا رفع ہوگیا۔

"سیسل!" اس نے مری ہوئی آواز سے کہا: "میرا خیال تھا تم مر چکی ہو!"

"بے شک جہاں تک اس دنیا اور اس کے ناطوں کا تعلق ہے۔ میں اب زندہ نہیں
ہوں۔ اسکے باوجود روح اور جسم کا تعلق ابھی تک قائم چلا آتا ہے اور میں اب بھی زندہ تمہارے
سامنے کھڑی ہوں۔ میں نے خانقاہ میں داخل ہوتے وقت اس بات کا پختہ ارادہ کر لیا تھا
کہ خواہ کچھ ہو میں اسکی تنہائی سے باہر آکر پھر کبھی اس دنیا کے دھندوں میں نہ پھنسوں گی
مگر حالات ایسے پیدا ہوگئے کہ مجھ کو اپنا وہ عہد توڑنا پڑا۔ اور اب میں ایک نہایت
رنجیدہ فرض ادا کرنے کو خانقاہ کی تنہائی سے باہر نکلی ہوں"

گہرے اطمینان کی جھلک ایم ڈانورجٹ کے چہرہ پر نمودار ہوئی۔ اس نے لمبا سانس
لیا اور اُٹھنے کی کوشش کی۔ میں پاس جاکر اس کے پہلو میں دوزانو ہوگیا۔ اور زخمی بدن
کو اپنے بازوؤں میں لے لیا۔

"سیسل!" اس کے بعد اس نے پہلے سے زیادہ مستقل آواز میں کہنا شروع کیا: "خدا
نے آپ تجھے اس جگہ بھیجا ہے۔ تاکہ تو سارے حالات اپنے کانوں سن سکے اس جگہ میرے پاس آ۔

اور جو میں کہنا چاہتا ہوں سن! میں زندگی اور موت کی حدِ فاصل کو عبور کر رہا ہوں۔ اور اس وقتِ آخر میں مجھے ایک بڑا خوفناک قصہ تم سے بیان کرنا ہے!"

"وکٹر! میں اس کو سننے کے لئے آئی ہوں؟" عورت نے جواب دیا۔ "اس وقت تک سارے حالات پردۂ راز میں پوشیدہ ہیں۔ تم ہی ان کو واضح کر کے بیان کر سکتے ہو۔"

"خدا کرے میں ایسا کر سکوں؟" اس نے دعا کے لہجے میں کہا۔ اور اس کے بعد ایک گھومتی ہوئی نظر چاروں طرف ڈالی۔ مگر باقی آدمی اس سے پہلے ہی رخصت ہو چکے تھے۔ صرف میں، لارڈ کلینیون، سیسل ڈاگولی اور خود ایم ڈافورجٹ ہم چاروں اس جگہ موجود تھے۔

۲

بڑی مشکل سے گلا صاف کر کے مرنے والے نے دبی ہوئی آواز سے کہنا شروع کیا۔

"وقت تھوڑا ہے اور داستان لمبی۔ تو بھی میں اس کو بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر اس لئے کہ تم اسے اچھی طرح سن سکو، میں درخواست کرتا ہوں کہ ذرا اور آگے آجاؤ۔ عنقریب سارا حال سننے کے بعد یقیناً تم لوگ مجھ سے نفرت کرنے لگو گے۔ تاہم ...." اور اس نے باقی فقرہ اشارہ سے پورا کر دیا۔

"اس جگہ کے لوگ مجھے عابد، فیاض اور نیک کہتے ہیں۔ لیکن میں اپنی ریاکاری سے بہتر واقف ہوں۔ مجھ سے زیادہ پُر گناہ ہستی خدا کی پیدا کی ہوئی دنیا میں کوئی نہیں۔

"سیسل! تم کو معلوم ہے۔ مجھ کو تمہاری بہن میری سے کتنی گہری محبت تھی۔ اس کا عشق میری زندگی کا سرمایہ اور میری آرزوؤں کا سہارا تھا۔ اس کی خاطر میں نے کلیسا کی زندگی کو خیرباد کہی۔ اس کی محبت کے لئے میں نے بغیر کسی افسوس کے اپنا مستقبل تباہ کرنے سے دریغ نہ کیا۔ میں اس کا اندھا غلام بنا۔ اور محض اس کی خاطر باقی سب مصروفیتیں نظرانداز کر کے ہر وقت اس کے باپ کے مکان پر رہنے لگا۔ میں ان شرمناک واقعات سے جو اس جگہ پیش آتے تھے۔ یعنی جوئے کی دھوکے بازیوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ اور مجھے ان باتوں

سے نفرت بھی بہت تھی۔ تاہم اس کی خاطر میں سب کچھ برداشت کرتا تھا۔ مگر میرے ایثار کا معاوضہ اس نے کیا دیا؟ اپنی محبت؟ افسوس نہیں! یہ صحیح ہے کہ اس نے مجھ سے شادی کر لی۔ تاہم وہ ایک اس طرح کی بے جوڑ شادی تھی جس سے کبھی مجھ کو خوشی حاصل نہ ہوسکی شادی کے ایک ہی ہفتہ بعد میری آنکھیں کھل گئیں بسیل! تم سے جو اس کی بہن ہو۔ میں اپنی شادی کے ابتدائی ایام کا حال بیان کرنا نہیں چاہتا۔ اشارہ کے طور پر اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ وہ شادی میرے لئے باعث راحت نہیں، موجب زحمت ثابت ہوئی۔ ساؤعسل کا زمانہ بسر ہونے سے بھی پہلے مجھ کو یہ راز معلوم ہوگیا کہ اسے مجھ سے قطعاً محبت نہ تھی۔ بلکہ جو بات اس سے بھی زیادہ رنجدہ ثابت ہوئی یہ تھی کہ وہ کسی اور کو چاہتی تھی۔ معلوم ہوا کہ اسکو شروع سے ہی لارڈ السسٹن کا عشق تھا اور وہ ایک ایسی عورت تھی جس کی محبت اور نفرت کا جوش یکساں حد انتہا تک پہنچ سکتا تھا۔ اس نے مجھ سے محض میری دولت کیلئے شادی کی تھی۔ ورنہ میری ہستی اسکی نظروں میں بالکل بے اہمیت بالکل حقیر تھی۔ فی الحقیقت وہ مجھ سے نفرت کرتی تھی۔ چنانچہ ایک سال کے بعد اس نے علانیہ مجھ سے کہہ دیا کہ ہمارا ایک دوسرے کے پاس رہنا غیر ممکن ہے۔ مجبوراً ہم جُدا ہوگئے!

"اس سے گو میرا دل ٹوٹ گیا۔ تاہم میں نے اپنے غم کو خلوت و تنہائی میں چھپانے کی کوشش شروع کی۔ میں نے اپنی بیٹی میری کو ایک خانقاہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجدیا۔ اور اپنی مصیبت کم کرنے کے لئے اوروں کی دستگیری اور امداد کرنے لگا۔ کئی سال گذر گئے اور اس خفیہ رنج و غم نے بڑھاپے کے آثار بیش از وقت ظاہر کرنے شروع کر دئے۔ میرے غم کا بوجھ اس میں شک نہیں بھاری تھا۔ تاہم میں اس کو بخوشی برداشت کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اس دوران میں مجھکو در پردہ اپنی بیوی کا حال معلوم کرنے کا شوق دامنگیر ہوا۔ اور گو ممکن ہے کوئی میرے اس فعل کو کمینہ سمجھے۔ تو بھی یہ امر واقعہ ہے کہ میں نے اپنے تنخواہ دار آدمی اس کی نگرانی کے لئے مقرر کر دیئے۔ اور اس طرح مجھے اس کی خفیف ترین حرکت کا پورا حال معلوم ہوتا رہا۔ اس وقت تک وہ مجھ سے ماہوار گذارہ لیتی تھی۔ مگر جب اس کے بعد ایک روز اتفاقاً اسے میری

جاسوسی کا حال معلوم ہوا تو اس نے میری امداد کا روپیہ لینے سے بھی انکار کر دیا۔ چنانچہ وہ اپنے اس فیصلہ پر ثابت قدم رہی اور اس کے بعد اپنی کمائی پر گذران کرنے لگی۔

"مگر اس حالت میں بھی میں اس کی لاعلمی میں بالواسطہ اس کی امداد اور اس کے ساتھ اس کی نقل و حرکت کی نگرانی کرتا رہا۔ مجھ سے یہ بات دیکھی نہ جا سکتی تھی، کہ وہ روپیہ کی تنگی سے مبتلا مصیبت ہو۔ اس سلسلہ میں مجھ کو معلوم ہوا کہ وہ اپنی بہن سیبل سے ملنے گئی ہے مگر جب اس کے بعد وہ پیرس آئی تو ایک بھیانک تجویز اس کے ذہن نشین ہو چکی تھی۔ معلوم ہوتا ہے اس نے سیبل کی زبانی یہ بات سن لی تھی کہ ارل آف السٹن نے سیبل کی موت کا یقین حاصل کرنے کے بعد دوبارہ شادی کر لی ہے۔ یہ جان کر اس نے وہ خوفناک تجویز سوچی جس کی خدا شاہد ہے کہ اسے فوراً ہی سزا مل گئی۔

"یہ بات مجھ کو شادی کے بعد فوراً معلوم ہو گئی تھی کہ میری کو لارڈ السٹن سے عشق ہے۔ لیکن جب اس کے بعد ارل نے سیبل سے شادی کر لی، تو میری کی وہ محبت نفرت میں بدل گئی۔ اس شادی کے معاملہ میں ارل آف السٹن کا قصور کیا تھا، میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ تاہم میرا خیال ہے کہ اس شادی سے میری کے دل کو سخت ہی صدمہ پہنچا ہوگا۔ ورنہ یہ ایک ناممکن سی بات تھی کہ وہ اپنے کینہ اور جوش انتقام کو اتنی مدت دبائے رکھتی اور بعد ازاں اس کے سلسلہ میں ایسی بھیانک تجویز سوچتی۔ سب سے پہلے اس نے ایک اسی طرح کا کنگن تیار کرایا۔ جیسا سیبل کے پاس تھا۔ اور پھر لندن جا کر شہر کے ایک ادنے حصہ میں رہنے لگی۔ بعد ازاں اس نے لارڈ السٹن کے نام ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ ان کی پہلی بیوی سیبل زندہ ہے اور انہیں فلاں مقام پر اس سے ملنا چاہئے۔ مجھے اس واقعہ کی خبر اس طرح ہو گئی کہ میں بھی میری کے پیچھے پیچھے لندن گیا تھا۔ بلکہ میں اپنی بیٹی میری کو بھی اس امید پر ساتھ لے گیا تھا کہ شاید اس کو دیکھ کر اسکی ماں کے دل میں نرمی اور رحم پیدا ہو جائے، اور وہ انتقام کی اس خوفناک تجویز کا خیال دل سے نکال دے۔ جس میں اس کی اور اس کے سلسلہ میں اس کی بیٹی کی ذلت تھی!"

۳

دفعتاً خون کی بہت سی مقدار ایم ڈافورجیٹ کے منہ سے خارج ہوئی۔ اور اسکے چہرہ کی رنگت پیلی پڑ گئی۔ موت کے یقینی آثار اب اس کے چہرہ پر نمودار تھے۔ وہ بڑھتی ہوئی کمزوری کی وجہ سے پیچھے گر گیا۔ عین اس وقت پھاٹک کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اور گاؤں کا ڈاکٹر اور پادری نمودار ہوئے۔ اوّل الذکر نے پاس آکر ایک زانو کے بل جھکتے ہوئے جلدی سے ایم ڈافورجیٹ کا معائنہ کیا۔ اور اس کے بعد افسوس سے سر ہلا کر کہنے لگا۔

"جریان خون شروع ہو گیا۔ اس لئے اب بچنے کی کوئی امید باقی نہیں۔ زیادہ سے زیادہ آپ صرف چند لمحے اور زندہ رہ سکتے ہیں!"

اتنا کہہ کر وہ پیچھے ہٹ گیا۔ اور پادری اس کی جگہ لینے کے لئے آگے بڑھا۔ عین اس وقت سرد ہوا کا جھونکا درختوں اور جھاڑیوں کو سرسراتا ہوا گذرا جس سے ایم ڈافورجیٹ کو پھر ہوش آنے لگا۔ خون بہنا تھم گیا اور اس نے ہم لوگوں کو اس بات کا اشارہ کیا، کہ پھر ایک بار اس کو سہارا دے کر اٹھائیں۔

"خداوندا! تو مجھے اتنی طاقت دے کہ میں اپنا آخری بیان مکمل کر سکوں" اس نے پتھرائی ہوئی نظروں سے اوپر کی طرف دیکھ کر کہا "پادری صاحب! آپ میرے پہلو میں کھڑے ہو جائیں۔ آپ نے میرا بیان سن لیا اور میری نزعی کیفیت بھی دیکھ لی۔ اس لئے سب حال جانا چاہا۔ لارڈ کلینیون آپ بھی ذرا اور آگے آجائیں۔ کیونکہ میری آواز مدھم ہوتی جا رہی ہے

"ملاقات کا وقت مناسب میں اس سے ملنے کے لئے گیا۔ متواتر دو دن میں اس کے دروازہ تک جا کر لوٹ آیا تھا۔ کیونکہ مجھ میں اتنی ہمت نہ تھی کہ اس کے روبرو جاکے اسے اپنے ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کرتا۔ اس کے لئے میرے دل میں اب بھی ہمدردی اور محبت تھی، گو اس کے خیالات کچھ اور تھے۔ آخر اس رات میں جی کڑا کر کے اس کے مکان پر گیا اور فیصلہ کر لیا اپنی بیٹی کا واسطہ دے کر اس سے درخواست کروں گا کہ میرے لئے نہیں

تو اس کی خاطر تو اپنے اس ارادہ کو ترک کردے۔ یہ سچ ہے کہ اسے کبھی مجھ سے محبت نہ تھی۔ تاہم میرے دل میں اب بھی جوش عشق باقی تھا۔ اس کی خاطر میں دنیا کا ہر ایک فعل کرنے کو تیار ہو جاتا۔ ہر چند اس نے مجھ سے اچھا سلوک نہ کیا تھا تاہم میں اب بھی اسے اپنے پاس واپس لانے اور اسے محبت کا سبق سکھانے کو تیار تھا "

"اُف میرے خدا!" اس نے کراہتے ہوئے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "کاش میں اس وقت اس سے ملنے کے لئے نہ جاتا۔ میں جب اس جگہ پہنچا تو لارڈ السسٹن اس سے مل کر واپس آرہے تھے مجھے ان کے برخلاف بہت غصہ تھا۔ کیونکہ وہ اگر میری کی محبت مجھ سے نہ چھینتے تو ہم میں یہ تفرقہ نہ پڑتا۔ بڑی مشکل سے میں نے اس وقت اپنے جوش کو ضبط کیا۔ وہ میرے پاس سے گذر گئے۔ لیکن میں نے کسی لفظ یا اشارے سے انہیں روکنے یا کچھ کہنے کی کوشش نہیں کی۔ خیر میں اندر چلا گیا۔ اور اس سے ملا۔ مگر وہ مجھ سے بڑی سرد مہری سے پیش آئی کہنے لگی۔ "مجھے تم سے نفرت ہے مجھے اپنی بیٹی سے بھی نفرت ہے۔ اور میں آئندہ کبھی تم دونوں کی صورت دیکھنا نہیں چاہتی اسلئے بہتر ہے کہ تم میری نظروں کے سامنے سے دور ہو جاؤ۔!" اس کے پانچ منٹ بعد میں جب اس کے مکان سے نکلا تو دیوانگی کا جوش مجھ پر طاری تھا۔ میں نے لارڈ السسٹن کا پیچھا شروع کیا۔ وہ میرے سامنے ایک چور دروازہ کی راہ سے مکان کے اندر داخل ہوئے۔ لیکن جلدی میں کنجی باہر ہی لگی ہوئی رہنے دی۔ میں نے کنجی نکال لی اور اس کے چند منٹ بعد اسی راہ سے ان کے پیچھے اندر چلا گیا۔

ایک بہت فراخ کمرہ تھا۔ جس میں لاتعداد کتابیں الماریوں کے اندر سجی ہوئی تھیں، غالباً یہ ان کے مطالعہ کا کمرہ تھا۔ صرف ایک ٹیبل لیمپ اس میں روشن تھا۔ اور کمرہ خالی۔ میں ان کی آمد کے انتظار میں بے صبری سے ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ ایک نہایت منحوس ساعت میں میری نظر ان چمکیلے خنجروں کی طرف گئی۔ جو سیاہ رنگ کی بلوط کی الماری میں ایک لمبی قطار کی صورت میں رکھے ہوئے تھے۔ ان کے چمکیلے فولاد کو دیکھ لینے کے بعد سچ سچ میرے سر پر شیطان سوار ہو گیا۔

کشت و خون کی خواہش دل میں پیدا ہوئی۔ اس وقت کے بعد میں صحیح معنوں میں قاتل ہوگیا!"

ایک مدھم کراہٹ لارڈ کلیفون کے منہ سے نکلی، اور سیسل بھی جو ان کے پہلو میں کھڑی تھی زور زور سے کانپنے لگی۔ مگر ان میں سے کسی نے لفظاً یا اشارہ سے مرنے والے کی تقریر کو نہیں روکا۔

"اگر یہ سچ ہے" ایم ڈافورجٹ نے تقریر کرتے ہوئے کہا "کہ ایک چھوٹا سا واقعہ صحیح الدماغ انسان کو دیوانہ بنا سکتا ہے۔ تو کچھ شک نہیں کہ میں اس وقت دیوانہ بن چکا تھا۔ میں نے کان لگا کر سننا شروع کیا۔ رقص و سرود کی آوازیں آلاتِ موسیقی کی کمک سے ملی ہوئی مکان کے دور افتادہ حصہ سے آرہی تھیں۔ لیکن آس پاس کوئی نہ تھا۔ کوئی میرے ہوتے اس کمرہ میں داخل نہیں ہوا۔

"الماری کے پاس جا کر میں نے نیلیں فولاد اور نہایت تیز دھار کا سب سے چمکیلا خنجر ہاتھ میں لے لیا اور پھر اسی چور دروازہ کی راہ سے جس سے داخل ہوا تھا باہر نکلا۔ اس کے بعد دروازہ مقفل کر کے کنجی جیب میں رکھ لی۔ مجذوبوں کی طرح چلتا میں ایک کباڑی کی دوکان پر پہنچا، اس وقت شیطان کی عیاری میرے اندر داخل ہو چکی تھی۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد میں نے ایک خالی کمرہ اس کمرہ کے پاس کرایہ لے لیا جس میں میری کی سکونت تھی۔ اور جب ہر طرف خاموشی چھاگئی۔ تو میں دبے پاؤں اس کے کمرہ میں گیا اور وہاں اپنے ہاتھ سے... اس کو... قتل کر دیا۔ اس کا خوشنما چہرہ موت میں بھی نفرت آمیز نظروں سے میری طرف دیکھتا تھا۔ اس کے ہونٹ بعد از مرگ بھی مضحک انداز سے کھلے تھے۔ وہاں سے میں پھر ایک بار گراسوینر سکوئر کی طرف گیا۔ اب میرے سر پر خون سوار تھا۔ اور دیوانگی کا جوش میری رگوں میں سرایت کر چکا تھا۔ دوبارہ اسی راہ سے میں لارڈ السسٹن کے مطالعہ کے کمرہ میں داخل ہوا وہ اب بھی خالی تھا۔ مگر میں انتظار کرنے کے لئے ٹھہر گیا۔

"دن نکلنے کے قریب مجھے ان کے آنے کی آواز سنائی دی۔ پاؤں کی ہلکی چاپ دروازہ کے باہر سن کر میں اسی کمرہ میں ایک طرف چھپ گیا۔ وہ اندر آئے اور میز کے پاس بیٹھ گئے۔ اور میں

اپنے جی میں سوچنے لگا کہ انہیں کیونکر ہلاک کرنا چاہیئے۔

"پہلے میرا ارادہ گلا گھونٹ کر مارنے کا تھا۔ مگر میں جس وقت اس نیت سے آگے بڑھا تو کچھ آواز پیدا ہوئی۔ جسے لارڈ السٹن نے سُن لیا۔ وہ چونک کر اُٹھے اور چاروں طرف دیکھنے لگے۔ مگر میں جلدی سے پھر ایک طرف چھپ گیا۔ اور انہوں نے مجھ کو نہیں دیکھا۔ اس کے بعد انہوں نے نوکر کو بلانے کے لئے گھنٹی بجائی۔ اس وقت میں پردہ کے پیچھے ہوتا ہوا اس چور دروازہ کی طرف چلا گیا۔ جس کی راہ سے داخل ہوا تھا۔

"مگر اس جگہ کھڑا ہو کر میں دروازہ میں بنے ہوئے کنجی کے سوراخ کی راہ سے سب کچھ دیکھ سکتا تھا۔ میرے سامنے نیلسن کمرہ میں آیا۔ اور اس نے لارڈ السٹن کے ساتھ مل کر کمرہ کے سب حصوں کی دیکھ بھال کی۔ پھر لارڈ السٹن نے یہ کہہ کر اسے رخصت کر دیا کہ وہ آواز جو میں نے سُنی شاید وہم تھی۔ خیر وہ چلا گیا۔ اور خود لارڈ السٹن نے پھر ایک بار تحریر کا کام شروع کر دیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد میں زیادہ احتیاط کے ساتھ آگے بڑھا۔ الماری سے ایک اور خنجر اُٹھایا۔ اور اس کی مدد سے... خدا میرے حال پر رحم کرے... ان کو بھی قتل کر دیا!

"اس کے بعد میں دوڑتا ہوا بازار میں نکل آیا۔ لیکن وہ آخری چیخ جو لارڈ السٹن کے منہ سے نکلی تھی۔ اب تک میرے کانوں میں گونج رہی تھی۔ بازار کی سرد ہوا لگنے سے میرے حواس بجا ہونے شروع ہوئے۔ اب مجھے اپنی سلامتی کی فکر پیدا ہوئی۔ اور میں نے فرار کی راہ سوچنی شروع کی۔ میں پہلے ذرا دور تک گیا۔ مگر اس کے بعد اپنے آپ کو حوالہ پولیس کر دینے کے خیال سے واپس چلا آیا۔ رفتہ رفتہ میرے ہوش ٹھکانے آ گئے۔ اور میں نے محسوس کرنا شروع کیا کہ کتنا بھاری جرم مجھ سے سرزد ہوا ہے۔ مجھے اپنی بیٹی کا خیال آیا جس کا میرے سوا اس دنیا میں کوئی نگراں اور مددگار نہ تھا۔ اس کی خاطر میں نے چُپ رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ تو بھی مجھے اپنی سلامتی کی بالکل پروا نہ تھی۔ شناخت کا بہانہ کر کے میں پھر ایک بار اپنی مقتول بیوی کی صورت دیکھنے گیا۔ اور اس کے بعد اس کے جنازہ میں بھی شامل ہوا۔ ان کاموں سے فارغ ہو کر میں اپنی

بیٹی کے ساتھ اس جگہ چلا آیا۔ اور اس دن سے لے کر مجھ پر عقوبت کے دروازے کھل گئے، میری زندگی کا ایک ایک لمحہ سخت پشیمانی اور ذہنی تکلیف میں بسر ہونے لگا۔ بارہا خیال آتا کہ اگر کوئی ناکردہ گناہ آدمی پکڑا گیا تو میں کیونکر ضبط کرسکوں گا؟ میرا آخری فیصلہ یہ تھا کہ اس حالت میں میرا یہ فرض ہوگا کہ اپنے آپ کو حوالہ پولیس کردوں۔ مگر افسوس! اس صورت میں سب حال میری بیٹی میری کو معلوم ہوجائے گا۔ یعنی وہ جان لے گی کہ اس کا باپ قاتل تھا... ایسا بے رحم قاتل! جو ذہنی تکلیف ان ایام میں میں نے اٹھائی۔ اس کا حال تصور میں ہی جانا جاسکتا ہے۔ الفاظ اس کو بیان نہیں کرسکتے۔ عذاب دوزخ مشہور ہے لیکن جو کچھ میں نے اس دنیا میں پایا اس سے وہ بھی کم ہوگا۔ اور اب افسوس!... آخر کار سب حال میری کو معلوم ہو جائے گا۔ اور وہ عمر بھر اپنے باپ سے... اپنے مردہ باپ کی یاد سے نفرت کرتی رہے گی۔ آہ۔ موت! موت!! تو کیوں نہیں جلد آتی؟ تو ہی میری ان اذیتوں کا خاتمہ کرسکتی ہے۔ تو ہی میری کچلی ہوئی روح کو آزاد کرسکتی ہے!

۴

بڑا بھیانک وقت تھا۔ ایک مرتے ہوئے آدمی کے منہ سے اس طرح کے الفاظ سننا کوئی دل ایسا نہ ہوگا۔ جو متاثر نہ ہوا ہو۔ پادری نے کانپتی ہوئی انگلیوں سے ایک چھوٹی سی صلیب نکال کر مرنے والے کو دکھائی۔ مگر ایم ڈانفورجٹ نے بے تابانہ اسے ایک طرف ہٹا دیا اور آواز دی۔ "لارڈ کلینیون!"

کوئی جواب نہ ملا۔ میرے آقا جن کا چہرہ دہشت اور خوف سے بے رنگ تھا۔ اور رحم کے آثار جن کی آنکھوں سے ظاہر ہونے کی بے سود کوشش کررہے تھے۔ ہیبت سے دو قدم پیچھے ہٹ گئے!

"لارڈ کلینیون ادھر آیئے!" مرنے والے نے پھر ایک بار کہا۔ "چند لمحوں کے بعد میں مجھے اس منصف اعظم کے دربار میں حاضر ہونا ہے۔ جو بادشاہوں کا بادشاہ اور حاکموں کا حاکم ہے۔ اس لئے میں آپ سے معافی نہیں مانگتا۔ تاہم میں ڈرتا ہوں سب حال میری کو معلوم

نہ ہو جائے۔ کیونکہ پھر وہ ہمیشہ میری یاد پر لعنت بھیجے گی۔ میری وجہ سے وہ ہمیشہ کیلئے آپ سے جُدا ہو جائے گی - وہ جان و دل سے آپ کو چاہتی ہے ... افسوس! "

اس کا کانپتا ہوا ہاتھ ایک طرف کو اُٹھا اور اس اشارہ کا پیچھا کرتے ہوئے ہم نے دیکھا کہ پھاٹک کے اس پار سپید رنگ کی سادہ گون پہنے میری جس کے سر کے بال ہوا میں لہراتے اور خوف عظیم کے آثار چہرہ پر نمودار تھے۔ ایک ہاتھ سے کسی پودے کا سہارا لئے دوسرے سے اپنی پیشانی کو تھامے ہوئے کھڑی تھی۔

"والد! آہ آپ کو کیا ہو گیا؟" بڑی مشکل سے الفاظ اس کے منہ سے نکلے "کیا وہ بیمار ہیں؟ کیا کوئی ان کا حال مجھ سے بیان نہیں کر سکتا؟"

اس نے باری باری ہم میں سے ہر ایک کی طرف دیکھا۔ مگر کوئی آدمی جواب نہ دے سکا۔ کانپتی ہوئی انگلیوں سے اس نے پھاٹک کھولنے کی کوشش کی۔ ایم ڈافورجٹ کا سارا بدن نزعی تکلیف سے ہل رہا تھا۔ اس نے اپنا منہ دونوں ہاتھوں سے ڈھک لیا۔

میں نے آقا کی طرف دیکھا۔ ان کا رنگ لاش کی طرح زرد تھا۔ اور ہونٹ اس طرح حرکت کرتے تھے۔ گویا دعا میں۔ دفعتاً ایم ڈافورجٹ پر جھک کر انہوں نے دبی ہوئی آواز سے کہنا شروع کیا۔

"آپ اپنی بیٹی کو الوداع کہیں۔ وہ ہمیشہ آپ کو اسی طرح جانے گی۔ جس طرح زندگی میں جانتی تھی۔ اس کے شوہر کی حیثیت میں میں اس بات کا عہد کرتا ہوں کہ آپ کے گناہوں کا اثر اس پر نہ پڑے گا۔ اپنے فعلوں کے لئے آپ خود ہی جواب دِہ ہیں۔ خدا آپ کی حالت پر رحم کرے! "

ان دبے ہوئے گلوگرفتہ لفظوں کا اثر معجزہ نما ثابت ہوا۔ مرتے ہوئے آدمی کی آنکھوں میں پھر ایک بار چمک پیدا ہوئی۔ اور سکونِ عظیم کے آثار چہرہ پر نمودار ہوئے۔ پادری نے دوبارہ صلیب نکال کر پیش کی۔ اور اب اسے دیکھ کر مرنے والے کے ہونٹوں پر ہلکا تبسّم ...!

ہو گیا سا ایک ہاتھ میری نے آگے آ کر منہ سے لگا لیا اور وہ اس کو اپنے گرم آنسوؤں سے دھونے لگی۔ دوسرے کو لارڈ کلینیون نے پکڑ لیا۔

ایک لحظہ سکوت رہا۔ اس کے بعد جسم و جان کا تعلق آنِ واحد میں ٹوٹ گیا جس طرح بجھتے ہوئے چراغ کی لَو گُل ہونے سے پہلے ذرا سی دیر کو تیز ہو جاتی ہے۔ اسی طرح وہ چمک جو ایمؔ ڈافورجٹ کی آنکھوں میں پیدا ہوئی تھی۔ آنِ واحد میں زائل ہو گئی ہونٹوں کا تبسم بھی مٹ گیا۔ تاہم وہ سکون جو دمِ آخر میں لارڈ کلینیون کے لفظوں سے اس کو حاصل ہوا تھا، بعد مرگ بھی چہرہ پر قائم رہا۔

ختم ہوا!

(محبوب المطابع برقی پریس دہلی)

(امیر حسن رضوی کتابت نمود)

لائبریریوں کے لئے منظور شدہ کتابیں

جو جناب ڈائریکٹر آف پبلک ریلیشنز و سکریٹری پنجاب سٹیٹ سنٹرل لائبریری کمیٹی شملہ نے مطابق اپنے سرکلر نمبر ۲۹۳۷۹/۵۱/ P.R(LIB) و نمبر ۳۱۹۳۷/۵۱ P.R(LIB) اور نمبر ۳۰۹۰/۵۱/ P.R(LIB) مورخہ ۷ ۱۱/۵۱ و ۶ ۱۲/۵۱ اور ۸ ۲/۵۲ منظور فرمائیں۔

منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے ترجمہ شدہ جاسوسی ناول

فرشتۂ انتقام نامی مجرم بلیک شرٹ کا بیٹا جو خود فارغ البال ہے۔ اور ٹھاٹ کی زندگی بسر کرتا ہے۔ مگر مہمی واقعات کا شوق چونکہ اسے اپنے باپ سے ورثہ میں ملا تھا۔ اس لئے مظلوموں کی حمایت اور جفاکاروں کی سرکوبی کا فرض اپنے ذمہ لیتا ہے۔ گوناگوں مشکلات کے باوجود وہ کس طرح منزل کامرانی تک پہونچتا ہے قابل دید ہے۔ مصنف بروس گرائم قیمت تین روپے آٹھ آنے۔

سانپ کی چوری ایک بوڑھے پروفیسر کی موت بظاہر سانپ کے ڈسنے سے واقع ہوئی تھی۔ لیکن جب سکاٹ لینڈ یارڈ کا نامور جاسوس انسپکٹر فرنچ دوبارہ از سر نو تحقیقات کرتا ہے۔ تو عجیب و غریب راز منکشف ہوتے ہیں۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے۔

سرفروش اس ناول کا ہیرو سائمن ٹمپلر عرف سنت ایک بے خوف اور نڈر انسان ہے۔ جو اُن گنہگاروں کو سزا دینا اپنا فرض اولین سمجھتا ہے، جو اپنی عیاری، سرمایہ اور حکومت کے عہدہ داروں سے تعلقات کا ناجائز فائدہ اٹھا کر انصاف کی مقررہ سزا سے بچ جاتے ہیں۔ وہ دشمنوں کے حق میں ملک الموت ثابت ہوتا ہے۔ امریکہ کی حکومت تک اس کے کارناموں سے تھرا جاتی ہے۔ ہر مشکل پر قابو پا کر وہ اپنے منتہائے مقصود حاصل کرنے میں کیسے کامیاب ہوتا ہے؟ مصنف لیسلی چارٹرس۔ قیمت چار روپے۔

ویران محل لندن کے بازار کوئنز گیٹ کا مکان نمبر ۱۴۲ کئی طرح کے عجیب اور حیرت انگیز واقعات کا مرکز ہے۔ جب سے کپتان برڈون کی لاش اس میں پڑی پائی گئی تب سے ہی ایک سے ایک بڑھ کر پُراسرار واقعات اس میں پیش آتے ہیں۔ مصنف ہربرٹ ایڈمز قیمت تین روپے آٹھ آنے۔

مقدس جوتا جوتا اور مقدس! جی ہاں، ایک جوتا بھی مقدس ہوسکتا ہے۔ اس جوتے کی خاطر کس قدر قتل کی وارداتیں ہوئیں۔ یہ جان کر آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔
مصنف اسکیس رو ہمر۔ قیمت تین روپے۔

دغا کا پتلا آرسین لوپن تو بوڑھا ہو چکا تھا۔ اور آرام و آسائش سے زندگی بسر کر رہا تھا لیکن کسی اور نوجوان نے اپنے آپ کو آرسین لوپن ظاہر کرکے دنیا کو حیران کر دینا چاہا۔
مجبوراً آرسین لوپن کو میدان عمل میں آنا پڑا۔ اصلی اور نقلی آرسین لوپن کا مقابلہ عجیب اور دلچسپ ہے
مصنف مارس لیبلانک۔ قیمت تین روپے۔

ڈاکٹر نکولا دنیا کا سب سے مشہور جادوگر ڈاکٹر نکولا ایک خاص مطلب کے لئے وہ پُراسرار چھڑی جو ایک خستہ حال چینی نے مرتے وقت آسٹریلیا کے وزیر نو آبادیات کو دی تھی۔
حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کو پانے کے لئے اتنی ہولناک سازش عمل میں لائی جاتی ہے، کہ جس کے نتائج و عواقب دیکھ کر روح کانپ کانپ جاتی ہے۔ مصنف گئی بوتھبی۔ قیمت چار روپے۔

سرائے والی داستان کے ہیرو راجہ فریبین کو حالات کی مجبوری سے لندن کے ایک ارزاں بورڈنگ ہاؤس میں سکونت پذیر ہونا پڑتا ہے۔ سرائے کے عین پاس
قتل اور چوری کی دو وارداتیں ہو جاتی ہیں۔ کوشش کے باوجود کوئی قابل یقین راز ان وارداتوں کے بارے میں نہیں ملتا۔ مگر آخر میں جن واقعات کا انکشاف ہوتا ہے۔ حیرت انگیز ہیں ——
مصنف ای فلپس اپنہیم۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے۔

خونی شیطان مرد جرار ڈاکٹر فومانچو کے ہولناک کارناموں کا ایک بالکل نیا ناول۔ جو اس کے سابقہ افسانوں سے بالکل غیر متعلق اور آپ اپنے میں مکمل ہے ——
مصنف سکیس رو ہمر۔ قیمت چار روپے آٹھ آنے۔

کالی نقاب بعض لوگ اپنی عیاری اور بڑے آدمیوں کے رسوخ سے قانون شکنی کرتے ہوئے بھی پولیس اور قانون کی دسترس سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔ ایسے ہی فلک دشمن انسانوں کو سزا دینے کے لئے سیاہ پوشوں کی ایک جماعت عمل پیرا ہوتی ہے۔ بے حد دلچسپ اور حیرت انگیز ناول ہے۔ مصنف سیلیر۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے۔

خوفناک جزیرہ سرزمین برطانیہ کے قریب ایک جزیرہ میں بلائے گئے چند مہمانوں کی عجیب و حیرت انگیز داستان۔ انہیں کیوں قتل کیا گیا۔ ان کو مارنے والا کون تھا۔ یہ جان کر آپ حیران رہ جائیں گے۔ مصنف اگاتھا کرسٹی قیمت تین روپے آٹھ آنے۔

دیوتا کی آنکھ ایک تاریخی ہیرا جو کسی زمانہ میں ایک دیوتا کی مورتی میں آنکھ کا کام دیتا تھا۔ اتفاقات اور انقلابات زمانہ سے انگلستان کے ایک آسودہ حال خاندان کے قبضہ میں آتا ہے۔ مگر یہ منحوس ہیرا اپنی روایات کے مطابق جس کسی کے پاس جاتا ہے۔ اس کی موت ہو جاتی ہے۔ اور یہ سلسلہ نہایت پیچیدہ اور پراسرار حالات پیدا کرتا ہے۔ مصنف ولکی کالنسز۔ قیمت چار روپے آٹھ آنے۔

قاتل ہار ایک حیرت انگیز طلسمی ہار کی خونی داستان۔ جس کے واقعات کی رفتار ایک پل کے لئے نہیں تھمتی۔ مصنف ہے الیس ملیچر۔ قیمت چار روپے۔

دستِ قضا ناول کی ہیروئن فرانسس سیلین اگر پچیس سال کی عمر سے پہلے شادی کرتی ہے تو اپنے باپ کی وصیت کے مطابق لاکھوں روپے کی جائیداد سے محروم رہ جاتی ہے۔ مگر عشق کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ پچیس سال کی عمر سے پہلے ہی خفیہ طور پر شادی کر لیتی ہے۔ ایک رات اس کے باپ کی جائیداد کا ٹرسٹی پُراسرار حالات میں مقتول پایا جاتا ہے۔ نتیجہ کے طور پر شک اس لڑکی اور اس کے شوہر پر کیا جاتا ہے۔ دراصل قاتل کوئی اور تھا۔ اور کون ؟ — مصنف ارل سٹانلے گارڈنر۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے۔

شامتِ اعمال جرم، بدی اور سیاہ کاری سات پردوں میں چھپ کر بھی کی جائے، تو بھی رنگ لائے بغیر نہیں رہتی۔ یہ ناول نہایت پر درد اور سبق آموز ہونے کے علاوہ اسرار عظیم اور رعنان کا ایک زبردست عنصر اپنے اندر رکھتا ہے۔ مصنف لے فون قیمت چار روپے۔

لعل شب چراغ یورپ کے تین بدمعاش برما کے ایک مسمار شہر میں لعلوں کی تلاش کرنے جاتے ہیں ایک ان لعلوں کو لیکر بھاگ آتا ہے۔ باقی دو چینیوں کے ہاتھ آجاتے ہیں۔ جو انہیں اندھا اور گونگا بنا دیتے ہیں۔ انجام حیرت انگیز ہے۔ مصنف گی بوتھبی۔ قیمت تین روپے۔

نقلی نواب آرسین لوپن کا سب سے پہلا اور حیرت انگیز کارنامہ۔ ڈیوک آف چارم ریس جب اپنے ہونے والے سسر کے محل میں بطور مہمان آکر رہتا ہے۔ عجیب اور پراسرار وارداتوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ باوجود اسکے احتیاط کے بھی آرسین لوپن ہمیشہ اپنا کام کر جاتا ہے۔ اور دیکھنے والے حیران و ششدر رہ جاتے ہیں۔ مصنف مارس لیبلانک۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے۔

کرنی کا پھل لندن کے ایک نامی رئیس کا پراسرار حالات میں قتل ہونا اور اس کے ساتھ ہی شہر کے دور افتادہ حصہ میں کسی بدنصیب گمنام عورت کا قتل کیا جانا۔ بظاہر یہ دونوں واقعات ایکدوسرے سے غیر متعلق ہیں۔ مگر ان کی تہ میں ایک خاص راز کام کرتا ہے ——————
مصنف ای فلپس آپنہم۔ قیمت چار روپے۔

اسیر بلا لندن کے ایک نامور وکیل مسٹر لینتہ ویٹ کی چھوٹے سے قصبہ سیلچر کے ایک ہوٹل سے جہاں وہ بغرض سیاحت ٹھہرا ہوا تھا۔ پراسرار حالات میں گمشدگی، اس داستان کا انجام اس قدر عجیب و حیرت انگیز ہے جسکا پڑھنے والے کو خیال ہی نہیں آسکتا۔ مصنف جے ایس فلیچر۔ قیمت 3/-

قاتل کی بیٹی اپنی طرز کا پہلا اور شاید آخری ناول۔ جس کے ہیرو فاتح نارمن کا کردار آپ سے بے اختیار داد تحسین حاصل کریگا۔ کس طرح نارمن نے ایک قاتل کی حسین بیٹی کی مدد سے حقیقت کا انکشاف کیا۔ مصنف برکلے گرے۔ قیمت چار روپے۔

جنگل میں لاش ایک تاریک اور طوفانی رات کو پولیس کانسٹبل جانسن کی لاش آبادی سے دور ویرانے میں پائی جاتی ہے۔ اس کا سر بری طرح کچل دیا گیا تھا لیکن کوئی ہتھیار یا سُراغ ایسا نہیں ملتا جسکی مدد سے مجرم کا پتہ لگ سکے۔ محکمہ جاسوسی کے نامور انسپکٹر جارلٹن کے طریقۂ کار کی داد دئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ مصنف کلفورڈ وِٹنگ۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے۔

مجرم قتل کی واردات کی تحقیقات کرنے والا جاسوس دشمنوں کی سازش کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور اس کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب اصلی مجرم کا پتہ لگتا ہے، تو پڑھنے والا مجسمہ حیرت بن کر رہ جاتا ہے۔ مصنف میری کانرسیلن۔ قیمت تین روپے۔

تہ خانہ کا راز جرم و گناہ کی گرفت میں آیا ہوا آدمی کس طرح حالات کی مجبوری سے ایک کے بعد ایک اور خطا کا مرتکب ہوتا چلا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس بدنصیب کے لئے اپنے ہاتھوں پیدا کی ہوئی دلدل سے بچ کر نکلنے کا کوئی امکان نہیں رہتا۔ مصنف جے ڈبلیو مارش۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے۔

تصانیف منشی پریم چند صاحب مرحوم

آخری تحفہ پریم چند کے افسانوں کا نقش آخر ہے۔ یہ اس زمانہ کی تصنیف ہے۔ جب ان کا ذہن زندگی کے نشیب و فراز سے آشنا ہوکر گرم و سرد کا مزا چکھ کر پختہ کار ہو چکا تھا۔ ان کا اسلوب بیان منجھے منجھے صاف، سادہ، سلیس اور ہموار ہو گیا تھا۔ اس لئے ان کی ادبی کوششوں کا ماحصل ان کے فنی کمالات کا نچوڑ ہی یہ ۲۵۰ صفحے کی کتاب ہے۔ آخری تحفہ منشی صاحب کی تمام تصانیف سے زیادہ مقبول ہوا ہے۔ قیمت دو روپے بارہ آنے۔

جیل۔ منشی پریم چند صاحب مرحوم کے چند افسانوں کا مجموعہ۔ قیمت بارہ آنے۔

قاتل۔ منشی صاحب کے چند افسانوں کا مجموعہ۔ قیمت بارہ آنے۔

وفا کی دیوی۔ منشی صاحب کے چند بہترین افسانوں کا مجموعہ۔ قیمت بارہ آنے۔

ملک الشعراء ڈاکٹر رابندرناتھ ٹیگور مرحوم کے مایہ ناز شاہکار

گیتانجلی معہ تشریح ڈاکٹر صاحب کی یہ وہ لاجواب کتاب ہے جس پر مصنف کو ایک لاکھ ۲۰ ہزار روپے کا نوبل پرائز ملا۔ ٹیگور فلاسفی کے ماہر پروفیسر نرل چندر جی نے اس کتاب میں گیتانجلی کے اصلی مفہوم کو سمجھانے کی پوری کوشش کی ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

اندھیرے میں ڈاکٹر صاحب کے مشہور ہندی ناول "بڑے ہاٹ کی بہو" کا شاندار ترجمہ۔ از جناب پرتھوی راج نشتر۔ قیمت دو روپے۔

کمودنی ڈاکٹر صاحب کی مشہور تصنیف "کمودنی" کا اردو ترجمہ۔ اس کتاب میں انسانی زندگی کے اسرار کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ مترجمہ روشن لال بی اے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

چوکھیر والی یہ ناول بھی ڈاکٹر صاحب موصوف کے بیحد مقبول بنگالی ناول "چوکھیر والی" کا ترجمہ ہے۔ جو کہ حضرت یزدانی جالندھری کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ قیمت تین روپے۔

ڈاک گھر ڈاکٹر صاحب مرحوم کا وہ زندہ جاوید ڈرامہ جو نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے تمام بڑے بڑے ملکوں میں سٹیج پر کھیلا جا چکا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ جناب جمیل احمد صاحب کندھاپوری ایم اے نے کیا ہے۔ قیمت مجلد کتاب بارہ آنے۔

کون کسی کا؟ ڈاکٹر صاحب کا ایک نہایت ہی دلکش اور پاکیزہ ناول۔ یہ داستان ہندوستانی

معاشرت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ جسے ایک دردمند دل نے صفحۂ قرطاس پر منتقل کیا ہے۔ مترجم احسان علی شاہ (بی اے) قیمت ایک روپیہ بارہ آنے۔

کاروانِ حیات سیتا دیوی کا ایک نہایت پاکیزہ ناول، جسے جمیل احمد کندھا پوری نے شگفتہ اردو کا لباس پہنایا ہے۔ حسن و عشق کی رنگینی کے باوجود یہ ناول اس قابل ہے کہ ایک بھائی اسے بغیر جھجک اپنی بہن کو پیش کر سکتا ہے۔ قیمت دو روپے۔

کملا بنگالی زبان کے مشہور ناول "پاروتی" کا اردو ترجمہ ہے۔ جو بنگال کے بارہ مشہور مصنفوں کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے۔ یہ ناول اردو ادب میں اپنی طرز کا نرالا اور پہلا شاہکار ہے۔ یہ ایک پاکیزہ محبت کی داستان ہے۔ جس میں آہوں، آنسوؤں اور مسکراہٹوں کا طوفان آپ کو عجیب دنیا میں لے جائے گا۔ قیمت دو روپیہ۔

ادیب عشق و محبت کی ایک انوکھی مگر پاکیزہ ترین داستان۔ عشق و محبت کے دوش بدوش معصومیت اور سادگی اس ناول کی خاص خوبیاں ہیں۔ خطوط و لیاقت، قابلیت، دولت و ثروت اور افلاس، پاکیزگیٔ نفس اور کمینہ منہ زور جذبات کی سبق آموز جنگ و جدل کا مرقع ہے۔ قیمت تین روپے۔

ٹالسٹائی کی کہانیاں اس ادب اور اخلاق کے بے بہا ذخیرہ میں روس کے عظیم المرتبت ادیب کونٹ ٹالسٹائی کے دس بہترین افسانے شامل ہیں۔ ان کہانیوں کو دنیا کے سرمایۂ ادب میں بلند ترین مقام حاصل ہے۔ ان کہانیوں کا ترجمہ حضرت یزدانی جالندھری کے سحر آفریں قلم کا مرہونِ منت ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ فاضل مترجم نے افسانوں کو ہندوستانی لباس پہنا کر قوم و ادب کی نہایت موزوں خدمت انجام دی ہے۔ قیمت ایک روپیہ بارہ آنے۔

بیٹے اس کتاب کی مصنفہ امریکہ کی نامور ادیبہ پرل ایس بک ہیں۔ جن کو اپنی معرکۃ الآرا کتاب "دھرتی ماتا" کی تصنیف پر نوبل پرائز مل چکا ہے۔ اس کتاب میں "دھرتی ماتا" کے ہیرو وانگ لنگ کے خاندان کے دلچسپ حالات درج کئے گئے ہیں۔ اس کا ترجمہ کرنے میں احسان نے بہت محنت اور احتیاط سے کام لیا ہے۔ قیمت تین روپیہ۔

میری زندگی

اسکول کا ایک کمزور اور نالائق لڑکا کس طرح ہندوستان کا سب سے بڑا انسان بنا۔ مہاتما گاندھی کی خودنوشت داستان حیات جس میں ۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء کی منحوس شام تک کے مکمل حالات درج ہیں۔ دو حصوں میں مکمل۔ قیمت تین روپے۔

میری ڈائری

ہندوستان کی مایہ ناز خاتون مسز وجے لکشمی پنڈت کی اردو میں پہلی خودنوشت کتاب۔ اردو لٹریچر میں ایک قیمتی اضافہ ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

اگست گرڑبڑ

از چمن لال آزاد

ہندوستان نے بہت زیادہ قربانیوں کے بعد آزادی جیسی نعمت حاصل کی ہے۔ یہ احسان ناشناسی ہوگی اگر ہم ان جاں باز بزرگوں، نوجوانوں، بچوں اور دیویوں کو بھلا دیں جنہوں نے اپنی عزیز جان، پُربہار جوانی اور عصمت کی قربانی دے کر آپ کے لئے آزادی جیسی نعمت حاصل کی۔ آزادی کی بلی پر قربان ہونے والوں کی دردناک اور خونی داستان جاننے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ قیمت صرف پانچ روپیہ۔

خیالات گاندھی

مہاتما گاندھی نے کسی بھی مسئلہ پر اظہار رائے کرنے سے پہلے اسے اپنی زندگی کی کسوٹی پر پوری طرح پرکھا ہے۔ تب کہیں اسے عوام کے سامنے رکھا ہے۔ اس کتاب میں مہاتما جی کے ان ہی خیالات کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ مرتبہ پروفیسر نرمل چندر جی آف دیال سنگھ کالج لاہور۔ قیمت دو روپے۔

جھانسی کی رانی

ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی یعنی غدر ۱۸۵۷ء کی بہادر اور جاں باز ہیروئن مہارانی جھانسی کے دل ہلا دینے والے ناقابل فراموش کارناموں کا دلکش مرقع۔ مہارانی نے بکھری ہوئی ہندو قوم کو اکٹھا کر کے ایکتا کا پیغام دیا۔ ہر آزادی کے پرستار کو اس بہادر مہارانی کے کارناموں کو اپنے دل میں محفوظ رکھ کر اس آزادی کی علمبردار رانی کو زندہ جاوید رکھنا چاہیئے۔ قابل مصنف مدن موہن بی اے بی ٹی نے کتاب کو نہایت آسان اور عام فہم زبان اور حسین و دلکش پیرایہ میں لکھا ہے۔ قیمت تین روپیہ۔

پھانسی کی کوٹھری سے (ناول)

از جگناداس اختر ایڈیٹر "تیج" دہلی

بے گناہ کو پھانسی — آخر کیوں؟ یہ ایک ایسے قاتل کی